

GOVERNMENT OF INDIA
DEPARTMENT OF ARCHAEOLOGY
**CENTRAL ARCHAEOLOGICAL
LIBRARY**

CLASS ACC. NO. 2795

CALL NO. 954.16 Fas

D.G.A. 79.

114 Ep

سلسلہ مطبوعات انگریز ترقی اردو (ہند) نمبر ۲۰۸

تاریخ مکہ

(یعنی صوبہ بہار کی مکمل تاریخ)

جس میں ۶۲۲ھ قبل سچ علیہ السلام سے ۱۳۴۲ھ تک تمام تاریخی واقعات و حالات مستند کتب تواریخ سے اخذ کر کے سلسلہ اور مکمل طور پر اصل مأخذ کے عوامل کے ساتھ تفصیل دار

درج کیے گئے ہیں۔

954-16
FAS

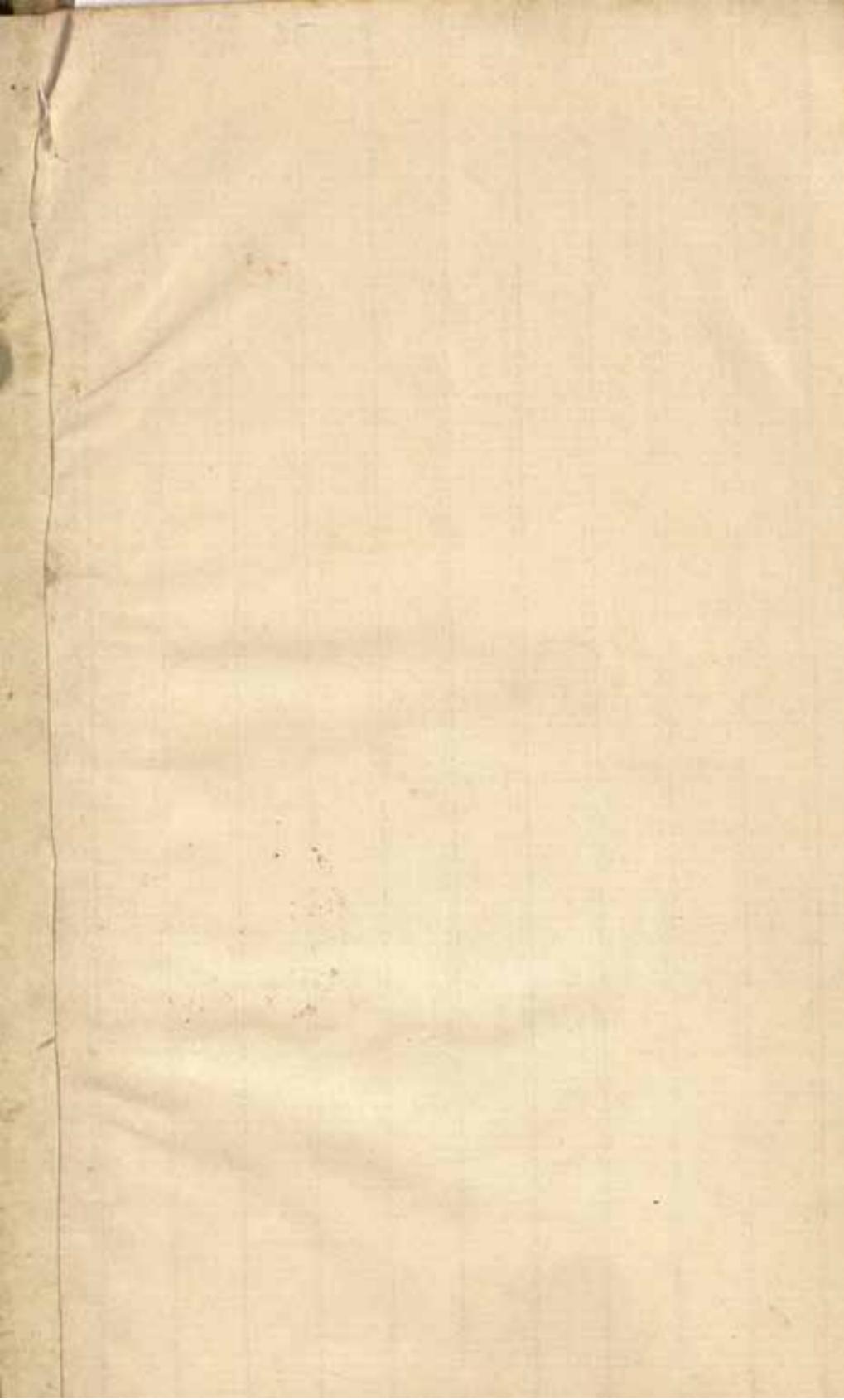
مرتبہ



لکھنؤ تبع الدین بخشی صاحب عظیم آبادی
ریونیو افسرو محسریٹ ریاست سرائے گیلا (اڑیسا)

شائع کردہ 2795

انگریز ترقی اردو (ہند) دہلی



(۴) جس مندر میں قدم کے نشان کا پتھر ہوا اس کے قریب تیس فٹ اونچا ایک سگی پایہ ہے۔ اس کا کتبہ بہت خوب ہو گیا ہے۔ اس کی عبادت کا خلاصہ یہ تھا کہ اشوک نے تین بار حکمِ اعتماد کے ساتھ جسدی پامملکت ہند کو دیدھٹ (دیدھٹی) اسکا نکے لیے نذر کیا۔ اور تین یار اپنا خاص خزانہ ریاستی مطلع ادا کرو اپس لیا۔ (۵) تکمیل شاہی محل (یعنی دارالحکومت) کے ہتھیں ایک سگی جگہ تھا جو ہمارے پہاڑی کی طرح نظر آتا تھا اور اندر کئی دس قدم کے برابر وسیع تھا۔ اشوک نے اس کو دیوتاؤں (ریاجنوں) کے ذریعے سے اپنے چھوٹے بھائی ہمندر کے لیے بنوا�ا تھا۔ یہ عمارت کو دنیا نقیر تھا۔

(۶) قدیم محل (دارالحکومت) سے اُتر اور جنوب سے (جس کا ذکر نمبر ۲ میں کیا گیا) دکن میں ایک بڑا پتھر کا تاد تھا۔ جس میں کھانا رکھ کر نقیروں کو دینے کے لیے اشوک نے دیوتاؤں سے بنایا تھا۔

(۷) تکمیل دارالحکومت سے دکن پھرم چڑاؤں کا ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے جس کے تر پچھے کناروں میں دس میں جھرے ہیں۔ جن کو جنوں نے آپا گستاخ اور دوسرا ارہٹ (اور ویشوں) کے لیے بنایا تھا۔ اس پہاڑ کے ایک جانب ایک قدیم عمارت (منارہ) کی سُنگی نیتو اور ایک تالاب تھا جس کا لہر لاتا ہو پہاڑی آئینے کی طرح صاف تھا۔ دوڑو نزدیک کے لوگ اس کو مقدس پانی کہتے تھے اور اس کو پینے والوں سے غل کرنے سے گناہ کا غبارہ حل جاتا تھا۔

(۸) اس چھوٹی پہاڑی سے دکن پھرم پانچ استوپ تھے جن کی ساخت

لہ اس کے بعد ہند کے نقیر ہوئے کا بسب اور پہاڑی اور جھرے کی تعمیر کا حال ہے۔ تحریر کی کیفیت کسی قدر ناہیں کے بیان میں نہ کوہ ہو چکی ہے۔ اس لیے اس کو مکر لکھا ضروری نہیں۔

A 2795.

D 27 4 55.

Gell 954 16 Fas.

فہرستِ مضمایں

نمبر شمار	ضمون	صفو	نمبر شمار	ضمون	صفو
			۸	زاتی	راجاءات ستو شے ق م تا
۱۸	مقدمہ				۵۲۶ شے ق م
۲۰	باب اول		۹	پائی پتہ کی بنا اور وہ تسبی	ایجاد ای حالت اور شے ق م
۲۶			۱۰	راجاد رکھا شے ق م تا	شہزادان کی حکومت شے ق م
۲۴				۵۰۳ شے ق م	
۲۴	ابتدائی حالات		۱۱	راجا اور شے ق م تا	راجا اور شے ق م تا
				۳۶۹ شے ق م	گھوٹ کے راجا جو اتنے سے متعلق
۲۸			۱۲	رہا بھارت کا بیان	رہا بھارت کا بیان
				سلانوں کی تاریخوں میں بعض	
۲۸			۱۳	روایتیں	روایتیں
				رجالیں ناگ شے ق م	رجالیں ناگ شے ق م
۲۹			۱۴	رجالیں پارٹ ۵-۱۷۵۵ ق م	رجالیں پارٹ ۵-۱۷۵۵ ق م
				بھاتاگو تھم بیٹھ	بھاتاگو تھم بیٹھ
				جنین دھرم کے بانی ہما بری جی	جنین دھرم کے بانی ہما بری جی
				کمال	کمال
			۱۶	اور بیعنی دھرم کا اختلاف	اور بیعنی دھرم کا اختلاف

کے آئین والا استوپ کہلاتا تھا۔

(۱۲۷) شہر کے دکن پھم کوئے سے دسوی سے کچھ زیادہ فاصلے پر ایک قدیم سگرام کی بنا اور ایک استوپ تھا۔ اس جگہ پر واقع تھے جہاں گزشتہ چار میٹر پیٹھے اور ریاضت کرتے تھے۔

مندرجہ بالا بیان طاس ویٹر س کی کتاب ان دی ٹریوس آف یوان چوان
مطبوعہ روائل اشیاک سوسائٹی لندن ۱۹۰۵ء جلد دوم صفحہ ۶۸ تا ۱۰۵ سے جو
اس بارے میں سب سے زیادہ سنتند مانی جاتی ہو ترجمہ کیا گیا۔ مذکور ویڈل نے
اس چینی جاتری کا بیان جوانپنی روپٹ ڈسکوری آف دی اکنکٹ سائٹ آف
پائل پر امطبوعہ ۱۹۰۴ء میں نقل کیا ہے۔ ظاہر ہے میڈل کے ترجمے سے ماخوذ ہو
مقابلہ کرنے پر بعض جگہ خفیف فرق پایا جاتا ہے۔ لیکن مطالب کے اعتبارے
چندان اختلاف نہیں۔

۱۵۱۔ اشوک کا جہنم

یوان چوانگ کے بیان میں (نمبر ۳ میں) اشوک کے جہنم بنانے کا ذکر اور پر
گز چکا ہے۔ اس کی کیفیت یہ ہو کہ روايتوں کے مطابق راجا اشوک بُؤدھ دھرم اختیا
کرنے سے پہلے بہت ظالم تھا۔ تخت نشینی کے بعد ہی اس نے لوگوں کو عذاب
لے اس کے بعد اس اگھوش نامی بحدث کا ایک برجمن کو مناظرے میں شکست ناش بخانگ کوہ ہے۔
ملہ کتاب دیوی اودا نیں مذکور ہے کہ اشوک نے اپنے محل کی پان مسعودیوں کو والیں جھونک
ہلاک کیا تھا۔ اس کے دزیر انور دھن نامی نے اس کو متنه کیا کہ یہ حرکت راجا کے شایان نہیں۔
بہتر ہو کر یہ کام یا ناباط طور پر کسی ملازم کے پر کیا جائے۔ (باقیہ نوٹ صفحہ ۲۸ پر)

پھر نظر نہیں آئی۔ صرف نیجے کا حصہ باقی ہو جو بھر انظر آتا ہے۔ پھر فاصلے سے دیکھنے میں یہ پہاڑی کے طور پر نظر آتے تھے۔ بعد کو لوگوں نے ان کے سرے پر دوسرے چھوٹے استوپ بنوائے۔ ہندستان کی کتابوں کے مطابق جب اشوك نے چوری ہی ہزار استوپ بنوائے قدیم یادگاروں میں پانچ چیزیں (شینگ) موجود تھیں جن میں سے ہر ایک (شینگ) اکے لیے اس نے ایک مالی شان استوپ بنایا جو وہ سری گھوٹوں کے استوپ سے عمدہ تھا۔ مذہبی اعتقاد نہ رکھنے والوں نے یہ بے ثبوت بات بیان کی کہ ان پانچ استوپوں میں نہ راجا کے سات قیمتی ماں (خزانے) تھے۔ اس کے بعد ایک بدعت مہرب راجا اپنی فوج لے کر آیا کہ خزانہ کھود کر کالے لیکن زمین کو زلزلہ ہوا۔ آختاب پر تاریکی چھاگئی۔ استوپوں سے گرج پیدا ہوئی۔ پاہی ہردوہ ہو کر گرپڑے۔ اور ہاتھی گھوڑے بھاگ گئے۔ اس کے بعد کوئی اس کا لالج نہ کر سکا۔

(۱۱) قدیم شہر سے دکھن پڑب کوتار ایک کوتایسینی مُرفا، سنگرام تھا۔ یہ سنگرام بھی اشوك کا بنوایا ہوا تھا۔ یہ بھی منہدم ہو گیا۔ صرف نہ باتی تھی۔ اشوك نے بُزو دھرم اختیار کرنے پر ہمہ ایک ہزار بدھست در دشیوں اور راہبیوں کی مجلس منعقد کی اور ان کے ربی کے لحاظ سے ان کی ضروریات ہیا کر دیں۔ (۱۲) کوکوتار اسنگرام کے لیک جانب بڑا استوپ تھا جس کو آملکا استوپ کہتے تھے۔ آملکا (آمل)، ایک پھل کا نام ہو جو ہند میں دوائے یہ استعمال ہوتا تھا۔

(۱۳) آملکا استوپ سے اتر و پھیم ایک سنگرام میں استوپ تھا جو گھنٹا بجا کر بلائے

لے اس کا حال اشوك کی مرتی حکومت کے بیان میں نکوہ ہو چکا ہے۔

۱۶) راجا ارجن ۲۳۷ء اور چین کا دوسرا وفد

راجا ہرش کے لاولد مرنے پر اس کا وزیر ارجن (آردن آسوہ) حکومت پر قابض ہو گیا۔ اسی زمانے میں بودھ دھرم کی اشاعت کے سلے بیشہنشا چین کی طرف سے دوسرا وفد ہندستان پہنچا۔ ارجن نے ان کو مخالف بمحکم قتل کرایا اور ان کا سارا مال لوث لیا۔ صرف وینگ ہوئن ٹشی (WANG HIUENTH) سرگروہ قاغلہ جو سابق وفد کے ساتھ بھی ہرش کے زمانے میں آچکا تھا کسی طرح بھاگ کرنے پا ہبھا۔

۱۷) ترہت کا محاصرہ ارجن کی گرفتاری اور نیپالیوں کا راج

جب شہنشاہ چین کے وفاد کی تباہی کا حال نیپال اور تبت میں معلوم ہوا۔ تبت کا راجا سونگ ٹان گلپو جس نے شاہ چین کی لڑکی سے شادی کی تھی چینیوں کا مددگار بن گیا۔ اور اپنے پاس کے بارہ سو منتخب پاہیوں کے علاوہ نیپال کے راجا سے جو اس کا ماحت تھا، سات ہزار فوج لے کر ان کے ساتھ کردی۔ اس فوج کی صیحت میں وینگ ہوئن ٹشی نے کوہ ہمالہ سے اُتر کر ترہت کا محاصرہ کیا اور تین دن تک تمام علاقوں میں غارت گری کی۔ ارجن کے تین ہزار پاہی قتل ہوئے اور دس ہزار کے قریب ندیوں میں ڈوب کر ہلاک ہوئے۔ ارجن نے دوسری

(صفحہ ۲۴۲ کا بقیہ لوت) 'Buddhist RECORDS OF THE WESTERN WORLD BOOK VIII P. 86

صفحہ ۲۴۲ بک شی میں بھی یہ میان ہو۔

WORLD BOOK VIII P. 86

لہ شہر لہار (تبت) اسی کا آباد کیا ہوا ہے اس نے ہندستان سے بہت سوں کوئی عکریت کی تربیان

کے حروف تہجی تدوین کرائے (ارلی ہستہی اف انڈیا صفحہ ۲۱۰)

دینے کے لیے ایک جہنم یا قید خان بنوایا، جو بلند دیواروں سے محیط تھا۔ اور اس کے ہر کوئی پر ایک عالی شان منارہ تھا۔ بنظاہر تالاب و باغ وغیرہ سے اس کو دل کش بنایا تھا اور اس کے ساتھ جہنم کے ماند اس میں ایذا پہنچانے کے سامان یعنی دہکتی ہوئی اگل کا تنور اور نوک دار اور تیز دھار کے آلاتِ جراحت وغیرہ جمع کیے تھے اور نہایت جستجو کے بعد چند ریگری نامی ایک مہیب اور شریروادی کو اس جہنم کا داروغہ مقرر کیا تھا۔ ابتداء میں صرف مجرموں کو مزراں میں دی جاتی تھیں لیکن بعد میں اگر کوئی بھولابھکا دھوکے سے آ جاتا تھا تو وہ بھی ہلاک کیا جاتا تھا۔ اور چون کہ اندر اگر کوئی شخص واپس جائے تو پاتا تھا اس میں یہاں کا بھیہ زکھلتا تھا۔ چند ریگری نے بہت لوگوں کو کھو لئے پانی میں ڈال کر آگ میں جلا کر چکل کر اور طرح طرح کی ایذا میں دے کر ہلاک کیا تھا۔ اتفاقاً سعد را نامی ایک سرمنہ (درودیش) دھوکے سے یہاں آگر گرفتار ہو گیا۔ داروغہ نے اس کو کھو لئے پانی میں ڈال دیا لیکن وہ پانی سر ہو گیا۔ اور سرمنہ کنوں کے تخت پر بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔ داروغہ نے اشوک کو اس عجیب واقعہ کی خبر دی اور اشوک نے خود اگر اس محضے کا مشاہدہ اور اعتراف کیا جب اشوک واپس جائے لگا، داروغہ نے اس کو یاد دلایا کہ قاعدے کے مطابق کوئی شخص یہاں اگر زندہ واپس نہیں جا سکتا ہے۔ اشوک نے اپنے بنائے ہوئے قاعدے کا احترام کیا اور حکم دیا کہ چند ریگری جو خود اس کے قبل سے یہاں موجود ہو، پہلے ہلاک کیا جائے۔ چند ریگری تنور میں جلا کر خاک کیا گیا اور اس کے بعد اشوک نے اس جہنم کو سمارگرا دیا اور اپنے قانون تعزیرات میں بھی اس قدر سختیاں کھیل لئے۔ (صفحہ ۱۷۸ کا بقیہ نوٹ)۔ اس پر اشوک نے جیل خانہ بنوایا رعذاب دیئے کا باقاعدہ انتظام کیا۔ لہ ان دسی ٹریلوں آف یوان چوانگ صفحہ ۹۰ سے مخذذ ہو۔ سعد را نامی سرمنہ کے متعلق مہر کا بیان بھی جیسی یاد نے اپنے عقیدے کے مطابق یا اس نے جو دوسروں سے مٹا ہو چکا لکھ دیا۔ (بقیہ صفحہ ۱۷۸ پر)

کا شیرازہ بھر گیا تھا۔ اور ایک زمانے تک اشوب و خدر کی سی
کیفیت رہی۔ اسی برس کی مدت میں جہاں جس کی بن آئی ذہنی قہتا
لوگوں نے اپنا دخل جایا۔ اس زمانے میں مگرہ کے متعلق ایک قابل
ذکر واقعہ یہ ہوا کہ آنگ یا اینگ (ANG) نامی چینی سیاح و
عالم نے ۱۷۴۵ء سے ۱۷۵۰ء تک نالندہ میں قیام کر کے سنکرت
(پالی) زبان اور بودھ دھرم کی کتابوں کا درس حاصل کیا۔ اس نے
گردھا کو ٹاپھڑی (راج گیر) بودھ گیا، دیوالی اور (ترہست) وغیرہ کی
بھی سیر کی تھی۔ یہ بھی یوان چوانگ سے کسی طرح کم شہرت نہ رکھتا تھا۔
اس کی کتاب ہندستان اور ملایا (جزیرہ) میں بودھ دھرم کا "دین"
کے نام سے موجود ہے۔ جس کا انگلیزی ترجمہ ^{MR TAKAKUSU} ملک کو
لے ۱۸۹۴ء میں اسکفورڈ میں شائع کیا ہے۔ اینگ نالندہ سے
بعض قلمی کتابیں بودھ دھرم کے متعلق، اپنے ساتھ چین لے گیا تھا
اوسان میں سے کئی کتابوں کا اس نے ترجمہ بھی کیا تھا۔



لہ جنگلی تھمک اشنٹ جیو گرانی آف انڈیا۔ سرو تک کا ترجمہ شائع ہونے کے قبل مرتب ہوئی
تمی اس نے اس میں اس کا پچھہ جوال نہیں۔
۲۹۲ ارلی ہش روپی آف انڈیا اسفنو۔

فوج جمع کر کے پھر مقابلہ کیا۔ یہکن پھر اس دفعہ اسی شکست نافذ نصیب ہوئی کہ اس کے کئی ہزار پاہی مارے گئے اور یہ خود بھی اپنے تمام اہل دعیاال اور بارہ ہزار پاہیوں کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ اور قیس ہزار گھوڑے اور موشیوں کے علاوہ ارجن کے پانچ سو اسی قبیلے بھی نیپالیوں کے قبیلے میں آگئے۔ کامروپ کا راجا کمار بھی نیپالیوں کا طرف دار ہو گیا تھا۔ اس فتح کے بعد وینگ ہونئ شی ارجن کو زخمیوں میں جکڑ کر چین لے گیا۔ اور اس کے صلے میں انعام حاصل کیے۔ بعد کو جب سنہ ۱۷۵۴ء کے قریب شاہ چین تائی سونگ ۱۷۵۱ء میں اور تو اس کے مقبرے کے درودیوار پر تبت کے راجا سرون ٹان گپتو اور راجا ارجن کی تصویر میں نقش کی گئیں یا۔

ترہت کے ملائے سنہ ۱۷۶۰ء کے قریب تک تبت کی حکومت میں رہے۔ وینگ ہونئ شی نے پھر تسری بار سنہ ۱۷۶۲ء میں ہندستان آگرگلدھ میں بلوڈھ دھرم کی زیارت گاہ ہول کی زیارت کی۔ اور بودھ گیا وغیرہ میں تیر کر کے شہنشاہ چین کے حکم کے مطابق پوشک نند کی۔

(۱۷۵۰ء سے ۱۷۶۲ء تک عام کیفیت)

راجا ہرش کے مرنے پر ارجن کی غاصباہ حکومت اور نیپالیوں کا اس کو گرفتار کر کے لے جانا اور پرند کوڑ ہوا۔ حقیقتاً ہرش کے بعد حکومت

ملہ اولی ہشتہ آف انڈیا صفحہ ۳۴۶ د ۱۷۵۱ء تحریک کرنیں ویٹل مندرجہ پرچہ ایشیا بک کو اولی ریویو بابت جنوری ۱۷۵۲ء۔

اس کی وجہ تسمیہ تو صحیح معلوم نہیں، لیکن رگ وید میں مقام کیکٹ (KA ८८ २) کو غیر ایمن ایسی اصل یادوں کا ملک اور اس کے حکماں کو پر گنہ لکھا ہو اور کیکٹ سے یہی مگدھ دیس مراد ہو۔ اس لیے قیاس کیا گیا ہو کہ مگدھ کو مگنہ کے نام سے کوئی نسبت ضرور ہو۔

جس جگہ موجودہ قصبہ بہار ہو، سابق میں یہاں ایک بستی تھی جو اُندریہ بیان اتنی پوری کہلاتی تھی۔ طبقات ناصری میں سلطان شہاب الدین غوری کے مفتوحہ حملہ کی فہرست میں اونڈ بہار بھی لکھا ہو جس سے ظاہر ہو کہ اس زمانے میں اونڈ نام غیر معروف نہ تھا۔ بہر کیف نہیں کے قریب راجا گوپال نے یہاں ایک بڑا دیہارہ بنوایا اور اس کے بعد اس خاندان کے اور راجاؤں نے وقتاً فوقتاً اسی قصبے کو اپنے دارالحکومت قرار دیا۔ اور دیہارے کی تعمیریں بھی اضافہ کیا گئیں اخنی دیہاروں کے بدب قصبے کا نام دیہارہ ز بہار ہو گیا۔ اور دارالحکومت ہونے کے بعد تمام مگدھ پر اسی نام کا اطلاق ہو گیا۔ یہ بتا ناد شوار ہو کر گوپال خاندان کے کس راجا کے زمانے میں یہ نام قطعی طور پر مشہر ہو گیا۔ کیوں کہ دس گیارہ صدیوں تک تاریخی طور پر مستقل نام بہار ہونے کے بعد بھی کہیں کہیں دیہاتوں میں اس کو مگدھ بولتے ہیں۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بہار نام ہونے کی ابتداء راجا گوپال کے دیہارے بنوانے کے بعد ہی سے ہو۔

اس صوبے میں اسلامی حکومت کا آغاز چھٹی صدی ہجری ربار ہوئیں صدی

لہ نوٹ انشٹ جیوگرافی آف انڈیا صفحہ ۱۸، (دووال ۱۴۰. ۵۸۰)

KIKITAH MAGADHAHVAYAH ABHIDHANA

CHINTAMANI IV. 26

لہ اربی ہستری آف انڈیا صفحہ ۱۲ م تا ۱۳ م۔

باب ششم

پال خاندان کی حکومت تا ۱۹۶۷ء

۱۱، راجا گوپال تا ۱۹۸۵ء

عرضہ دوڑتک کوئی باضابطہ حکومت نہ رہنے پر ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء کے درمیان بیگانے میں گوپال نامی ایک ذی اقتدار شخص کو لوگوں نے اپنا سردار اعلان کیا۔ گوپال بودھ دھرم کے ساتھ غلوکرتا تھا۔ کچھ مدت کے بعد اس نے مگدھ پر بھی اپنا اقتدار قائم کر لیا اور اونہاں پور موجودہ تصبہ بہار میں بڑا وہیارہ تعمیر کرایا۔ گوپال نے پینتالیس سال حکومت کی۔ اس کے متعلق یہی معلوم ہوگا راجپوتانہ کے بناراجا نے ایک بار اس کو ہزیست پہنچائی تھی یہ

۱۲، مگدھ کا نام بہار ہونا

چین کے جاتریوں کے بیانات سے اور تقاہم تاریخی و اجتماعی سے ثابت ہو کہ ساتویں صدی عیسوی تک اضلاع پٹنہ و گیاک سر زمین کو مگدھ دیس کہتے تھے۔ لہاری ہشتری آف انڈیا صفحہ ۱۳۰ء۔ ۱۳۰ جزو کنگم یو ان چوائگ کے بیان سے مگدھ کے مخفی حدکو کرم ناسندی (ضلع شہزادہ) کی سارے تھیں (صفحہ ۱۹۵ انشٹ جو گرانی آف انڈیا)

تحصیں، اسی راجا نے تحریر کر لایا۔ یہ مقام گنگا کے داہنی طرف ایک پہاڑی پر واقع تھا۔

(۳) راجا دیو پال اور اس کے وزراء

دھرم پال کے بعد دیو پال راجا ہوا۔ پال خاندان کے راجاؤں میں یہ بڑا نام در راجا سمجھا جاتا ہے۔ اس کے پس سالار لاویں نامی نے آسام اور کنگا کو فتح کیا۔ دیو پال موگل گیری دیستی موجودہ موگیر (میں بھی دربار کرتا تھا) کیوں کر لیا ہے جاری کیا ہوا اس کا ایک فرمان پایا گیا ہے۔ یہ سخت مستحب بھی تھا۔ بودھ دھرم کے ساتھ خلور کرتا تھا۔ اس نے اس دھرم کے زمانے والوں کو سخت نقصان پہنچایا۔ اور ان کے چالیس قصبوں کو خراب کر دیا۔ دیو پال نے اڑتالیس برس حکومت کی۔ اس کے بعد اس کے پانچ بانشیں اور پتاۓ جاتے ہیں۔ جن کا حال اپنے تحقیق نہیں ہوا۔ انہی کے زمانے میں ایک پہاڑی قوم نے بھی خود سر ہو کر حکومت کی۔

(۴) کبوچہ راجا کا ذکر

پال خاندان کی حکومت کے زمانے میں پہاڑی ملاقوں کے باشدوں نے خود سر ہو کر اپنی قوم کے ایک سردار کو راجا بنایا جو کبوچہ سا جا کے نام سے شہور تھا۔ لہ یہ جگہ ہنوز شناخت میں نہیں آئی ہے۔ لیکن بعض حدودخون نے جن میں ڈاکٹر اسمعیل بھی ہیں قیاس کیا ہے کہ جاہل پور سے بارہ کوس پورب میں پتھر گھٹ میں بکرم سیلا کی عمارتیں تھیں۔ (ارلی ہمنی آف انڈیا صفحہ ۲۱۳) پتھر گھٹ کے سفلی انتیث جو گرانی آف انڈیا صفو ۵۳۶ دیکھنا پا یے۔

صیوی اکے آخر نانے میں ہوا، اور سلطانوں کی تاریخ میں سوانے بھاریاصوبہ بھائے
گدھ کا ہیں نام نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سلطانوں کے نانے سے پہلے گدھ کا
نام تبدیل ہو کر بھار چوچا تھا۔ طبقات ناصری ہو ۱۵۰۰ھ کے قریب تکمی گئی
اس میں گدھ کا نام نہیں دیا گا تا۔ اس میں لکھا ہو کہ "تمامت آں حصار و شہر درہ
بندو بھار بلخت چندی اسم مدرس باشد"

۲۱، راجا دھرم پال ۱۵۰۰ء تا ۱۵۹۷ء

گوپال کے بعد دھرم پال راجا ہوا۔ اس کی مدت حکومت چونٹھ سال بیان
کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر سعید کے خیال میں تیس سال سے کسی طرح کم نہیں ہو سکتی۔ ڈاکٹر
موصوف نے تاریخناہ (بیت کامورخ) کے حوالے سے لکھا ہو کہ دھرم پال نے
اپنی حکومت کو خلیج بنگال کے ساحل سے دہلی اور جالندھر پنجاب تک وسعت
دی۔ اور قنورج کے راجا اندر کو بے دخل کر کے چکر بودھ کو تحفظ نہیں کیا۔ اور
دوسرے راجاؤں نے بھی اس کا استضواب کیا۔ بھاگل پور اور خالم پور میں
دھرم پال کے فرمان کے ستعلق تانبے کی دو تختیاں بھی پائی گئی ہیں۔ ۱۵۸۴ء
کے قریب اس راجا نے پٹلی پتھر میں دوبار بھی کیا تھا اور پندرہ رو رہان میں رچار
مواضعات بطور جائیدادیے تھے جس کا فرمان پٹلی پتھر ہی سے جاری کیا تھا۔
بکرم سیلا کا دیہارہ جس میں ایک سو سات مندر اور چار منزہی تعلیمگاہیں شامل

لے جزوں کی تعداد دہان کو ضلع پینا میں بتاتے ہیں اور ڈاکٹر فرگن اس کو ضلع رنگ پور
میں تحریر کرتے ہیں۔ (اندھی ٹریوس آف یون چو ایگ صفحہ ۱۸۵)

کے شہرور راہب ایقسنامی کے ساتھ ایک مذہبی جماعت کو تینت بیج گلہ بودھ دھرم کی مزید اشاعت کی۔ اس کی مذہبی حکومت صحیح معلوم نہیں۔ اس کے بعد اس کے میئے و گروپال نے تھنہ نہیں حکومت کی۔ اس نے چھیدی خاندان کے گرن نامی راجا کو ایک بارشکت بھی دی تھی۔ اس کے تین بیٹے تھے جن کے نام ہی پال دوم اور سورپال دوم اور رامپال تھے۔

۸۱) ہی پال دوم نامہ ۱۰۸۲ء

ہی پال دوم نے تخت تیں ہو کر اپنے دولنوں بھائیوں یعنی سورپال دوم اور رامپال کو سقید کیا اور حکومت کا نظم بھی درست نہ رکھا۔ اس کے شوے تدبیر سے ملک میں بغاوت کے اباب پیدا ہوئے۔ شمالی ہنگال کے چاسی کیورت یا ماہیثا کے ایک سردار دیوا، یادیو کا نامی نے باغیوں کی مدد سے ہی پال کو قتل کیا اس کے بعد حکومت انھی باغیوں کے قبضے میں آگئی۔ دیوا کا کے بعد اس کے بھتیجے بھیم نامی نے علاقہ ورندر (بارند) میں اپنی حکومت قائم کی تھیں اس کو بھی قیام نہ ہوا اور بالآخر رامپال نے ان کا خاتمہ کیا۔

۸۲) راجارام پال نامہ ۱۰۸۳ء

ہی پال اور دیوا کا اوز بھیم کے ہنگامے میں رامپال نے کسی طرح قیدے لے ار لی ہٹھی آف انڈیا صفحہ ۱۶۳۔ ۱۷۰۔ ۱۷۶ دندراب بارند کھلاتا ہے۔ ورندر میں اضلاع راج شاہی۔ بالدہ۔ وینا چور۔ رنگ پور۔ بوگرا اور بیٹھا شامل تھے۔

اس کی حکومت کا پتا دینا چور میں پھر کے پامپر بیک کتبے سے دریافت ہوا ہو جس میں ششہ ۶ درج ہو۔ جو ساکن ہونے کی صورت میں ششہ ۶ کے برابر ہوتا ہو، پال خاندان کے فریض راجا ہی پال نے نکبوجہ کی حکومت کا خاتمہ کیا۔

۶۱) ہی پال (اول) سال ۱۳۰۴ء تا ۱۳۰۷ء تخت نہیں

دیوبال کے جانشینوں کے بعد اس خاندان کا نواں حکمران ہی پال برا شہور راجا ہوا۔ ۱۳۰۲ء کے قریب چولا خاندان کے راجا راجندر نے جس کا دار الحکومت کا پنجی (دراس کے قریب دکن میں) تھا۔ ہی پال کی حملکت پر چڑھائی کی نیکن کوئی ہزیست نہ پہنچا سکا۔ ۱۳۰۴ء میں ہی پال کے زمانے میں بودھ دھرم کی اشاعت کے لیے پنڈت دھرم پال کے ساتھ مگدھ (بہار) سے ایک نیبی جماعت تبت کو روانہ ہوئی اور انھی کی سی سی سے تبت میں بودھ دھرم کی ازسرنو شوہر ہو ہوئی۔ اس راجا کے زمانے کی کتابوں میں سرناحہ ربانس کے قریب (کاکتبہ ۱۳۰۸ء) سمیت بکرمی کا اور اس کے سر جلوس کا کتبہ مقام باگھورہ (کیلا ضلع پڑہ) میں اور دو پتیل کی سورتیوں پر سر جلوس کے کتبے ضلع سرفرازور میں پائے گئے ہیں۔

۶۲) راجا نیپال اور وگرھ پال سوم سال ۱۳۰۷ء تا ۱۳۰۹ء

ہی پال کے بعد نیپال راجا ہوا۔ اس نے بھی ۱۳۰۸ء کے قریب مگدھ (بہار) کے بکرم سیلا و بہارہ رجس کا ذکر دھرم پال کے حال میں کیا گیا ہوا) سلہاری ہمنی آف انٹیا صفحہ ۱۲۳م -

راجا حکومت کرتا تھا اور ۱۹۷۴ء میں اندر من دیوپال مگر رہبار اکا حکملان تھا۔ مونگیر کا قلعہ اسی کا بنوا یا ہندا بمحاجاتا ہے۔ پال خاندان کے آخر زمانے میں بنگال کے سین خاندان کے راجاؤں نے پال راجاؤں کو بنگال کے اکثر علاقوں سے بے دخل کر دیا تھا۔ لیکن مگدھ (بہار) اور مونگیر کے اطراف میں تمام علاقے محمد بن بختیار خلجی کے حلوں کے قبل تک پال خاندان کی حکومت میں تھے۔ پال خاندان کی حکومت میں بودھ و حرم کی درس گاہیں خوب آباد رہیں۔ اس زمانے میں دھامن اور روپال نامی مصودی، بہت تراشی اور پیل کی سورتیاں ڈھال کر بنائے میں کمال رکھتے تھے۔

محمد بن بختیار خلجی کے حلوں کے وقت اندر من دیوپال خانق ہو گزھاگ گیا اور گنگا کے پار کسی جگہ رذپوش رہا۔ اسی کے بعد سے صوبہ بہار میں اسلامی حکومت کا آغاز ہوا۔

۱۱۱۔ بنگال کے سین راجاؤں کا مختصر حال نے ۱۹۷۰ء تا ۱۹۹۹ء (تحفیناً)

بہار میں پال خاندان کی حکومت کے استیصال کے بعد ہی محمد بن بختیار خلجی نے بنگال کے سین خاندان کی حکومت کا استیصال کر کے شہر کلسنی کو دارالحکومت قرار دیا۔ سین خاندان کے راجا تھیناً سو بر سے بنگلے کے اکثر حص پر قابض تھے۔ باقی خاندان سامت دیوپال اور ہن تھنا ۱۹۷۰ء کے قریب دکھن سے آکر اول سرن ریکھاندی کے کنارے کاسی پور تھی نامی بستی میں جوئی الحال ریاست

نکل کر خاندانی حکومت حاصل کرنے کے لیے ہر طرف معین و مددگار کی جتو شروع کی۔ بڑی سی کے بعد اس نے راشٹر کوت دکھن میں اکے راجا کوئیں کے خاندان ہیں اس نے شادی بھی کی تھی اور بعض دوسرے راجاؤں کو اپنا طرف دار بنایا اور ان کی لک سے بھیم کو شکست دے کر قتل کیا۔ اس کے بعد ہی اس نے متحلا دیں (یعنی اسلام پھیلان و در بخندگ) اور آسام کو بھی فتح کر لیا۔ پھر راجا بھی بیویوں دھرم رکھتا تھا اس یہ اس کے زمانے میں مگر بہار ایسا دھرم والوں کے دیپارے اور عبادت خانے خوب آباد ہوئے۔

۱۰۱۔ پال خاندان کے آخری راجاؤں کا حال ۱۳۱۴ء

۱۹۶

رام پال کے بعد اس کا بیٹا اکار پال راجا ہوا۔ اس نے آسام کی حکومت اپنے ایک وزیر دیدر یہ دیوانی کو تفویض کی۔ ڈاکٹر استھن لکھتے ہیں کہ تاریخ انھوں نے تبت کا مورخ اور بعض بنگالی مصنفوں نے رام پال کو پال کا آخری راجا بنا کر از کم آخری ذی اقتدار راجا لکھا ہے۔ لیکن بعض کتبے پائے گئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ رام پال کے بعد اس خاندان کے پانچ راجاؤں ہوئے۔ ڈاکٹر موصوف کا بیان بیشتر مistrad دی ہے جی کی تحریر پالازاف بنگال سطبو صریح ایسا نہ سو سائیں بنگال جلد ہ باہت ۱۹۱۵ء اور مistrad ہر پر شاد شاستری کی تحریر صدر جب پرچہ بہار و آڑیسہ ریسروج سو سائیں جلد ۱۹۱۵ء دوم ۱۹۱۵ء اور مistrad ہے۔ ان سدار کی تحریر راجا سی پرچے میں ہو) سے ماخوذ ہے۔ بہر کیف کار پال کے بعد دور راجاؤں کے کچھ حالات معلوم نہیں۔ اس کے بعد ۱۹۱۴ء تک گوبن پال

باب سیشم

اقطاع بہار میں اسلامی حکومت کا آغاز

۱۱) منیر و بہار میں مسلمانوں کی آمد

صوبہ بہار میں اسلامی حکومت کا آغاز محمد بن بختیار خلجی کی فتوحات سے ہوا جو آیندہ اوراق میں مذکور ہے۔ لیکن بعض واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد بن بختیار سے پہلے مسلمانوں نے یہاں قدم جانے شروع کر دیے تھے۔ مقامی روایات کے مطابق منیر امنیر، کو اول اول سلطان محمود غزنوی کے پاہیوں نے فتح کیا۔ محمود غزنوی کی تاریخوں میں کوئی لیسا واقعہ پایا نہیں جاتا لیکن ہندستان پر اُس نے جتنے محلے کے ہر ایک کی مفضل کیفیت بھی کسی تاریخ میں مذکور نہیں۔ تاہم تاریخ سالار مسعود غازی سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمود غزنوی کے انتقال سے دو ایک برس پہلے اُس کا ایک شکر اس کے ایک بھائی سالار مسعود غازی کے تحت میں ہندستان آیا۔ سالار مسعود نے مقام سترکھیں قیام کر کے شرقی علاقوں پر چڑھائی کی۔ اکثر راجاؤں نے تحبد ہو کر مقابلہ کیا۔ لیکن ان میں بعض ایسے تھے جو پہلے سے سلطان محمود سے ربط رکھتے تھے اور بعض کو گمان تھا کہ ایک شکرگران سود کی ملک کے لیے غزنیں سے رواند

لے منیر عظیم آباد پشت سے بارہ کوس بیسم شہور تصبہ ہے۔

مورخ یونیکس کا ساری کے نام سے مشہور ہو آباد ہوا۔ سامت دیپ اور اس کا بیٹا
ہماثت سین معمولی درجے کے سردار تھے۔ ہماثت سین کا بیٹا بھی سین ذی افتخار
راجا ہوا۔ اس نے سلطنت کے قریب پال راجا کے بعض علاقوں پر قبضہ کر کے
بنگال میں اپنی حکومت کو دست دی اور اپنی چالیس سال حکومت میں کلناگار
اڑیسہ میں بھی رسوئی قائم کیا۔ بھی سین کے بعد اس کا بیٹا بلاں سین راجا ہوا۔
اس نے ہندوؤں کی قدیم ذات کی تقدیم کو از سر زور رائج کیا اور بنگال کے شہر لکھنؤتی
دگوڈنگر کو اپنادار الحکومت بنایا۔ بلاں سین کے بعد اس کا بیٹا لکھنؤن سین راجا ہوا
اس نے طویل عمر طی اور شہر زندگی کو اپنا استقری بنایا۔ ۱۱۹۹ھ کے قریب محمد بن بختیار
نے اپنیک اس کے محل پر قبضہ کیا۔ لکھنؤن سین پریشان حال کی طرح کشتی کے
ذریعے بھاگ کر بکرم پور (صلح ڈھالک) چلا گیا لیکن اس کی خورتیں اور ملازم اکثر
گرفتار ہوئے اور بہت سالاں دستاع محمد بن بختیار کے ہاتھ آیا۔ زندگی کی نفع کے بعد
محمد بن بختیار نے لکھنؤتی پر بھی قبضہ کرایا جو کئی صدی بعد تک بہار و بنگال کے
لیے دار الحکومت تھا۔ طبقات ناصری میں لکھنؤن سین کو رائے لکھیں لکھا ہو۔ زادہ
حال میں بعض مورخوں نے لکھنؤن سین اور رائے لکھیں کو دو جدا شخص قیاس کیا
ہو۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔



ہست متعول از بزرگان سلف سال آں "دین محمد شد توی"

ان سفینوں کے روزے حضرت تاج فقیہ اور قطب سالار کے آئے سے پہلے ایک مسلمان سوتھن عارف نامی نیر میں رہتا تھا جس کو راجا نیر سے سخت ایذا میں پہنچتی تھیں۔ موسن عارف نے تک آکر مدینہ کی راہ لی اور وہاں جاگر حضرت تاج فقیہ کو اپنا ماجرہ کہا۔ حضرت تاج فقیہ جن کا اصل دلن خلیل الرحمن از بر و (HEBRO N) تھا ایک گروہ کو سانحہ کر گز نہیں ہوتے ہوئے نیر پہنچے اور راجا نیر سے جنگ کر کے نیر پر قابض ہوئے۔

بہرحال اس زمانے میں موسن عارف یا کسی مسلمان کا باشندہ نیز ہونا اس طور پر قریں قیاس ہو سکتا ہے کہ سعود غازی کے ساتھیوں میں سے کسی نے نیر آکر سکونت اختیار کر لی تھی اور اسی کی نسل میں موسن عارف تاج فقیہ اور قطب سالار کے زمانے میں نیر کا باشندہ تھا۔ تاریخ آئینہ اودھ (صفو ۱۵۲)

میں مذکور ہے کہ "خواجہ عادل بخشی جو سالار سعود کے ہم جد تھے اور محاربہ مجاہد ان سالار سعود میں شریک تھے، ان کی اولاد بہراج میں اب تک موجود ہے۔ اس بیان سے بھی اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔

نیر کے رہنے والے ایک بڑھان گیر نامی نے ایک دعوے کے

لئے وید شرف مولف شاہ فرزند علی صوفی صفحہ ۸۳۔ مذکورۃ الکرام مولف شاہ کبیل الدین احمد صفو ۴۰۴م و آثار شرف مولف شرف قاضی سید انور الحسن صفحہ ۴۷۔ آخر الذکر کتاب میں موسن عارف کے بعد صایک کا اضافہ بھی ہے۔ ممکن ہے موسن عارف بجائے نام کے لقب ہو ۱۲
لئے مولف وید شرف نے اس کو بیت المقدس کا ایک محلہ قیاس کیا ہے لیکن حقیقتاً یہ بگ بیت المقدس سے تمیں میں کے فاصلہ پر ہے اور مشہور زیارت گاہ ہے ۱۲

ہو چاہتا ہو۔ بہرحال سعود نے اکثر راجا ڈس کوشکت دے کر ان کی مخدود طاقت کا استیصال کیا۔ لیکن بالآخر خود بھی مقتول ہو کر بہرائچ میں مدفون ہوا۔ اس کے بعد تقریباً ایک سو سالہ بر سر تک سلاطین عزیزین کا کوئی شکر ادھر نہ آیا۔ سالار سعود کے شکر کا اطراف بنا رہا تک آناصرت طور پر نہ کوئی ہرگز اور بی بھی لکھا ہو کر تمام اطراف میں کم تر کوئی مقام ہو گا جہاں ان پا ہیوں نے جنگ نہیں ہو۔ سالار سعود کے بعد اس گروہ کے پس ماندہ افراد مختلف اطراف میں منتشر ہو کر رہ گئے یہ جن جن مقاموں میں سعود غازی کے پا ہیوں نے جنگ کی اور مقتول ہو کر مدفن ہوئے ہام طور پر گنج شہید ایں کے نام سے مشہور ہیں۔ اطراف کڑھے مانگ پور۔ غازی پور۔ سیوان (ضلع سارن) کے علاوہ خاص قصیدہ منیر میں بھی ایسی جگہ موجود ہو جہاں اس واسطے کی یادگاریں سالاد میل ہو اگر تا ہو جو حفاظی میان کے نیلے کے نام سے مشہور ہو۔

منیر کے مخدوم زادوں کے سفینوں سے پایا جاتا ہو کر لے (۱۱۷۵ھ)

میں حضرت تاج فقید اور قطب سالار نے راجا منیر کو شکست دے کر منیر رقیبہ کیا۔ قطب سالار کا مزار منیر سے دویں پورب موضع جہاد و ان میں سجدہ کے پس پشت میدان میں واقع ہے۔ اس جنگ میں جو سلطان شریک تھے ان میں بھی آدمیوں کے نام بھی سفینوں میں مذکور ہیں اور اس نج کی تاریخ حسب ذیل ہو۔

یافت چوں بر راجہ منیر ظفر دادا مام ازوین جہا نے رانوی

له غلاصہ تاریخ سالار سعود غازی صفحہ ۱۱۲ اور مزید تحقیقات کے لیے مرات مسعودی اور تاریخ ملک محمد عزیز نوی دیکھنی چاہیے۔ منیر میں بڑی درگاہ کے امامتے میں ایک تبرکو لوگ سلطان محمود عزیز نوی کے کسی عزیز تاج الدین کھاندانگاہ (شاید خاندانگاہ ہے) کی قبر تلتے ہیں اس کی تحقیق حال ہر

دہاں سے بعض مریدوں کے ساتھ پھر بادشاہ غزی کے پاس آئے اور شاہی فوج کی سیاست میں دوبارہ ہندستان آگرہ نواحی دہلی میں مقیم ہوئے۔

^{۵۶۶} میں حضرت تاج فقیہ کامنیر فتح کرنے جاؤ اور مذکور ہوا تاریخی طور پر بالکل صحیح ثابت ہوتا ہے، اس لیے کہ تاج فقیہ مخدوم شیخ مسیحی منیری پدر مخدوم شرف الدین منیری کے جد تھے اور مخدوم شرف الدین منیری اور ان کے معاقر کا زمانہ متعدد تاریخوں اور تذکروں سے ثابت ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ مخدوم شرف الدین منیری کی ولادت ^{۵۶۷} میں ہوئی، اس لیے ان سے اور پرستن پشتلوں (یعنی یحییٰ ابن اسرائیل ابن تاج فقیہ) کے لیے پچاسی برس کی مدت قریب تیاس اور صحیح معلوم ہوتی ہے۔

بہر حال طبقاتِ ناصری (صفحہ ۱۱۲۰) کے رو سے سلطان شہاب الدین غوری نے بنارس تک فتح کیا اور تاریخ فرشتہ (جلد اول صفحہ ۱۹۵) میں مذکور ہر کہ اس سلطان نے "تابلا دینگال" فتح کر لیا۔

۲۱) اختیار الدین محمد بن بختیار خلجی ^{۵۹۰} تا ^{۶۰۲} هـ

(۱۱۹۲-۱۲۰۳ء)

پہلا شخص جس نے بہار و بنگال میں اسلامی حکومت قائم کی اختیار الدین محمد بن بختیار خلجی تھا۔ محمد بن بختیار خلج و غور و بلادگر میر کے اکابر میں تھلیل اش منصب میں اول سلطان معز الدین سام رشہاب الدین غوری کے پاس غزی میں حاضر ہوا۔ پھر وہاں سے دہلی چلا آیا لیکن یہاں بھی حب مل خواہ کام نہ پہنچے پر سپہ سالار ہنرالدین حسن اربن کی خدمت میں بداوں پہنچا۔ پھر

ثبوت میں عدالت میں ایک تابے کی تختی پیش کی جس کی روئے قنوج کے راجا گوبند چندر نے پشاویر (یعنی پر گندہ) منیر میں پڑھی نامی ایک موضع ایک بریمن کو عطا کیا۔ اس لوح پر خورست درج ہو حاصل کے روے شاہزادہ کے موافق ہوتا ہوا اور اس میں یہ فرمان درج ہو کہ اس حکم کھطابات تمام مطالبات مع مال گزاری تجارتی محصول اور ترکوں کا محسول (فابیا جزیرہ مراد ہو گا) جو تاحال تم ادا کرتے آئے ہوادا کرنا ہے۔ اس لوح کی روے شاہزادہ کے قبل ترک لوگ علاقہ منیر میں مال گزاری یا محسول (یا جزیرہ) وصول کرتے تھے، اور یہ زمانہ محمد بن جنتیار خلجی کی فتح سے چھیاٹھ برس قبل کا ہے، لہذا اس کتبے کے اعتبار سے بھی رقم کے بیان کی تائید ہوئی ہے۔

سلطین عز زنی کے عہد میں ایک مسلمان یلاح کا اس طرف سے گزرا ایک اور روایت سے بھی دریافت ہوا ہے جو اس موقع پر تاریخ آئینہ اودھ (صفو ۱۵۳) کے حوالے سے مختصر انقل کی جاتی ہے۔

"تذکرہ محاربہ جاہدۃ امیر کبیر سید قطب الدین محمد بن جو عنی میں ہوا اور وہ کتب خاتہ اولاد سید فضل اللہ گوشائیں محلہ بارہ دری سن محلات بہار سے ملا تھا۔ شخص اس کا نام ہے کہ امیر کبیر موصوف رج کر کے جدہ سے جہاں پر خلیج بنگال ہو گر اس ملک میں داخل ہوئے اور برہا خلکی افغانستان ہو کر وطن جانے کے عزم سے کڑھ مانک کی طرف روانہ ہوئے۔ راہ میں ہندوؤں نے پلچھ پلچھ کہ کر کیس ٹھیکرنے دیا اور سخت ایذا پہنچائی، بالآخر کسی طرح برہا خلکی مارنے والوں پر ہوئے، اور

لہ اصل عبارت میں انگریزی ترجمہ شاہزادہ ۱۹۱۷ء میں جرزل بہار و آڑیسہ ریس چن سوسائٹی کے پرمنیجہ بلڈ ۲ میں شائع ہو چکی ہے۔

کوئی ان کا مضمون نہ بتا سکا۔

فتح کے بعد محمد بن بختیار مال غنیمت لے کر سلطان قطب الدین ایک کع پاس حاضر ہوا لیکن دربارداروں نے سعدگر کے سلطان کو اس کی بہادری کا احتیا بیٹے پر آمادہ کیا۔ محمد بن بختیار نے ایک فیل سوت سے مقابلہ کر کے گزر کی ایک ہی زد میں فیل کو بھگا دیا۔ سلطان نے خوش ہو کر اس کو انعام سے سرفراز کیا اور درباریوں سے بھی انعام دلوائے۔ محمد بن بختیار نے تمام انعام کو اسی جلے میں تعمیر کر دیا، اور پھر بہار و اپس آگر ایک شکر فراہم کر کے شہر دیار بھگا لے، پر چڑھائی کی اور سین خاندان کے راجا "لکھید" رکھن میں کوشکت و سکر بیگناہ پر قبضہ کر لیا اور شہر لکھنوتی رگوڑا کو اپنادار اسلطنت یا ناگر سلطان دہلی کا ایک و خطبہ جاری کر کے تمام علاقوں میں سجدیں، مدرسے، خانقاہیں، سرائیں اور سڑکیں بنوائیں، اور کچھ مال غنیمت سلطان کے پاس روانہ کیا۔

شہاب الدین سراج مولف طبقات ناصری لکھتا ہے کہ "بہار کی فتح کے وقت جب محمد بن بختیار قوت و دلیری سے دروازہ حصان تک پہنچا اہل فرنگا نے دو فوجیہ شخص جن کے نام نظام الدین و صاحب الدین تھے (اور آپس میں بھائی تھے) اس سعر کے میں محمد بن بختیار کے ساتھ تھے انہی میں سے صاحب الدین نے فتح بہار کا چشم دید و اقعد نائلہ میں لکھنوتی میں خود بجھ سے بیان کیا۔"

بنگال کی فتح کے چند سال بعد محمد بن بختیار نے کوچ بہار کی راہ سے ملک تبت پر چڑھائی کی۔ یہی پہلا شخص معلوم ہوتا ہے جس نے اس راہ سے تبت پر فوج کشی کی۔ اس مہم میں بعض وجوہ سے اس کو سخت ناکامی ہوئی۔ دس ہزار آدمیوں میں سے پہنچ سو سو اسوار سلامی کے ساتھ داپس آئے۔

پچھے عرصے کے بعد یہاں سے اور وہ کی طرف اگر بیک حسام الدین اغلبیک کا ملازم جوغا۔ اسی اثنائیں محمد بن بختیار نے گھوڑے اور ہتھیار فراہم کر لیے اور سلطان سعید الدین سام کے سفتوحہ حاکم سے مقام سہلت و سہلی میں رامز اپور کے قریب، جاگیر بھی حاصل کر لی اور یہیں سے نیرو بہار پر ایلغار کر کے ایں غنیمت حاصل کرتا رہا۔

اسی زمانے میں خور و خراسان و غزنی و مرؤے ایک جماعت ہندستان اگر پر انہوں ہر درستی تھی۔ محمد بن بختیار کی شہرت سن کر اس کے پاس افرادِ ہم ہوئی اور محمد بن بختیار کو بھی ان کے آنے سے بڑی تقویت ہوئی۔ رفتہ رفتہ سلطان قطب الدین ایک کو اس کی شہرت کا حال معلوم ہوا۔ سلطان نے اس کو اپنے پاس بٹا کر بڑی عزت کی۔ اس عرصے میں بہار و بنگال میں لوگوں کے دلوں میں محمد بن بختیار کی جنادت کا رعب بیٹھ گیا تھا۔ دو ایک برس اطراف نیز د بہار پر اچانک حلے کرنے کے بعد محمد بن بختیار نے حصار بہار کو ختح کر لیئے کاہبیت کر لیا، اور دوسو سواروں کو ساتھ لے کر غلیت دیلری دیہادری سے جنگ کر کے قلعہ بہار پر قبضہ کر لیا۔ یہاں کا راجا اندر سن دیوبال بھاگ کر بُپوش ہو گیا۔

طبقات ناصری کے مطابق اس وقت بہار کے اکثر باشندے "مرمنڈے" بہمن "زمینی بڑوہ" دھرم کے راہب (تھے جو اسی سر کے میں قتل ہوئے) سلافوں نے دیہاروں میں بہت سی کتابیں پائیں اور بعض گردہ کو طلب کر کے ان کے مطالب کی تحقیق چاہی لیکن راہب قتل ہو پکے تھے اس لیے

(۳) عز الدین محمد شیران سنه ۶۰۵ھ (۱۲۰۶ء)

تہمت کی ہم پر روانہ ہوتے وقت محمد بن بختیار نے امراء خلنج سے عز الدین محمد شیران اور اس کے بھائی احمد اپر ان کو کسی قدر فوج کے ساتھ لکھنوتی وجاجہگر کی طرف رخصت کیا تھا۔ محمد بن بختیار کی واپسی کے بعد جب اس کے حادثے کی خبر شہر ہوئی محمد شیران نے علی مردان کو اس کی جاگیر نازکوٹ میں گرفتار کر کے یا با اصفہانی کو توال کے حوالے کیا۔ اس وقت تمام امرا اپنی اپنی جاگروں پر مستصرف تھے اور محمد شیران خلنجوں میں برزگ تر تھا۔ اس نے بھوں نے اس کی اطاعت قبول کی۔

بکالار کی نفع کے زمانے کا اس کا ایک واقعہ یہ ہوا کہ جس وقت محمد بن بختیار نے ندیا پر چڑھائی کی اس کے بعد محمد شیران تین دن مفقود اخبار رہا، اور تمام امرا کو اس کی سخت تشویش تھی۔ آخر معلوم ہوا کہ محمد شیران نے جگل میں رائے لکھیں کے سڑھہ ہاتھیوں کو تھیں فیل بانوں کے گرفتار کر کھا ہے۔ اس وقت سواروں کو پیچ کر محمد شیران نے ہاتھیوں کے ملوا یا گیا۔ محمد شیران کا باقی حال قائم ازرومی کے حالات کے ساتھ ذکر ہو گا۔

(۴) قائم ازرومی سنه ۶۰۵ھ تا ۶۰۶ھ (۱۲۰۶-۱۲۰۷ء)

عز الدین محمد شیران کی حکومت کے زمانے میں علی مردان خلنجی جس کو اس نے

محمد بن بختیار کی واپسی پر خلیجیوں کی عورتیں اور رام کے جن کے قرابت مختلف بھائیوں نے محمد بن بختیار کو سیراہ گالیاں اور بدوز عائیں دیتے تھے اور اسی صدرے سے بیمار ہو گراں نے ۴۰۲ھ میں استقال کیا۔ مرنے سے پہلے کہا کرتا تھا کہ شاید ملک حسام الدین اغلبک پر کوئی حادثہ ہو تو جواب قبال نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہو۔ واقعی انھی دنوں میں ملک مذکور تسلیم ہوا تھا۔

طبقات ناصری میں ایک اور روایت یہ لکھی ہے کہ محمد بن بختیار کا ایک سردار علی مردان خلبی اپنی جائیگر سے دیوکوت آیا اور محمد بن بختیار کے سکان میں جہاں تین دن سے کوئی اس کو دستکھنے کو نہ گیا تھا داخل ہو گراں نے اس کے منہ سے چادر اٹھائی اور خبر سے اس کا کام تمام کیا۔

محمد بن بختیار کی جسمانی ہیئت بھی غیر معمولی تھی۔ اس کے ہاتھ اس تدریجی تھے کہ کھڑا ہو کر ہاتھ چھوڑ دیتا تھا تو انگلیاں گھٹنوں کے نیچے تک پہنچتی تھیں۔ رائے لکھن میں کو برہمنوں نے پیشیں گوئی کر کے ڈرایا تھا کہ اسی پیشی کا شریں اس کی حکومت کا خاتمہ کر دے گا۔

لہ تاریخ فرضہ جلد ۲ صفحہ ۳۴ میں لکھا ہو کر اس کا جنازہ بہار میں لاکر دفن کیا گیا۔ لیکن طبقات ناصری میں مدفن کا کوئی ذکر نہیں۔ قصبه بہار میں محلہ عمار پورہ سے پچھم و دکھن جانب ایک کشادہ میدان میں گنبد نامعمارت ہے جس میں چند قبور ہیں۔ بعض ذی علم مقامی بزرگوں کی تحقیق میں محمد بن بختیار انھی قبور میں سے ایک قبر میں مدفون ہے۔ اس محلہ کو نصیر پور بھی کہتے ہیں۔ لہ پوزار بیان طبقات ناصری صفحہ ۳۴۱، ۳۵۱ سے ماخونم ہے۔ ۱۲

اسی حالت میں ایک دن علی مردان نے سلطان تاج الدین یلدز کی شکار گاہ میں اس کے ایک سردار سالار ظفر نامی سے کہا کہ اگر تم کہو تو ابھی ایک نیر سے سلطان یلدز کو ہلاک کر کے اسی جگہ تم کو بادشاہ بناؤ۔ سالار ظفر نے ازراہ و انش مندی علی مردان کو اس حرکت سے باز رکھا اور شکار گاہ سے واپس جا کر دو گھوڑے ہوا کر کے اس کو ہندستان واپس نیچ ڈیا۔ اس کی واپسی پر قطب الدین ایوب نے اس کو حمالک لکھنؤتی (بہار و بہگال) کی حکومت پر مامور کیا۔ اس کے واپس آنے کی خبر پاک رحام الدین عوض حسین نے کوسی ندی تک اکر اس کا استقبال کیا۔ سلطان قطب الدین ایوب کی زندگی تک علی مردان نے اس کی اطاعت کی لیکن شاہ میں سلطان ایوب چوگان بازی میں گھوڑے سے گر گر گیا۔ اس وقت علی مردان بھی خود سر بن بیٹھا اور اپنا نقب سلطان علام الدین رکھ کر خطبہ دیکھ جاری کیا۔ آخر اس کے عزوف و تعدی سے آزدہ ہو کر امراء طیخ نے سازش کر کے اس کو مارڈا۔^{۱۷}

۴۶) حسام الدین عوض حسین ملقب سلطان غیاث الدین

عوض حسین بخطی شاہ تاش ۴۲۳ھ (۱۳۶۴ء)

ملک حسام الدین عوض حسین ابتدا میں علاقہ گنگوتری کا جاگیر دار تھا۔

سلیمانی طبقات ناصری صفحہ ۱۵۹ - ۱۶۰ - (رمیاض اسلامیین صفحہ ۴۹ میں دبلي سے

فوج کا آنابھی لکھا ہے)

تید کیا تھا کسی طرح کو تو اس کو سازش میں لاگر قید سے نکل بھاگا اور دہلی ہنچ کر سلطان قطب الدین ایوب سے شیران کی خود محترمی کاشا کی ہوا۔ سلطان نے قائمazar می حاکم اودھ کو بہار و بنگال کے بندوبست کے لیے روانہ کیا۔ قائماز کے آئے پر پھر کے جائیگر داروں نے کوئی مزاحمت نہ کی لیکن بنگال میں سوائے ملک حام الدین عوض حسین خلجی حاکم گنگوترا کے کسی نے اس کی اطاعت نہ کی بلکہ مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ قائماز نے دیلوکوٹ کا علاقہ حام الدین کو تفویض کیا اور خود بہار کی طرف واپس آیا۔ اس کے پیش پیشہ تھے ہی محمد شیران اور بعض خلجی سرداروں نے دیلوکوٹ پر چڑھائی کر دی۔ قائماز نے بہار سے پھر بنگال جا کر جنگ کی اور مخالفوں کو منہزم کیا لیکن اس کے بعد ہی خلجی سرداروں نے خاذ جنگ کر کے محمد شیران کو مار دیا۔ قائماز نے سلطان کی ہدایت کے مطابق تمام علاقے کو خلجی سرداروں میں تقسیم کر دیا۔^{۱۵}

(۵) علی مردان خلجی شاہ تا ۴۰۸ھ (۱۲۱۰-۱۲۰۶ھ)

علی مردان کا قید سے نکل کر قطب الدین ایوب کے پاس پہنچنا اور پرندگان چوچکا ہوا اس دفت سلطان نذکور یلدز کی مہم پر روانہ ہوئے کاہتیہ کر رہا تھا۔ اس نے علی خوار کو بھی ساتھ لیا۔ علی مردان نے غزنی کے محاصرے میں بعض قابیں قدر خدمتیں انجام دیں، لیکن امیر یلدز نے کسی طرح قابو پا کر اس کو قید کر لیا۔

(۸) ناصرالدین بن القشش اور سلطان غیاث الدین

عوض حسین ۶۲۳ھ تا ۶۲۷ھ (۱۲۴۸-۱۲۵۴ء)

سلطان القشش نے سلطان غیاث الدین کی مخالفت سے بر جم ہو کر اپنے
بیٹے ناصر الدین کو بہار و بنگال کی تسبیر کے لیے رواد کیا۔ ۶۲۳ھ میں ناصر الدین اور
عزم اللہ جانی کے فراہم کیے ہوئے شکر کو ساتھ لے کر بنگال کی طرف روانہ ہوا۔
اور لکھنوتی پنجھ کراس پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت سلطان غیاث الدین عوض شرقی
بنگال میں تھا۔ خبر پاک فوراً لکھنوتی کی طرف واپس آیا۔ شہر سے باہر ناصر الدین
کی فوج سے مقابلہ ہوا اور اسی معرکے میں سلطان غیاث الدین عوض قتل ہوا۔
طبقات ناصری میں اس کی مدت حکومت بارہ برس لکھی ہو۔ اس مدت
میں اس نے رفاه کے کام بھی بہت کیے۔ محمد بن بختیار کی بنوائی ہوئی سڑک
جودیو کوٹ سے بیر بھوٹ تک دس دن کی راہ ہوا۔ اسی نے کمل کی ۶۲۷ھ میں
مولف طبقات ناصری نے اس کے بنوائے ہوئے پل اور بعض خیرات کے
کاموں کے آثار خود بھی دیکھئے تھے۔ اور اس کا بیان ہو کہ اس کے کاظمیر کے سبب
سلطان القشش ہوتا اس کا ذکر تعظیماً سلطان غیاث الدین کے لقب کے ساتھ
کرتا تھا۔ بہر کیف اس کی رعایا پروردی، سخاوت اور الوالعزمی کے بسب ہر توڑخ
اس کا مذاح ہو۔

ناصر الدین بن القشش نے تقریباً دو برس بہار و بنگال میں حکومت کی ۶۲۷ھ میں
اس نے بنگال ہی میں انتقال کیا اور اس کی لاش دہلی لے جا کر دفن کی گئی۔ اس کا

قام از زریمی نے اس کو دیکھوٹ کا علاقہ تغوبیض کیا۔ علی مردان کے مارے جائے پر حسام الدین بلاکسی مذاہمت کے بر سر حکومت ہو گیا۔ اس نے اپنا القب ملھا^۲ غیاث الدین رکھ کر سید و خطبہ جاری کیا اور اڑیسہ اور ترہبہت پر چڑھائی کر کے بہت سالی نیمت اور خراج وصول کیا، لیکن سلطان دہلی کو اس میں سے کچھ نہ بھجا۔ سلطان شمس الدین انتش کو یہ خود سری سخت ناگوار ہوئی ۱۲۳۴ء میں سلطان انتش نے بہار و بنگال پر فوج کشی کی اور بیشتر کسی شدید مذاہمت کے قبضہ کریا۔ اس وقت سلطان غیاث الدین حوض حسین نے اُنہیں رنجیر فیل اور اسی ہزار سوکھ خراج دینا قبول کر کے صلح کر لی۔ ان شرائط پر سلطان انتش نے بنگال کو سلطان غیاث الدین کے دخل میں رہنے دیا اور بہار اگر بلکہ علام الدین جانی کو بہار کا ناظم مقرر کیا۔ سلطان غیاث الدین عوض کے باقی حالات سلسلے وار ملتے جائیں گے۔

۱۷) علام الدین جانی سلسہ ۱۲۳۴ء

ملک علام الدین جانی غالباً بہار میں کوئی انتظام بھی نہ کرنے پایا تھا کہ سلطان انتش کے پیٹھ پیسیرے ہی سلطان غیاث الدین عوض نے بہار اگر علام الدین جانی کو حادہ بہار سے نکال دیا اور بہار و ترہبہت پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

۱۸) طبقات ناصری میں لکھا ہو کسی درویش کی اشارت سے ملک حسام الدین نے ہندستان آگر محمد بن ختیار کی رفاقت اختیار کی تھی۔

۱۹) طبقات ناصری صفحہ ۱۶۳۔ طبقات اکبری جلد اصغری ۵۶ اور دوسری تاریخوں میں بھی یہ روایت ہو لیکن اصلی اخنط طبقات ناصری ہے۔

سلطان نے اول اس کو بعض خدمات کے صلے میں سرستی کی حکومت عطا کی۔ پھر اقطاع بہار کی حکومت دی اور پھر علام الدین جانی کے عزیزول ہوتے پر بڑا دلکشی کی حکومت اس کے پرتو کردی۔ اس نے بگال سے چند باتیں سلطان کی خدمت میں روانہ کیے اور اس کے صلے میں بیان ترتیب اخ طاب پایا۔ ۱۲۳۷ء میں اس نے انتقال کیا۔

(۱۱) عز الدین طغل طغناں خان ۶۲۹ھ تا ۶۳۲ھ (۱۲۳۳ء - ۱۲۳۶ء)

۶۲۹ھ میں جب سیف الدین ایک بہار سے بگال کی حکومت پر مأمور ہوا، عز الدین طغل طغناں نے اس کی جگہ پر اقطاع بہار کی حکومت پائی، اور ۶۳۲ھ میں سیف الدین کے مرلنے پر طغناں خان بگال میں اس کا جانشین قرار پایا۔

۶۳۲ھ میں سلطان المنش کے مرلنے پر سلطان رضیہ تخت نشین ہوئی۔ اس وقت طغناں خان بعض قیمتی تحریف بھیج کر چیزوں را بیعت سے سرافراز ہوا اور اسی کے بعد اس نے ترجمت کے علاقوں سے بھی بہت سال ماضی کیا۔ بہار و بگال پر پورا سلطنت ہو جانے کے بعد طغناں خان نے ۶۳۵ھ میں شرف الملک اشعری ریاست فرمی (کو دہلی بھیج کر شاہی فرمان کی استعمالی)۔ اس وقت

له جبقات ناصری صفوہ ۲۳۹ (بازار سلاطین صفوہ ۲)، میں لکھا ہو کہ لوگوں نے اس کو زہر کر کے مار دیا اور اس کی تدبیت حکومت بڑا سال لکھی ہے)۔ له جبقات ناصری صفوہ ۲۴۲

مقبرہ جس کو اس کے باپ سلطان المنش نے ۶۲۹ھ میں تعمیر کرایا تھا، مقبرہ غازی کے نام سے مشہور ہے۔

۹) عزّالملک علام الدین جانی ۶۲۶ھ تا ۶۲۹ھ (۱۲۳۱-۲۸)

ناصر الدین کے مرثے پر خلجی سرداروں نے پھر سر اٹھایا۔ سلطان المنش جوان بیٹے کی اچانک سوت سے سخت غم زدہ تھا اس لیے بہار و بگار کا کوئی انتظام فوراً نہ کر سکا۔ لیکن دوسرا رے ہی برس ۶۲۶ھ میں ایک بھاری شکر کے ساتھ خود ادھر آیا اور بعض خلجی سرداروں کو زیر کر کے تمام نظام حکومت عزّالملک علام الدین جانی کو تفویض کیا۔ طبقات ناصری میں سلطان المنش کی فتوحات میں بہار و تربت کے ملاوہ "فتح در بجنگ" بھی ذکور ہے۔

بہر کیف سلطان المنش کے واپس چالنے کے کچھ عرصے کے بعد علام الدین جانی کسی بسب سے محروم ہوا۔

۱۰) ملک سیف الدین ایک پغان تا ۶۲۹ھ تا ۶۳۳ھ (۱۲۳۲-۳۱)

سیف الدین ایک (خطامی ترک) سلطان المنش کے غلاموں میں تھا۔

له طبقات ناصری صفو ۱۰۵ ریاض اسلامیں صفحہ ۶۱ میں اس کی تدبیت حکومت تین سال تکمیل ہوئی تھی۔ فرشتہ جلد اصلخ ۱۰۷ میں بھی اس کا ذکر ہے لیکن تدبیت حکومت ہمیں تکمیل ہو۔

پر چڑھائی کر کے طنان خاں کو ہزیرت پہنچائی۔ سلطان نے قرالدین قیران تحرخان شاہ حاکم اودھ کو طنان خاں کی مدد کے لیے بنگالہ بھیجا۔ تحرخان کے آئے پر راجا گفت کھا کر پسپا ہوا۔ لیکن خود تحرخان خاں اور طغنا خاں سے ایسی گزٹی کہ جنگ کی نوبت پہنچی۔ سلطان دہلی کو جب یہ حال معلوم ہوا تو طغنا خاں کو اپنے پاس بلوکر اس کو اور دھکی حکومت پر مأمور کیا اور تحرخان کو حمالک بنگال کی حکومت پر بحال رکھا۔ مولف طبقات ناصری اسی طنان خاں کے زمانے میں نہادہ کے آخر میں بنگال آیا تھا اور اسی کی معیت میں نہادہ میں واپس گیا۔ طغنا خاں نے نہادہ میں اودھ میں انتقال کیا جو آیندہ سطدوں میں مذکور ہو گا۔

(۱۲) قرالدین قیران تحرخان ۶۳۲ھ تا ۶۳۴ھ (۱۲۳۵-۱۲۳۷ء)

تحرخان نہایت خوش رو اور دلیر تھا۔ سلطان نعمش نے اس کو ملک فیروز کے

(صفحہ ۱۱۰ کا باقیہ نوٹ ملاحظہ ہو)

میں پڑھئے ہوئے ہیں، اس لیے ان کا نام ماحلاً بخی رکھا ہے۔ ان تحریکوں کا حال اقل سطر اسٹرلنگ نے ۱۸۲۵ VOL XXI ASIATIS RESEARCHES میں لکھا ہے اور بعد میں بہار و اڑیسہ ریسرچ سوسائٹی کے پرچے جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۲۶ء میں بھی مذکور ہے۔ واضح ہو کہ چھوٹا ناگ پور کی جگلی تو میں مثل کوں وغیرہ منگولیہن ترکوں کی مثل سے (یعنی مغل) سمجھی جاتی ہیں لیکن کب اور کیوں کہ مہماں آباد ہوئیں ہم معلوم نہیں ان کی زبان اور عادات بھی ہندستان کے باشندوں سے ملیجھے ہیں۔

۱۷ تاریخ فرشتہ جلد اصفہان میں قرالدین قیران تحرخان کا نام قریب تر جو قال کھا ہے۔

لیکن طبقات ناصری کے مطابق راقم نے لکھ دیا ہے جو یعنی صحیح ہے۔

سلطان علاء الدین سعود بن رکن الدین فیروز سردار اے سلطنت تھا۔ اس نے طغمان خان کی درخواست کے مطابق قاضی جلال الدین کاشانی کی معرفت چترعل اور خدمتِ مرخص روائی کیا۔^{۱۷}

روز شنبہ ۱۳ ماہ شوال ۲۴۲ھ کو جاہنگر (اڑیسہ) کے راجا نے لکھنوتی

لہ طبقات ناصری صفحہ ۲۴۲۔ علاء الدین طغمان کے زمانے میں بہار میں کوئی عمارت بنوائی گئی تھی، اب اس کا کتبہ بڑی درگاہ بہار میں موجود ہے۔ اس بسویں میں مسلمانوں کے ہدود کا قائم تمدن کتبہ بھی ہے جو راقم کی نظر سے گزارا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے: امرِناہذۃ النجارت فی ایام حملۃ مجلس العالی خان الاعظیم خاقان (اس کے بعد کوئی لفظ تھا میکن لمح نوٹ گئی ہے اور تو نہ احمد موجود نہ ہونے کے بدب معلوم نہیں کیا لفظ تھا) عن الحن والدین عیار الاسلام والملین معین الملوك والسلطانین ای المفتح طغمان خلد اللہ ملکہ العبد الخاذن بیقبل لله منه فی محروم دستمایہ۔^{۱۸}

لہ طبقات ناصری کے فلی نجوس کی اصل عبارت یہ ہے: «کفار چاہنگار بآپلان و پاکش سوار بیار برا بر کھتوئی رسیدند»۔ بداؤنی جلد اصطبغ میں لکھتا ہے، قیاس اینست کہ خداوند ازراء بتت و خط آمدہ باشد: ایشانک سو سائی بیگانے طبقات ناصری کا جو نجوس شائع کیا ہے اس میں یہ نوٹ ہے کہ اصل نجس میں کاتب کی غلطی سے بجائے جاہنگر کے چنگیز خان ہے۔ بادی انتظر میں چنگیز خانی مخلل کا اس طرف آنخلاف قیاس معلوم ہوتا ہے لیکن یہ بھی قابل غور یہ کہ کہ بداؤنی نے جس نجس کو دیکھا تھا اس میں چنگیز خان ہی لکھا ہوا تھا اور دوسرے نجوس میں بھی یہی ہے۔ علاوه اس کے شہر پوری کے خیبر جگرناخہ مندر کے بیرہنوں کے پاس تاریکہ پتوں پر لکھے ہوئے جو حالات قائم زمانے سے موجود ہیں ان میں ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ کہا جا آ ہو کہ کل بیگ میں سوم بنس (یعنی پندرہ بنس) کے اٹھارہ راجاؤں (رواں کی نسل نے اتنی بڑی سات سو اکیا سی برس حکومت کی۔ ان میں اول جدھر شریح، اور سر صوان راجا سو بھان دیلو تھا جس کے زمانے میں مغل بادشاہ کے ایسہ رکتا بایا ہوئے اڑیسہ پر پڑھائی کی، ایک روایت یہ بھی ہے کہ سفل جہاز کے ذریعے سے بیہاں آئے اور ہستیں برس تھیں رہیں کوئی نہیں کہا جا سکتا۔ مانند لادھوں کو کہتے ہیں اور چوں کہ ان بیتوں کے بستے ڈھوں کی مشکل

(باقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۱ پر دیکھئے)

۱۱۳، اختیار الدین یوزبک طغل طغان سلطان ماسٹہ

(۱۲۲۸ء - ۱۲۲۹ء)

اختیار الدین یوزبک سلطان امتش کے ترک غلاموں میں تھا۔ سلطان رضیہ سعید الدین بہرام شاہ اور علاء الدین مسعود کے زمانے میں انگریزی جعلکڑوں میں اس کی بھی شرکت۔ ہی تھی اور مسعود اس کے زمانے میں ایک بار اس کو قید بھی کر لیا تھا۔ بعد کو سلطان علاء الدین مسعود نے اس کو لاہور کی حکومت دی میکن دہاں اس سے خود مسری کے آثار ظاہر ہونے پر سلطان نے اس کو معزول کیا۔ مگر ان غان نے (جو بعد کو سلطان بلین ہوا) سفارش کر کے اس کو قنوج کی حکومت لوادی۔ کچھ عرصے کے بعد یہاں بھی اس نے تمرد اور مخالفت کی بنا والی اور سلطان نے ملک قطب الدین حن کو ایک شکر کے ساتھ اس کی تنبیہ کے لیے رواد کیا۔ اس وقت اختیار الدین یوزبک نے سوائے اٹاں کے کوئی چارہ نہ دیکھا۔ سلطان نے کچھ دن اس کو اودھ کی حکومت پر بحال رکھنے کے بعد ملکت لکھنوتی حوالے کی۔ ملک یوزبک کو مالک لکھنوتی ایسی بہادر بیگان میں کوئی مراحمت پیش نہ آئی۔ میکن جا جنگل کے راجا کا داماد جس کا نام سابنتر تھا اور طغان خان کے زمانے میں بھی جیسا کہ اور پرندگان ہوا لکھنوتی پر فوج کشی کر جکا تھا۔ اب طغل خان کا حریف ہوا۔ طغل نے دو مرکوں میں اس کو شکست دی۔ تیسرا بار یوزبک کو کسی قدر ہزیرت پسپی اور اس کا فیل سفید راجا کے قبضے میں آگیا۔

دوسرے سال یوزبک نے امردان پر فوج کشی کی اور راجا کو شکست دے کر قلعہ سامان چھین لیا۔ اس فتح کے بعد اودھ تینج کر اس نے اپنا القب

بھائی سے خرید کیا تھا۔ رفتہ رفتہ تمرخان بعض قابل قدر اور دیرینہ خدمات کے صلے میں اور وہ کام حاکم مقرر ہوا اور اسی زمانے میں حدود ترہست میں اس نے بڑی بڑی ہجم سرکر کے راجاؤں سے مال و صول کیا۔ بعد کو جیسا کہ اذپر ذکر ہوا، بچھار انگر (۱۸۳۲ء) میں) برسر حکومت ہوا جس طرح تمرخان حکومت میں طخان، خان کا حریف تھا اسی طرح مرنے میں بھی اس کا حریف ثابت ہوا۔ عجب اتفاق کہ جس دن تمرخان مرا اسی روز طغان خان نے بھی انتقال کیا۔ تمرخان کا جنازہ اور وہ لے جا کر طغان خان کی قبر کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ غالباً یہ دو قبور قبریں اب جو دھیاں موجود ہیں۔

طبقات ناصری (صفحہ ۲۳۶)، میں لکھا ہو کہ "درین معنی سید الالا کابر والا ساغر شرف الدین بمحیٰ بیٹھے کر دہ" :-

آدینہ سخن ماہ شوال لقب	خ بود دین و دال از تایخ عرب
شد کوچ تمرخان و طغان خان زجہاں	ایں اول شب کر شست آں آخر شب

اسی زمانے کے قریب ملک تاج الدین سنجکو تھان جو بہادری اور تیر اندازی میں بے نظیر تھا اور بہادری کیلئے بیک وقت دھوڑے ساتھ رکھتا تھا، اور اتناے تک دپوں میں جست کر کے ایک گھوڑے سے دوسروں گھوڑے پر سوار ہو جاتا تھا۔ اور وہ سے بہار آگرا چانک پاے حصہ بہار میں تیر سے ہلاک ہوا۔^{۱۷}

لہ شاہ طبقات ناصری میں کاتب کی غلطی سے یہ کی جگہ میں لکھ دیا ہے، کیوں کہ میں مان لینے کی صورت میں بھائے سے ۱۸۳۲ء کے سے ۱۸۴۲ء ہو جاتا ہے۔

أَمْرِ بِنَاءِ هَذَا الْبَقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ اَلْسُلطَانِ الْمُظْفِمِ شَمْسِ الدِّينِ
وَالَّذِينَ أَبْيَ الْمُظْفِمِ أَلْيَمِشِ السُّلْطَانِ يَمِينِ خَلِيفَةِ اللَّهِ فَاصِرِ
أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّاسَ اللَّهِ بُرْهَانَهُ وَثَقَلَ بِالْحُسْنَى مِيزَانَهُ وَجَدَدَ
الْعَامَّةَ فِي دُولَتِ السُّلْطَانِ أَلَا عَظَمَ نَاصِرُ الدِّينِ وَالَّدِينِ
أَبْرَاهِيمَ الْمُظْفِمِ مُحَمَّدَ شَاهَ السُّلْطَانِ نَاصِرِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ خَلِيفَةِ اللَّهِ
مُكَلَّفَهُ وَسُلْطَانَهُ فِي زَرِيَّةِ أَيَّالَتِهِ الْمَلَائِكَةِ الْمُعَظَّمِ جَلَّالِ الْحَقِّ وَالَّذِينَ
مَلَكُوكَ الشَّرْقِ مُسَعِّرَ شَاهَ جَانِي بُرهَانَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ خَلِيفَةِ اللَّهِ
دَطَّهُ فِي غَرَبِ حُمُّرِمَ سَنَةِ سَبْعِ وَارْبَعِينَ وَسَتِمَائِيَّةِ

بہر کیف جلال الدین سعید جامی کے بعد عز الدین بلبن نے حکومت کی
اور اس کے بعد ارسلان خان سخن خوارزمی اور اس کے پیٹے تاتار خان نے ۱۲۵۷ء
سے ۱۲۶۴ء تک حکومت کی۔ ارسلان خان نے بغیر کسی شاہی فرمان کے یہاں
اکملک پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور اس کے پیٹے تاتار خان نے ۱۲۶۷ء میں سلطان

سلطان مغیث الدین قرار دیا اور سر پر چتر لعل رکھ کر اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس باعیاد حركت سے تمام خلقت یوزبک سے ناراض ہو گئی آخر دو هفتون کے اندر ہی یوزبک سلطان دہلی کے شکرے ہر اس ہو کر لکھنوتی واپس آیا۔

آخر یوسف بک نے کامرود رآشام اپر چڑھائی کی۔ راجانے منہزم ہو گر صلح کا پیام دیا اور اطاعت پر راضی تھا، لیکن یوزبک نے کسی طور پر صلح نہ کی۔ آخر راجانے اپنے بچاؤ کے لیے تمام غل زیادہ قیمت دے کر خرید لیا اور رسکی ایسی روک تھام کی کہ یوزبک کی تمام فوج اور جانوروں کے فاتے کی نوبت آگئی۔ اسی منھے میں لکھنوتی کی طرف واپس آتے ہوئے یوزبک تیر سے مجروح ہو کر نئے شکرگر قتار ہوا اور اسی حالت میں راجا کے پاس پہنچ کر مرالے۔

(۱۳) جلال الدین مسعود جانی، عز الدین بلین ازبک

ارسلان خان سنجخوارزمی اور محمد تاتار خان ۶۳۴ھ تا ۶۶۳ھ (۱۲۶۵ء - ۱۳۰۸ء)

اختیار الدین یوزبک کے مرنے پر سلطان ناصر الدین محمود نے بلاو لکھنوتی کی حکومت ملک جلال الدین مسعود جانی کو تفویض کی۔ اس کے زمانے کے

له طبقات ناصری صفحہ ۲۶۲۔ کامرود کے متعلق سولف طبقات نے لکھا ہو کر میں نے لکھنوتی میں قیام کرنے کے زمانے میں ستم لوگوں سے ناتھاگار گرشاپ شاہ عجم ہو چین کی طرف گیا تھا، اسی طرف سے ہندستان بھی آیا تھا اور اس زمانے کے بارہ سو خزانے سرہ مہر نئے جو اسلامی شکر کے ہاتھ آئے۔

طغی بجائے پشمیانی کے مخالفت پر آمادہ ہو گیا۔ بلین کو اس کی سرکشی کا حال معلوم ہوا تو اول ملک الپتگین ہوئے دراز حاکم اودھ کو امین خان کا خطاب دے کر بعض امراء کے ساتھ (جن میں فرخان شی) ملک تاج الدین فیحال الدین قندھاری وغیرہ بھی تھے طغی کی سزادی کے لیے روانہ کیا۔ طغی نے ان میں سے اکثر امراء کو پڑ دے کر مالیا اور امین خان کو شکست دی۔ سلطان کو معلوم ہوا تو اس نے امین خان کو اودھ میں پھانسی دلوادی اور ترمی خان ترک کو ایک بھاری لشکر کے ساتھ طغی کی سزادی کے لیے روانہ کیا۔ اس عرصے میں طغی نے اور بھی طاقت بھم پہنچائی تھی۔ اس نے ترمی خان کو شکست دی۔ پڑ در پڑ شکست کی خبروں نے سلطان بلین کو غصہ سے از خود رفتہ کر دیا۔ سلطان اپنے چھوٹے بیٹے ناصر الدین بخرا کو ساتھ لے کر پ نفس نفس اس بھم پر روانہ ہوا اور لشکر میں کشتیوں کا انتظام کر کے باوجود کثرت بارش اور صعوبت راہ کے طغی کے سر پر آپنچا۔ طغی نے خوف زدہ ہو کر جا جنگر (اڑیسہ) اور تارکیلہ کی راہی۔ سلطان بلین نے بلا حرامت بہار و بہکال پر تیغہ کر کے پس سالار حسام الدین وکیل دار ملک باریک کو (جو ضیا الدین برلنی سورج تاریخ فیروز شاہی کا جدا دار تھا) ابتدی بیانیت سپرد کی اور خود طغی کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ اور راہ میں نار کافر کے راجا بھووج رائے (یاد نوج رائے) نے سلطان بلین کی ملازمت حاصل کی۔

۱۷ تارکیل تاریخ بداؤنی صفحہ ۱۲۵ اور غیرہ میں مذکور ہے۔ ۱۸ تاریخ فیروز شاہی مولفہ ضیا الدین

مرلن صفحہ ۱۸ اور تاریخ فرشتہ میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ لیکن ایک نئے میں ملک باریک کو باریک برلاس لکھ دیا ہے اور تاریخ بداؤنی میں لکھا ہے کہ "ملک اختیار الدین بیکن برلاس را حکم پر تعاقب اور شد" ۱۹

بلبن کے اول جلوس کے وقت تریسٹھہ باتھی اور بعض تھائیں دہلی بھیجے تھے۔
خاص بہار کے متعلق ان حکام کے زمانے کا کوئی واقعہ نظر نہیں آتا اس لیے
اسی قدر بیان پر اتفاقاً گئی ہے۔

۱۵۱) مغیث الدین طغل شاہ تا ۶۷۵ھ (۱۲۸۱-۶۵ھ)

ملک طغل سلطان بلبن کے ترکی غلاموں میں دی عترت سردار تھا ۶۷۵ھ
میں سلطان بلبن نے اس کو بلا دلکھنوتی کی حکومت پر مأمور کیا۔ طغل نے چند
سال کے اندر بہار و بنگال میں خاطر خواہ بندوبست کر کے اڑیسہ پر چڑھائی کی اور
راجا کو شکست دے کر بہت سامالِ خیانت اور باتھی حاصل کیے لیکن سلطان
بلبن کو ان میں سے کچھ نہ بھیجا۔ اس زمانے میں سلطان بلبن ضعف پیری کے
بسبب اکثر بیمار رہا کرتا تھا اور ایک ہمیشہ تک محل سے برآمدہ ہوا تھا بلکہ بعض
فتنه پسندوں نے سلطان کے مرتے کی افواہ بھی اڑادی تھی۔

بہرحال طغل نے (یہ سمجھ کر کہ سلطان ناتوان ہو چکا ہے اور اس کے فرزندوں
کو منقول کے مقابلے سے فرصت نہیں) اپنے نال دفیل پر غزہ کر کے خود سری
اختیار کی لور سلطان مغیث الدین لقب رکھ کر اپنے نام کا بیک و خطبہ بھی جاری
کیا۔ اس اثناء میں سلطان بلبن کی شفا و محنت کی اطلاع بھی وصول ہوئی لیکن

لہ تفصیل کے لیے طبقات ناصری صفحہ ۲۲۰، ۳۱۳، ۳۱۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶ اور تاریخ فیروز شاہی سولفہ
خیار الدین برلن صفحہ ۵۲۵ دیکھنا چاہیے۔ ریاض السلاطین نے بلبن ازبک کا کوئی ذکر نہیں کیا
ہو حالانکہ طبقات ناصری میں اس کا حال موجود ہے۔

اور اس گوتین من سوتا دے رکھا تھا۔ سلطان بلبن نے اس کو قتل کر کے سونا چھین لیا۔ یہ واقعہ ۶۸۷ھ کے قریب کا ہر۔

اس بیاست کے بعد بلبن نے اپنے چھوٹے بیٹے ناصر الدین بغراخان کو تمام لوازماتِ شاہی دے گر بہار و بنگال کی حکومت عطا کی اور اس کو مختار کر کے مکر پوچھا کہ "محمود تو نے دیکھا"، ناصر الدین بغراخان اس سبھم سوال کا پچھہ جواب نہ دے سکا۔ اس نے سلطان نے کہا تو اسے سیری بیاست کو دیکھا۔ اس کو خوب یاد رکھنا کہ اگر تو بادشاہ دہلی سے مام اس سے کہ تیرابھائی کیوں نہ ہو سرکشی کرے گا تو تیرابھی یہی حال ہو گا۔ اس کے بعد بیٹے کو بہت سی وصیتیں کر کے سلطان دہلی واپس گیا۔ نصیر الدین برلنی مورخ تاریخ فیروز شاہی نے تمام وصیتیں (صفحہ ۹۲، ۹۳) میں نقل کی ہیں طوالت کے غوف سے اس جگ درج نہیں کی گئیں۔

باب سشم

بہار و بنگال میں خاندان بلبن کی حکومت

(۱) سلطان ناصر الدین بغراخان ۶۸۱-۶۹۱ھ
(۱۲۸۳-۱۳۹۲ء)

ناصر الدین بغراخان نے اپنے باپ سلطان بلبن سے تمام لوازماتِ شاہی پا کر بہار

اور تندی کی راہ کو طغیل کے لیے سر دوڑ کئے کا وعدہ کیا۔

پچھے عرصے تک طغیل کا کچھ پتاز ملا۔ اتفاقاً ایک دن سلطان کے مقدمہ الجدش
میں ملک محمد شیرانداز اور اس کا بھائی ملک مقدر تیس چالیس سواروں کے ساتھ
بھگل کو روشن ہوا تو چند بقال نظر آئے، ان کو گرفتار کر کے طغیل کا پتا پوچھا تو پہلے
انھوں نے بالکل لا علمی ظاہر کی لیکن جب ان میں دو ایک کی گردان ماری گئی تو
انھوں نے اقرار کیا کہ طغیل اس جگہ سے نصف فرخ پر ہوا اور ہم اسے رسید پہچا کر
آ رہے تھے۔ شیرانداز نے ان بقالوں کو ملک بار بک کے پاس معاف کیا اور خود
نے ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر دریکھا تو طغیل کے لشکر کو بالکل نافل پایا۔ اس کے
ہاتھی گھوڑے بھی چڑائی میں مشغول تھے۔ اس فرصت کو غنیمت جان کر تیس
چالیس سواروں سے جو اس وقت موجود تھے اپانک طغیل کی خدمتگاہ پر حل کر دیا۔
ان سواروں نے نعروہ بلند کیا کہ "سلطان بلین کا اقبال تمام رہے" "طغیل نے
خود سلطان بلین کے آپنے ہاتھ کا گمان کیا۔ گھبراہٹ میں طہارت خانے کی طرف
شکل کر بغیر زین کے گھوڑے پر سوار ہو کر ندی کو عبور کرنا چاہا۔ اسی وقت ملک
مقدار نے ایک تیر سے اس کا کام تمام کیا اور اس کا سرکاث کر رکھیا۔ بعد
یہ ملک بار بک کا لشکر بھی پہنچ گیا اور طغیل کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے
سلطان بلین کے پاس لے گیا۔ سلطان بلین نے ملک مقدار کو "طغیل کش"
کا خطاب دیا، اور لکھنوتی واپس آگر بازاروں میں دوڑ تک سویاں کھڑی کرائیں
اور طغیل کے تمام اہل و عیال اور اعیان و انصار کو مجرم قرار دے کر قتل کرایا۔
انھی میں سلطان قلندر نامی ایک نقیر بھی تھا جس سے طغیل کو بہت عقیدت تھی

لہ تاریخ فروز شاہی اضیاء الدین برلنی صفحہ ۹۱، ۱۵۵۔ طبقات اکبری صفحہ ۱۰۲۔

تاریخ فرشتہ جلد اصل صفحہ ۱۳۱ اور ریاض الصالحین صفحہ ۵، تاریخ ۸۳۲ میں پورا بیان مانجوز ہو۔

خود غرضیوں سے ولی عہد کا کچھ خیال نہ کر کے ناصر الدین بخاری کے نوجوان بیٹے معززالدین
کیقباد کو تخت نشین کر دیا۔ اب باپ تو بہارو سنگلے کا حکمران تھا اور بیٹا افہنشاہ
دہلی ہوا۔ کچھ دن یونہی گزر گئے آخر بعض بد اندریوں نے کیقباد کو بھایا کہ ناصر الدین
کو تابع فرمان بناتا چاہیے۔ ادھر ناصر الدین بخاری کو بھی کیقباد کی بے اعتمادی۔ ہو
ولعب اور غفلت شعراً کی خبر میں ملتی رہتی تھیں۔ اس نے دیکھا کر بیٹے کی
جان اور سلطنت کی خیر نظر نہیں آتی۔ غرض اسی کشکش میں ناصر الدین بہارے
اور کیقباد دہلی سے روانہ ہو کر دونوں اور وہ میں گھاڑاندی کے دونوں کناروں پر
نیجد زن ہوئے لیکن کسی نے عبور کرنے کی جرأت نہ کی۔ آخر عہد سلطان بلبن کے
بعض امرا نے درمیان میں پڑکر صلح کی کوشش کی اور ناصر الدین بخاری نے بیٹے
کی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا تو یہ بات قرار پائی کہ بخاریان صوبے کا حکمران
ہونے کی جیتیت سے آداب خادمانہ بجالاتا ہوا حاضر ہو۔ بخاریان نے اس کو
بھی گوارا کیا لیکن باپ جب بیٹے کے سامنے موڈب ہو کر حاضر ہوا تو یہ نے
تعظیم لیں کسی طرح روانہ رکھی اور خود تخت سے اُٹکر باپ کو تخت پر بٹھایا۔
ابن بطوطة اپنے سفر نامے میں لکھتا ہو کہ لوگوں نے اس ملاقات کا نام تقادیں
رکھا ہے۔ اس سلسلے میں امیر خسرو کے چند اشعار اہل ذوق کی ضیافت طبع کے لیے
نقل کیے جاتے ہیں۔

لہ امیر خسرو کی مثنوی قران السعدین میں اس داستن سے متعلق دو شعر ہیں ۵

بر سر شان شاہ جوں بخت زاد تاجر پاک گھر کیقباد

کرد چود درشش صدد ہشتاد و شش بر سر خود تاج چد خوش خوش

لہ تاریخ فرشتہ جلد ا صفحہ ۱۲۹ دریا صن اسلامیین صفحہ ۸۶ -

و بنگلے میں آزادانہ حکومت شروع کی۔ سلطان بیبن سنتے دربار دہلي کے بعض ذی
لیافت لوگوں کو بھی بیٹھے کی ملازمت میں چھوڑ دیا تھا۔ انہی میں عہد سلطان ناصر الدین
 محمود کا مشہور و معروف شاعر شمس الدین دیر منشی ملکت بنگالہ و کامروڈ مقرر ہوا
 تھا۔ (اس کے ایک مشہور قصیدے کے دو شعراں جگ نقل کیے جاتے ہیں) ایں ہمہ کار دلم از تو پہ نادانی خام دادہ دوش هرآ وعدہ ہمانی خام
 پختہ گردم ہر شب چشم تدا نستم کان طمعی بود اداں گونہ کہ میدانی خام
 چند سال حکومت کا نظم نہایت امن و اطمینان سے جاری رہا تھا اک
 شمس^{۴۸۵} میں سلطان بیبن کا بڑا لڑکا شہزادہ محمد جو ولی عہد سلطنت بھی تھا،
 دیوال پور کے قریب مغلوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس وقت سلطان کی عمر اتنی
 سال کی ہو چکی تھی اور بیماری اور اس صدر مہاجان کا سبب زندگی سے بیڑا
 تھا۔ اس نے اپنے چھوٹے بیٹے ناصر الدین بغرا کو ولی عہد کرنے کے خیال سے
 بنگلے سے دہلی بلوایا، لیکن ناصر الدین بغرا کو بنگلے کی ہوا ایسی مرغوب ہو گئی
 تھی کہ اس نے چھر میئے جوں توں دہلی میں گزارے اور بیاپ کوزرا افاقت کی صورت
 بندھتے ہی شکار کے بھانے سے بنگلے کی راہ لی۔^{۴۸۶}

چرانہ در پر عزم دیا رخود پاشم چرانہ خاکِ کف پائے یا رخود پاشم
 غم غربی و غربت نمی تو اغم دید بہ شہر خود روم و شہر یا رخود پاشم
 سلطان بیبن کو بیٹے کی یہ طفلا دھرکت سخت ناگی اور ہوئی۔ اس نے بجا
 بغرا خان کے کنجرو پسر شہزادہ محمد کو ولی عہد کر دیا۔ ناصر الدین بغرا بھی لکھنوتی
 تک نہ پہنچا تھا کہ (شمس^{۴۸۶} میں) سلطان بیبن نے انتقال کیا اور وہ زد اسے

سلہ یادوی جلد اصفحو ۹۷۔

۳۔ طبقات اکبری جلد اصفحو ۱۰۳۔ یادوی جلد اصفحو ۱۵۶۔ فرشتہ جلد اصفحو ۱۲۶۔

ADWARD TAMAS) صاحب کے جمع کیے یاکوں اور کتب تواریخ سے

سب ذیل خجہ نسب مرتب ہوا ہے:-

سلطان غیاث الدین بنین

ناصر الدین بخارا ۴۹۱ھ

شہزادہ محمد شہید

سلطان معز الدین کیقاد

رکن الدین کیکاؤس

شمس الدین فیروز

شاہ بنگال ۴۹۲ھ

شاہ بنگال ۴۹۳ھ

شہنشاہ دہلی

ناصر الدین شاہ (ثانی)

غیاث الدین بہادر شاہ بھونزا

شہاب الدین بخارا

لکھنؤی بنگال

(مکن ہر کی رکن الدین کیکاؤس کا بیٹا ہو)

غیاث الدین بہادر شاہ بھونزا

کتاب میمورس آف گوڑانیڈ پندو MEMOIRS OF GAVR AND PANDVA

میں سڑا اسپلشن نے شمس الدین فیروز کے ایک بیٹے جلال الدین محمود کی حکومت

۴۹۲-۴۹۳ھ کا بھی پتا دیا ہے۔

(۳) حکومتِ بنگال کے متعلق مغربی سلح این بطور کا بیان

این بطور کے بنگالے آئے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہو کہ اصل میں بیان کا بادشاہ ناصر الدین تھا جس کا بیٹا کیقاد دہلی میں سلطنت کرتا تھا۔ جب ناصر الدین مر گیا تو اس کا بیٹا شمس الدین بادشاہ ہوا۔ شمس الدین کے مرے نے پر اس کا دہلی عہد شہاب الدین بنگالے کا بادشاہ ہوا۔ لیکن اس کے چھوٹے بھائی غیاث الدین

ز ہے ملک خوش چوں دو سلطان یکے شد
پہنچا دشا ہے پسر نیز سلطان
کنوں ملک بیس چوں دو سلطان یکے شد
ز بہر جہاں داربی د پادشا ہی
جہاں رادو شاہ جہاں باں یکے شد
یکے ناصر عہد محمود سلطان
ک فرانش دو چارار کاں یکے شد
د گرشم تعزیز جہاں یقیادے
ک در ضبطش ایران و توران یکے شد
چند ملاقاوں کے بعد ناصر الدین نے بیٹے کو اس کی غفلت شعرا ی پر
بہت کچھ نصیحتیں کر کے گئے لگا کر رخصت کیا اور اپنی خیمہ کاہ میں آگر تامدن
اس کی جدائی کے صدرے سے کچھ نہ کھایا اور رو رو کر کہتا تھا کہ آج میں نے
بیٹے اور سلطنتِ دہلی دونوں کو رخصت کیا۔ ناصر الدین بغرا نے ہبادیتِ امن
و اطمینان کے ساتھ حکومت کی اور ۴۹۱ھ میں انتقال کیا۔ واضح ہو کہ اس کے
ایک پوتے کا نام بھی ناصر الدین تھا جس کو غیاث الدین تغلق شاہ نے
حکومت عطا کی۔ موڑخوں نے دونوں کو ایک شخص سمجھا ہو۔ اس کی مفصل کیفیت
آئینہ اور اراق میں مسطور ہو گی۔

۲۱، ناصر الدین بغرائی اولاد و احفاد

دہلی میں سلطان بلبن کے بعد اس کے پوتے کی قیاد نے تین برس سلطنت
کی۔ لیکن بہار و بنگالے میں سلطان بلبن کی اولاد و احفاد نے ۴۳۶ھ تک
حکومت کی۔ شاہانِ دہلی کے موڑخوں نے ان کا حال بہت کم لکھا ہو اور جو
کچھ لکھا ہو بھم یا غلط طور پر لکھ دیا ہو۔ ۴۳۶ھ کے قریب شہور و معروف
سفری یاح ابن بطوطہ بنگالے آیا تھا۔ اس کا سفر نامہ اور ایڈورڈ ٹاوس

اس بیان میں شمس الدین و شہاب الدین و ناصر الدین و غیاث الدین بھادر شاہ کا ذکر نہایت ضروری ہے اس لیے اس کا اعادہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ آئینہ کیا جائے گا۔

(۳) رکن الدین کیکاؤس ۹۱۷ھ تا ۱۰۲۶ھ (۱۲۹۲-۱۳۰۲)

ناصر الدین بخار کے بعد رکن الدین کیکاؤس نے تقریباً دس برس حکومت کی۔ اکثر مورخوں نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے اور ابن بطوطہ نے بھی اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔ غالباً اس کی حکومت میں کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں گزرا اور ممکن ہے کہ اس کی حکومت برلنے نام رہی ہو۔

(۴) شمس الدین فیروز شاہ ۱۰۲۷ھ تا ۱۱۲۲ھ (۱۳۰۲-۱۳۲۱)

ابن بطوطہ نے ناصر الدین بخار کے بعد شمس الدین کا بادشاہ ہونا لکھا ہے جو اپنے ذکر ہوا۔ دوسرے موقعے پر ۱۰۲۷ھ میں دارالنگل سے ایک اپنے کا بھائی کرشم الدین کے پاس آتا بھی بیان کرتا ہے۔ شمس الدین کے ساتھ پر ایک طرف السلطان الاعظم شمس الدین والدین ابوالمظفر فیروز شاہ السلطان اور درسری جانب الامام المستعمم امیلہ المومنین اور

بھوڑائے اپنے بھائی کو معزول کیا اور اپنے دوسرے بھائی کو
مارڈالا۔ اس کے بھائی شہاب الدین اور ناصر الدین بھاگ کر تغلق شاہ کے
پاس پہنچے۔ تغلق شاہ ان کی مدد کے لیے ان کے ساتھ گیا۔ اور اپنے بھائی کو بطور
نائب ولی میں چھوڑا اور بگلے آگر غیاث الدین بہادر شاہ کو قید کر کے دہلی لے آیا۔
لیکن سلطان محمد تغلق اس کے بھائی نے اس کو رہا کر دیا جب اس نے ملک کے
تفصیل کرنے میں بد عہدی کی تو بادشاہ نے اس پر چڑھائی کی اور اس کو مارڈالا۔“
دوسرے موقعے پر ابن بطوطہ لکھتا ہو کہ ”جب محمد تغلق بادشاہ ہو، غیاث الدین

بھوڑا بھی سامنے لا یا گیا۔ سلطان نے اس کو قید سے رہا کر کے بہت سالاں اور
ہاتھی گھوڑے دے کر رخصت کیا اور اس کے ساتھ اس کے بھائی ابراہیم خان کو
بھی روائی کیا، اور یہ عہد لیا کہ دونوں مل کر بادشاہیت کریں۔ دونوں کے نام سے
جاری ہوں اور یہ بھی شرط کی کہ غیاث الدین بہادر اپنے بھائی محمد المشہور بر بڑا
کو بطور اول بادشاہ کے پاس بھیج دے۔ غیاث الدین بہادر نے اپنے ملک
میں جا کر سب شرطیں پوری کیں لیکن بھائی کے پاس نہ بھیجا اور یہ عذر
کیا کہ وہ کہنا نہیں مانتا اور رگتا خی کرتا ہے۔ بادشاہ نے ابراہیم خان کے پاس شکر
بھیجا اور دل چلی تاتاری کو اسی مرمر کیا۔ انھوں نے مقابلہ کر کے بہادر کو مارڈالا
اور اس کی کھال کچھو اکراں میں بھوس بھرو اکر ملک میں پھرایا۔“ ابن بطوطہ کے

لئے سفرنامہ ابن بطوطہ مترجمہ خان بہادر مولوی محمد حسین ام اے۔ سی۔ آئی۔ ای رشائز ڈجی
صفحہ ۹۶۰ - ۳۴۵۱ - ٹیہیں پر ترجمہ نہ خلطي سے اس کے بھائی کی بجائے ”اپنے بھائی“ ملکہ دیا ہے۔
۱۶ ہری جہاست سے مقابلہ کرنے پر اور تاریخ کو پوش نظر رکھتے ہوئے صحیح یہ ہو کہ ابراہیم خان غیاث الدین
بہادر کا بھیجا تھا۔ لئے سفرنامہ ابن بطوطہ صفحہ ۱۶۰۔ ابن بطوطہ کے بیان کے مطابق یہ واقعہ ۱۷۲۷ء
کے قریب گز رہا لیکن سکون کے مطابق ۱۷۱۷ء میں غیاث الدین بہادر بادشاہیت کرتا تھا۔

ضیاء الدین برلن کے بیان میں سلطان ناصر الدین سے ناصر الدین پر
شمس الدین فیروز مراد ہو۔ لیکن بعد کے سورخوں نے اس کو ناصر الدین بخرا
پس سلطان بلبن سمجھ لیا ہو۔ ابن بطوطہ کے بیان کے مطابق بھی تغلق شاہ کے
وقت میں جو ناصر الدین تھا وہ شمس الدین فیروز کا بیٹا اور ناصر الدین بخرا کا
پھٹا ثابت ہوتا ہو۔

اسی بارے میں بداوی کا بیان تاریخ فیروز شاہی کے طور پر کسی قدر سببم
ہو لیکن خواجہ نظام الدین احمد اور فرشتے کو صریح طور پر غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ
ان کا بیان ہو گئی قیاد کے رخصت ہونے پر ناصر الدین بخرا نے بادشاہ دہلی کی سنت
ہی میں اپنی سلامتی دیکھی اور سلطان جلال الدین (خلجی)، سلطان علاء الدین
و سلطان قطب الدین سے انہمار اطاعت کیا اور چتر شاہی اور خطبہ اٹھا کر مراد کی
طرح گزار کرتا رہا، اور جب سلطان خیاث الدین تغلق بھگائے گیا تو اس نے
ناصر الدین کو چڑرو دو رہا شد و بارہ رکھنے کی اجازت دی۔

(فہرست کا بقید حاشیہ) :-

رک در اطاعت و بندگی سبقت نموده بود چڑرو دو رہا شد داد دلکھنوتی بد و حالت فرود
و باز فرستاد دست کا نو و نار کا نو ضبط شد بہادر شاہ ضابط نار کا نو را رشت در گردنا
انداخت جانب شہر روان کرد ۱۲

۱۷ تفصیل کے لیے طبقات کبریٰ جلد اصفہن ۱۹، و بداویٰ جلد اصفہن ۲۲ و تاریخ فرشتہ
جلد اصفہن ۲۳ ادیکھا چا ہے۔ ریاض السلاطین صفحہ ۸۹ کا بیان بھی فرشتے کے طور پر ہوا
جلد اصفہن ۲۴ کا بیان (ST MARLS HISTORY OF BENGAL) صفحہ ۶۲ کا بیان
فرشتہ اور ریاض السلاطین سے مانع ہو، اس لیے اس میں بھی بھی غلطی ہے ۱۸

حاشیہ پر ضرب ہذہ الفضیة بحضور لکھنوتی مسندۃ عشرین
و سیدھا یہ (یعنی سنہ ۱۷۴۰) درج ہوا اور بعض پر سنہ ۱۷۴۲ بھی پایا جاتا ہے۔ اس سے
علوم ہڑا کہ اس نے سنہ ۱۷۴۲ء تک ضرور حکومت کی۔

سنہ ۱۷۴۳ء میں اس کے بیٹے شہاب الدین ناصر الدین کا سلطان
غیاث الدین تغلق شاہ کے پاس جا کر اپنے بھائی غیاث الدین بہادر شاہ
کی شکایت کرنا، اور تغلق شاہ کا ان کے ساتھ ان کی مدد کو آنا ذکور ہے۔ چون کہ
غیاث الدین بہادر کے لئے سنہ ۱۷۴۲ء کے پائے گئے ہیں۔ اس سے گمان بلکہ
یقین ہوتا ہے کہ شمس الدین فیروز کی زندگی ہی میں (اس کا بیٹا) غیاث الدین بہادر
(بھوزا) مشریق بھگلے میں بر سر حکومت تھا۔

۱۴) ناصر الدین شاہ کا ذکر اور ایک تاریخی غلطی کا ازالہ

تاریخ فیروز شاہی مولفہ فیض الدین برلنی صفحہ ۱۵۳ میں تغلق شاہ کے حلاۃ
میں ذکور ہو کہ سنہ ۱۷۴۲ء کے قریب بعض امراء لکھنوتی نے تغلق شاہ سے حکماً
بھگل کی شکایت کی۔ تغلق شاہ خود ادھر چلا آیا اور تربیت پہنچنے پر سلطان ناصر الدین
اس کے پاس حاضر ہوا اور تمام راجاؤں نے بھی بغیر کسی جنگ کے تغلق شاہ کی
اطاعت قبول کی۔ تغلق شاہ نے ناصر الدین کو چتر و دور باش عنایت کر کے اس
کو لکھنوتی کی حکومت حوالے کی اور بہادر شاہ کو گرفتار کر کے دہلی لے گیا اور
اپنے منصب بولے بیٹے تاتار خاں حاکم خفر آباد کو شاہ گانو کی حکومت عطا کی۔

لہ ناصر الدین کے تسلیق تاریخ فیروز شاہی کی اصل عبارت یہ ہے۔ سلطان ناصر الدین
ضابط لکھنوتی بہندگی وجہ کری پیش درگاہ آمد و سلطان تغلق شاہ سلطان ناصر الدین
ابقیہ حاٹی پر

لیکن بیٹے کو نہ بھیجا، اور یہ عذر کیا کہ وہ کہنا ہنسی مانتا ہے۔ محمد تغلق نے برادر خدا
ہو کر ابراہیم کے پاس شکر بھیجا اور دل چلی تاتاری کو امیر مقزز کیا اور اسی جنگ
میں بہادر شاہ مارا گیا۔^{۱۷}

طاس صاحب کے جمع کردہ سکون کے روئے سے بہادر شاہ نے ^{۱۸}
۲۲ میں تمام بنگالے پر قابض ہو گیا۔ اسی کے بعد تغلق شاہ نے اس کو گرفتار
کر کے دہلی بھیجا۔ بہادر شاہ کے لئے ^{۲۳} میں اس نے سلطان محمد تغلق کا نام بھی شامل کیا ہوا اور
گئے ہیں۔ ^{۲۴} میں اس کے لئے میں اس نے سلطان محمد تغلق کا نام لکھا ہر لیکن ^{۲۵} میں پھر محمد تغلق
کا نام زیادہ کر دیا ہے۔

بہر حال اس نے ^{۲۶} تک ضرور حکومت کی چوگی۔ ابن بطوط لکھتا
ہو کہ بہادر شاہ کے بعد اس کا داماد بادشاہ ہوا میکن فوج نے اس کو مار دالا۔

۱۸) ترہت کے سفر سے ایک مشہور محاورے کا تعلق

طبقات اکبری میں مذکور ہو کہ تغلق شاہ جب تہت آیا تو بعض دجوہ سے ناخوش
ہو کر اس نے ^{۱۹} حضرت نظام الدین اولیا کو کہلا بھیجا کہ میرے آئئے سے پہلے دہلی سے
نکل جاؤ۔ شیخ نے اس کا کچھ اندر شدہ کیا۔ یہاں تک کہ معلوم ہوا کہ تغلق شاہ
روانہ ہو کر دہلی کے قریب پہنچا چاہتا ہے۔ شیخ نے کہا کہ ”ہنوز دہلی دؤرا است“^{۲۰}
اس کے بعد ہی تغلق شاہ دہلی سے ایک منزل پر اچانک چھت کے گرنے سے
ہلاک ہوا۔ بالآخر ”ہنوز دہلی دؤرا است“ فارسی و آردو میں عام محاورہ ہو گیا۔
چنانچہ میر تقی میر کا شعر ہے شکوہ آبل ایں سعیر ہے ہر پارے ہشود دلی دؤر

^{۱۷} ابن بطوط کے بیان میں یہ واقعات اور تکھے گئے ہیں میں طبقات اکبری جلد اصفہن ۱۹۸

(۱) غیاث الدین بہادر شاہ (بھوپڑا) نامہ تاریخ ۳۳۷ھ
(۱۴۲۸ء)

عام طور پر تمام مورخوں نے غیاث الدین بہادر شاہ کے متعلق صرف اسی
قدر لکھ کر جھوڑ دیا ہو کہ جب دہلی میں تغلق شاہ بادشاہ ہوا تو ۴۲۳ھ کے قریب
بعض امراء لکھنوتی نے تغلق شاہ سے حکام بیگانے کی شکایت کی۔ تغلق شاہ خود
ادھر جلا آیا اور ترہست پسچے پر ناصر الدین اس کے پاس حاضر ہوا اور تعلم راجاوں
نے بھی اطاعت قبول کی۔ تغلق شاہ نے بہادر شاہ کو گرفتار کر کے اس کے لئے
میں رستی دال کر دہلی روانہ کیا اور شارگانوں کی حکومت اپنے متحابوں بیٹھا ریختان
(سابق حاکم خفر آباد) کو عنایت کی۔

۴۲۴ھ میں سلطان تغلق ترہست سے واپس ہوتے ہوئے دہلی سے ایک
منزل پر اچانک ایک لو ساختہ عمارت کے گردانے سے چھت کے نیچے دب کر پلاک
ہوا اور اس کا بیٹا محمد تغلق بادشاہ ہوا۔ محمد تغلق نے اپنی تخت نشینی کے وقت
بہادر شاہ کو رہا کر کے بہت کچھ انعام و اکرام کے ساتھ رخصت کیا اور اس کے
بھتیجے ابراہیم کو بھی ساتھ کر دیا اک دونوں مل کر بادشاہ ہوت کریں اور دونوں کے
نام پرے جاری ہوں۔ اور یہ بھی شرط کی کہ بہادر شاہ اپنے بیٹے (محمد المشہور برباط)
کو سلطان کی خدمت میں بھیج دے۔ بہادر شاہ نے اور سب شرطیں پوری کیں

لے یہ بیان تاریخ فیروز شاہی مولف ضیا الدین برلنی صفحہ ۴۵ میں موجود ہے اور بعد کے مورخوں نے
بھی اسی قدر لکھا ہے لیکن اصل واقعہ یہ نظر آتا ہے کہ تاریخ ۴۲۴ھ سے بہادر بھوپڑا بیگانے کی شرک حکومت
بھی مکمل تھا۔ ۴۲۵ھ میں سلطان ملا الدین علی بن کے مارے جانے پر خود سر بن بیٹا اور
سچھے تک بھی صورت رہی۔

علوم ہو۔ تو اس نے قدر خان حاکم لکھنؤ کو فخر الدین کی سزا دہی کا حکم دیا اور اعز الدین بھی اعظم الملک و حاام الدین ابو رجا وغیرہ امرا کو مکہ میں روانہ کیا۔ انھوں نے فخر الدین کو شکست دے کر جنگل میں بھگا دیا۔ قدر خان نے فتح مند ہو کر امرا کو رخصت کیا اور خود خزانہ جمع کرتے ہیں مصروف ہو۔ جب خزانہ جمع ہو کر دری میں بھیجنے کا وقت آیا۔ فخر الدین نے اچانک چھاپ مارا اور قدر خان کے پا ہیوں کو دہی خزانہ حوالے کر کے لڑنے سے باز رکھا اور قدر خان کو قتل کرا یا۔

(۲) علام الدین علی شاہ (۱۳۹۷ھ تا ۱۴۰۶ھ ۱۳۸۵-۱۳۹۷)

قدر خان کو خداوسی کے پا ہیوں سے قتل کر کے فخر الدین نے دوبارہ مشرقی بھگالے پر قبضہ کیا۔ اور اپنے غلام مخلص نامی کو مخزنی علاقوں (یعنی لکھنؤ) دترہت وغیرہ کے ضبط و انتظام کے لیے روانہ کیا۔ جب مخلص ادھر پہنچا قدر خان مقتول کے بختی یاعارض شکر "علی مبارک" نے اس کا مقابلہ کیا اور مخلص کو قتل کر کے سلطان محمد تغلق کو مصلحت آمیز عرض کر کر حکم کا خواستگار ہوا، مگر سلطان نے اس کو نہ پہچانا۔ اور ملک یوسف کو تو اس دہی کو بلاد لکھنؤ تی

لہ تاریخ فیروز شاہی صفحہ ۸۰ میں ضیاء الدین برلنی کی اصل عبارت یہ ہے:-
"بعد نقل بہرام خاں دردیار بھگال فتنہ فخر اخاست و فخر ادشکر بھگال باعثی شدہ قدر خان را یکشند دزن و پچھہ و نیل و تین اور اتنا تار کرد و خزانہ لکھنؤ تی غارت شد و تار گانڈو دست کا فواز دست رفت و بدست فخر اد باغیان دیگر اتنا وی ازان پس بر ضبط نیا دے۔"

باب نهم

اقطاع بہار و بنگال میں طائف الملوكی اور
آزادانہ حکومت کا آغاز

(۱) ملک بیدار خلجمی ملقب بے قدر خان ۲۵ صدھ تما
(۱۳۳۸-۲۵ صدھ)

تلخ شاہ کے مرلنے پر اس کا بیٹا محمد تغلق (عادل) بادشاہ ہوا۔ اس نے
تامار خان حاکم تارگاتو کو بہرام خان کا خطاب عنایت کیا اور بہت سائزرو
مال دے کر اس کے اعزاز میں اضافہ کیا۔ اور اسی ہنگامہ میں سلطان ناصر الدین
(پرسس الدین فیروز) صائب لکھنوتی نے انتقال کیا تھا۔ اس کی جگہ پر سلطان
نے قدر خان کو اقطاع لکھنوتی کی حکومت دی۔ اس بندوبست سے ترہت
و لکھنوتی و تمام بلاد بنگالے کا خراج شاہی بے خرشہ دہلی پہنچنے لگا۔
۲۴ صدھ میں تامار خان کے مرلنے پر اس کے شمشیر بیدار فخر الدین نے
شرقی بنگالے میں خود سر ہو کر اپنا یکذ جاری کیا۔ سلطان محمد تغلق کو یہ حال

اعظم الملک جنگ کرده شکست یافت و اباب بجل و خزینه دشمن او بر دست قدرخان
 افتاد و چون بر تکال ریده بود و اپان قدرخان سقط گشت و او را پس میان بیار جمع
 کرده توده توده پنهان نمیگردید و قدرخان نشوند. آخر الامر همان طور شد که
 حسام الدین ابو رجای او را منع نمیگردید و قدرخان نشوند. آخر الامر همان طور شد که
 حسام الدین گفت بود و ملک فخر الدین باز آمد و پاها بیان قدرخان بادیار شده
 صاحب خود را کشند و زرنصیب فخر گشت و حکومت منار گان غوبیک قلم او را
 سلم شد و مخلص غلام خود را بر لکھنوتی ناچرد کرد و علی مبارک عارض شکر قدرخان
 مخلص را کشته دم از استقلال زود عرائض مصلحت آمیز پدر رگاه سلطان نوشت
 و سلطان ملک یوسف را ناچرد کرد و اور راه فوت شد و سلطان را شغل دیگر
 در پیش آمد که دیگر بدان جانب نفرستاد. درین مرتبه علی مبارک بهجت
 عدادت فخر الدین علامات بارشان ای ظاهر ساخته خود را به سلطان علام الدین
 مخاطب گردایند و ملک الیاس حاجی که صاحب قبیله دشمن بود بعد از چند روز
 با تفاق بعضی از امرا و ملوک لکھنوتی علام الدین را بقتل رساینده خود را سلطان
 شمس الدین خطاب کرد. —

(صفحه ۲۳۱) "در سال ۱۷۴ سلطان محمد بقصد منار گان قرقش فخر الدین را
 با سیری گرفته در لکھنوتی آورد و بقتل رساینده بازگشت" ۱۵
 ۱۵ ابوالفضل آمین اکبری حقه دوم صفحه ۶۵ میں لکھتا ہے کہ "در هزاری سلطان
 تغلق قدرخان از جانب اور برگان بود ملک فخر الدین سلاحدار او از آزمندی
 و از مردم بجانشکری خداوند حوشیش ہمت بست و کیس گرفته از هم گز را نیند و بدست
 سرای وحید فروشی نام بزرگی برخود نہاد و از فرمان دہان دہانی سرباز کشید ملک
 علی مبارک که از سرکشیدگان قدرخان بود سلطان علام الدین خود را نام کرد

کی حکومت کے لیے نامزد کیا۔ اتفاقاً ملک یوسف یہاں پہنچنے سے پہلے ہی حرگیا۔ اور مخفی بیگال تمام علی شاہ کے تصرف میں رہا۔ چون کہ اس وقت قحط اور عین الملک کی بغاوت کے بعد سلطان محمد تعلق سخت پریشان تھا اس لیے تربت و بیگال کا کوئی نظم نہ کر سکا۔

(۳) مورخوں کا اختلاف

علی شاہ اور فخر الدین کے متعلق مورخوں کے بیانات اس قدر مختلف ہیں کہ اگر ایک کا یقین کیا جائے تو دوسرے کو غلط انتاہی پڑے گا۔ اس زمانے کے واقعات کے متعلق ابن بطوطہ کا بیان زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے، اور طاس صاحب کے جمع کیے ہوئے یکوں سے بھی ابن بطوطہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ تبصرے کے لیے ہر ایک مورخ کا بیان نقل کیا جاتا ہے۔

علی خیام الدین برلنی کا بیان قدر خان کے حالات کے سلسلے میں بطوطہ نوٹ مذکور ہو چکا ہے اور اس میں واقعہ کی صراحت موجود نہیں، اس لیے اس کا اعلاءٰ فضول ہے۔

۱۔ شمس سراج عفیف (صفرو، ۱۲) لکھتا ہے کہ "سلطان فخر الدین کہ عوام اور فخر اگویند در آن ایام در مملکت شارگان تو بیغم بود سلطان شمس الدین سلطان فخر الدین رازنده گرفته و چدر وال لمحظہ کشته در مملکت شارگان تو قابض گئشہ"

۲۔ بداؤنی رجلا صفحہ ۲۳۹ میں لکھتا ہے کہ "در ۱۲۹ بہرام خان وفات یافت و ملک فخر الدین سلاحدار اوس بطيغیان برآورده خود را خطاب سلطانی وادو با قدر خان ضایع لکھنوتی پہ اتفاق ملک حامم الدین ابو رجا و عز الدین سعیجی

ک بعد از انصرام بر شکال بخدمت سلطان رفت و پیش تخت انبارهای نزد سرخ دستید
 سازده و قصار فخر الدین خبر ایں معنی یافته پنهان کان نزد شکریان فرتاد ہمہ را
 از خود ساخت و عده کرد کہ ہر گاه بر قدر خان فتح یا بزم خزانی را بر شما تقیم نایم چوں
 فخر الدین از جگل برآمده متوجه گانو شد شکریان حاصی و اعرا یان با غی اتفاق
 کرده قدر خان را بکشند و خزانه را برداشتہ په فخر الدین پوستند فخر الدین و عده
 را و فانحوه خزانی را برایشان ارزانی داشت و نار گانو را تخت گاه ساخته بحکومت
 آن دیار شغول گشت و غلام خود مخلص نام را پا شکریا بفیض لکھنوتی تعین کرد
 علی مبارک که عارض شکر قدر خان بود ہمیست در زیده دهرانگی نموده از شے خلاص
 دولت خواهی جماعتی را با خود بیار ساخت و با مخلص جنگ کرده شکست و فتح نام
 و عزیض نزد سلطان محمد تعقیل فرتاد که اگر حکم شود ضابط لکھنوتی باشم و سلطان اور
 ندانسته بخواب ملت فت شده یوسف شخ زهی را ضابط لکھنوتی گردانیده روان کرد
 او آنجا نزدیک متوفی شد و لکھنوتی په علی مبارک شاه ماند چوں ابابا بدشا ہی
 بیتا بود خود را سلطان علاء الدین خطاب داده اما در ہمان زودی ملک الیاس کر
 در آن نواحی می بود شکر مستعد داشت په لکھنوتی تاخته بندگان سلطان علاء الدین
 را بقتل رسایند و خود را په سلطان شمس الدین مناطب کرده در ۱۳۷۲ شکر په گان
 گانو کثیر و فخر الدین را زندہ گرفته په لکھنوتی آورده مغلق کثیر خطبہ و سکر را بنام خود
 گردانید علی مبارک چوں فخر الدین را بقتل آورده با استنفار تمام در لکھنوتی بخان
 گز اشتہ متوجه بگال گردید و بعد از چند روز حاجی الیاس که حاجی پورا ز آثار اوست
 شکر سلطان علاء الدین را با خود متفق ساخته لکھنوتی و بگال را بخوزه تصرف خود
 در آورد و خود را شمس الدین نامید و مدت سلطنت علاء الدین یک سال و
 چند ماہ بود

باویزه فخر الدین برخاست دور کارزار او را آنده بگرفته بگوش نیستی فرستاد حاجی
الیاس که از اهارے بنگال بود - چندی راه استان ساخت علام الدین راججان
بشکر و خود را شمس الدین لقب نهاد " ۲

۲۵ خواجه نظام الدین احمد رطبقات اکبری جلد اصفهان ۲۳۴ لکھتا ہو کر
ملک فخر الدین سلاحدار قدرخان بود و در لکھنوتی ولی نخت خود بعذر کشته
نام سلطنت برخود اطلاق کرد و مخلص نام غلام خود را با شکر آراست باقصاء
بنگال فرستاد ملک علی مبارک عارض لکھر قدرخان پر مخلص جنگ کرد اور
شکت و تمام اباب وحشم که ہمراہ او بود متصرف شد و سلطان فخر الدین چوں
ن دولت بود از مردم اطمینان خاطر نداشت ملاحظہ کر دہ برسی علی مبارک ن
رفت تا آنکہ علی مبارک سامان خود کرد خود را سلطان علام الدین نام کرد
و در ۱۷۳۸ هـ احمدی وار بعین و سمعایت فخر الدین پر لکھنوتی رفت و در جنگ
آمده بدست علی مبارک بقتل رسید زمان سلطنت فخر الدین مدت دو
سال و چند ماہ بود " ۳

۳۶ فرشتہ اس طرح لکھتا ہو کر ملک فخر الدین که از سلاحداران تدریغاً
حاکم بنگال بود شمشیر او با خود می برد اشت پچوں تمازخان درستار گاؤ قوت
شد ملک فخر الدین در ۱۷۳۹ هـ اور متصرف شد خود را سلطان خطاب
داوہ خطبہ بنام خواند سلطان محمد براین معنی آگا ہی یافت قدرخان حاکم
لکھنوتی را با جمیع امرا چون اعز الدین وغیرہ برساو نامزد کرد - چوں مقابل
شدند فخر الدین نیزم گشتہ در جنگل دور دست گرفتخت - قدرخان چانجا
ماند امرا با قطاع خود فتاد چوں موسم بر شگال رسید قدرخان در مقام زر
جمع کردن شده از فراہم آوردن سپاه غافل گردید و داعیہ اش آئی بود

اگر بداؤنی - ابوالفضل - خواجہ نظام الدین احمد اور فرشتے کا یقین کیا جائے تو بداؤنی کے مطابق سلطان محمد تغلق نے فخر الدین کو قتل کیا۔ اور ابوالفضل اور خواجہ نظام الدین احمد کے مطابق علی مبارک نے فخر الدین کو قتل کیا۔ اور فرشتے کے مطابق ^{۱۳۴} میں حاجی الیاس نے فخر الدین کو پچھائی دی۔ یہ بیان شمس مسراج عفیف کے بیان کے متوافق ہے، ان سورخوں میں بعض نے لکھا ہے کہ فخر الدین نے قدر خان کو مار ڈالا۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ تاتار خان کو مار ڈالا۔ حالانکہ قدر خان کو بہ ظاہر خود اس کے پاہیوں نے فخر الدین کی سازش سے قتل کیا۔ اور تاتار کو کسی نے قتل نہیں کیا۔ بلکہ جب وہ فرگیا تو فخر الدین نے خود سری اختیار کی۔

دسم، شتر گر رہ کی کیفیت

ایک بات قابل ذکر یہ بھی ہے کہ سورخوں نے جس کو علی مبارک لکھا ہے یہ کوئی میں اس کا نام علام الدین علی شاہ ہے۔ اور فخر الدین کا نام فخر الدین مبارک شاہ ہے۔ لہذا سورخوں کے بیان میں شتر گر رہ واقع ہوا ہے۔ فخر الدین کے بعد نارنگانو میں اختیار الدین نازی شاہ نے حکومت کی۔ اس کے سیکھ ^{۱۳۵} اور ^{۱۳۶} کے پائے گئے ہیں۔ جن میں سلطان ابن سلطان لکھا ہوا ہے۔ لہذا گمان ہوتا ہے کہ فخر الدین کا بیٹا ہو گا یا شاپید غیاث الدین بہادر شاہ ہوا ہے۔

لہ بداؤنی جلد ا صفحہ ۲۳ " در ^{۱۳۷} سلطان محمد بقصد تسریخ نارنگانو رفت فخر الدین را با سیری گرفتہ در لکھنؤتی آور دو بقتل رسائندہ بازگشت ۔"

ابن بطور طبع ۲۴۷ کے لگ بھگ ست گانو (ہنگال) آیا۔ وہ لکھتا ہو کر یہاں کا
بادشاہ فخر الدین ہر جو فخر کے نام سے زیادہ مشہور ہر جب غیاث الدین بن
بہادر شاہ مارا گیا، اس کا داماد بادشاہ ہوا۔ اس کو شکر نے قتل کر دala۔ ان دونوں
میں علی شاہ لکھنوتی میں بادشاہ بن پیٹھا۔ فخر الدین نے جب دیکھا کہ اس کے
آقانا صر الدین کے خاندان سے حکومت نکلی جاتی ہر تو اس نے ست گانو
میں بغاوت کی اور اس کے اور علی شاہ کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔ گرمی
اور کچھ کے موسم میں فخر الدین نے جہازوں کے ذریعے سے لکھنوتی پر حملہ کیا،
کیوں کہ اس کی بحری طاقت زیادہ تھی۔ اور جب برسات ہو چکی تو علی شاہ نے
فخر الدین پر چڑھائی کی کیوں کہ اس کی بڑی طاقت زیادہ تھی۔

اس بیان سے ثابت ہوتا ہو کر ۲۴۷ کے قریب فخر الدین اور علی شاہ
دونوں زندہ تھے اور فخر الدین کے سے (دارالضرب نار گانو وزن ۱۶۴ گرین)
۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹
۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹
۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹
۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹
۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹
۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹
۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹
۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹
۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹
۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹
۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹
۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹
۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹
۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹
۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹
۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹
۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹
۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹
۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹
۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹
۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹
۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹
۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹
۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹
۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹
۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹
۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹
۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹
۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹
۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹
۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹
۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹
۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹
۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹
۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹
۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹
۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹
۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹
۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹
۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹
۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹
۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹
۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹
۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹
۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹
۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹
۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹
۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹
۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹
۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹
۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹
۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹
۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹
۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹
۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹
۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹
۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹
۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹
۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹
۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹
۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹
۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹
۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹
۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹
۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹
۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹
۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹
۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹
۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹
۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹
۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹
۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹
۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹
۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹
۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹

ضد حکومت کی۔

علام الدین نے پچھے دن اس کو قید میں رکھا۔ لیکن پھر اس کی ماں (جو مولا الدین کی رضاعی ماں تھی اکی سفارش سے اس کو رہا کر دیا۔ پچھے عرصے کے بعد حاجی الیاس نے لشکر کو اپنا طرف دار بنانے کا خواجہ سراجیوں کے ذریعے سے سلطان ملار الدین کو قتل کرایا اور لکھنوتی تمام بگالے پر قبضہ کر کے اپنا القب شمس الدین رکھا اور سلطان علام الدین کی مدت حکومت ایک برس اور پانچ ہفتے تھی۔“

مندرجہ بالا بیان میں حاجی الیاس کی خطا کا جو ذکر ہوا اس کے متعلق کتاب (Memoirs of aur Pandie BUCHANAN HAMILTON) صفحہ ۲۱ میں مذکور ہو کہ (BUCHANAN HAMILTON) بکان ہمیشہ نے پندوہ میں سوطوں صدی کی لکھی ہوئی ایک قلمی تاریخ پائی تھی۔ اس میں لکھا تھا کہ حاجی الیاس نے ملک فیروز کی کسی خودت سے تعلق پیدا کیا تھا۔ اور ملک فیروز نے علی مبارک (علام الدین) کو اعظم الملک عظمت خان حاکم بگال کے پاس بھجا تھا۔ یہاں آگر علام الدین نے کسی اندریشے کے بدب حاکم صور کو قتل کیا اور خود بادشاہ ہو کر بیش برس حکومت کی (غالباً یہ کتاب امپریل لائبریری کلکٹیون میں موجود ہے) یہ بیان بھی غلطی کے احتمال سے خالی نہیں۔ لیکن سلسلہ بیان میں اس کا اعادہ بھی ضروری تھا۔

۱۶. حاجی الیاس ملقب بہ سلطان شمس الدین بھنگرہ

۱۴۵۸ء تا ۱۴۵۹ء (۱۳۹۷ء تا ۱۳۹۸ء)

گزشتہ اوراق میں حاجی الیاس کے متعلق مورخوں کا بیان مذکور ہو چکا ہے۔

غامدان میں ہو۔

۱۵) علی مبارک اور حاجی الیاس کے متعلق ریاض الصالحین کا بیان

ریاض الصالحین (صفو ۹۳-۹۵) میں علی مبارک اور حاجی الیاس کے متعلق روایت یوں ہے:-

"کہتے ہیں کہ ابتداءے حال میں علی مبارک ملک فیروز (بادشاہ قیروز) کے معمتم ملازموں میں تھا۔ ملک فیروز سلطان غیاث الدین تغلق کا بھتیجا اور سلطان محمد تغلق کا پھر بھائی تھا۔ محمد تغلق نے اول سال جلوس میں ملک فیروز کو نائب باربک مقرر کیا تھا۔ انھی رنوں میں حاجی الیاس سے جو علی مبارک کا کوئا تھا کوئی خطا ہوئی جس کے بسب سے وہ دہلی سے بھاگ گیا۔ ملک فیروز نے علی مبارک سے پوچھا کہ حاجی الیاس کہاں ہے۔ علی مبارک نے حاجی الیاس کو نہ پایا اور ملک فیروز کو کہ دیا کہ وہ کہیں بھاگ گیا ہے۔ فیروز نے ناخوش ہو کر علی مبارک کو اپنے ساتھ سے دودھ ہو جانے کا حکم دیا۔ علی مبارک نے بنگالے کی طرف آگر قدر خان کی ملازمت کر لی اور رفتہ رفتہ شکر کا بختی مقرر ہوا۔ جب ملک فخر الدین نے بنادوت کر کے اپنے آقا قدر خان کو قتل کیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا، اس وقت علی مبارک نے بھی اپنا القب سلطان علاء الدین رکھ کر بادشاہت شروع کی اور فخر الدین پر چڑھائی کر کے اپنے آقا کے خون کا بدله لیا اور لکھنؤن پر قبضہ کر کے بنگالے کے باقی حصص کے بندوبست میں مشغول ہوا۔ اسی زمانے میں حاجی الیاس بھی پنڈوہ میں دارد ہوا تھا۔ سلطان

سے کوچ کر کے، رنچ الاول کو گیدال کا محاصرہ کیا۔ یہ یکدار ایک جزیرہ نما مقام تھا۔ جس کے تین طرف پانی اور ایک طرف گھنا جنگل تھا۔ زمانہ حال کی تحقیقین کے مطابق پر مقام موضع بلڈی باڑی اور مسجد آدمیہ کے قریب تھا۔ فیروز نے حکم دیا کہ کنگر بنا کر پانی کو عبور کیا جائے۔ بے ظاہر کوئی امید نہ تھی کہ حاجی الیاس قلعے سے نکل کر مقابلہ کرے گا۔ لیکن اتفاقاً فیروز شاہ نے اپنی خیسہ گاہ کے لیے ایک دوسرا مقام پنڈ کیا۔ اور اس کے پہنچ سے حاجی الیاس نے اس کی پس پانی کا گان کیا۔ اور اچانک سع فوج قلعے سے نکل پڑا۔ سخت جنگ کے بعد حاجی الیاس کا چتر و علم اور چوالیں زنجیر فیل فیروز شاہ کے ہاتھ آئے۔ اور بے شمار بیگانی سپاہ مقتول و اسیر ہوئی۔ حاجی الیاس نے پس پا ہو کر پھر گیدال میں پناہ لی۔

بیگانے کی برسات اور پھر وہوں کے بعد فیروز شاہ نے اس وقت اتنی بھی کام یابی کو بہت غنیمت سمجھا۔ اور باقی ہجوم کو آئندہ سال پر اٹھا کر کھا۔ شش سراج عفیف کا بیان ہو کر پردہ نشین عورتوں نے بے نقاب

لے نفظ کنگر خود ضیا۔ الدین برلنی مولف تاریخ فیروز شاہی نے استعمال کیا ہے۔ غالبًاً پانی میں پھر وہوں کا ذہیر کر کے چلنے کا راستہ لکھا مراد ہے۔

۳۶ شش سراج عفیف مولف تاریخ فیروز شاہی نے صفحہ ۱۱۰ میں اس کی تعداد ایک لاکھ اتنی ہزار ایک بتاتی ہے۔ ریاض الصالحین عہد میں ذکر ہے کہ اس زمانے میں شیخ رضا بیانی انتقال کیا۔ اور حاجی الیاس نے بھیں بد کراس کے جنانے کی نمائیں شرکت کی اور فیروز شاہ سے بھی ملاقات کی اور اس نے بھیجا تا۔ ساتھیں الیاس کا خود کو اس طرح ہٹکلہ میں ٹھاننا ہوئے اس کے امراء کا ہوا سابق سے حاجی الیاس کو۔

نالہاٹی شاہ اور حاجی الیاس کے درمیان کئی برس تک ستمکش رہی کیوں کہ حاجی الیاس کے سکے ضرب فیروز آباد پنڈوہ میں سے پلے جاتے ہیں یعنی شاہ غالب ایک طرف حاجی الیاس اور دوسری طرف فخر الدین سے لڑتا تھا۔ میں فخر الدین کے مارے جانے پر حاجی الیاس تمام مغربی بنگالے کا بادشاہ ہو گیا اور اختیار الدین غازی شاہ کے بعد اس نے مشرقی بنگالے پر بھی قبضہ کیا۔ حاجی الیاس نے اڑیسہ کی طرف بھی اپنی فتوحات کو وسعت دی اور اُتر ترہت اور تجھم بنا رس تک اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔ عظیم آباد کے سامنے گنگا پار قصیدہ حاجی پور حاجی الیاس ہی کا آباد کیا ہوا ہے۔ صوبہ بہار میں ملک ابراهیم حاکم صوبہ تھا، شمس الدین نے اس پر بھی چڑھائی کی۔ ۱۵۲۴ء (۱۴۵۷ء)

میں سلطان محمد تغلق کے مرے پر فیروز تغلق بادشاہ ہوا۔ فیروز نے شمس الدین پر چڑھائی کا قصد کر کے دسویں شوال ۱۵۲۶ء (۱۴۵۹ء) کو ایک لشکر گراں کے ساتھ دہلی سے کوچ کیا۔ گور کھپور اور کھروہر پہنچنے تک تمام راجا اور زمین دار بھی فیروز کے ساتھ ہوئے۔ اور جگت و ترہت پہنچنے پہنچنے ان علاقوں کے راجا و زمین داروں نے بھی فیروز کی اطاعت کی۔ حاجی الیاس نے اول اودھ کی سرحد سے ہٹ کر ترہت میں پناہ لی تھی۔ اب فیروز کے اُدھر آتے ترہت سے پنڈوہ کی راہ لی اور فیروز کے پنڈوہ پہنچنے سے پہلے ہی قلعہ اکالہ میں تھقین اختیار کیا۔ فیروز نے گور کھپور اور ترہت میں فوج کو سختی سے حکم دیا تھا کہ باشندوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ پنڈوہ پہنچ کر بھی اہل شہر کو کسی قسم کی زحمت نہ دی اور بہاں

سوغاتیں اور تازی و ترک گھوڑے ملک سیف الدین شخنڈ کی سرفت حاجی الیاس کے لیے رعاتہ کیے۔ لیکن شاہی تحائف بہار ہی تک پہنچے تھے کہ اس اتنا میں حاجی الیاس نے انتقال کیا۔ سلطان فیروز کو معلوم ہوا تو اس نے آن گھوڑوں کو امراء بہار میں تقیم کر دیا۔^{۱۰}

حاجی الیاس نے غالباً اٹھارہ برس اور چند مہینے حکومت کی۔ مگر فرشتے نے اس کی مدتِ حکومت سول برس لکھی ہے۔^{۱۱}

(۷) ملک ابراہیم بیوی ۵۲، ۵۳، ۵۴ م (۱۳۵۲ء)

فیروز تغلق کی حکومت کے ابتدائی زمانے میں ملک ابراہیم بیوی بن ابو بکر اقطاع بہار کا حاکم تھا۔ اس کا حال پیر پہاڑی کے کتبوں سے دریافت ہوا ہے۔ ان کتبوں میں اس کو مقطع بہار اور مدار الملک لکھا ہے اور اس میں فیروز تغلق کا عہدہ نکوہ ہے۔ اس لیے راقم نے اس کا زمانہ فیروز شاہ کی تخت نشینی سے شمار کیا ہے۔ اگرچہ اغلب ہر کریم محمد تغلق کے عہد سے مقطع بہار ہے۔ حاجی الیاس نے ملک ابراہیم حاکم بہار پر فوج کشی بھی کی تھی۔^{۱۲}

ملک ابراہیم نے تیرھویں ذی الحجہ روز یک شنبہ کو ۵۲ء میں انتقال کیا۔

۱۰ طبقات اکبری جلد اول صفو ۲۳۱۔

۱۱ حاجی الیاس کے حالات جیشتر ضیا، الدین برنی کی تاریخ فیروز شاہی صفو ۵۹، تاصفو ۵۹۔ اور شمس سراج حفیظ کی تاریخ فیروز شاہی صفو ۶۰۔ آن صفو ۱۲۳۸ء سے مخوذ ہے۔

۱۲ دیکھو صفو ۲۲ نوٹ کتاب (MENIORS OF GAUR AND PANDUA)

ہو گرا اور سر کے بال کھوں گرفتے کی فصیل سے گریہ وزاری شروع کی اور فیروز شاہ نے متاثر ہو کر از راہ ترجم خونریزی موقوف کرنے کا حکم دیا۔ ضیار الدین برنی کا بھی بیان ہو کہ سلطان فیروز کو خیال ہوا کہ زیادہ جتنا کرتے ہوئے بہت سے بے گناہ قتل ہو جائیں گے اور مسلمان عورتیں اور باتشوں پاٹکوں اور دھانکوں کے قبضے میں آجائیں گی۔ اور غربیوں، منظلوں اور عاجزوں کا مال شکر کے دھکڑے غارت کر دیں گے۔ یہ بیان صحیح معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ فیروز تغلق ایسا شریف نفس تھا کہ محمد تغلق نے جن لوگوں پر کوئی ظلم و ستم کیا تھا، فیروز شاہ نے ہر ایک کو معاوضہ دے کر راضی کیا اور ان سے عفو نامہ لکھوا کر محمد تغلق کی قبریں دفن کیا کہ آخرت کا مواغذہ باقی نہ رہے۔ بہر کیف فیروز تغلق نے اس ہم پر گیارہ مینے صرف کیے اور ۱۲ ربیعان ۵۵۴ھ کو دہلی واپس پہنچا۔

حاجی الیاس کو آئینہ سال کا دھڑکانگا ہوا تھا۔ اس لیے اس نے دوسرے برس بہت سے تحائف اور پیش کش بیج کر فیروز شاہ کو ادھر آنے سے باز رکھا اور ایک طور سے صلح کر لی۔ اس وقت سے حاجی الیاس پھر آزاد حکومت کرتا رہا۔

۵۵۵ھ میں ظفر خان نارسی جو سلطان فخر الدین کا دادا اور سارگانوں کا جاگیر دار تھا، حاجی الیاس سے تنگ آکر دہلی پھاگ گیا۔ را اور بعد میں سلطان کا دزیر بھیج ہوا اس وقت حاجی الیاس نے ملک تاج الدین کی معرفت بعض تحفے فیروز شاہ کے پاس روانہ کیے۔ فیروز شاہ نے بھی خوش ہو کر بعض نفیں

لے پائیں۔ دھانک اور دھکڑے یہ سب الفاظ خود ضیار الدین برنی نے صفحہ ۵۹ میں استعمال کیے ہیں۔

دیا کر میں خود بھی صلح کو پنڈرتا ہوئُ۔ لیکن سیرے یہاں آنے کا منتظر ہو کر نارگانوں کی حکومت پر سور طفرخان کے عوالے کی جائے۔ سکندر شاہ نے اس شرط کو متظور کیا اور فیروز شاہ نے ملک مقبول کی معرفت ایک قیمتی کلاہ سکندر شاہ کو تھفتاً بھیج دی۔ سکندر شاہ نے بھی بعض تحفے فیروز شاہ کے پاس بھیجے اور ہر سال پیشکش بھیجنا تبول کیا۔ اس صلح کے بعد فیروز شاہ محاصرہ اٹھا کر واپس روانہ ہوا۔ یہ واقعہ^{۵۹} کا ہر لکھ طفرخان دوبارہ نارگانوں نہ آیا۔

سکندر شاہ نے بہنگالے میں بہتیری نادر عمارتیں بنوائیں۔ انھی میں مسجد آدمیہ ہر جس کے آثار اب تک قائم ہیں۔ یہ مسجد سلانوں کے عہد کی بہتیں عمارتوں میں شمار کی جاتی ہو۔ پار سونات فٹ لمبی اور دوسوچاہی فٹ عریض ہو۔ اس کی چھت تین سو چھوٹ گنبدوں سے آراست تھی۔ کتبے کے مطابق^{۶۰} ہیں مرتب ہوئی۔ فی الحال ضلع مالدہ میں اس مسجد کے قریب ریلوے اسٹیشن کا نام آدمیہ رکھا گیا ہو۔ مسجد کے ایک حصے میں خاص قیم کا گھلادالان ہو۔ اس کو بادشاہ کا تخت کہتے ہیں۔ بعض اہل قلم نے اس کی تعمیر کے متعلق بہت خامہ فرسائیاں کی ہیں لیکن اصل حقیقت معلوم نہیں ہوتی کہ دالان کس لیے بنایا گیا۔

سکندر کے ایک محل سے سات اولادیں اور دوسرے محل سے ایک لڑکا غیاث الدین اعظم شاہ تھا۔ اعظم شاہ کی سوتیلی ماں نے اس کے خلاف سکندر شاہ کے کان اس قدر بھردیے کہ باپ بیٹے میں سخت آن بن ہو گئی۔ رنجش اس حد کو پہنچی کہ اعظم شاہ نے شکار کے چیلے سے نارگانوں جا کر فوج جمع کی اور باپ سے

لئے تاریخ فیروز شاہی (شمس سراج عفیف) صفحہ ۲۹ اریاض اسلامیین اور فرشتے کا بیان بھی شمس سراج عفیف کے مطابق ہے۔

کجے میں صریحہ "چوں محل رفت در دل سنگ از برائے خواب" سے گمان ہوتا ہو کہ یہ شاید اس کے قتل ہونے کا استعارہ ہو۔ اس کے متعلق تین کتبے راقم کی نظرے گزرے ہیں۔

(۸) سکندر بن الیاس شاہ ۵۹، ۹۲ھ تا ۵۸، ۱۳۹۰ھ

حاجی الیاس کے مرلے پر تیرے دن اس کا بیٹا سکندر شاہ تخت نشین ہوا۔ اس کو بھی فیروز شاہ کے جملے کا خوف لگا ہوا تھا اس لیے اس نے چالیس ہاتھی اور بعض تحائف سلطان کے پاس بھیج کر اس کو روکنے کی کوشش کی لیکن اس پیش کش کے پہنچنے سے پہلے فیروز شاہ تخت ہنگامے کا قصد کر چکا تھا اور فوج لے کر ظفر آباد (اوڈھ) اگر کثرت بارش کے سبب ٹھیکرا ہوا تھا۔ اس کے کوچ کی خبر پاکر سکندر شاہ اپنے باپ کی طرح قلعہ یک دار میں سخون ہوا۔ فیروز شاہ نے بھنگلے پہنچ کر قلعے کا حصارہ کیا اور ٹین سے تپڑا ورنجینیق چلنے لگی۔ اتفاقاً ایک دن قلعے کا ایک برج گر ہوا۔ اسی وقت حامی الملک نے پوری فوج سے قلعے پر یورش کرنے کی اجازت چاہی۔ فیروز شاہ نے جواب دیا کہ قلعے میں پر وہ نشین عورتیں موجود ہیں ابے موقع یورش مناسب نہیں۔ آج صبر کرو، دیکھو کل کیا ہوتا ہو۔ دوسرے دن سکندر شاہ نے اپنے وزرائے مشورے سے صلح کا پیام دیا۔ فیروز شاہ نے جواب

لہ کرنی ای تی ذاتن جس کے نام پڑا اللئن تیج آباد ہوئا کتاب (ATHNOLOGY OF BANGAL)

صفحو ۲۱۱ میں لکھتے ہیں کہ صلح ہزاری باغ میں چاۓ چپا گزدھ کے سنتال راجلے جس کا نام جنگلرا تھا ابراہیم یوسف کی آمد کی خبر پر اگرچہ اہل و عیال خود کشی کر لی تھی۔

۱۰۱) بہار کا سلطان دہلی کے زیر حکومت رہنا

سادوں سے ثابت ہوتا ہے کہ سلطان محمد تغلق کے بعد بیگانے میں جدالگانہ حکومت قائم ہوئی جس کا عالی سابق اوراق میں گزر چکا ہے۔ لیکن صوبہ بہار سلطان دہلی کے زیر حکومت رہا۔ شمس سراج عفیف اپنی تاریخ (صفحہ ۱۲۳) میں مذکور کی ہم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ سلطان فیروز تغلق نے لکھ کے انتظام کے لیے عادالملک کو خان جہان کے پاس دہلی بھیجا۔ اور خان جہان نے تمام بلاد ملک سے فوج طلب کی۔ اور اسی سلسلے میں بہار و ترہت سے بھی فوج مانگی۔ اس وقت بیگانے سے فوج طلب کرنے والے کوئی ذکر نہیں پایا جاتا۔

۱۱۱) غیاث الدین اعظم شاہ ۹۲۷ھ تا ۸۰۰ھ (۱۴۹۷ء - ۱۴۹۸ء)

سکندر بن حاجی الیاس کے بعد غیاث الدین اعظم شاہ سرپریارے سلطنت ہوا۔ اس نے نہایت امن و اطمینان اور عیش و آرام کے ساتھ حکومت کی۔ تاریخ فرشتے میں مذکور ہے کہ اس نے بہت سالاں حربیں شرپیش کو بھیج کر وہاں رباط اور بدارس بنوائے۔ دین دار و عادل ہونے کے علاوہ علماء اور اہل کمال کا بھی قدردان تھا۔ حافظ شیرازی کی ایک مشہور عزل میں جو بیگانہ اور سلطان غیاث الدین کا ذکر ہے، اس سے یہی غیاث الدین مراد ہے۔

بزر حکومت کا مطالیب کیا۔ سکندر شاہ شکرے کو مقابلے کو نکلا اور اسی کش کش میں
اعظم شاہ کے ایک پاہی کے ہاتھ سے نادانتہ مارا گیا۔^۷
سکندر شاہ نے چوتیس برس حکومت کی۔ فرنٹ اور ریاض السلاطین نے
اس کی مدت حکومت صرف نوبرس اور چند ماہ تکمی ہے۔ لیکن اس کے سکندر میں
اور ۱۴۹۲ھ کے پانے جاتے ہیں۔^۸

(۹) سلطان فیروز تغلق کا بہار کی راہ سے سفر کرنا

۱۴۵۸ء (۶۷۰ھ)

شمس سراج عفیف تاریخ فیروز شاہی (صفحہ ۱۴۲) میں لکھتا ہو کہ فیروز شاہ
بنگالے کی ہم سے داپس ہو کر کڑھ کی طرف داپس گیا اور وہاں سے بہار ہوتا ہوا جانجیر
(اڑیسہ) پہنچا۔ یہ واقعہ نشانہ کا ہے۔

معلوم نہیں بہار سے اڑیسہ کس راہ سے سفر اختیار کیا گیا۔ قیاس ہو کر
ہزار سی باخ اور چھوٹا ناگ پور ہو کر راستہ ہو گا۔

طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۲۳۲ میں بھی فیروز شاہ کا "از راہ بہار" سفر کرنا
مذکور ہے۔

لہ ریاض السلاطین صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴۔

۱۰۶ کتاب (MEMOIRS OF GAUR AND PANDUA) میں اٹلیٹن صاحب نے
ان سیکون کی کیفیت لکھی ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس کے ایک پوتے کا لقب بھی
سکندر تھا۔

شگر شکن شوند ہم طوطیان ہند
زین قند پارسی ک بربگال می رود
حافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث می سعد
خامش مشوک کار توازنال می سعد

۱۳۳) اعظم شاہ اور قاضی سراج الدین

ایک بار اعظم شاہ تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا۔ اتفاقاً ایک تیر ہمک گرسی بیوہ کے لڑکے کے جانگا۔ بیوہ نے قاضی کے یہاں استغاثہ کیا۔ قاضی کو ابھن ہوئی کہ اگر بادشاہ کی رعایت کرے تو خدا کے ہاں ماخذ ہو۔ اور اگر بادشاہ کو طلب کرے تو اس میں بھی دشواریاں اور تباہیں ہیں۔ آخر فحکم بین النا^۷
با العدل کو نصب العین سمجھ کر اس نے اپنے پیارو کو بادشاہ کی طلبی کے لیے روا^۸
کیا اور خود مند کے نیچے دڑھ رکھ کر حکم میں منتظر بیٹھ گیا۔ غریب پیادہ شاہی محل کے قریب پہنچا تو بادشاہ تک رسائی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ آخر اس کو یہ تدبیر سوچی کہ محل کے قریب اس نے اذان اور نی شروع کی۔ بادشاہ نے خلاف وقت اذان کی آواز شن کر موزن کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ پیادہ سانے لا یا گیا تو اس نے آدان دینے کا بسبب اور بادشاہ کو محکمے میں حاضر ہو لے کا حکم نیا۔ اعظم شاہ فوراً پیادہ کے ساتھ محکمے میں حاضر ہوا۔ قاضی نے اس کو دیکھ کر کوئی التفات نہ کیا اور شرع کے مطابق حکم دیا کہ یا اس بیوہ کو راضی کر کے استغاثہ اٹھواؤ، یا اپنے کیے کی سزا بھلتو۔ اعظم شاہ نے بہت بچھ نقد دے کر بجاجت سے بیوہ کو دعو اٹھا لیئے پر راضی کیا۔ اور اس کے بعد بخل سے تلوار سکال کر قاضی سے کہا کہ میں شرعی حکم کی تعییں ہیں حاضر ہواؤ۔ اگر تم نہ راجحی میری بادشاہی کی رعایت کرتے تو اسی تلوار سے تھمارا سر اڑا دستا۔ قاضی نے جواب

۱۲) سلطان غیاث الدین اور حافظ شیرازی

ایک بار غیاث الدین اعظم شاہ شریق بنگالے کی طرف گیا ہوا تھا۔ اتفاقاً اس سفریں کوئی حرض ایسا لاحق ہوا کہ اس کو زیست سے یاس ہو گئی۔ اس وقت اس کی تین بیویاں بھی ساتھ تھیں جن کے لقب سرد محل بگل محل اور لال محل تھے۔ اس نے ان کو وصیت کی کہ میرے مرلنے پر نعش کو تم اپنے ہاتھوں سے غل دینا۔ لیکن غیاث الدین اعظم شاہ نے حرض سے شفایا تو اس کی اور بیویوں نے از راہ طعن ان تین حرموں کو غسال کہنا شروع کیا۔ انھوں نے موقع پا کر اعظم شاہ سے نشکایت کی۔ اس وقت عالم انباط میں اعظم شاہ کی زبان پر بر جستہ یہ صفرعہ آیا۔ ”ساتی حدیث سرد و گل ولالہ می رو د۔“ لیکن اس کے برابر کا دوسرا صفرعہ ذہن میں نہ آیا اور دربار کے شرعاً بھی حسِ دل خواہ صفرعہ نہ لگا سکے۔ اعظم شاہ نے یہ صفرع طرح ایک قاصد کی معرفت کچھ تھائے کے ساتھ حضرت شمس الدین حافظ شیرازی کے پاس روانہ کیا۔ اور حضرت حافظ کو بنگالے آئے کی دعوت دی۔ حضرت حافظ بھی بنگالے آئے کے ساتھ تھے لیکن کبر سنبھل اور صعوبت سفر کا اندریشہ مانع ہوا۔ تاہم ایک عزل کہ کروانہ کی جس کے تین اشعار کو ہمارے بیان سے خاص تعلق ہو۔ اس لیے اس جگہ نقل کیے جائیں۔ پوری عزل دیوان میں موجود ہر سے ساتی حدیث سرد و گل ولالہ می رو د ایں بحث بالٹاش غسالہ می رو د

لہ ریاض الالاطین صفحہ ۵۔ ایں یہ واقعہ مفصل مرقوم ہے۔ تاریخ فرشتہ بار دو م ج ۲۳۷
اور بعض تاریخوں میں مختصر آندکوہ ہے۔

(۱۵) راجا کانس گنیش، اور اعظم شاہ کے متعلق

مسٹر اسپلین کا بیان

انجمن ماہران پرکار جات ہند (NUNESNATEC SOUITS OF INDIA) کے جلسے (منعقدہ ٹپن) میں ۱۸ دسمبر ۱۹۲۰ء کو میراج۔ ای۔ اسپلین نے بحثیت صدر انجمن ہونے کے ایک مضمون پڑھا جس کا مخفف یہ ہر کو سلطان غیاث الدین کے عہد میں راجا گنیش نے تھیں ۱۳-۱۴ میں بیکارے کے معاملات میں بڑا رسون خ پیدا کر لیا تھا اور ریاض السلاطین کے مطابق اس بادشاہ کو فریب سے قتل بھی کرایا۔ اس کے بعد امراء سلطنت نے بادشاہ کے بیٹے سیف الدین حمزہ کو تخت نشین کیا۔ اس نے دو برس تک (تھیں ۱۴-۱۵) حکومت کی اور اپنا القب سلطان السلاطین ثانی رکھا۔ اس کے بعد اس کا فلام باستینی شہزادے بن بازیز یہ دو برس تک حکمران رہا اور شاید راجا گنیش کے ہاتھوں مارا گیا شہزادے بن کے بعد اس کا بیٹا علاء الدین فیروز تخت نشین ہوا اور چون کہ اس زمانے میں راجا گنیش کا کوئی یہ کاری ہونا معلوم نہیں ہوتا اس لیے قریبین قیاس ہو کر سلطان امرا راجا کی حکومت کے مخالف تھے۔ اور اسی سبب سے حضرت نور تطب عالم نے سلطان ابراہیم شرقی کو بیکار فتح کرنے کے لیے مبارکا۔ اور راجا گنیش مجبور ہو کر اپنے بیٹے جدو کو سلطان بنانے پر راضی ہو گیا اور وہ جلال الدین

صاحب موصوف اس مضمون کو کتاب (MEMOIRS OF GAUR AND PANDUA)

میں بھی شامل کیا ہے

لئے تاریخ فر شتمس جدد کو جمل اور استوار میں کیا ہے (باقیر نوٹ ص ۱۷۶)

دیا کہ میں ذرہ لے کر بیٹھا تھا۔ اگر شرعی حکم کی تعییل میں تم سے زرابجی تقصیر ہوتی تو پہ خدا اسی ذرے سے تمہاری بیٹھو لاں کر دیتا۔ اعظم شاہ نے خوش ہو کر قاضی کو انعام عطا کیے ۔

غیاث الدین اعظم شاہ حضرت نور تطب عالم پسر و سجادہ نشین حضرت مخدوم علام الحق پنڈوی کا ہم عصر اور ہم مکتب تھا، اور ان دولوں نے حضرت حید الدین کنج نشین ناگوری سے تعلیم پائی تھی۔ ریاض السلاطین کے قول کے مطابق اعظم شاہ کو راجا کا نام نے ^{سکھ} میں دغا سے قتل کرایا۔ تاریخ فرشتہ اور ریاض السلاطین نے اس کی مدت حکومت صرف سات برس اور چند ہیئت کمی ہے۔ لیکن اسپلٹن کا قیاس کچھ اور ہو، بھو آئندہ نہ کو رہو گا۔

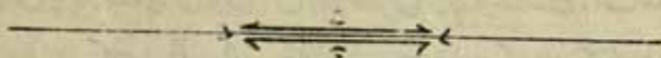
۱۱۳) غیاث الدین اعظم شاہ کی اولاد

اعظم شاہ کے مارے جانے پر اس کا بیٹا سیف الدین حمزہ ملقب پہ سلطان السلاطین سکندر شانی تخت نشین ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا شمس الدین المعروف بے شہاب الدین بائزید اس کا جانشین ہوا۔ اور آخر میں اس کا بیٹا علاء الدین فیروز حکمران ہوا، اور اسی پر حاجی الیاس کے خاندان کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ ان بادشاہوں کی حکومت کا صحیح زیاد کسی تاریخ سے واضح طور پر معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن ان میں سے ہر ایک نے تھیں اس دو برس سے زیادہ حکومت نہیں کی۔

صوبہ بہار میں حاکم کی جیشیت رکھتا تھا۔ مقبرے کے مجاہر بجا ہوں۔۔۔ پیسے کمانے کی غرض سے کتبے کے پتھر کو بھوت جلانے کا کڑلا اور اس کے حروف کو جناتی حرف بتاتے ہیں۔

^{۹۹} میں ضیار الحن بہار کا حاکم تھا۔ اس کی حکومت کا پتا اس کی بنگی ہوئی ایک خانقاہ کے کتبے سے ملتا ہے۔ جو قصبه بہار کے مشرقی جانب محلہ چھوٹا سکیہ میں مقبرے کی دیوار میں لگا ہوا ہے۔ اس کے اشعار یہ ہیں :-

کرد اندر عہد سلطان جہاں محمود شاہ	حاکم خط غیار الحن بنایں خانقاہ
ہفت صدر بانو دا ز سال جبڑی رفتہ بود	شد تمام ایں خانقاہ بادا منعیتان را پناہ
اس طور کے اور کتبے بھی پائے گئے۔ راقم نے تمام کتبیوں کو ایک علیحدہ کتاب میں درج کیا ہے۔ اس تحریر میں ان کو داخل کرنا محض طوالت کا سبد ہو گا۔	
خواجہ نظام الدین احمد طبقات اکبری جلد اول صفوہ ۲۴ میں سلطان ابو یکر شاہ (بن ظفر خان بن فیروز شاہ) اور محمد شاہ بن فیروز شاہ کے جھگڑے کے بیان میں لکھتا ہے کہ "بعض از امراء فیروز شاہی مثل ملک سرور شہنشہ شهر و ملک الشرق و نصیر الملک حاکم ملتان و خواص الملک ساکم بہار۔۔۔ ب محمد شاہ پیوستند۔" یہ واقعہ ^{۹۰} میں کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خواص الملک ^{۹۱} میں حاکم بہار تھا۔ مخدوم شرف الدین احمد بہاری کے تذکروں میں بھی خواص کا خانقاہ بنوانا مذکور ہے۔	



لقب رکھ کر علاء الدین کے مرے پر تخت نشین ہوا۔ ۸۱۹ھ میں حضرت نور قطب عالم کی دفاتر کے بعد راجا گنیش نے جلال الدین کو پھر ہندو بنالینے کی کوشش کی لیکن وہ مسلمان ہی رہا۔ تب اس کو قید کر کے گنیش خود تخت نشین ہوا اور اپنا القب دلوچ مردن رکھ کر پنڈوہ (فیروز آباد) سار گانو اور چاٹ گانو سے اپنا رسمک جاری کیا۔ گنیش کے بعد ہندو تخت پر بیٹھا لیکن اس کا اور کوئی حال معلوم نہیں اور ۸۲۱ھ میں جدد عرف جلال الدین قیدے نکل کر ۸۲۵ھ تک حکمران رہا۔

صاحب موصوف نے اس بیان کی صحت کا کوئی قطعی ثبوت پیش نہیں کیا ہے۔ اگر زمانے کے متعلق تاریخ فرشتہ اور ریاض السلاطین کا بیان تسلیم کیا جائے تو بیف الدین اور شہاب الدین کی حکومتیں ۸۰۵ھ اور ۸۰۶ھ میں ختم ہو جاتی ہیں۔ بہرحال یہ بیان مزید تحقیقات کا محتاج ہو اور چوں کہ ۸۰۶ھ سے صوبہ بہار میں سلاطین شرقیہ کی حکومت شروع ہوتی ہے اس لیے بحث اسی جگہ کے لیے چھوڑ دی جاتی ہے۔

۱۶۰، ملک کافی۔ ملک ضیار الحق اور خواص الملک کا ذکر

قصبہ بہار میں خدوم بدر عالم کے مقبرے کے احلانی میں درخت کے نیچے ایک قدیم کتبہ رکھا ہوا ہے۔ یہ کسی عمارت کا لکتبہ ہے جس کو ۸۰۶ھ میں ملک کافیؒ تعمیر کرایا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں ملک کافیؒ (صفوہ ۳۴۳ کا بقیہ) اس کے مسلمان ہونے کا واقعہ ابراز یہم شرقی کے حالات کے ساتھ دیکھنا چاہیے۔

(۱) مبارک شاہ شرقی سنه ۸۰۲ھ تا ۸۰۳ھ (۱۷۹۹ء - ۱۸۰۱ء)

ملک الشرق کے مرلنے پر اس کا مستبنی قرنفل نامی تخت نشین ہوا۔ اس لئے اپنا القب مبارک شاہ رکھ کر حکومت شروع کی۔ اس خود عختاری کی خبر ملی پہنچی توجہ اول سنه ۸۰۳ھ میں اقبال خان وکیل سلطان محمود نے اس پر فوج کشی کی اور شمس خان حاکم بیان و مبارک خان و بہادر ناہرا اور بیانی (صلح مرزاپور) کے تمام زمین داروں نے بھی اس کی موافقت کی، لیکن نہ روم ہو کر اٹادے کی طرف چلے گئے۔ اقبال خان قتوح پہنچا۔ مبارک شاہ بھی مقابلے کو چلا آیا۔ دونوں شکروں نے آمنے سامنے گنگا کے کنارے پر جمایے، لیکن کسی نے حلے کی جرأت نہ کی۔ دونوں جمینے کے بعد دونوں شکر بغیر لڑے بھڑے داپس ہوئے۔

مبارک شاہ جونپور پہنچا تو کچھ دونوں کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ اقبال خاں پھر سلطان محمود کو فوج کشی کے لیے آمادہ کر رہا ہے۔ مبارک شاہ بھی جنگ کے تہیے میں تھاکر ہوت نے اس کا کام تمام کیا۔

(۲) ابراہیم شاہ شرقی سنه ۸۰۳ھ تا ۸۰۴ھ (۱۸۰۲ء - ۱۸۰۳ء)

مبارک شاہ کے مرلنے پر اس کا بھائی ابراہیم شاہ اس کا قائم مقام ہوا۔ سلطان محمود تغلق نے پھر جونپور پر فوج کشی کی۔ ابراہیم شاہ نے مقابلہ کیا اور چند روز طرفین سے جنگ ہوتی رہی۔ بعض وجہ سے سلطان محمود اپنے وکیل

بادشاہ

صوبہ بہار میں سلاطین شرقیہ کی حکومت

(۱) ملک الشرق خواجہ جہان ۹۶۷ھ تا ۹۸۰ھ
(۱۳۹۲ء - ۹۹۴ء)

سلطان فیروز تغلق کے بعد مالک شرقی پر سلاطین دہلی کا سلطنت برائے نام باقی رہ گیا تھا۔ ۹۴۷ھ میں تاصر الدین محمود بن محمد شاہ تخت نشین ہوئا تو اس نے ماہ ربیع ۹۴۸ھ میں ملک سرور الملقب بخواجہ جہان کو سلطان الشرق کا خطاب دے کر قنوج سے بہارت ک تمام صوبوں کی حکومت تفویض کر کے بیس زنجیر فیل اور لشکر گراں کے ساتھ جون پور روانہ کیا۔ ملک الشرق نے تھوڑی ہی مدت میں ان علاقوں کے تمام نہیں داروں کو منطبق کر لیا۔ بعض حصاء (قلعے) جو خراب ہو ستھے تھے ان کو از سیر نو مرمت کر کے درست کر لیا۔ اور ایسی صحوت و خشمت حاصل کی کہ اڑیسہ کاراجا اور سلطان بھگال جو سابق میں سلطان فیروز کے پاس پیش کش اور نمدیں بھیجا کرتے تھے، اب ملک الشرق کے پاس جوں پور نہیں گئے۔ ملک الشرق نے چھوڑ برس حکومت کر کے ۹۷۷ھ میں انتقال کیا۔^{۱۰}

اور خود دہلی واپس آیا۔ ۱۵۸ھ میں سلطان محمود نے انتقال کیا۔ اس کے بعد ابراہیم شرقي نے کالپی پر بھی قبضہ کر لیا۔

ابراہیم شاہ شرقي نے ایک بار رغالباً ۱۴۸۷ھ میں بہنگلے پر بھی فوج کشی کی۔ اس کا بدب یہ ہوا کہ اس زمانے میں بہنگلے میں راجا گنیش نے (جس کا ذکر سابق اوراق میں اعظم شاہ اور اس کی اولاد کے حالات میں گزر چکا ہے) بڑا اقتدار پیدا کر لیا تھا۔ جب اس نے ظلم اور بدسلوکی کا دیر اختیار کیا تو مخدوم نور قطب عالم پسر مخدوم علاء الحق پندھوی نے ابراہیم شاہ کو بہنگلار فتح کرنے کی دعوت دی۔ ابراہیم شاہ شرقي نے بہنگلے پر فوج کشی کی، اس وقت راجا گنیش سے کچھ بنائے نہیں۔ مخدوم نور قطب عالم کے پاس حاضر ہو کر المجاہی کہ جو آپ حکم دیں کرنے کو تیار ہوں، کسی طرح ابراہیم شرقي کو جنگ سے باز رکھیے۔ مخدوم نے جواب دیا کہ میں ایک مسلمان بادشاہ کو خصوصاً اس صورت میں کہ میں نے خود اس کو طلب کیا ہو تھا میرے مقابلے سے باز رکھنے کے لیے کوئی سبب نہیں دیکھتا۔ راجا گنیش نے کہا کہ میں حکومت سے دست بردار ہوتا ہوں اور میراں کا جدوجہاں ہر اس کو مسلمان کر کے تخت نشین کیجیے۔ مخدوم نے اپنے منٹھ کا پان لکھا کر

لہ دہلی میں فیروز تغلق کے بعد اس کے بیٹے اور پوتوں نے رفتہ سلطنت کی نیوں کو محلی کردی تھی۔ ۱۴۹۳-۱۴۹۶ھ تک توہی حال رہا کہ سلطان محمود دہلی میں سلطنت کرتا تھا اور چند کوس ہٹ کر فیروز آباد میں نصرت شاہ بادشاہ تھا۔ اسی کو دیکھ کر ۱۴۹۶ھ میں تیمور لنگ آپنچا اور دہلی کو فتح کر کے خضرخان کے سپرد کیا اور خود سمرقند واپس گیا۔ تغلق خاندان کا آخری بادشاہ محمد تغلق (شاید) برائے نام ۱۴۹۶ھ تک حکمران رہا۔ خضرخان نے ۱۴۹۷ھ میں انتقال کیا۔ اس کے بعد اس کے تین درشا یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے۔ آخری حکمران علاء الدین عالم شاہ نے ۱۴۹۸ھ (۱۵۰۱ء) میں بہلوں لودی کو سلطنت خود خواہ کروی۔

اقبال خاں سے بدنطن ہو گیا تھا اور ابراہیم شرقي کو اپنا ہوگر اور رغائب زاد بحثتا تھا اس لیے ایک شب کو تنہا اپنے شکر سے ابراہیم شرقي کی خیبے گاہ میں چلا آیا لیکن ابراہیم شرقي نے اپنے خانہ ان کے ولی نعمت سے بدسلوکی کی۔ سلطان محمود بیز اڑ ہو گر قنوج وال پس گیا اور شرقي حاکم کو نکال گر خود متصرف ہوا۔

اقبال خاں کے قتل ہونے پر سلطان محمود نے پھر جونپور پر چڑھائی کی۔ ابراہیم شاہ بھی مقابله کو نکلا اور چند دن گنگا کے کنارے جنگ ہوتی رہی، لیکن پھر صالح کر کے دونوں شکروں پس ہو گئے۔ مراجعت کے بعد ابراہیم شاہ قنوج کی طرف روانہ ہوا۔ میباں محمود ترسی جو سلطان محمود کی طرف سے قنوج کا حاکم تھا چار ہیئتے تک ابراہیم شاہ سے مقابلہ کرتا رہا۔ بالآخر سلطان محمود کی لکھ نہ آئے پر اس نے قنوج کو ابراہیم شاہ کے پسروں کر دیا۔

دوسرے سال (۱۷۰۸ء) نصرت خاں کرک اندرازو تاتار خاں پر سانگ خاں و ملک مرجب اعلام اقبال خاں وغیرہ اکثر امرا سلطان محمود سے جدا ہو گر ابراہیم شاہ سے مل گئے۔ ابراہیم شاہ نے سنبل پر چڑھائی کی اور اسد خاں گماشت سلطان محمود نے قلعہ ابراہیم شرقي کے حوالے کر دیا۔ ابراہیم شاہ تاتار خاں کو قلعے داری سپرد کر کے الپ خاں پر سداوار خاں (مخاطب پر سلطان حاکم گجرات نے مالوہ پر قبضہ کر کے الپ خاں پر سداوار خاں (مخاطب پر سلطان ہو شگ) کو منقید کر لیا ہے۔ اس خبر سے مضطرب ہو گر ابراہیم شاہ نے جونپور کی راہ لی۔ موقوعہ پاکرا سی سال ماہ ذ القعده میں سلطان محمود نے سنبل پر چڑھائی کر دی۔ اور بلاہزا احمد قابض ہو گر دوبارہ اسد خاں لوڈی کو قلعہ دار مقرر کیا

اس عہد میں تصنیف کیں۔ اس بادشاہ کو عمارتوں کا بھی شوق تھا۔
 پر قطب الدین برادر پھول شاہ ابراہیم شاہ شرقی کے وزرا سے تھا۔
 سیر المتأخرین اور تذکرۃ الکرام میں لکھا ہو کہ ان کا امیر محمد پھوری بھلی پٹنہ میں ہو۔
 کیفیت العارفین میں شاہ عطا حسین صاحب نے بھی بھی لکھا ہو۔

(۳) محمود شاہ شرقی ۸۳۲ھ تا ۸۶۲ھ (۱۴۵۸ء تا ۱۵۵۵ء)

ابراهیم شرقی کے حربے پر اس کا بیٹا محمود اس کا جانشین ہوا۔ اسی کے
 عہد میں ۸۳۶ھ میں محمد شاہ بن مبارک شاہ بن خضرخان نے انتقال کیا۔
 اور خاندان سادات کے آخری حکمران علاء الدین عالم شاہ نے ۸۵۵ھ
 میں دہلی کی سلطنت خود بہلوں لودی کے پر دکردی۔

امراۓ سلطان علاء الدین نے جو بہلوں لودی کی حکومت سے راضی
 نہ تھے ۸۵۵ھ میں محمود شاہ شرقی کو دہلی فتح کرنے کی دعویٰ دی۔ اس
 وقت سلطان بہلوں دیپال پور کی طرف تھا۔ محمود شرقی نے جونپور سے دہلی
 پہنچ کر شہر کا محاصرہ کیا۔ خواجہ باہزید پسر سلطان بہلوں اور بعض امرا قلعے
 میں متھعن ہو گئے۔ سلطان بہلوں کو معلوم ہوا تو دیپال پور سے چل کر
 دہلی سے پندرہ کوس پر مقام نلیہ میں ٹھیکر گیا۔ اور اس کے لشکری دوبار
 محمود شرقی کی فوج کے اڈنٹوں اور بیلوں کو چڑاگاہ سے پکڑ لے گئے جو محمود شرقی
 نے فتح خاں ہروی کو تیس ہزار سواروں کے ساتھ سلطان بہلوں کے مقابلے
 کے لیے تعمیں کیا۔ لودیوں نے لشکر مرتب کر کے جنگ کی اور قطب خاں لودی
 نے جو بڑا مشاق تیرانداز تھا۔ فتح خاں کے ہاتھی کو گھاٹل کر دیا۔ اور وریخان

جدو کے نئے میں دیا اور اس کو سلطان بن اگر اس کا نام جلال الدین رکھا اور ابراہیم شرقی سے معدرت کی کیتی تھی۔ آپ کو راجا گنیش سے لڑائے کو بلایا تھا۔ اب بھٹکا کا بادشاہ سلطان ہوا اس سے لڑتا رہا ہیں۔ ابراہیم شرقی ناخوش ہو کر واپس گیا۔ اس کے بعد راجا گنیش نے پھر اپنا سائب روتی اختیار کیا بلکہ مخدوم کے لیے کو بھی قتل کر دیا۔ اور بہمنوں کے کہنے کے مطابق سونے کی گائے بخواہی اور اس کے خلا کے اندر سے اپنے بیٹے جلال الدین کو گزار کر شدھی کر کے اس کو دوبارہ ہنرؤ بنانے کی کوشش کی لیکن وہ سلطان ہی رہا۔ تب راجا گنیش نے اس کو قید گر کے خود حکومت شروع کی بعد کو جلال الدین نے قید سے بکل کر ۷۲۴ھ سے ۷۳۵ھ تک بادشاہت کی۔ یہ پورا واقعہ ریاض الصاطین میں مذکور ہو گی۔

۷۳۶ھ میں امیر تیمور نے دہلی فتح کر کے خضرغان کے حوالے کی تھی۔ ۷۳۷ھ میں خضرغان نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا مبارک شاہ اس کا قائم مقام ہوا۔ ۷۳۸ھ میں ابراہیم شاہ شرقی بداؤن پر فوج کشی کا قصد رکھتا تھا لیکن مبارک شاہ کے دبدبے سے باز رہا۔ مبارک شاہ نے مقام چندوار میں ابراہیم شرقی پر شکر کشی کی لیکن جنگ کا کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوا تھا کہ ابراہیم شاہ جو پیور واپس آیا۔

ابراہیم شاہ شرقی نے چالیس سال کے قریب حکومت کی۔ اس کے زمانے میں دہلی کی شان و شوکت جاتی رہی تھی اور جو پیور کی ایسی عظمت تھی کہ علماء و فضلا نے جو پیور ہی کو مرحوم قرار دیا تھا۔ قاضی شہاب الدین جو پیوری نے حاشیہ کافیہ تفسیر بحر المواج اور فتاوی ابراہیم شاہی وغیرہ بہت سی کتابیں

۱۵) محمد شاہ شرقي ۸۴۲ھ - ۱۳۵۸ء

محمد شاہ کے مرنے پر اس کی ماں بی بی راجی نے امرا کے اتفاق سے شہزادہ بھیکن کو محمد شاہ کا لقب دے کر تخت نشین کیا اور سلطان بہلوں سے بھی اس شرط پر صلح کر لی کہ ہر ایک اپنے اپنے مقبوضہ ملک پر قابض رہے۔ اس صلح کے بعد جب بہلوں دہلی پہنچا تو قطب خاں کی بہن شمس خاتون نے بہلوں کو غیرت دلائی کہ قطب خاں کو محمد شاہ شرقي کی قید میں چھوڑ کر صلح کرنا سخت بے عوقتی اور ذلت ہو۔ بہلوں نے مقام دھنگور سے پھر مراجعت کی۔ ادھر محمد شاہ نے رائے گرنے سے شمس آباد چھین کر پھر جونا خاں کے حوالے کر دیا۔ اس دفعہ رائے پر تاب جو سایقًا بہلوں کی طرف تھا محمد شاہ سے مل گیا۔ محمد شاہ نے سرستی میں اور بہلوں لودی نے اس کے قریب ہی رابری میں فوج آراستہ کی۔ جنگ چھڑ جانے کے بعد محمد شاہ نے جونپور کے کوتوال کو لکھا کہ حن خاں (برادر محمد شاہ شرقي) اور قطب خاں لودی کو قتل کر دالو۔ کوتوال نے جواب دیا کہ یہ دونوں بی بی راجی کی پناہ میں ہیں۔ محمد شاہ نے اپنی ماں کو اس فریب سے طلب کیا کہ ملک کا کچھ حصہ حن خاں کے لیے تحریک کر کے اس سے صلح کر دیجیے۔ ادھر بی بی راجی صلح کرانے کی غرض سے روانہ ہوئی۔ ادھر کوتوال نے حن خاں کا فیصلہ کر دیا۔ راجی خبر پاکر تعزیت میں مصروف ہوئی تو محمد شاہ نے ماں کو لکھا کیا میں اپنے سب بھائیوں کے حق میں بھی کرنے والا ہوں اس لیے ہر ایک کی تعزیت کے لیے آمادہ رہو۔

چون کہ محمد شاہ شرقي کی قہاری کے بعد تمام امراے سلطنت بیزار ہو رہے تھے۔ ایک دن شہزادہ حسین خاں (برادر محمد شاہ شرقي) نے سلطان

لودی کو اجوس وقت محمود شاہ شرقي کی طرف تھا، بھی یہ غیرت دلائی کر تم لو دیوں
کو چھوڑ کر ان کے مخالف کے طرف دار ہوتے ہو۔ دریا خان کے جدا ہوتے ہی
جونخان شکست کھا کر گرفتار ہوا۔ رائے کرن نے اس کا سرکاش کر سلطان بہلوں
کے پاس بیٹھ ڈیا۔ محمود شاہ شرقي پیا ہو کر جونپور کی طرف واپس ہوئا۔ بہلوں
لودی نے اس کا تعاقب کیا اور ٹنادے کے قریب پھر جنگ واقع ہوئی۔

لیکن دوسرے ہی دن قطب خان اور رائے پرتاپ کی وساطت سے
یہ بات قرار پائی گہرایک اپنی اپنی سابق مملکت پر متصرف ہے بہلوں
نے سات زنجیر فیل جونخان ہروی کی جنگ میں ہاتھ آئے تھے، محمود شاہ
شرقي کو واپس دیے۔ اور یہ قول و قرار ہوا کہ بعد بر سات بہلوں لودی
شمس آباد پر اجو محمود شرقي کی جانب سے جوناخان کی حکومت میں تھا
قابل ہو۔ اس صلح کے مطابق جب بہلوں لودی نے جوناخان سے
شمس آباد واپس لینا چاہا جوناخان لیت و لعل کرنے لگا لیکن بہلوں فوج
لے کر ادھر بڑھا تو جوناخان کو بھاگتے ہی بھی۔ بہلوں نے شمس آباد کو ائے کرن
کے پرد کیا۔ اس کے بعد محمود شرقي نے پھر بہلوں پر فوج کشی کی اور قطب خان
و دریا خان لودی نے محمود شرقي کی فوج پر شکون مارا۔ اتفاقاً ظھورے کے ٹھوکر
کھانے کے بعد قطب خان گرفتار ہو گیا۔ اور محمود شرقي نے اس کو قید کر کے
جونپوز بیٹھ ڈیا۔ (یہ سات برس مقید رہا) بہلوں نے شہزادہ جلال و شہزادہ
سکندر و عادل الٹک کو رائے کرن کی مدد پر منعین کر کے خود محمود شرقي سے مقابلہ
کیا۔ لیکن اسی اتنا میں محمود شرقي نے بیمار ہو کر انتقال کیا۔

سے گرتے ہی ذہب ہو گیا۔

۴) حسین شاہ ترقی س نے ۸۹۲ھ تا ۸۹۳ھ (۱۳۸۹-۱۳۹۰ء)

حسین شاہ نے تخت نشین ہو کر سلطان بہلول سے چار برس کے لیے اس شرط پر صلح کر لی کہ ہر ایک اپنے اپنے سابق مقبوضات پر قابض رہے۔ اس کے بعد حسین شاہ نے قطب خان لوڈی کو اور بہلول نے جلال خان کو رہا کر دیا۔ اسی اشتایں سلطان علاء الدین عالم شاہ (پسر نیرہ خضرغام) نے بداؤن میں انتقال کیا۔ حسین شاہ تعزیت کو اٹاوسے سے بداؤن پہنچا۔ اور مراسم تعزیت ادا کرنے کے بعد علاء الدین عالم شاہ کے بیٹے کو بداؤن سے بے دخل کر کے خود قابض ہو گیا۔ اور وہاں سے سنبل چاکر مبارک خاں پستا تار خاں کو قید کر کے سارن روانہ کیا۔ اور خود دریائے جمنا کے کنارے آگرہ مذہب زدن ہوا۔ سلطان بہلول اس کے مقابلے کو سرہند سے دہلی آیا۔ کچھ مدت تک طفین سے جنگ ہوتی رہی۔ اور اکثر معروفوں میں حسین شاہ غالب رہا۔ آخر الامر قطب خان نے کہلا یا کہ میں بی بی راجحی کا ممنون احسان ہوں، بہتر ہو کر صلح کر لی جائے۔ حسین شاہ نے صلح کے اعتماد پر جنگ موقوف کر کے کوچ کیا لیکن

اہ طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۲۰۴ تا ۲۰۵۔

لے سی۔ جی۔ براؤن صاحب اپنی کتاب کو انس آف انڈیا صفحہ ۵۷ میں لکھتے ہیں کہ ۱۳۸۷ھ (۱۳۹۰ء) میں بہلول لوڈی نے حسین شاہ ترقی کو جو پورے سے بے دخل کیا لیکن اس کے بعد تیس برس تک حسین شاہ کے سے جاری رہے اور باریک بہلول نے بھی سے جاری کیے۔ لہ طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۲۰۹ میں اس واقعے کی تاریخ ذی الحجه ۱۳۸۳ھ لکھی ہو۔

شہزادہ جلال خان اب جو دھنی کے مشورے سے محمد شاہ کو یہ فریب دیا کہ سلطان بہلوں کا شکر شب خون کے ارادے سے ادھر آ رہا ہے۔ اس کو سر راہ روکنا چاہیے۔ اس چلے سے شہزادہ حسین نے تمیں ہزار سوار اور تیس زنجیریں لے کر محمد شاہ سے میخدگی اختیار کی اور ایک جھرنے کے قریب ٹھیک کر شہزادہ جلال خان کو کہلا دیجوا کر میں تمہارا منتظر ہوں۔ جلد آگر ہمراہ ہو جاؤ۔ اس اثناء میں سلطان بہلوں نے ایک شکر شہزادہ حسین کے مقابلے کو روایت کیا۔ اس نے سلطان شہزادہ کے مقابلے کو روایت کیا۔ اس نے سلطان شہزادہ جلال خان کو صلاح دی کہ یہاں ٹھیک نامناسب نہیں۔ شہزادہ جلال آگر خود ہمراہ ہو جائے گا۔ حسین خان کے کوچ کرتے ہی بہلوں کا شکر اس جگہ پہنچ گیا۔ شہزادہ جلال جب ادھر آیا۔ اپنے بہلوں کی قید تیس آنیا اور بہلوں نے قطب خان کے عوض میں اس کی گرفتاری کو غنیمت بھا۔ اب محمد شاہ کو بہلوں کے مقابلے کی تاب نہ رہی تھی۔ اس نے اس نے قنوج کی ماہ لی۔ بہلوں نے تعاقب کر کے کچھ مال و اسباب اس کا چھین لیا۔

شہزادہ حسین خان نے اپنی ماں راجی کے پاس پہنچ کر امراء کے اتفاق سے تنخ پر جلوس کیا اور ملک مبارک گنگ و ملک علی گجراتی وغیرہ امرا کو اپنے بھائی محمد شاہ کے مقابلے کے لیے گنگا کے کنارے مقام راج گڑاہ کی طرف روشنہ کیا۔ اس وقت قریب قریب تمام اعرا نے محمد شاہ کی رفاقت ترک کی۔ عالم بے چارگی و بے کسی میں اس نے صرف چند سواروں کے ساتھ ایک باغ میں پناہ لی۔ امراء حسین شاہ نے باغ کا محاصرہ کیا اور محمد شاہ تہذیباً مقابلے کو مستعد تھا۔ لیکن اس کے سلاح دار نبیلی میں راجی کی سازش سے ترکش کے تمام تیروں سے پکان نکال لیے تھے۔ اس پر بھی اس نے تملوار سے چند آدمیوں کو ہلاک کیا۔ آخر مبارک گنگ نے اس کے لئے پر ایک تیر ایسا مارا کہ گھوٹے

ولایت بھٹے میں چلا آیا تھا۔ بھٹے کے راجانے چند لاکھ ٹنکہ اور اس پر فیل بطور پیش کش دے کر جونپور تک کچھ فوج بھی حسین شاہ کے ساتھ کر دی۔ اس کے بعد ہی بہلوں نے جونپور پر پڑھائی کا قصد کیا۔ لیکن حسین شاہ کے ربہ راج گی راہ کے قزوج جانے پر اس نے بھی قزوج جانے کا قصد کیا۔ آپ رہت کے کنارے مقابد ہوئے پر حسین شاہ نے پھر شکست کھائی۔ اور اس دفعہ اس کی حرم بی بی خونزاج علام الدین عالم شاہ کی لڑکی تھی، بہلوں کی قیدیں آگئی۔ بہلوں نے اس کو عزت و حرمت کے ساتھ حسین شاہ کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد ہی بہلوں نے جونپور فتح کر کے مبارک خاں لوحانی کے پرد کیا اور قطب خاں لودی و خاں جہان وغیرہ بعض امرا کو مجھوں میں چھوڑ کر خود بداؤں کی طرف روانہ ہوا۔ حسین شاہ نے موقع پاکر جونپور پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ امریے بہلوں پس پا ہو کر مجھوں چلے آئے اور مک کے انتظار میں حسین شاہ سے زمانہ سازی کرتے رہے۔ سلطان بہلوں نے اپنے بیٹے باربک شاہ کو ان کی مگک کے لیے روانہ کیا۔ اور خود بھی جونپور کی طرف متوجہ ہوا۔ حسین شاہ گھبرا کر بہار کی طرف چلا آیا۔ اسی اثنایم قطب خاں لودی کا انتقال ہو گیا اور بہلوں نے پھر جونپور پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے باربک کو تخت نشین کیا۔^{۹۲}

۹۳ میں سلطان بہلوں لودی نے پر گنہ سکیت میں انتقال کیا اور اس کا بیٹا نظام خاں المعروف بـ سلطان سکندر لودی باادشاہ ہوا۔ بہلوں کے لئے معلوم نہیں خونزا کیا نام ہے۔ اصل عبارت طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۲۱۲ میں یہی نام ہے۔ دکن کی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان مرتضی شاہ نظام الملکت بحری

۹۴ تا ۹۵ کی ماں کا بھی یہی نام تھا۔

طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۳۱۳ -

بہلول نے تعاقب کر کے اچانک حسین شاہ کے خزانے پر قبضہ کر لیا۔ اور بعض امراء نامی مثل قاضی سعید الدین قتلخ خاں کو بھی گرفتار کر لیا۔ حسین شاہ کے بعض پرگنات بھی بہلول کے قبضے میں آگئے تھے۔ اس لیے حسین شاہ نے مجبوراً مقابلے پر کمر باندھی۔ آخر موضع آرام مہجور میں سخت جنگ ہوئے کے بعد ایک طور کی صلح ہو گئی۔

لیکن اس کے بعد حسین شاہ لشکر فراہم کر کے یکایک بہلول کے سپر پر آپنچا۔ موضع سونہار کے پاس سخت لڑائی ہوئی اور حسین شاہ نے ایسی شکست کھائی کہ اس کا خزانہ لو دیلوں کے ہاتھ لگا۔ حسین شاہ نے کسی طرح مابری پہنچ کر پھر جنگ کا تہبیہ کیا۔ اس دفعہ دھوپامویں بہلول کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ حسین شاہ نے پھر ایسی سخت ہزیبت اٹھائی کہ جتنا کو عبور کرتے وقت اس کے اہل و عیال میں بھی بعض لوگ ہلاک ہوئے۔ آخر اس نے گوایا رکی طرف آکر وہاں سے راجا کیرت سنگھ کو ہمراہ لیا اور کاپی پہنچا۔

اس اشتایم سلطان بہلول نے اٹادہ پہنچ کر بربر اہم خاں برادر حسین شاہ کو شکست دی اور اس علاقے گوا بربر اہم خاں پرمبارک خاں لوحانی کے سپر دکیا۔ اور بڑے سماں کے ساتھ حسین شاہ کے مقابلے کو رد اٹھا ہوا۔ موضع را کانو (از تو ایک کاپی) میں سخت جنگ واقع ہوئی۔

اسی زمانے میں رائے تلوک چند حاکم دلایت بکر بہلول کے پاس پہنچا۔ اور جس جگہ پرندی پایا ب تھی بہلول کو لے جا کر پار کیا۔ اس وقت حسین شاہ طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۲۱۰ میں ہنر صاحب کے امپریل گزیر صفحہ ۲۵۰ کے حوالے سے ڈے صاحب نے جلد اول کے انگریزی ترجمے کے نوٹ میں اس بکسر اور بہت کاپنور کے قریب بتایا ہے۔

تھے، شکست کھا کر قلعے میں متھن ہوئے۔ سلطان سکندر اس قلعے کو چھوڑ کر کنست کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت راجا بھیدار نے سلطان سے ملاقات کی۔ سلطان کنست کو اس کے داخل میں چھوڑ کر خود اریل کی طرف چلا آیا۔ لیکن اس آشنا میں راجا بھیدار کسی بدب سے متوجہ ہو کر پٹنہ کی طرف بھاگ گیا۔ سلطان سکندر نے اس کا سارا مال و اباب اس کے پاس بھجوادیا اور خود اریل سے کڑہ ہوتا ہوا دلمواگر شیرخان برادر مبارک خان لو حالی کی بیوہ کو اپنے عقد میں لایا۔

۹۰۰ھ میں سلطان سکندر لودی نے راجا بھیدار کی سزا دہی کے لیے پٹنہ کا عزم کیا۔ اور اتنا راہ میں بعض سرکشوں اور تمرودوں کو قتل دا سیر کرتا ہوا کھاڑا گھانی پہنچا۔ یہاں زرنگ پر راجا پٹنہ نے مقابل ہو کر جنگ کی لیکن شکست کھا کر پٹنہ واپس گیا۔ سلطان سکندر بھی متعاقب پٹنہ پہنچا۔ زرنگ سرگرد کی طرف بھاگ کر اتنا راہ میں مر گیا۔ اس لیے سلطان سکندر سرگرد سے مژہ چلا آیا۔ چوں کہ افیون کو کنار نمک اور روغن نہایت گران اور کمر یا ب تھا، سلطان کو یہاں ٹھیکنا دشوار ہو گیا۔ مجبوراً جو نپور واپس جانا پڑا۔ اس سفر میں اس کی فوج نے بے حد شقت اٹھائی اور نوتے نی صدی کے قریب گھوڑے اور لوازمات بھی ضائع ہو گئے تھے۔ رائے لکھن چن پر راجا بھیدار بعض زمین داروں نے سلطان حسین کو خبر دی کہ سکندر لودی کی فوج تباہ حال ہو۔ اس وقت اس کو شکست دینا بہت آسان ہو۔ سلطان حسین ایک شکر گران فراہم کر کے تاؤز نجیب میں لے کر صوبہ بہار سے مقابلے کو روانہ ہوا۔ اس عرصے میں سلطان سکندر کنست لہ طبقات اکبری میں کنست کے از ملاقات پٹنہ کھا ہو۔ دیکھو طبقات اکبری جلد اول ص ۲۱۸

۳۷۶ بداؤن جلد اصفہان ۲۱۵ میں اریل کو ال آباد کے قریب بتایا ہو۔

۳۷۷ طبقات اکبری صفحہ ۲۱۵ تھے اذ اعمال پٹنہ کھا ہو۔ ضلع پٹنہ میں پر گز سانڈہ شہر ہو۔

اما میں حسن قریبی ضلع سارن کا حاکم مقرر ہوا۔ غالباً اسی زمانے میں حسین شاہ
کے اڑیسہ فتح کیا۔

(۷) حسین شاہ تشریق اور سکندر لودی ۲۹۵ھ تا ۳۰۷ھ

سکندر لودی نے اول اپنے بھائی باربک پر فوج کشی کر کے اس کو
مطیع کیا اور اس کو جونپور کی حکومت پر بحال رکھ کر اوز پر گنات دوسرے
امرا کے سپرد کیے۔ ۲۹۶ھ کے قریب جونپور کے اطراف میں زین الداروں
نے ایک لاکھ پیادے اور سوار فراہم کر کے شیرخان برادر مبارک خان لوحانی
کو مار ڈالا۔ اتفاقاً مبارک خان بھی مقام جھوسوی میں ملاجئ کے ہاتھ
گرفتار ہو گیا تھا۔ راجا بھیڑ نے اس کو اپنے پاس قید کر لیا۔ باربک شاہ زین الدار
کا غلبہ دیکھ کر جونپور سے محمد قریبی عرف کالا پہاڑ کے پاس دریا باد چلا گیا۔
جب سکندر لودی نے ادھر کا رُخ کیا۔ راجا بھیڑ نے مبارک خان کو اس
کے پاس بھیج دیا۔ سکندر لودی نے جونپور کو پھر باربک شاہ کے ہوالے کیا۔
لیکن باربک زین الداروں کے غلبے کے سبب جونپور میں قدم نہ جاسکا۔ اس
لیے محمد قریبی واعظم ہایوں و خان خانان لوحانی نے اودہ سے اور مبارک خان
نے آگرے سے جونپور آگر باربک کو قید کر کے سکندر لودی کے پاس بھیج دیا۔
سکندر لودی نے اس کو ہبہ بت خان دعمرخان شریوانی کے سپرد کیا اور خود
جونپور سے چنار کی طرف روانہ ہوا۔ حسین شاہ کے بعض امرا جو اس جگہ موجود
تل صفحہ ۲۱۵۔ ۲۱۶ طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۲۱۶ میں راجا بھیڑ راجا پشتہ لکھا ہو مرثیہ
میں بھی ٹکو بلجھدر لکھا ہو۔ پہنچ کو بعض لوگوں نے پہنچ تیاس کیا ہے۔

بنگال نے سلطان حسین شری کو پناہ دی تھی، سکندر لودھی نے سلطان بنگال سے جنگ کا عزم کیا۔ سکندر لودھی تغلق پورہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ سلطان بنگال نے اپنے بیٹے شہزادہ دایبال کو مقابلے کے لیے روانہ کیا ہے۔ سلطان سکندر نے بھی محمود خان لودھی اور مبارک خان لوحانی کو جنگ کے لیے تیغات کیا۔ لیکن باڑہ پہنچ کر طفین سے صلح کی گفتگو چھڑ گئی۔ اور بالآخر یہ صلح قرار پائی کہ سلطان سکندر سلطان بنگال کی حملت میں داخل نہ ہو۔ اور سلطان بنگال سلطان سکندر کے مفتوحہ مالک (یعنی بہار و تربت و سارن) سے کوئی سروکار نہ رکے۔ صلح کے بعد محمود خان و مبارک خان واپس آئے۔ لیکن پہنچ پہنچ کر مبارک خان لوحانی نے انتقال کیا۔ سلطان سکندر نے تغلق پورے دردش پورا کر چند مہینے قیام کیا اور اس علاقے کو اعظم ہمایوں کے پرداز کیا۔ اور صوبہ بہار کی حکومت دریا خان پر مبارک خان لوحانی کو تفویض کیا۔

(۸) زکوٰۃ اور زیارتِ مزار کے متعلق سکندر لودھی کا حکم

غالباً ۱۹۰۲ء کے قریب تمام ملک میں غلے کا قحط ہوا۔ سکندر لودھی نے رفاه عام کے خیال سے حکم جازی کیا کہ غلے کی زکوٰۃ و موقوف کی جائے۔ یہ اسی زمانے سے صوبہ بہار اور تمام ہندستان میں باوجود قحط ہونے کے بھی غلے کی زکوٰۃ بالکل موقوف ہو گئی۔ اُسی سال سکندر لودھی نے عورتوں کو مزاد پر جانے کی سخت ممانعت کی تھی یہ

۱۔ طبقات اکبری میں تغلق پورا ز اعمال بہار لکھا ہے۔ ۲۔ طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۳۲۰۔
۳۔ تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۳۶۲۔

کے پاس گنگا کو عبور کر کے چناہ ہو کر بیمار س ہیج گیا تھا۔ اور خان خاتمان کو روانہ کیا تھا اگر دلاسادے کر راجا بھید کو بھی لے آئے۔ سلطان حسین کا شکر بیمار س سے اٹھا رہ کوس پر پہنچا تو سلطان سکندر نے پیش قدمی کر کے مقابلہ کیا۔ اس اتنا میں راجا سالیا ہن بھی آملاتھا۔ سین شاہ حبِ عادت پھر شکست کھا کر پڑنے والے آیا۔ اس دفعہ سکندر لودی نے ایک لاکھ سوار فراہم کر کے تعاقب کیا۔ راہ میں معلوم ہوا کہ سلطان حسین نے بہار والے اکملک کندو کو حصہ بہار کی حفاظت پرداز کر کے خود حکم گاتھو کی راہ لی۔ سکندر لودی نے مقام دبوبارے ملک کندو کے مقابلے کو ایک فوج متعین کی۔ اس کے پیچے ہی ملک کندو سے فرار کیا اور سکندر لودی کے گماشتون نے بلاعزم احمدت بہار پر قبضہ کر لیا۔

سکندر لودی نے مجتخت خان اور بعض امرا کو بہار میں چھوڑ کر خود درویش پور میں قیام کیا۔ اور خان خاتمان اور غان جہان لودی کو فوج کی نگہبانی سپرد کر کے بیہاں سے ترہت کا رخ کیا۔ ترہت کے راجائی اطاعت قبول کر کے چند لاکھ روپی رنگہ خراج دینا منظور کیا۔ لہذا مبارک خان لوہانی کو اس کی وصولی کے لیے تعینات کر کے سکندر لودی پھر درویش پور والے چلا آیا۔

^{۲۹} ارشاد کو خان جہان لودی نے انتقال کیا۔ سلطان سکندر نے اس کے بڑے بیٹے احمد خان کو اعظم ہمایوں کا خطاب عطا کیا۔ اس کے بعد خود بہار آکر شرف الدین میری کے حزار کی زیارت کی۔ اور فقراء سالکین کو بت سانجام دے کر درویش پور میں قیام کیا۔ چوں کہ سلطان علام الدین حسین والی

لہ طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۲۱۹ میں سالیا ہن پس راجا بھید اور تاریخ بداؤنی میں راجا پڑنے لکھا ہے۔ ایڈٹ صاحب کی تاریخ جلد ۷ ختم صفحہ ۹۳ میں تاریخ خان جہان لودی کے ترجیح میں بجا

پاکر چند رنقا کے ساتھ سلطان حسین والی بگالہ کی پناہ میں لکھنوتی کی طرف چلا
گیا۔

بداؤن لکھتا ہو کہ ۳ صفر ۹۱۱ھ کو سارے ہندستان میں ایسا شدید زلزلہ
آیا کہ بڑی بڑی سماں عمارتیں گزراں اور زمینیں شق ہو کر سوراخ پیدا ہو گئے اور
درخت اپنی جگہ پر قائم نہ رہے۔ واقعات باہری اور دوسری تاریخوں سے معلوم
ہوتا ہو کہ یہ زلزلہ ہندستان تک محدود نہ تھا بلکہ دوسری ولایات میں بھی شدت
سے واقع ہوا۔ اس کی تاریخ حسب ذیل ہے۔

درنہ صد واحدی عشرہ زلزلہ۔ گردید سواد اگر و چون مر جلہ
با آنکہ بناہاں نے عالی بود۔ از زلزلہ شد عالیہا سافلہا

بَابِ يَازِدِ هَمْ

صوبہ بہار میں پٹھانوں کی حکومت

۱۱) پٹھان کی وجہ تسمیہ

تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۲۵ میں لکھا ہو کہ افغان جب اول اول
ہندستان آئے تو پڑتے میں سلوست پزیر ہوئے۔ اسی سبب سے خود کو پٹھان
کہنے لگے۔ بن اور پڑتے سمعنی شر کے ہیں۔ اس لیے راقم کے خیال میں

۹۱) حسین شاہ شرقی کا باقی حال

حسین شاہ شرقی نے اس کے بعد سلطنت کی ہو سڑکی۔ تاریخ آئینہ اودھ (صفحہ ۱۹۱) میں مذکور ہو کر ۹۹۵ھ میں حسین شاہ نے سکندر لودھی پر شبِ خون مارا اور اس کے بعد ۹۹۷ھ میں سکندر لودھی نے جو پور میں سلاطین شرقیہ کی تمام عمارتیں اور مقبرے سماڑ کر دیے۔ علماء کے کہنے سے صرف مسجدیں سلامت چھوڑ دی گئیں۔

سلطان حسین نے باقی عمر اپنے ہم نام سلطان علاء الدین حسین والی بیگال کی رفاقت میں بسر کی اور اپنے بیٹے جلال الدین کے پاس جو شاہ بیگال کا دادا دھما اتسقال کیا۔ جلال الدین نے باپ کی لاش کو جو پور نجیح کر محن خانقاہ جامع مسجد میں دفن کرایا۔ جب خود جلال الدین مراتاوس کی لاش بھی اس کے بیٹے محمود نے حسین شاہ کی قبر کے پہلو میں دفن کرائی۔ (آئینہ اودھ صفحہ ۱۹۱)

۹۱۰) سکندر لودھی کے زمانے کے بعض قابلِ ذکر واقعات

۹۰۱ھ میں سکندر لودھی نے قصبه سارن جا کر بعض پر گناہ کو زینت اور اس کے قبضے سے نکال کے اپنے مندوں کے پر دکیا اور خود ہلی گر کی راہ سے جو پور واپس گیا۔

۹۱۵ھ میں سلطان سکندر نے حسین قریمی ضابط قصبه سارن سے بذلن ہو کر حاجی سارنگ کو اس کی گرفتاری کے لیے تعینات کیا۔ حسین قریمی اس کی خبر

لیکن وہ نہ آیا۔ تب انھوں نے تمام امرا اور حکام کو جن میں دریاخان حاکم و لالات بہار سب سے زیادہ ذی انتدار تھا اور تیس چالیس ہزار ملازمر رکھتا تھا۔ جلال خان کی اطاعت سے باز رکھا۔ جلال خان نے اول جونپور کو چھوڑ کر کاپی میں لپنے کا نام سے خطبہ دیکھ چاری کیا۔ لیکن بالآخر بعض جائیگیر دار ہو کر کاپی میں رہنے کو غنیمت سمجھا۔ اسی زمانے میں پانگر سوار قنوج کی طرف اقبال خان نے بغاوت کی۔ سلطان ابراہیم لودی نے دریاخان حاکم بہار کو بھی باعیوں کے مقابلے کے لیے لکھا۔ دریاخان نے باعیوں سے مقابلہ کر کے سعید خان لودی کو گرفتار کیا اور سلطان ابراہیم لودی کو فتح ہوئی۔ لیکن اس وقت میں تمام امرا باغی اور خود مسر ہو گئے تھے۔ زمانے کی ہوا کو دیکھ کر بہار میں دریاخان کو بھی جوش آگیا اور خود منتظر ہو کر حکومت کرنے لگا۔ دولت خان نے سلطان ابراہیم سے متوجہ ہو کر با پر شاہ کو پندرستان فتح کرنے کی دعوت دی لیکن با بر کے آئے سے پہلے ہی دولت خان مر گیا اور اسی زمانے میں دریاخان نے بھی استقال کیا۔

۱۳۲) بہادر خلن لوحانی ملقب به محمد شاہ ۹۲۳ھ تا ۹۳۶ھ

(۱۵۳۱ء - ۱۵۴۶ء)

دریاخان کے مرتبے پر اس کا بیٹا بہادر خان حاکم ہوا۔ اس زمانے میں اکثر امرا مثل خان جہان لودی حسن قرمی ضابط قصبد سارن و نصیر خان لوحانی حاکم غازی پور باغی ہو کر بہادر خان سے س گئے جس سے تقریباً ایک لاکھ کی جمیعت فراہم ہو گئی۔ بہادر خان نے علی الاعلان خود مسری اختیار کی اور اپنا القب

پچھے ضرور نہیں کر پڑنے سے صوبہ بہار کا شہر پینہ مراد ہو۔ عجیب بات یہ ہو کہ بھگالے کے اکثر دیہاتوں میں اور تمام اڑیسہ میں مسلمانوں کو پٹھان کہتے ہیں۔ عام اس سے کہ اس کی قومیت کچھ ہو۔ لودی اور سور قبیلوں کی وجہ تسلیہ کے تعلق فرشتہ لکھتا ہو کہ خالد بن عبد اللہ کامل کی حکومت میں ایک شخص اپنے عہد سے معزول ہو کر مع اہل و عیال کوہ سیمان میں مقیم ہوا اور اپنی لڑکی کی شادی ایک نو مسلم افغان سے کردی۔ اسی کی اولاد میں لودی اور سور نامی دو اڑکے تھے جن سے یہ دونوں قبیلے شہرور ہیں۔ کتاب مخزن افغانی میں اس کے متعلق کچھ اور روایت ہو۔ اور عزودہ کے مختصر کے واقعات تک مسلمہ ملایا ہو۔ پختوزبان میں لودی کے معنی بزرگ کے ہیں۔

بہرحال ان دونوں قبیلوں میں بہاول لودی اور شیرشاہ سوری اور اور ان کی اولادوں نے ہندستان میں سلطنت کی۔

۲۱، وریاخان لوحانی ۹۰۲ھ تا ۹۲۳ھ (۱۴۸۷ء تا ۱۵۱۶ء)

مبارک خان لوحانی کے مرلنے پر اس کی خدمات کے صلی میں سکندر لودی نے دریاخان پسرو مبارک خان لوحانی کو صوبہ بہار کی حکومت تفویض کی ۹۲۳ھ میں سکندر لودی کے مرلنے پر ابراہیم لودی بادشاہ ہوا۔ اس وقت امریے ذی اقتدار کی صلاح سے یہ امیر طریق پایا کہ سلطان ابراہیم سرحد جونپور تک فرماں روا رہے۔ اور اس طرف صاحک شرقی میں جلال خان (برادر ابراہیم لودی) حکمرانی کر رہے۔ لیکن خان چنان لوہاگی نے وزرا کو سخت ملاست کی کہ حکومت کو مشترک تھیہ رائنا سخت غلطی ہو۔ ارکان دولت نے تلافی مانات کے لیے جلال خان کو جیلے سے دبی بلونا جائیا

مخدوم سینیری کے حزار کی زیارت کی اور مسجدیں خارا داکر کے بہت سی خیرات کی۔ اور یہیہ و بھوچ پور ہو کر پانچویں رمضان کو آگرہ واپس گیا۔ بہادرخان (محمد شاہ) نے اس کی واپسی کو بہت غنیمت سمجھا ہوگا۔

(۱۵) جلال خان لوحانی ۹۳۶ھ تا ۹۴۲ھ (۱۵۲۹-۳۱ء)

محمد شاہ کے مرلنے پر اس کا بیٹا جلال خان اس کا جانشین ہوا۔ اس کی کم سنی کے بسب اس کی ماں ملکہ لادو فرید خان رشیر شاہ کی مشورت سے حکومت کا انتظام کرتی تھی۔ فرید خان محمد شاہ کے وقت سے جلال خان کا انتالیق تھا۔ پکھو دلوں کے ملکہ لادو بھی مر گئی۔ اور فرید خان جلال خان کو وجود مغلب، بنا کر خود حکومت کرنے لگا۔ جلال خان کی حکومت حقیقتاً شیر شاہ کی باوشاہت تھی۔ اس لیے باقی حالات شیر شاہ کی حکومت کے سلسلے میں بیان کیے جائیں گے۔

(۱۶) فرید خان ملقب برشیر شاہ ۹۳۲ھ تا ۹۵۲ھ (۱۵۲۶-۳۶ء)

اس ذی لیاقت پیغمبر کی بدولت صوبہ بہار کو یہ فخر حاصل ہو کر یہاں کا ایک باشندہ معمولی جاگیر دار کی حیثیت سے ترقی کر کے سارے ہندستان کا بادشاہ ہوا۔

فرید الدین خان بن حسن سور قصبه ہسراہ کا رہنے والا تھا۔ حسن سور کا لد اکبر نامہ صفحہ ۱۲۹ تا ۱۳۷ فرنٹ صفحہ ۲۰ جلد ایں بابر شاہ کا نیرتیں قیام کرنا صریح طور پر مذکور ہے۔

محمد شاہ رکھ کر خطبہ دیکھ جاری کیا۔ بہادر خاں (محمد شاہ) کے زمانے میں ۹۳۵ھ میں باہر نے صوبہ بہار پر فوج کشی کی جو آیندہ سطروں میں ذکور ہوگی۔ محمد شاہ ۹۳۶ھ میں انتقال کیا۔

(۳) خلیل الدین بابر شاہ کی آمد اور جنگ ۹۳۵ھ / ۱۵۲۹ء

۹۳۴ھ میں بابر شاہ نے پانی پت کی جنگ میں سلطان ابراهیم لودی کو شکست فاش دے کر ہندستان کی سلطنت حاصل کی۔ ۹۳۵ھ کے کے قریب بابر کو معلوم ہوا کہ صوبہ بہار و بیٹنہ کے پٹھانوں نے محمود لودی برادر ابراہیم لودی کو بادشاہ بنائیں ایک جمیعت فراہم کر لی ہے اور جنگ کے تھیں میں ہیں۔ بابر نے مراز عسکری کو ایک فوج کے ساتھ ادھر روانہ کیا اور چند دنوں کے بعد، اب جمادی الاول کو خود بھی روانہ ہوا۔ جتنا کو عبور کرنے پر نصرت شاہ والی بنا کا ایجھی بعض تباہی لے کر اخبار اطاعت کو حاضر ہوا۔ گھاگھر اندری کے قریب پہنچنے پر بابر نے حکم دیا کہ مراز عسکری کی فوج دوسرے کنارے پر ٹھیکرے پٹھانوں نے خرپا کر ایک لشکر کے ساتھ دھاوا کیا۔ بابر نے کوئی اتنی سواروں سے ان کا مقابلہ کیا۔ اور اسی وقت مراز عسکری کی فوج بھی لکھ میں آگئی اور پٹھانوں نے فرار کیا یہ معز کھاگھر اور گنگاندری کے کنارے پیش آیا۔ بابر نے اس نشیخ کے بعد صوبہ بہار کا بندوبست مراز محمد زمان کو سپرد کیا۔ اور خود منیر میں قیام کر کے

۱۰ طبقات اکبری صفحہ ۳۳۔ تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۲۷۱، اور اکبر نامہ جلد اول

صفحہ ۱۲۱ وغیرہ میں بھی یہ روایت ہے۔

۱۱ تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۲۲، اور تاریخوں میں اکبر نامہ وغیرہ میں بھی اکبر

ستفکر ہو کر بہادر خان لوحانی ملقب پہ محمد شاہ حاکم بہار کا سہارا پکڑا اور اس کے کم سن بیٹھے جلال خاں کا انتالیق مقرر ہو گیا۔ اسی محمد شاہ کی ملازمت میں فرید خاں نے ایک شیر کو تمیر سے بلاک کر کے شیر خاں کا القب حاصل کیا۔ مغلوں کے آنے سے تمام لک میں ہل چل مجھی ہوئی تھی۔ شیر خاں اپنی جاگیر کے بندوبست کا حیلہ کر کے کچھ دلوں کی رخصت پر سہرام چلا گیا اور بعد انقضائے میعاد و اپس ن آیا۔ اس وقت محمد خاں سور حاکم جو پورنے رجو شیر خاں کا مخالف اور اس کے سوتیلے بھائیوں کا طرف دار تھا، محمد شاہ حاکم بہار سے نکایت کی کہ شیر خاں بڑا مکار ہے۔ وہ محمود لوڈی پرسکندر لوڈی کے آنے کا منتظر ہے، بہتر ہو کہ اس کی جاگیر اس کے بھائی سلیمان اور احمد کو شدی جلے۔ محمد شاہ نے بلا بد ب تغیر جاگیر کو مناسب نہ سمجھا لیکن بالآخر سہرام شرعی کے مطابق تقیم جادا کی اجازت دے دی۔ محمد خاں سوئنے اپنے غلام شادی نامی کو تقیم جاگیر کے لیے سہرام بھیجا۔ شیر خاں نے جواب دیا کہ مجھ کو ترک دینے میں مدد نہیں لیکن جاگیر شاہی فرمان سے حاصل ہوئی ہے اور حکومت میں شرکت نہیں ہوتی۔ محمد خاں سوئنے برہم ہو کر پاہیوں کو تعین کیا کہ خواص پور مانڈہ کی جاگیر بزور شمشیر سلیمان کو دے دی جائے۔ شیر خاں ہر اس اس ہو کر سلطان جنید برلاس کے پاس (جو بابر کی طرف سے کڑھ مانک پڑا) کا حاکم تھا، چلا گیا اور اس کی مدد سے پھر اپنی جاگیر پر قابل ہوا۔

محمد خاں سوئنے ہزیمت اٹھا کر رہتا س کے پہاڑوں میں پناہ لی لیکن شیر خاں نے از راہ شرافت اس کو کہلا بھیجا کر میں آپ کو چاکی جگ پر سمجھتا ہو۔ مجھے اپنی جاگیر سے غرض تھی۔ آپ سے کچھ پر خاش نہیں۔ شیر خاں جاگیر پر قابل ہو کر جنید برلاس کی ملازمت میں رہنے لگا۔

کا باپ ابراہیم سوراول اول ولایت روہ سے (قندھار کے قریب) اہنستان آگئے
سلطان بہلول لودی کے ایک سردار کا ملازم ہوا۔ سکندر لودی کے چھد
میں جمال خاں حاکم جو پورے حسن سور کو منصب پانصدی اور ہسراہ اور
خواص پور طائفہ میں جائیں عطا کیں جس سور نے فرید خان کی بان کے
علاوہ ایک کنیز سے بھی شادی کری تھی۔ خانگی معاملات کی بے لطفی کے بسب
فرید خان گھر سے بیزار ہو کر جو پور چلا گیا۔ اور تحصیل علم میں مشغول ہو کر گاتاں
و گوتاں و سکندر نامے کافیہ مع حاشی اور بعض کتب سیر و تواریخ کے درس
سے فارغ ہوا۔ دو تین سال کے بعداتفاقاً حسن سور جو پور آیا۔ اس وقت بعض
قرابت مندوں نے فرید خان کو باپ سے ملایا اور باپ نے خوش ہو کر جائیگر
کا انتظام فرید خان کے سپرد کیا۔ تھوڑی ہی مدت میں فرید خان سرکش زینداری
کو سرکر کے رعب و افتخار قائم کر لیا۔ لیکن اس کے بعد ہی حسن سور نے بعض
ووجه سے جائیگر کا انتظام بجائے فرید خان کے اس کے سوتیلے بھائیوں (یعنی
سیمان و احمد) کے سپرد کر دیا۔ فرید خان آزردہ ہو کر اگرچہ چلا گیا اور سلطان سکندر
لودی کے ایک امیر کبیر دولت خان لودی کی ملازمت میں بسر کرنے لگا۔ اور
اسی کی سفارش سے باپ کی جائیگر اپنے نام منتقل ہونے کی سلطان سے درخوا
کی۔ سلطان سکندر لودی نے جائیگر منتقل شد کی بلکہ یہ جواب دیا کہ جو شخص باپ
سے گلہ رکھتا ہو وہ بد ہو لیکن حسن سور کے مرے پر ابراہیم لودی نے جائیگر فرید خان
کے نام منتقل کر دی۔ فرید خان نے جائیگر پر قبضہ کیا۔ لیکن ابھی اس کو پورا اعلیٰ نا
ن ہونے پایا تھا کہ ۱۵۲۶ء میں لودیوں کی بساط الٹ گئی۔ اور سلطان
ابراہیم لودی کے منہزم اور مقتول ہونے پر بابر شاہ بادشاہ ہوا۔ فرید خان نے

بہر کیف شیر خان مغلوں سے ماؤس ہو کر بہار واپس آیا۔ اور بدستور جلال خان پسر محمد شاہ کا انتالیق مقرر ہو گیا۔ ۹۳۶ھ میں محمد شاہ نے انتقال کیا۔ اور جلال خان اس کا جانشین ہوا۔ جلال کی کم سنی کے بیسب اس کی ماں ملکہ لادو شیر خان کی مشورت سے حکومت کرتی تھی۔ تھوڑے ہی دنوں میں وہ بھی مر گئی اور شیر خان مدار المہام ہو کر حکومت کرنے لگا۔

اس زمانے میں مونگیر حاجی پور اور ترہست کے علاقے باڈشاہ بنگال کے زیر فرمان تھے۔ نصرت شاہ والی بنگال نے ۹۲۶ھ کے قریب اپنے دو تراہت مندوں یعنی علام الدین اور مخدوم عالم کو (جو سلطان علام الدین سین والی بنگال کے داماد تھے) ترہست اور حاجی پور کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ۹۳۳ھ میں نصرت شاہ خواجه مزادوں کے باختہ سے مارا گیا اور اس کا بیسا فیروز شاہ باڈشاہ بنگال ہوا۔ لیکن تھوڑے ہی زمانے میں اس کے چھا بھوڑ شاہ نے اس کو قتل کر کے بنگال کی سلطنت پر قبضہ کیا۔ اس اتنا میں شیر خان نے مخدوم عالم حاکم حاجی پور سے ایسا بیٹا و اخخار پیدا کیا تھا کہ محمود شاہ والی بنگال نے قطب خان حاکم مونگیر کو مخدوم عالم کی گوشائی کا حکم دیا۔ شیر خان نے اول صلح کی گفتگو چھپڑی۔ لیکن بالآخر جنگ کر کے قطب خان کو شکست دی اور اس کو قتل کر کے تمام مال و اباب چھین لیا۔ اس واقعے سے بہار کے لوچانی چھاؤ نے از راہ خوف وحد جلال خان کو شیر خان کی بطریقی کی صلاح دی۔ شیر خان

لہ ریاض اسلاطین صفوی ۱۲۸۰ کے سلطان فیروز شاہ نے شہنشاہ بر س اور مشوار شہزادی اف بنگال صفوی ۱۳۰۰ کے سلطان طرف تین میئن حکومت کی۔

لہ اس کے بعد مخدوم عالم محمود شاہ سے جنگ کر کے مارا گیا۔ (ریاض اسلاطین صفوی ۱۳۰۰) اور

اس نے مغلوں کے طور طریقے دیکھ کر اپنے سطح کی بہت سی باتیں جمل کر لیں۔ انھی دلوں میں اپنے یاروں سے کہا کرتا تھا کہ مغلوں کو ہندستان سے لکال دینا کچھ بڑی بات نہیں۔ ان کا بادشاہ اپنے کاموں میں خود فکر نہیں کرتا اور وزرا پر فارمادار رکھتا ہو جو اکثر راشی اور ناجحت شناس ہیں۔ اگر ہم افغانوں میں آپس کا نفاق مت جائے تو بادشاہ ہونا مستحب سے کچھ پیدا نہیں۔ لہ

جنید برلاس کی معیت میں ایک دن شیرخان بابر کے دستخوان پر حاضر ہوا۔ اس روز کھانوں میں استخوان مائیچہ بھی تھا۔ شیرخان نے یہ کھانا پہلے کبھی نہ کھایا تھا۔ اس نے جیب سے چانوں کال کراس کے مکملے کرڈے اور پہلے میں رکھ کر چھپے سے کھانا شروع کیا۔ بابر کی اس پر نظر پڑی تو دریافت کیا کہ یہ پختان کون ہے۔ میرا سیر خلیفہ سے کہا کہ اس پختان کی آنکھوں سے فتنہ پکتا ہے۔ اس سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ (یا قید کرنا چاہیے۔)

شیرخان نے متوجه ہو گراؤ حصہ رات کو فرار کیا اور اپنی جائیں میں اگر جنید برلاس کو لکھ دیجیا کہ محمد خان سور مجھے جاگیر سے بے دخل کرنے کی فکر میں تھا اس لیے بلا رخصت چلا آیا ہوں۔ آپ کچھ اور خیال دل میں نہ لایے۔ یہ آپ کے دولت خواہوں میں ہوں۔

لہ طبقات اکبری، جلد ۲ صفحہ ۹۷، یارج، درشت، صفحہ ۳۰۰، ۱۴۰۰ میں مذکور ہے۔

لہ طبقات اکبری صفحہ ۹۷، اکبر نامہ صفحہ ۱۹، جلد ۱، اور میرزا تاریخ بن صفحہ ۸، ادبیہ تاریخوں میں یہ واقعہ ذکور ہے۔ اس سے بابر کی حوم شناسی کا پتال تھا ہر گیوں کہ بابر کے بعد اس کے بیٹے چہاپوں کے لیے شیرشاہ سے برداشت کی فتنہ تھا۔ اس قسم کا ایک واقعہ پر فیض دیوبنی کے سفر نامہ میں بھی مذکور ہے۔ دیوبنی تقطیعی سے سرحد اذانتان تک سلطان کے بھیس میں پہنچا۔ لیکن درست محمد خان نے دیکھتے ہی کہا کہ از شما یوے کفرمی آئید۔ اور اس کا یورجن میسائی ہونا معلوم کریا۔

(۱) شیرخان ہمایوں بادشاہ، سلطان محمود لودی اور

سلطان محمود وائی بیگ کال

جس وقت شیرخان چنار کی طرف تھا بہار کے پٹھانوں نے محمود لودی برادر سلطان ابراهیم لودی کو جو اس وقت آوارہ حال چتوڑیں تھا بہار بلوا کر بادشاہ بنایا۔ جو منحصر اب بادشاہ کے حال میں مذکور ہو چکا ہے۔ شیرخان نے یہ دیکھ کر کہ پٹھان سب محمود لودی کے طرف دار ہو رہے ہیں، خود بھی ان سے مل گیا۔ پٹھانوں نے تمام علاقوں کو اپس میں تقسیم کر لیا اور ایک حصہ شیرخان کے لیے چھوڑ دیا، اور یہ معاہدہ قرار پایا کہ شیرخان محمود لودی کی لکھ کو مستعد رہے اور جو نپور داد دہ مغلوں کے قبضے سے برآورده ہوئے پر صوبہ بہار شیرخان کے لیے مخلص چھوڑ دیا جائے۔ اس کے بعد محمود لودی جو نپور کی طرف روانہ ہوا۔ شیرخان ہرام داپس گیا اور محمود لودی کے ملانے پر اول تولیت دعل کرتا رہا اور بہت اصرار کے بعد فوج لے کر پہنچا بھی قوہمایوں سے اجڑت^{۹۲} میں باپر کے بعد بادشاہ ہوا تھا مل گیا۔ محمود لودی شکست کھا کر پھر ٹینہ داپس آیا۔ اور جب ہمایوں نے ادھر کا رُخ کیا، محمود لودی نے اڑیسہ کی راہ لی اور ۹۳^{۹۳} میں وہیں منتقل کیا یہ۔

محمود لودی کی شکست کے بعد شیرخان نے بظاہر ہمایوں کی متابعت قبول کر کے قلعہ چنارا پہنے قبضے میں رکھا تھا۔ اور اپنے بیٹے قطب خان اور شیر خاص عیسیٰ غبار، جحاب کو ہمایوں کی ملازمت میں گجرات کی مہم پر روانہ کیا تھا۔

لے اس روز سے آگاہ ہو کر مخالفوں کو تھیصل بال گزاری کے حیلے سے مختلف پر گنات میں بیچ دیا اور لودی و سوئر قبیلوں کے پٹھانوں کو ملا کر ایسی جمیعت فراہم کی کہ جلال خان اور لوہانی پٹھانوں سے کچھ بنائے نہ بنتی۔ انہوں نے عاجز آکر محمود شاہ والی بینگال کی رفاقت اختیار کی۔ محمود شاہ نے ابراہیم خان پر قطب خان کو شیرخان سے انتزاع حکومت کے لیے مستعين کیا۔ شیرخان اب اور بھی شیر ہو گیا تھا۔ اس نے شہر کے گرد خندق کھدو اکار اس کی مشی سے حصار مگی تیار کیا۔ ابراہیم خان نے اس بندوبست کو دیکھ کر بینگال سے سکک مانگی۔

شیرخان نے دیکھا کہ سکک آنے سے پہلے ہی فیصلہ کر لینا چاہیے۔ اس نے کچھ آدمیوں کو تیراندازی کرتے ہوئے حصار سے باہر لکھا۔ اور ان کو یہ ہدایت کی کہ جب ابراہیم خان کی فوج حلڈ آور ہو تو تم خوف و ہراس ظاہر کر کے بھاگنا۔ ابراہیم خان کی فوج تحوزے آدمیوں کو دیکھ کر دوڑ پڑی اور شیرخان کے آدمی بے تربی سے بھاگنے لگے۔ جب ابراہیم خان کی فوج تعاقب میں اپنے نیل اور توپ خانے سے جدا ہو گئی اس وقت شیرخان کی تازہ دم فوج جو میلہوں کی آڑ میں دونوں طرف چھپی ہوئی تھی ابراہیم خان پر ٹوٹ پڑی۔ ابراہیم خان مقتول ہوا، اور جلال خان بینگدا ہو کر اقتاتا و خیزدا بینگالے واپس گیا۔ اس فتح سے بہت سامال اباب شیرخان کے ہاتھ آیا اور اس کے علاوہ اس نے تاج خان حاکم چنار کی ایک بیوہ سے (جوعیقم نھی) عقد کر کے بہت سامال حاصل کیا اور تاج کے لذکوں کی خانہ جنگی کے سبب قلعہ چنار پر بھی قبضہ کر لیا۔

ہر چالیوں نے فوج کو کوچ کا حکم دیا اور خود بھی روانہ ہوا۔ یکھل گئی پہنچ پر معلوم ہوا کہ محمود شاہ کے دولٹ کے جو شہر گوڑ کے محاصرے میں جلال الدین پسر شیرخان کی قید میں آگئے تھے قتل کر دیے گئے۔ محمود شاہ جو پہلے سے زخمی اور رنجور تھا اس اندوہ ناک خبر سے جان برداشت ہوا۔ بہر کیف چالیوں نے ایک دستے چھاں گیر بیگ کے تحت میں تیلیا گڑھی کی طرف روانہ کیا لیکن جلال خان و خواص خان نے اس کو شکست دی اور چالیوں کو دوسرا فوج بھیجنی پڑی۔ اس اشنا میں شیرخان (مع جلال خان و خواص خان) بہنگالے کا خزانہ اور تمام مال و اسباب نے کر جھاڑ کنڈ کی راہ سے رہتا س کی طرف آیا۔ اور چنتا من داس قلعہ دار رہتا س کو ایک برجمن کی سفارش سے حرم دلا کر خزانہ اور حورتوں کو قلعہ میں رکھنے کے حیلے سے ڈالیوں میں پاہیوں کو نجیح کر اچانک اس قلعے پر قبضہ کر لیا۔

چالیوں نے میدان خالی سمجھ کر بہنگالے پر قبضہ کر لیا اور دارالسلطنت گوڑ کے نام میں تجھیں مذکوم ہونے کے بعد اس کو جنت آباد کے نام سے موسوم کیا چند بیسینے عیش و عشرت اور سرما غفلت میں سرکرنے کے بعد چالیوں کو معلوم ہوا کہ اس کا بھائی سیرزا اہنداں دہلی کی طرف اپنی بارشاہت کی نکریں ہیں۔ اور شیرخان مغل سرداروں کو قتل کر کے موٹگیر پر قابض ہوا چاہتا ہو۔

چالیوں متروک ہو کر بہنگالے سے روانہ ہوا اور موٹگیر کے قریب گنگا کو عبور کر کے

لہ اکبر نام صفوہ ۴۹ میں خود چنتا من داس کو رہمن لکھا ہو۔ لیکن اور کسی تاریخ میں ایسا نہیں ہو۔ تیک جانگی صفوہ ۳۲ میں لکھا کہ چالیوں کی مریعت کے وقت دلاور خان پر خورد دولت خان نو دی تھا۔ مونگیر میں مقام تھا۔ اور بعد کو شیرخان کی قید میں آگیا تو شیرخان نے اس کو ذکر کر کھلینا پا لیا لیکن اس نے قبول نہ کیا۔

لیکن بعد میں یہ محجرات سے بھاگ کر شیرخان کے پاس چلے آئے۔

صوبہ بہار میں شیرخان کی شہزادی کا جعل معلوم کر کے ہمایوں نے ۹۳۴
میں ادھر کا رُخ کیا اور تلاعہ چنار کا حصارہ کر کے اس کو مفتوح کیا۔ شیرخان
نے اسی زمانے میں بنگالے کے دارالحکومت شہر گورنگ کھنوتی اکا حصار کیا تھا
محمود شاہ والی بنگالے نے ضيق حصارے سے تنگ آگر مقابلہ کیا اور تھوڑی
لڑائی کے بعد شکست کھا کر شتی پر سوار ہو کر حاجی پور کی طرف چلا آیا۔ اتفاقاً
اسی عرصے میں شیرخان بھی کسی زیندار کے خادم کے سبب بہار کی طرف چلا
آیا۔ اس کے بیٹے جلال خان بھی اور ایک سردار نواس خان نے بنگالے پر
قبضہ کر لیا۔ اور اس کے بعد ہی شیرخان خود بھی بہار سے فارغ ہو کر بنگالے
واپس پہنچا۔ محمود شاہ بنگالے مونگیر کے قریب (مقام سونج گڑھ میں)
اس سے مقابلہ کیا۔ لیکن شیرخان کو پھر فتح ہوئی اور محمود زخمی ہو کر ہمایوں
کے پاس پہنچا اور اس سے مدد کا خاستگار ہوا۔

ہمایوں نے بنگالے کا عزم کیا۔ اور جب چنار سے آگے بڑھا، شیرخان نے اپنے
بیٹے جلال خان کو تیلیا گڑھی اور سکری گلی کی گھاٹیوں پر تعینات کر دیا۔ ہمایوں
کے پڑنے آنے پر برسات آگئی تھی۔ اس لیے اکثر امرا نے برسات تک اس چمکو
ملتوی رکھنے کی صلاح دی۔ لیکن محمود شاہ نے کہا کہ شیرخان کو اب تک بنگالے
میں استقلال نہیں ہوا ہو۔ اس لیے اس وقت اس کو شکست دینا زیادہ آسان

لہ اکبر نامہ صفحہ ۱۶۷ مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ کے ایک نئے میں اس جگہ بجائے
محمود شاہ کے نصیب شاہ لکھ دیا ہو۔ حالانکہ تمام تاریخوں کی روئے محمود شاہ ہی صحیح ہو۔ اور
نصیب شاہ (نصرت شاہ) اس سے بہت پہلے مارا گیا تھا جو قبل میں مذکور ہو چکا ہو۔

میں مذکور ہے۔ جس کی تفصیل کو خاص اس صوبے کی تاریخ سے چند اس تعلق نہیں۔

شیر شاہ لے سٹ ۹۳۷ھ میں خضر خان شریفی کو بھگلے کا حاکم مقرر کیا اور غالباً اسی کے بعد سیمان شاہ کرانی کو صوبہ پہاڑ کا حاکم بنایا تھا۔ خضر خان نے محمود شاہ سابق سلطان بھگلے کی لڑکی سے شادی کر لی اور بادشاہوں کا طرز معاشرت اختیار کیا۔ شیر شاہ اس کی خبر لیتے کو آگرے سے بھگلے کی طرف روانہ ہوا اور خضر خان را ہ بے استقبال کر کے اس کو لے جانے کو آیا تو اچانک قید کر دیا گی۔ اس کے بعد شیر شاہ نے امرا کو آپس میں لڑوا کر طوائف الملوکی پیدا کر دی اور قاضی فضیلت شاہ کو عام امور کے فیصلے کے لیے چھوڑ کر خود آگرے واپس گیا۔

(۱۸) قلعہ پٹنہ کی تعمیر ۹۳۹ھ (۱۵۲۵ء)

تاریخ داؤدی میں مذکور ہو کہ شیر شاہ نے بھگلے سے واپس آگرہ میں گنگا کے کنارے قلعہ تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ معماروں اور خشت سازوں نے پانچ لاکھ روپا اس کے خرچ کا تخمینہ کیا۔ شیر شاہ نے بعض ستمتوں کی نگرانی میں کام شروع کر دیا اور کچھ عرصے میں ستمکم قلاع تیار ہو گیا۔

کرنل ویڈل نے لکھا ہو کر غالباً یہ قلعہ پالی پیز کی ایشور سے تیار ہوا۔ اور اس کا سبب یہ بتایا ہو کہ تاریخ شیر شاہی کے مطابق یہ قلعہ دریل لمبا تھا۔

له مبقات اکبری اور ریاض الاسلامیین صفحہ ۲۴۱ میں قاضی فضیلت اور تاریخ فرقہ صفویہ ۲۲۲ میں قاضی ضیعیح لکھا ہے۔ بداؤن صفحہ ۲۴۵ جلد اول میں قاضی فضیلت کا اسم باسی بقاضی فتحت در میان عوام شہر بود، لکھتا ہے۔

پڑھتا ہوتا ہوا بکسر پہنچا۔ شیرخان نے اپنی فوج ہمایوں کے پیچے لگادی اور صوبہ بہار سے نکلنے کے راستے بھی مسدود کر دیے۔ کچھ مدت تک طفین کی فوجیں چوسا کے قریب نیمہ زن رہیں اور صلح کی گفتگو ہوتی رہی۔ بالآخر دو ہمینوں کے بعد شیرخان نے اپنے مرشد شیخ خلیل کو بھیج کر اس شرط پر صلح کی کہ بگالہ و بہار شیرخان کے قبضے میں رہے اور سکد و خطبہ ہمایوں کے نام جاری ہو۔ شیرخان "الحرب خدعت" کا قائل تھا۔ اس نے قول و قسم سے ہمایوں کو مطمئن کر کے شب کو اچانک حملہ کر دیا۔ ہمایوں کی فوج کو ہتھیار اٹھانے کی بھی جہالت مٹی اور بدحواسی میں ندی کی طرف بھاگنے لگی۔ شیرخان نے کرنا سہ ندی کا نیل پہلے ہی تڑپاڑ والا تھا۔ مغل پاہی جو تین کے گھاٹ نہ اترے کرنا سہ اور گنگا میں عزق ہوئے۔ حمزہ محمد زمان۔ مولانا بیر علی۔ مولانا قاسم علی صدر اور مولانا جلال تنتوی وغیرہ کئی امرا ڈڈب کر ہلاک ہوئے۔ خود ہمایوں اتفاقاً نظام سنتے کی مدد سے مشک کے سہارے پار اٹر کر چند رفقا کے ساتھ تباہ حال آگرے پہنچا۔ یہ واقعہ ۱۷۹۶ء کا ہے۔ اس ہنگامے میں ہمایوں کی ایک بیوی حاجی بیگم بھی شیرخان کی قید میں آگئی تھی لیکن شیرخان نے عزت و احترام کے ساتھ اس کو وہاپن بھیج دیا۔ جان بچانے کے ملے میں سچے نگہری بھر کے لیے ہندستان کی باشناہت پائی۔ اور اسی واقعے سے "ستے کی بادشاہت" (یعنی گھری بھر کا میش یا حکومت) آزاد فریب بان کا محاورہ ہو گیا ہے۔

اس کے بعد ہمایوں کا قنونج کی طرف شیرخان سے شکست کھانا اور وہاں سے لا ہیور کی طرف جانا، اور وہاں بھی قدم دبجنے پر متده ہو کر فرار کر کے ایران کی راہ لینا۔ اور شیرخان کا فتح مند ہو کر ہندستان کے تخت پر جلوس کرنا اور شیرشاہ کا لقب اختیار کر کے پانچ برس سے کچھ زیادہ بادشاہت کرنا تمام تاریخوں

اس کے مرتنے کی تاریخ "زنگش مرد" ہو۔ اس کی لاش سہرام لاکر عالی شان مقبرے میں دفن کی گئی۔ اس نے رفادِ عام کے کام بھی بہت کیے۔ سنار کا قرار دھاکہ سے پنجاب تک ایک مرکب بنوای اور اس کے دونوں جانب درخت نصب کرایا۔ اور جا بجا سڑائیں بنوائیں جہاں ہندو اور سلطان مسافروں کو رسدا و رکھنا تادیا۔ چاتا تھا جس وقت شیرشاہ کھلے کو بیٹھتا گئے۔ جایا جاتا تھا جس کی آواز ایک سڑائے سے دوسرا سڑائے تک معا پہنچ جاتی تھی۔ اور اس طور پر سارے ملک میں پہیک وقت کھانا تقیم ہوتا تھا۔ باشم علی خان خانی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ بھیارے انھیں سڑاؤں میں کھانا تقیم کرنے والوں کی اولاد سے ہیں۔

زین کے اقسام کے مطابق مال گزاری کی تشخیص اور بندوبست کے

لہ شیرشاہ کی لاش کا سہرام میں مدفون ہونا تابعی بدافتن صفو ۲۳، جلد اول میں صریح طور پر مذکور ہے۔ اور شطط تاریخ صوت = ہو۔

شیر شہ آن کے از منہاست اور شیر بزر آب دا ہم نجور از جہاں رن و گفت پی خرد
سال تابعی آن ز زانش مرد

انگریزی حکام نے مقبرے پر ایک کتبہ اس مضمون کا نصب کر دا ہے کہ مقبرہ خود شیرشاہ نے اپنی زندگی میں تیار کرایا تھا۔ لیکن مقبرے کی عمارت پر عربی میں اصلی کتبہ موجود ہے جس میں صاف و صریح مذکور ہے کہ مقبرہ سیم شام نے ۹۵۷ھ میں تعمیر کیا۔ مصلحتیات یہ ہے:

"فی عهد الدوّلۃ نصیرۃ الہلت و المُسْلِمین قاطع البدعت و الْجَیْل السُّنْتُ الْمُوَلَّیدُ
مِنَ السَّمَاءِ الْمُظْفَرُ مِنَ الْأَعْدَاءِ مُسْلِمٌ شَاهُ الْأَسْلَاطَ خَلَدَ اللَّهُ مَلَکُهُ وَ
سُلْطَانُهُ أَعْلَى اللَّهِ شَانَهُ بَنَی فِي سَنَةِ تَحْسِيلِیوْنَ وَسَنَتَهُ وَتَسْعَیَةٍ"

اور اتنے بڑے قلعے کے لیے پانچ لاکھ روپ صرف مزدوری کو کافی ہو سکتے ہیں یہ راقم کے خیال میں یہ قیاس صحیح نہیں اس لیے کہ پائی مپڑ کے گھنڈروں میں جواہریں پائی جاتی ہیں وہ اس قلعے کی ایشوں سے بالکل مختلف ہیں۔ اور پائی مپڑ کے خوش نہاتر شے ہوئے پتھروں کا بھی کوئی وجود اس قلعے کے کسی حصے میں نہیں پایا گیا۔ برخلاف اس کے قلعے کا وہ پشتہ جو گنگا کے دھارے سے مکرا تارہتا ہو اور جس کو بشب ہبر لے غلطی سے پہاڑی میلہ بمحاذہ اس کی تعمیر ہو، بہو اس طور کی ہو جیسی راج گیریں بن گنگا نامی نالے کے قریب قدیم ترین قلعے کی نصیل ہو۔ غالباً یہ حصہ راجا جاتاں سڑک کے بنائے ہوئے قلعے کی یادگار رہ گیا ہو جس کی کیفیت اس راجا کے حالات میں بھی مذکور ہو چکی ہو۔ چیزی جاتری یوانگ چوانگ کی تحریر سے بھی پایا جاتا ہو۔ کہ ۲۳۵۷ء کے قریب گنگا کے کنارے جو سرآباد تھا وہ نصیلوں سے محیط تھا۔ اس سے بھی قریب قیاس ہو کہ شیر شاہ نے کوئی نیا قلعہ نہیں بنوا�ا۔ بلکہ مپڑ نے قلعے کو مجدد دوست کرایا اور اس کے لیے اس زمانے میں پانچ لاکھ کی رقم کافی ہو گی۔

۹۱۔ شیر شاہ کی موت اور اس کے ورثا کا حال

شیر شاہ نے پندرہ برس حکومت کی اور اس مدت میں پانچ برس سے کچھ زیادہ سارے ہندستان کی بادشاہت کی۔ اور ۱۵۵۷ء مطابق ۱۵۱۴ء میں قلعہ کانجھ کی تحریر میں ایک سرٹگ کے پھٹنے سے باروت سے جل کر انتقال کیا۔

لہڈیکوری آف دی انگریز اکٹ سائٹ آف پائی مپڑ۔ مصنفہ گرل دیل ۱۵۸۷ء

بنگلے بھیجا۔ بہادر شاہ نے جنگ کر کے شہزاد خاں کو قتل کیا۔ اور خود بربر
حکومت ہو کر اپنے نام سک و خطبہ جاری کیا۔ عدالی شاہ نے خود بھگلے پر
فوج کشی کی اور مونگیر کے قریب (غالباً سورج گڑھ میں) سخت جنگ ہوئی
بہادر شاہ نے ۱۷۴۳ء میں عدالی کو قتل کر کے اپنے باپ کے خون کا بدلا لیا۔
بہادر شاہ سوز نے چھو برس حکومت کر کے ۱۷۴۵ء میں انتقال کیا اس
کے بعد اس کا بھائی جلال خاں سوز تین برس حکمران رہا۔ اس کے مرتنے پر
اس کے خود سال بیٹے کو عیاث الدین نامی ایک سردار نے مارڈا۔ اور
خود حکومت کر لے لگا۔ اس وقت سیمہان کراں حاکم بہار نے اپنے بھائی
تمج خاں کراں کی گو بنگلے روشن کیا۔ تملج خاں نے عیاث الدین کو شکست
دے کر بنگلے پر قبضہ کر لیا۔

جس زمانے میں عدالی نے جونپور پر قبضہ کیا احمد خاں سور اور ابراہیم خاں
سوز ہوشیر شاہ کے بھی عہم میں تھا اور عدالی کی ہیں بھی اس کے عقد میں تھی خود
اپنی اپنی سلطنت قائم کرنے کی فکر میں پڑے۔ احمد خاں نے اپنا القب سکندر سوز
رکھ کر پنجاب میں حکومت قائم کی اور ابراہیم سوز نے دہلی پر قبضہ کر کے سکندر سوز
سوز سے جنگ کی۔ لیکن مغلوب ہو کر سنبل اور کالپنی کی طرف چلا آیا۔ عدالی کی
فوج نے اس کو بہار سے بیان کی طرف بھکا دیا جس زمانے میں ہی یوں بقال
بیان کے محاصروں میں معروف تھا۔

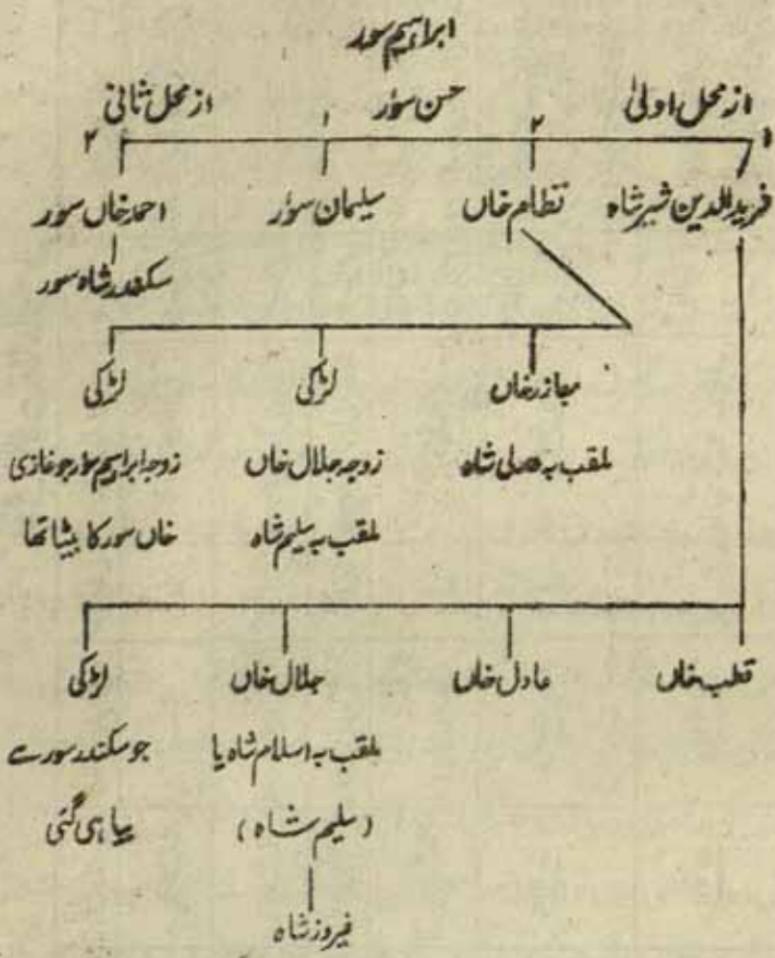
محمد سکر نے جون پور پر چڑھائی کی۔ عدالی نے ہیمون کو بیان
سے طلب کیا۔ راہ میں آگرے کے پاس ہیمون اور ابراہیم سوز میں
مقابلہ ہوا۔ ابراہیم سوز شکست کھا کر پڑنے آیا اور راجا رام چندر سے
جنگ کر کے گرفتار ہوا۔ لیکن راجانے اس سے باہشا ہوں کی طرح

آئن جو اکبر شاہ کے زمانے میں زیادہ کمل ہوئے اور بعض ترجمہ کے بعد انگریزی حکومت میں اب تک جاری ہیں، حقیقتاً شیر Shah کی میجاد سے تھے۔ رعایا کے معاملے میں اس کا عدل و انصاف بے نظیر تھا۔ البتہ مورخوں کا اعتراض ہو کر ہمایوں اور پورن مل کے ساتھ اس نے جہد شکنی کی۔ بعض اہل وطن نے وطنیت کے غلویں نہیں توجہ میں بیان کر کے اس کے الزام کو سر سے مانا چاہا ہے۔ لیکن جو فعل ہی نفسہ ذموم ہو کسی طرح سخن نہیں ہو سکتا۔

شیر Shah کے مرے پر اس کا بیٹا سلیم Shah باادشاہ ہوا۔ اس نے اپنے ایک قراہت مند محمد خان سوڑ کو حاکم بنگال مقرر کیا اور سلیمان خان کلکنی کو صوبہ بہار کی حکومت پر بحال رکھا۔ سلیم Shah کے مرے پر ۱۷۰۵ء میں مبارز خان نے اپنے خروں سال بھائی نیروز خان پر سلیم Shah کو صریح ظلم سے قتل کر کے تخت سلطنت پر قیضد کیا اور اپنا القب عادل شاہ رکھا جو عوام انس میں عدلی کے نام سے مشہور ہوا۔ محمد سوڑ حاکم بنگال نے عدلی کو اپنے آقا کے بیٹے کا قاتل جان کر اس کی مخالفت پر کمر باندھی اور جونور پر چڑھائی کی۔ عدلی نے اپنے پسر مالا ہمیون بقال کو مقابلے کے لیے تعینات کیا۔ اس جنگ میں محمد سوڑ مارا گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا خضر خان سور اس کا جانشین ہوا۔ اس نے اپنا القب بہادر شاہ رکھا۔ عدلی نے شہباز خان نامی ایک سردار کو بہادر شاہ کی مقاومت کے لیے

لہ بداوی شیر Shah کا ایسا مارج ہو کہ اس نے دستحب التواریخ صفحہ ۱۳۶۶ء اس باادشاہ کے ہند میں پیدا ہوتے پر فخر کیا ہے۔ لیکن پورن مل کے معاملے میں شیر Shah کی جہد شکنی کا اعتراف کیا ہے۔ ابو الغفل نے اکبر نامہ صفحہ ۱۴۶۲ء تا ۱۴۶۳ء میں بعض تحصیب سے شیر Shah کا ذکر خقلات کے ساتھ کیا ہے اور اس کو ڈاکو اور خاصب بتایا ہے جو غلوں کے مقابلے میں کسی طرح صحیح نہیں۔

شجره خاندان شیرشاه سور



سلوک کیا اور ابراہیم سوڑ آزاد ہو کر ادھر ادھر بارے پھرنے کے بعد اڑیسہ پہنچا۔ بالآخر ۹۶۵ھ میں سیلمان کراں نے اڑیسہ فتح کر کے ابراہیم سوڑ کو قتل کیا۔ اور اسی طرح آوارہ حال ہو کر سکندر و سوڑ کی زندگی کا بھی خاتم ہوا۔

لہ طبقات اکبری جلد دوم صفحہ ۱۲۳ و ۱۲۴۔ اکبر نامہ صفحہ ۱۰۷۔ تاریخ بداؤنی جلد اول صفحہ ۳۲۲۔ فرشت صفحہ ۲۲۰۔ ریاض السلاطین صفحہ ۳۱۵، اور استوار شہ ستری اکف برگال صفحہ ۱۱ سے پوزابیان لاخونڈ ہو۔ ہستری آف اڑیسہ مرتبہ بالو آڑی بینز جی طبوعہ ستری صفحہ ۲۳۲ میں

HISTORY OF ORISSA BY R.D. BANERJEE

ذکور ہو کہ اڑیسہ کے راجا مکنڈ ہری چندن نے ابراہیم سوڑ کو پناہ دی تھی۔ اور ایک جاگیر بھی سفرت رکرو دی تھی۔ اکبر نے سیلمان ننان کراں کو ملی قلی خان زمان کی مدد سے بازار رکھنے کے لئے ماجاہند کر دیے۔ مصلح کری تھی کہ اگر سیلمان اکبر کی مقاومت کرے تو راجا خان کو سیلمان کی خانی کرے۔ لیکن جس زمانے میں اکبر قلعہ چتوڑ کے حاصلے میں معروف تھا۔ سیلمان کراں نے

لئے موقع پا کر اڑیسہ پر چڑھائی کر دی۔ اور اس سحر کے میں راجا مکنڈ ہری چندن اور ابراہیم سوڑ دونوں قتل ہوئے۔

۱۱۱ شیخ علامی اور شیخ بڈھ طبیب کا ذکر

سیلم شاہ کے زمانے میں شیخ علامی نے ہندی ہونے کا دھوا کیا تھا۔ اور ملائے عبد اللہ سلطان پوری درگر علائے اس کے قتل کافتو، دیا تھا۔ اس زملے نے میں صوبہ پہاڑ میں شیخ بڈھ نامی ایک عالم و طبیب حاذق تھا جس سے شیرشاہ کو ایسی عقیدت تھی کہ اپنے ہاتھوں سے اس کی جوتیاں سیدھی کرتا تھا۔ اور شیخ بڈھ کی تصنیف شرح ارشاد قاضی بھی ہندستان میں بہت شہور تھی سیلم شاہ نے اور علما کو صاحب عرض جان کر شیخ علامی کو شیخ بڈھ کے پاس بہا روانہ کیا کہ اس کے فتویٰ کے مطابق عمل کیا جائے۔ شیخ علامی نے شیخ بڈھ کے گھر میں سرددوساز اور بعض خلافی شروع یا تین دیکھ کر احری المعروف و ثبی عن المنکر کے اصول پر ان باتوں کو روکنا چاہا۔ شیخ بڈھ نہادت معمرو قریب پر مگ ہونے کے سبب بات کرنے کی سکت تھی تھا۔ اس کے بیٹے اور پوتوں نے جواب دیا کہ ہندستان میں بعض رسومات و عادات اس طور کی ہیں کہ الگ ان کو روکا جائے تو نقصان دینی وجانی کا احتمال ہو اور ہندستان کی ناقص العقل عورتیں اس نقصان کو نتھیں اعتاب جان گر کفر انتیار کرنے کو آمادہ ہو جائیں گی۔ ایسی صورت میں فتنہ کفر سے بہتر ہو۔ شیخ علامی نے جواب دیا کہ یہ خیال فاسد ہو۔ اس لیے کرجب ان کے عقیدے میں شرع کی وقعت دنیاوی نقصان سے کم ہو اور امر معروف کو شخصی سوت اور ضرر مال و جاہ سمجھتی ہوں تو ان کا اسلام ہی کیا ہو اور ان سے تکالح کب درست ہو کر ان کی مسلمانی کا انسوس کیا جائے۔ شیخ بڈھ کے لڑکے خاموش ہو رہے اور شیخ بڈھ نے معذرت اور استغفار کر کے شیخ علامی کی بے حد تحسین کی اور سیلم شاہ کے نام

۲ شاید ملک العلماء دولت آبادی کی تصنیف ارشاد مزبور ہو۔

نقش مالات خاندان سوئر

نام	تاریخ ولادت	سال جلوس	محبوبیت	درخت	محل وفات	محلات
زین العابدین ملقب بـ فیض الدین سوئر	۱۳۷۰ھ	گرہ	۲۴۰۵ھ	کلکا جنگل کامرا کوتہ میں ایک شریک کے ہٹھ سے جل کردا	ہری سل	
بیال نائجپور سارشنا بلیر، پریش شاہ	۱۴۰۵ھ	کاچر	۱۴۰۶ھ	سارنگل لے تسل کیا	سارنگل	بخارہ کردا
بیال نائجپور سارشنا بلیر، پریش شاہ	۱۴۰۷ھ	ہری	۱۴۰۸ھ	خدرنگان مڈر پر معدن ان سونر ملک بکار سے بچک کر رہے میں اڑکیا۔	ہری سل	
بیال نائجپور سارشنا بلیر، پریش شاہ	۱۴۰۸ھ	ہری	۱۴۰۹ھ	اور ایم غان مسونی شای خضر غان کی دریں تھا۔	ہری سل	
بیال نائجپور سارشنا بلیر، پریش شاہ	۱۴۰۹ھ	ہری	۱۴۱۰ھ	اویں سکندر موسی شاہت کیا کہ ہر چون خوب پڑھ ملائی کی کے آئیں تین قل	ہری سل	
بیال نائجپور سارشنا بلیر، پریش شاہ	۱۴۱۰ھ	ہری	۱۴۱۱ھ	وزیر عامل غان نے حکمت کیا شیخ زادہ اور اولادہ عال پر کاروائی کے یاد کیا۔	ہری سل	
بیال نائجپور سارشنا بلیر، پریش شاہ	۱۴۱۱ھ	ہری	۱۴۱۲ھ	بھنگل میست میں بہن لگا تریمانی کر رہا کے ہتم دنوں اسے گئے۔	ہری سل	
بیال نائجپور سارشنا بلیر، پریش شاہ	۱۴۱۲ھ	ہری	۱۴۱۳ھ	غائب	ہری سل	غائب اور بھنگل کوڑا اس کی زندگی کا بھی منظر تھا۔ ایک ہر کبیر رہا
بیال نائجپور سارشنا بلیر، پریش شاہ	۱۴۱۳ھ	ہری	۱۴۱۴ھ	غائب اور بھنگل کوڑا اس کی زندگی کا بھی منظر تھا۔ ایک ہر کبیر رہا	ہری سل	غائب اور بھنگل کوڑا اس کی زندگی کا بھی منظر تھا۔ ایک ہر کبیر رہا

سوہ بہار کی حکومت پر ماسور تھا۔ شیرشاہ کے بعد سلیم شاہ کے عہد میں بھی یہ اپنے عہد و منصب پر قائم رہا۔ جب سور خاندان کی سلطنت کو زوال آیا اور بغلائے میں محمد خان سور کے خاندان کا خاتمہ ہوا۔ اس وقت سلیمان خان نے اپنے بھائی تاج خان کو بغلائے بھیج کر بہار بھی داخل جایا۔ تاج خان کے مرے پر ^{۲۹۷} میں سلیمان خان بلاشکرت احمدی بہار کے علاوہ بغلائے کا بھی بادشاہ چوگیا۔ ^{۲۹۸} میں سلیمان نے امیر سخن کر کے اکثر حصہ کو اپنی حکومت میں شامل کیا۔ ^{۲۹۹} میں سلیمان نے امیر سخن کے اکثر حصہ کو اپنی حکومت میں شامل کیا۔ سلیم شاہ کے مرے پر ^{۳۰۰} میں ہمایوں نے دوبارہ ہندستان آگردہ بی پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کے مرے پر ^{۳۰۱} میں اکبر تخت نشین ہوا۔ زمانے کی نیزگی کو دیکھ کر سلیمان خان نے آشتی و مدارا سے کام لیا اور اکبر کے پاس تحف بھیج کر اس کو راضی رکھا۔ سلیمان خان نے یا وجود خود محظا حکمران ہونے کے بادشاہ کا لقب اختیار نہ کیا اور محض حضرت اعلیٰ کہلانے پر قناعت کی۔

^{۳۰۲} میں اکبر شاہ نے خان زمان علی قلی خاں حاکم جونپور پلاس کی بغلائے کے بدب فوج کشی کی۔ خان زمان نے قبل میں شاہی فوج کو شکست دی تھی لیکن اس دفعہ نہزہم ہو کر حاجی پور میں پناہ لی۔ خان زمان سلیمان کرارانی سے توی ربط رکھتا تھا۔ اس لیے اکبر نے حاجی محمد خان سیستانی کو سلیمان کرارانی کے پاس اس غرض سے یہ طور سفیر و اہن کیا کہ سلیمان کو خان زمان کی مدد سے باز سکے۔ لیکن محمد خان سیستانی قلعہ رہتا سی ہی تک پہنچا تھا کہ پڑھاؤں نے جو خان زمان سے اتحاد رکھتے تھے محمد خان کو گرفتار کر کے خان زمان کے پاس بھیج دیا۔ خان زمان محمد خان کا قدیم آشنا تھا۔ اس لیے اس نے اسی کو شفیع بن اکر بادشاہ سے معافی چاہی۔

اس مضمون کا خط لکھا کہ ایمان سند ہدایت پر موقوف نہیں اور ہدایت ہوتے کی
علامتوں میں اختلاف ہو۔ اس لیے شیخ علائی کے کفر و فتن کا فتوا نہیں دیا جاسکتا
غایت یہ ہواں کا شبد رفع کر دیا جائے۔ شیخ بڈھ کے لڑکوں نے شیخ بڈھ کو مجھا یا کہ
یہ فتوا ملا عبد اللہ صدر الصدور کے فتوے کے خلاف ہواں لیے اس کے بعد
دربار سے یقینی طلبی کافران آئے گا اور اس پیری میں تم دُور و دراز کے سفر کی
مشقت نہ اٹھا سکو گے۔ آخر انہوں نے خواہ مخواہ شیخ بڈھ کی جانب سے خود دوسر
خط سالم شاہ کے نام اس مضمون کا لکھ دیا کہ اس وقت ملا عبد اللہ بڑا محقق حاصل
ہواں کا فتوا بہترین فتوا ہو۔

۱۲) سلیمان خان کرار اپنے نام سے ۹۵۰ھ تا ۹۸۲ھ (۱۵۶۲-۳۷۳ء)

سلیمان خان کرار اپنے شیرشاہی میں تھا اور شیرشاہ کے وقت سے
لہ بڑا دین جلد اول صفحہ ۴۰۰ میں محصل ذکور ہے۔ طبقات اکبری جلد دوم صفحہ ۱۱ میں اور اسی کے
مطابق تاریخ فرشتے میں بھی مختصر پایا جاتا ہے۔ یہ واقعہ ۹۵۹ھ کا ہے۔

طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۲۲۳ میں شیخ بڈھ کا ذکر ہے اس طور پر بھی پایا جاتا ہے کہ ایک
برہمن کے اس قول پر کہ "اسلام حق است و دین من نیز درست است اس سخن بگوش علا
رسید قاضی پیارہ و شیخ بڈھ کہ ہر دو رکھنے والی بوزند پت تقدیف فتوا می دادند" حیدر آباد میں
تاریخ فرشتے کا جو ترجیح شائع ہوا ہے، اس میں غلطی سے شیخ بڈھ کا دن بجاۓ بہار کے ایک
غیر معروف جگہ بتایا ہے۔

لہ اکبر نے اس امر بڑا دین میں کرار اپنی اور طبقات اکبری صفحہ ۱۳ جلد دوم میں کرار اپنی اور فرشتے و
ریاض اسلامیین میں بھی کرانی ہے۔ اس اختلاف کا بسب معلوم نہیں۔

میں ساری رات و کرو عبادت میں گواریتا تھا۔ قصبہ بہار میں مخدوم الملک کی درگاہ کے حلقے کے اندر جو صندل دروازہ مشہور ہے۔ اس جگہ شفیعہ کا ایک کتبہ ہے جس میں سیمان کا نام بھی نذکور ہے۔

(۱۱۲) بایزید خان ۹۸۰ھ (۱۵۷۲ء)

سیمان گرارانی کے مرلنے پر اس کا برٹا لڑکا بایزید اس کا جانتین ہوا۔ لیکن چند ہمیںوں کے اندر اس کے چیزاو بھائی ہائسو نامی اور بعض پٹھانوں نے دغستے اس کو دیوان غلطی میں قتل کر دیا۔ ہائسو چاہتا تھا کہ تعداد مندیا است پرستکن ہو جائے مگر نوری خان افغان نے جو سیمان گرارانی کے معتقد سروار دل میں تھا۔ اس کی تعداد بیرضی نہ دی۔

(۱۱۳) داؤ خان ۹۸۱ھ تا ۹۸۲ھ (۱۵۷۴ء-۱۵۷۵ء)

ایزید کے مارے جانے پر اس کے چھوٹے بھائی داؤ خان نے تخت نشین ہو کر بہار و بہنگار و اڑیسہ میں اپنا خطبہ و سکر بخاری کیا۔ ابتداء میں داؤ خان نے بہت کچھ مستعدی سے کام لیا۔ لیکن سیمان گرارانی کے جمع کردہ خزانے اور فوجی سامان نے جس میں چالیس ہزار سوار، ایک لاکھ چالیس ہزار پیاسے بیس ہزار بندوق اور توپیں۔ تین ہزار پھوسیں اور کئی سونواسے (رجلی کشتیاں) لئے بداؤ نی جلد دوم صفحہ ۱۶۳ و ۳۰۰۔ ۵۲ بداؤ نی صفحہ ۱۶۳ و ۳، جلد دوم کے سطحیں بایزید پائیں جس کی میتھی حکماں رہا اور باشوبایزید کا بہنوئی تھا۔

اسی زمانے میں اکبر نے عین قلب خزانچی اور چاپا تر کو بوشیر شاہ اور سلیم شاہ کے درباریوں میں تھا۔ اور فنِ حوسیقی اور ہندی شاعری میں بھی بے عدلی تھا، پساؤں مقتز کر کے راجائے پاس اس نشانے روانہ کیا کہ اس کو خان زمان کی مرد سے باز رکھئے اور سیلمان کرا رانی سے بھی سازی باز نہ رکھئے۔ راجا نڈ کو رئے ان شرطوں کو خوبی سے قبول کیا اور بعض تحفے اور ہاتھی بھی اکبر کے پاس روانہ کیے گئے۔

۲۹۷ میں سیلمان کرا رانی نے قلعہ رہتاں کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ فتح خان افغانی قلعے دار رہتاں نے اکبر کی حکمت علی کا سال معلوم کر کے اپنے بھائی حسن خان کو اس کے پاس بھیج کر یہ درخواست کی کہ کوئی سعید شاہی عمل یہاں بھیج دیا جائے تو قلعہ اس کے پر و کرو دیا جائے۔ اکبر نے اس قلعے کے یوں ہفت لمحے کو غنیمت بھیج کر جونپور سے قلعہ خان کو حسن خان کے ساتھ روانہ کیا۔ سیلمان کرا رانی نے اس کی خبر پا کر خود محاصرہ اٹھایا۔ اس کے ہٹ جانے پر فتح خان نے خفیہ اپنے بھائی حسن خان کو اطلاع دی کہ قلعے میں زخیرہ بہت کافی جمع ہو گیا ہے۔ کسی جیل سے جلد واپس چلے آؤ۔ اس اثنامیں قلعہ خان چلا ہی آیا۔ تب فتح خان نے ظاہری مداراں اور زبانی اخبار اطاعت سے کام لیا۔ لیکن قلعہ خان اس کے نفات سے آگاہ ہو کر بیرون قلعے پر قبضہ کیے واپس گیا۔

سلیمان کرا رانی نے ۲۹۸ میں انتقال کیا۔ یہ اپنے زمانے میں نہایت بیدار صفر اور ہر دل عزیز حکمران تھا۔ اس نے صوبہ بہار دی گالہ و اڑیسہ میں خود منتداہ حکومت کی۔ علما اور مشائخ کا بھی قندوان تھا۔ اس کی جلسوں میں ستون ڈیڑھ سو مشاہیر علماء و مشائخ موجود رہتے تھے۔ اور یہ اکثر ان کی صحبتوں

اور جب ان کی فوج پڑھ آئے گی پھر کچھ بنائے نہ بنے گی۔ اور اگر ان سے جنگ ہی ہی کرنا ہو تو پیش دستی کر کے اول خود ہی حملہ کر دو کہ اس کا اثر کچھ اور ہو۔ داؤ دخانے ان باتوں کو غرض آلو دسمحکم گرلو دی خان کو قتل کر کے اس کا سارا مال ضبط کر لیا۔

شرانط صلح سے اکبر کی نارضامندی اور داؤ دخان کی بیزاری اور لو دی خان کے قتل کا حال معلوم گر کے خان خانان اٹکر گر اس کے ساتھ پڑنے پر پڑھ آیا۔ داؤ دخان نے سون اور گنگل کے ملاب کی جگہ کے قریب مقابلہ کیا۔ لیکن اول ہی حملے کے بعد پس پا ہو کر قلعہ پٹنہ میں جس کو اس نے مرتبت کر کے ستحکم پتار کھانا قلعہ بند ہو گیا۔ خان خانان نے اس کا محاصرہ کیا۔ لیکن داؤ دخان کے سامن کو اپنے اندازے سے زیادہ دیکھ کر اکبر سے مک کی استدعا کی اور خود بادشاہ سے نفس نفیس اس ہم پر آنے کی درخواست کی۔

۱۰ طبقات اکبری جلد دوم صفحہ ۲۸۲ و بداؤ نی جلد دوم صفحہ ۱۱۴ اور تاریخوں میں بھی ہے۔

۱۱ بداؤ نی جلد دوم صفحہ ۱۱۶۔ طبقات اکبری جلد دوم صفحہ ۲۸۳ و اکبر نامہ جلد دوم صفحہ ۱۱۳۔

شامل تھے، رفتہ رفتہ طبیعت میں اتنا نیت پیدا کر دی۔ اس نے اکبر بادشاہ کی کچھ پروانہ کی اور تخفی و عراض جو سیماں کے وقت سے دربار شاہی کوار سال کیے جلتے تھے یک قلم سوچ کر دیے اور قلعہ زمانیہ (صلح غازی پور) پر جس کو خان زمان حاکم جونپور نے آباد کیا تھا اور اس وقت حاکم شاہی کی خرقت سرحد پر ایک مرکزی مقام تھا پر زور قبضہ کر لیا۔

اکبر کو گجرات (قلعہ سورت) میں اس کی خبر پہنچی تو فوراً منعم خان خان زمان حاکم جونپور کو داؤ دخان کی تنبیہ اور ملک بہار کی تنجیر کا حکم دیا۔ خان زمان نے شاہزادی ساتھ نے کر بہار پر چڑھائی کر دی۔ اس کے پشت اور حاجی پور پہنچنے پر تھوڑی سی چھیڑ چھاڑ کے بعد داؤ دخان کے نامی صردار لودی خان نے درمیان میں پڑ کر اس شرط پر صلح کراوی کہ داؤ دخان دو لاکھ روپی نقہ اور لاکھ روپی کاشیا پیش کش دے کر اکبر کا بلج گزار رہے۔ خان زمان نے سیماں کرار اتنی کا ق۔ یہم آشنا ہونے کے بدب یہ صلح قبول کر لی اور جلال خان کروڑی کو زیج کر بادشاہ سے اس کی منتظری چاہی۔ اتفاق سے یہ صلح اکبر اور داؤ دخان دو میں سے کسی کو پن نہ آئی۔ اس اتنا میں قتلوجان حکم اڑیسہ اور سرپریدھر بنگالی کے بہکانے سے داؤ دخان نے بدھن ہو کر لودی خان پر خان زمان سے ساز بازار کھنے کا گمان کیا۔ لودی خان اس وقت قلعہ بہتا س پر قابض تھا۔ داؤ دخان نے کسی جملے سے اس کو گرفتار کر کے سرپریدھر بنگالی کے حوالے کیا۔ لودی خان نے قید خانے ہی سے قتلوجان اور سرپریدھر کو بھایا کر اگر محمد کو قتل کرنا چاہتے ہو قتل کرو۔ لیکن مغلوں سے صلح نہ کردے گے تو بھتافج

پہنچ سے نکل کر بادشاہی فوج سے جنگ کی اور شکست کھا کر با را گیا۔ اکبر نے پھر سا سے موسم دو منی رعلائقہ بھرج پور اپنی کر قاسم خان کو خان خانان کے پاس روانہ کر کے دریافت کیا کہ اب کس راہ سے آنماض ہو۔ خان خانان نے اطلاع دی کہ شاہی سواری بذریعے کشی اور باتی لشکر بڑا شکی چلا آئے۔ ۱۶۰۷ء فتح الشانی کو اکبر پہنچ کے قریب پہنچا۔ خان خانان نے استقبال کر کے اس کو اپنی فرودگاہ میں تھیرا لیا اور خدا بہانہ دریں پیش کیں یہ

۱۲۱ حاجی پور کی فتح ۹۸۲ھ

اب تک خان خانان نے ہر چند لپڑ ازور لگایا تھا لیکن قلعہ پہنچ مفتوح نہ ہوا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اہل قلعہ کو حاجی پور سے بذریعے کشی تمام ضروریات بہم پہنچتی تھیں اور خان خانان اس کی روک تھام سے عاجز تھا۔ امرا سے مشورہ کر کے اکبر نے ۱۶۰۷ء فتح الشانی کو خان عالم چله بیگ نے کوتین ہزار پیارہ اور لوازمات قلعہ گیری کے ساتھ مستعد دشمنیوں پر حاجی پور روانہ کیا اور ماجا گھمٹی زمین دار صوبہ بہار کو بھی کمک میں تعینات کیا باوجود یہ کہ اس موسم یعنی ماہ اگست میں گنگا کا پائی کنی میں کا ہوتا ہے۔ خان عالم نے گنگا پار پہنچ کر خشکی و تری ہر دو طرف سے حاجی پور کا محاصرو کیا۔

اکبر نے پہنچ میں گنگا کے کنارے شاہم خان چلانہ کے سورپے پر ایک

تلہ پراؤنی جلد دوم صفحہ ۲۹۔ طبقات اکبری جلد دوم صفحہ ۲۸۳۔ اکبر نام جلد سوم صفحہ ۱۱۳۔ لئے خان عالم چله بیگ پر ہدایا کو کہ عز اکابر ان برادر ہمایوں بادشاہ۔ اس کا حال ماڑا اماڑا میں موجود ہو۔

باب دوازدهم

بہار و بنگال میں شہنشاہِ اکبر کی حکومت

(۱) پٹنسہ میں اکبر کی آمد اور فتح ۹۸۲ھ (۱۵۷۳ء)

خان خاناں کے اتحاد پر اکبر ۲۹ صفر ۹۸۲ھ (مطابق ۵ جون ۱۵۷۴ء)
 کو بذریعے کشتی آگرے سے روانہ ہوا۔ اس سفر میں شہزادوں اور بعض اہل حرم
 کے علاوہ راجا بھگتوان داس، راجا ان سنگھ، شہباز خاں، راجا بیریل، قائم
 خان امیر بحر وغیرہ وغیرہ اتنیں امرا ساتھ نئے۔ اس لیے متعدد بڑی بڑی
 کشتیاں خاص اہتمام سے تیار کرائی گئی تھیں اور شاہی فوج برابر میں خشکی
 کی راہ سے روانہ کی گئی تھی۔ ۲۳ ربیع الاول ۹۸۲ھ کو اکبر نے پریاں ہنچ
 کر کہاں عالی شان عمارت تیار کرنے کا حکم دیا اور شہر کا نام ال آباد رکھا اور
 ۲۴ ربیع الاول کو بنارس آکر شیرپیگ تو اپنی کو ایک سرینگ اسیر کشتی میں روانہ
 کر کے اپنے پٹنسہ آنے کے متعلق خان خاناں کی صلاح دریافت کی۔ خان خاناں
 نے جلد تشریف لائی کی صلاح دی۔ اس لیے ۲۵ ربیع الثانی کو عورتوں اور
 شہزادوں کو جنپور زیجج کر اکبر خود چوسکی طرف روانہ ہوا۔ اس عرصے میں فوج
 بھی جو خشکی کی راہ سے روانہ ہوئی تھی۔ غازی پور کے قریب آگئی۔ ۲۶ ربیع الثانی
 کو چوسا پہنچ کر خان خاناں کی تحریر سے معلوم ہوا کہ میسی خان تیازی نے قتلہ

سرپ کچھ موجود تھا۔ اس نے بزرگی کو راہ دی، اور ۲۴ ربیع الثانی روز یک شنبہ کو آدمی رات گئے کشتی پر سوار ہو کر قلعے سے مکل بھاگا۔ سریدھر بنگالی جس کو داؤ دخان نے بکریا جیت کا القب دیا تھا، مال و خزانہ کشتی پر لاد کر چکھے چیچے ساتھ ہو یا اونٹ گوجرانے فیلوں کو لے کر فتوحہ کی طرف سے خشکی کی راہ اختیار کی۔ ہل پل اور گھیراہٹ کے بدب کچھ لوگ دریا میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے اور کچھ خندق اور گڑھوں میں گر کر ہاتھیوں سے پا جمال ہو گئے۔

بس وقت گوجرانے پن پن ندی کے قریب (فتحہ) پہنچا۔ آدمیوں کے ہجوم کے بدب پل بج سے ٹوٹ گیا۔ بھل گئے والوں نے بے بسی میں اپنے سامان اور ہتھیار پھینک دیے اور کسی طرح تیر کر پا رہو گئے۔ اکبر نامے میں مذکور ہر کہ دوسرا سے روز عالم الناس نے ندی میں اور ادھر ادھر پہت سے ہتھیار اور اشراقیاں پائیں۔

آخر شب میں اکبر کو داؤ دخان کے فرار کا حال معلوم ہوا۔ علی الصباح بادشاہ نے دہلی دروازے (یعنی پچھم دروازہ) سے قلعے میں داخل ہو کر چار گھروں تیام کر کے شہر میں امن و امان کی منادی کرمی۔ اس کے بعد خان خانا نام کو یہاں پھوڑ کر خود گوجرانے کے تعاقب میں سوار ہوا۔ پن پن ندی سے گزر کر اکبر نے موضع دریا پور (از پٹنہ بست و شش کرودھ) پہنچ کر ریاگ روک لی۔ اور یہاں سے شہباز خان سیز بخشی اور مجنوں خان قاتال کو گوجرانے کی تلاش میں روانڈ کیا۔ انہوں نے سات کو س آگے جا کر معلوم کیا کہ گوجرانے انتال و خیزان کل بھاگا۔ اکبر نے چھوڑنے دریا پور میں قیام کیا۔ اس اشتان میں خان خاتا ن بھی پٹنہ سے یہاں چلا آیا۔ پٹنہ میں علاوہ اور مالی غنیمت کے داؤ دخان کے چھپن ہاتھی شاہی فوج کے ہاتھ آئے تھے۔ اس تعاقب سے

بلد میلے سے جنگ کا معانی کرنا چاہا۔ لیکن دوسری اور دھتوں اور گرد و غبار کے سبب کچھ صاف نظر آیا اس لیے عصر کے قریب کچھ آدمیوں کو تین کشیوں میں بھاکر تحقیق حال کے لیے روانہ کیا۔ پھر ان کشیوں کو دیکھ کر متعدد کشیوں پر مقابلے کو نکل آئے۔ لیکن یہ تینوں کشیاں صحیح وسلامت خان عالم تک پہنچ گئیں۔ خان عالم نے حاجی پور فتح کر کے فتح خان بارہ قلعہ دار اور اس کے ساتھیوں کے سرکاث کراکر کے پاس بھیج دیے۔ اس فتح کی تاریخ حسب ذیل ہے۔

چہرہ شہ دین بہر کشاو پٹنہ	انداخت چو سای در سوا د پٹنہ
فی الحال رقم ز داز پڑ تائیخش	مشی خس د فتح بلاد پٹنہ

۵۹۸۲

(۳) داؤ دخان کا فرار اور اکبر کا تعاقب

اکبر نے فتح خان اور اس کے ساتھیوں کے سرداروں کو داؤ دخان کے پاس بھیج دیا کہ دیکھو اب تمہارا بھی یہی حال ہونے والا ہو۔ سرداروں کے مشاہدے سے داؤ دخان کے پائے ثبات میں بغير شانگی۔ اس نے فی الفور صلح کا پیام دیا لیکن اکبر نے جواب دیا کہ داؤ دخان تنہا اگر اعتذار کرے۔ یا اگر رہمت رکھتا ہو تو تنہا بمحض س مقابلہ کرے۔ یہ بھی نہیں تو اپنے کسی سردار کو سیرے کسی سوار سے تنہا لڑا کر دیکھی یا کم از کم اپنا کوئی باعثی ہی سیرے ہاتھی سے بھرا کر دیکھ لے۔ جس طرف غلبہ ہو ملک اسی کا رہے گا۔

باوجود دیکھ اس وقت داؤ دخان کے پاس میں ہزار سوار اور فیل و توپاں

۱۷ طبقات اکبری جلد دوم ص ۱۶۹۔ بادوتی جلد دوم ص ۱۵۹۔ اکبرنامہ جلد دوم ص ۱۳۱

۱۸ یہ سکالر یا ض السلامین صفحہ ۱۵۸ میں صراحت کے ساتھ منکور ہو۔

اس کے سرکے اڈ پر سے گزر گیا۔ اس لیے اس کا بیان اس بارے میں زیادہ توجہ کے قابل ہو۔ خواجہ نظام الدین احمد مؤلف طبقات اکبری اور بدراوی دو نوں کا بیان بھنسے اس جگہ نقل کیا جاتا ہو۔

(طبقات اکبری جلد دوم صفحہ ۲۹۷) دہم تاریخ ذکور کہ ہیزد ہم ماہ ربیع الثانی ۹۸۲ھ یا شد حضرت شہریار جہاں بعزم ملاحظہ قلعہ و اطراف دھالی شہر پہلی سوار شدہ برجن پہاڑی نام جائے کہ حجازی قلعہ واقع است برآمدند۔ و این وجہ پہاڑی وجہ گنبد بست کہ کفر و در سوابق ایام پخت پخت برقطار ہم برآوردند۔ و آنحضرت اطراف و جوانب قلعہ را به نظر احتیاط ملاحظ فرمودند۔ و افغانان را کہ از بالائے بازوئے حصاء و بروج قلعہ پشم برہشم بادشاہی و کوکہ شاہنشاہی اقتاد و مرگ خود معاشر نموده پیغام و انتدہ ک کٹوار عمر شان بمحییہ شد و نہال امید از وجہ اقتاد و باد جود آن حرکت المذکوری نموده چنان ضریب زن بجانب پہاڑی اندراختندہ از وسطیں گزندسے پہنچ کس نہ رسیدہ۔

(پہاڑی جلد سوم صفحہ ۱۰۹) در شانزدہم ایس ماہ قریب وجہ پہاڑی کہ بدوس کروے پئنہ وجہ گنبدیست متغایب بلند کہ کفار سابق ہند ششت پختہ برآورده بودند و در منزل خان خانان نزول واقع شد۔ . . . (صفحہ ۱۰۸) در دزدیگر برجن پہاڑی برآمدہ نظر اجمالي بر قلعہ پئنہ اندراختہ اطراف و جوانب آن لما ملاحظہ فرمودند و افغانان حرکت المذکوری کرد، مرگ خود را نسب العین گردائندند تو پہاڑے بزرگ می اندراختند کہ از سافت سکرده در آرد و می افتاد و تو پہاڑے سرفیکر در خیمه سید عبد اللہ خان چوگان بیگی (حاکم بیانہ و بخوبیہ می بود) مگر شست و حق تعالیٰ نگہ را شت و چند روز مہلت یا فتح

چار سو ہاتھی اور بھی قبضے میں آگئے۔ اکبر نے اپنی ہمراہ فوج سے دس ہزار
سوار اور تمام کشتیاں جو ساتھ آئی تھیں خان غانمان کی لکھ میں دے دیں۔
اور فوج کی متحواہ میں تیس وچالیس فی صدی کا اضافہ کر کے خان غانمان کو تما
بھاروں مکالے کے بناء پرست پرہام اور کیا۔

دریا پور سے واپس ہوتے ہوئے اکبر نے قصیدہ غیاث پور میں چاروں
قیام کیا۔ اور مظفر خان تربتی اور فتحت خان کو قلعہ رہتاں کی طرف روانہ
کر کے خود سراجہاد الاول ۹۸۲ھ کو قلعہ پٹنہ میں واپس آیا۔ اور دوسرے روز
یہاں سے فتح پور، حصہ جاکر، رجہادی الاول کو جنپور واپس گیا ۹۸۴ھ
داود خان کی اس شکست کی تاریخ سورخون نے اس طرح لکھی ہے۔

ملک سیلان زوال اور فتح

۹۸۴

۱۳۶ تاریخ پہاڑی کا ذکر

داود خان کے فرار سے پہلے تاریخ ۲۵ امرداد کو اکبر نے پٹنہ میں تاریخ پہاڑی
پڑھ کر اطرافِ حوالی قلعے کا معاینہ کیا۔ اس وقت پٹھانوں نے قلعے کے حصہ
اور برجوں سے توہین چھاتیں۔ لیکن اس حرکت المذبوحی سے کسی کو کوئی گزندشتہ
پہنچی۔ انگریز سورخون نے اس تاریخ پہاڑی کا ذکر تاریخ ہند مرتبہ AND FORT
DAWSON جلد پانچ کے حوالے سے لکھا ہے۔ اور گور منٹ گریٹر میں بھی اس
کا ذکر ہے۔ لیکن ان سب کا خذ طبقات اکبری ہے۔ پھر کہ بداؤنی اس وقت اکبر
کی فوج کے ساتھ خود پٹنہ میں موجود تھا۔ اور وہ لکھتا ہے کہ توب کا ایک گولہ

تعینات کیا۔ لیکن یہ دونوں جنید خان سے مغلوب ہو کر اسے گئے۔ ٹوڈر مل نے اور بعض امرا کو ساتھ لے کر مقابلے کا قصد کیا۔ لیکن جنید خان خود بھاگ کر جنگل کی طرف چلا گیا۔ ٹوڈر مل مدنی پور میں قیام کر کے آگے بڑھنے کے تہبیہ میں تھا۔ اتفاقاً اسی زمانے میں محمد قلی خان برلاس نے بیمار ہو کر انتقال کیا۔ اور اسی کے بعد قیام خان گنگ کسی خفیف بدب سے رنجیدہ ہو کر شاہی فوج سے میسحیدہ ہو گیا۔ خان خاناں کو یہ حال معلوم ہوا تو شاہم خان جلائر، شکر خان میز سخنی و خواجہ عین الدین جنگ کو راجا ٹوڈر مل کی لک کے لیے روانہ کیا۔ اور یہ لوگ بردوان پہنچ کر راجا مذکور سے لمحی ہوئے۔ ٹوڈر مل نے سمجھا۔ جھاگر قبا خان کو بھی ساتھ لے لیا جائیں گے اطلاع دی کردا وہ خاں اہل و عیال کو لک میں چھوڑ کر خود جنگ کے تہبیہ میں ہو۔ اس وقت خان خاناں خود ٹوڈر مل سے آملا اور کوچ کر کے اڑیسہ کی طرف روانہ ہوا۔

پٹھالوں نے مقام بھجورہ ضلع بالا شہر کے قریب خندق بنانے کی تیاریاں کی تھیں۔ خان خاناں کے پہنچنے پر خواہی نہ خواہی جنگ چھڑا گئی۔ ۱۵۸۲ء مارچ ۲۳ء کو طرفین نے صافیں آمادت کیں۔

اس دفعہ پٹھالوں نے ایسی زبردست یورش کی کہ خان خاناں کی فوج یا انکل در ہم برہم ہو گئی۔ میں سعر کر میں گو جر خان نے قریب پہنچ کر خان خاناں کو چند ضرب شمشیر سے زخمی کیا۔ اور ہر چند خان خاناں نے کوڑے سے اس کا جواب دیا۔ لیکن پٹھان دھاوا کرتے ہوئے نصف میل تک بڑھ آئے۔ قریب تھا کہ شاہی فوج کو شکست ہو جائے۔ لیکن اتفاقاً کسی جانب سے ایک تیر آکر گو جر خان کے لگا۔ اور اس کے گرتے ہی پٹھالوں

لہ یہ جنگ ضلع بالا سور میں داقع ہوئی۔ غالبہ تکریہ ای نامی بھتی کے قریب۔

اگرچہ معلوم نیست کہ ایں امہال تاٹی خواہ بود۔

۱۵) مشتم خان خانان ۹۸۳-۸۲ھ (۱۷۶۴-۱۷۵۵ء)

پٹنے کی فتح کے بعد مشتم خان خانان سپہ سالار نے داؤ خان کا تعاقب کیا۔ داؤ خان نے پٹنے سے فرار کر کے تلیا آگرہ صی کو مستحکم کیا اور بیہان سے ٹانڈہ پہنچا۔ خان خانان کی فوج نے دھاوا کر کے موں گیر بھاگل پورا اور محل گاؤں تک قبضہ کر لیا۔ اور تھوڑے مقابلہ کے بعد تلیا آگرہ صی کو بھی فتح کر لیا۔ شاہی فوج کے پہنچے کی خبر پاکر داؤ خان نے ٹانڈہ سے بھی فرار کیا اور اڑیسہ جاکر سامن جنگ درست کرنے میں مشغول ہوا۔

پٹھانوں نے آک محل راج محل اکی گھاٹیوں کو بہت سخت کر کھا تھا۔ لیکن شاہی فوج نے غیر سلوک راہ سے گزر کر ٹانڈہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور پٹھانوں کے ہٹ جانے پر محمد قلی خان برلاس نے ست گاؤں تک لپٹے دخل میں لے لیا۔

خان خانان نے ٹانڈہ پر قبضہ ہو جانے کے بعد راجا ٹوڈر مل کو داؤ خان کے تعاقب میں روائی کیا۔ مقام مدارن ہینچ کر ٹوڈر مل نے ملک طلب کی اور خان خانان نے محمد قلی خان برلاس۔ محمد قلی تو قیاسی یظفر خاں مغلوں وغیرہ کئی سرداروں کو ٹوڈر مل کی ملک میں روائی کیا۔ اس شامیں داؤ خان کا چچازاد بھائی جنید خان کرا رانی جو اکبر کی ملازمت میں تھا۔ بھاگ کر داؤ خان کا مذکور ہنگائے چلا آیا۔ خان خانان نے ابوالقاسم اور لفڑ بہادر دو سرداروں کو بوضیع ہرہ نور سے قرب جنید کی مقامت کے لیے

اڑیسہ کو تمہارے خرچ کے لیے حھوڑ دتا ہوں۔ اور بادشاہ بھی ضرور اس بات کو منظور کرے گا۔ اس کے بعد یہ کہ کہ اب تم بندگان شاہی سے ہو۔ اپنی طرف سے ایک شمشیر مرصع داؤ دخان کی کمر سے پاندھ دی۔

(۱) خان خاناں کی موت

صلح کے بعد اڑیسہ سے واپس آگر خان خاناں نے بجائے ٹانڈہ کے گوڑ (لکھنوتی)، سابق دارالحکومت بندگالے میں سکونت اختیار کی۔ اس کا خیال تھا کہ یہاں کی عظیم اشان عمارتوں کو درست کرائے اور مقام گھوڑا گھاٹ سے قریب رہ کر بندگالے کے فتنے و فاد کی روک تھام کرسے۔ لیکن یہاں اُر انقلاب اُپنے اٹھانے والا کوئی نہیں ملتا تھا۔ ہر چند سرداروں نے خان خاناں کو یہاں سے ہٹ جانے کی صلاح دی۔ لیکن اس نے کسی کی نمائی۔ آخر خود بھی بیمار ہو کر ۹ ربیع سو ۹۸۳ھ کو انتقال کیا۔ امراء نے جو اس وقت یہاں موجود تھے۔ شاہم خان جلالر کو اپنا سردار بنانے کا بکر کو اس حداثے کی خبر دی۔

(۲) حسین قلی خان خان جہان ۹۸۳ھ تا ۹۸۶ھ

(۱۵۶۸-۱۵۷۱ء)

خان خاناں کے مرٹے کی خبر پکار کر اکبر نے حسین قلی خان خان۔ ان حاکم پنجاب کو خان خاناں کا قائم مقام نام زد کیا۔ خان جہان کو لاہور سے بندگالے

لے پس پا ہو کر فرار کیا۔ ان کا سارا سامان خان خانان کے ہاتھ ریا۔

۶۱، داؤ و خان اور خان خانان کی ملاقات و صلح

داؤ و خان نے شکست کھا کر کٹک کی راہ لی۔ اور خان خانان نے خود خزم کے علاج کے لیے تھیگر فوج کو داؤ کے تعاقب میں رواد کیا۔ چند دنوں کے بعد خان خانان خود بھی کٹک کی طرف جا کر ہماری کے قریب خیمنڈن ہوا۔ داؤ و خان نے دیکھا اگر صوبہ بہار جا چکا۔ بنگالے پر بھی شاہی فوج نے قیضد کر لیا اور یہ سمجھی ہاتھ سے لکھا جاتا ہو۔ اور گوجر خان بھی اب نہ رہا۔ مجبوراً خان خانان کو پیاس دیا کہ بنگالے کے وسیع ملک میں ایک گوشہ ہماری اوقات بسری کے لیے چھوڑ دیا جائے تو ہم بھی اس پر قناعت کر کے بادشاہ کے دولت خواہوں میں رہیں گے۔ راجا ٹوڑپل اور بعض امرا کسی طرح صلح پر راضی نہ تھے۔ آخر بڑی روکوک کے بعد خان خانان نے یہ فیصلہ کیا کہ داؤ و خان خود حاضر ہو کر ملقات معاہدہ کرے۔

یکم محرم ۱۷۵۷ھ کو داؤ و خان بڑی شان و خوکت کے ساتھ حاضر ہوا۔ خان خانان نے بھی نہایت کرد فر سے سر دربار استقبال کر کے اس کو اپنے برادر بھالیا۔ داؤ و خان نے یہ کہ کہ جب آپ کو خزم لگا تو میں بھی سپاہ گری سے بیزار ہوں۔ اپنی تلوار کمر سے کھول کر خان خانان کے سامنے رکھ دی۔ خان خانان نے اس تلوار کو قورچی خانے میں رکھوادیا۔ اور بڑی قواضع کے بعد داؤ و خان سے کہا کہ جب عہد کر کے بادشاہ کے دولت خواہوں میں شامل ہوئے تو میں

خان جہان ایسی مظفر خان اور راجا نوڈر مل اور سرداروں کو ساتھ لے کر بنگ کے
تمہیں ہی میں تھا کہ داؤد خان نے قلعے سے برآمد ہو کر لڑائی چھپڑوی۔ اتفاقاً
خان جہان کی طرف سے توپ چلتے ہی پہنچ گئے میں جنید خاں کی ٹانگ اڑ گئی
وآخر اس صدمے سے وہ دوسرے دن مر گیا اور داؤد خان کا ایک اور نامی
سردار کالا پہاڑ بھی زخمی ہوا۔ پھر ان کی صفائی ایسی درجہ پر ہو گئیں کہ
داؤد خاں کو باہر نکلنے کا راستہ نہ ملا۔ اور اس کا گھوڑا چنڈے میں پھنس گیا۔ اسی
چک گھسن بیگ نامی نے اس کو گرفتار کر کے خان جہان کے پاس حاضر کیا۔
داؤد خان نے پیاس کی شدت میں پانی طلب کیا تو کسی پا ہی نے جوتے میں
پانی بھر کر پیش کیا۔ لیکن داؤد خان نے ازدواج خودداری نہ پیا۔ تب خان جہان
نے اپنی خاص صراحی سے اس کو پانی پلایا۔ داؤد خان حسین خوش رو اور خوش
اخلاق تھا اس نے خان جہان اس کو قتل کرنا نہ چاہتا تھا۔ لیکن امر نے اصرار
کیا کہ اس کے زندہ رکھنے میں فتنہ و فساد کا اندر یہ ہے۔ مجبوراً خان جہان نے
قتل کا حکم دیا۔ داؤد کی گردان پر تلوار کی دو چوٹیں کچھ کارگر تھے ہوئیں تو پاہیوں
نے بندے دردی سے اس کا سر کاٹ ڈالا۔ اور اس میں بھوسا بھر کر اور خوش بُو
مل کر عبید اللہ خان کے ہاتھ بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ داؤد خان بہار و بنگل
کا آخری خود سفر بان رہا گز رہا۔ اقل بار بنگا لے سے بے دخل ہو کر چیزیں
کے دوبارہ قابض ہو جانے سے ظاہر ہو کر یہ ذی اثر اور ذی اقتدار حکمن تھا۔
خان جہان نے ۷۹ھ کے اختتام پر بنگا لے میں بیمار ہو کر انتقال کیا۔
اس کے زمانے میں اصف خان (مرزا قوام الدین جعفر) پہنچ میں شاہی
مکال کا افسر اعلیٰ مقرر ہوا تھا۔

آنے میں کچھ در لگی۔ اگرچہ اکبر نے تاکیدی حکم بھیج کر زیادہ التوا کا موقع نہ دیا۔ لیکن اس اثناء میں اکثر شاہی امرا بنگالے کی وبا سے گھبر کر پٹنہ و حاجی پور چلے آئے۔ اور داؤ خان نے خان غانمان کے مرے پر خود کو معاہدے کی پابندی سے آزاد سمجھ کر دیوارہ بنگالے پر قبضہ کر لیا۔

بہر حال خان جہان نے بنگالے آکر اذل تیلیا گڑھ میں پٹھانوں کو شکست دی۔ اس کے بعد مانہڑہ کے قریب پہنچنے پر معلوم ہوا کہ داؤ خان راج محل کے قلعے میں سختن ہو کر بادشاہی عال سے برسر جنگ ہے اور اسی جنگ کے قریب خواجہ عبداللہ نبیرہ خواجہ عبداللہ احرار پٹھانوں سے لڑکر بارا گیا۔ خان جہان نے پوری کیفیت بادشاہ کو لکھنہ بھیجی۔ اور اکبر نے منظفر خان تربتی کو جو اس وقت پھوسا سے تیلیا گڑھ تک تمام علاقوں کی نگرانی پر مامور تھا۔ صوبہ بہار کی فوج اور جاگیرداروں کو ساتھ لے کر خان جہان کی مک کے لیے پہنچنے کا حکم دیا۔ اور آگرے سے پانچ لاکھ روپی نقد اور متعدد کشتوں میں غلے بھی شکر کے خرچ کے لیے روانہ کیے۔

اتفاقاً اسی زمانے میں راجا گھیتی زمین دار صوبہ بہار نے صوبے میں بدائی میکھ کر آرہ کے تھا نے پر چڑھائی کر دی۔ اور فرحت خان جاگیر دار ضلع آرہ اور اس کے بیٹے میرک رواشی کو قتل کر دیا۔ اور اس ضلع سے آمد و رفت کی راہ مسدود کر دی۔ اکبر ان واقعات سے خبر وارد ہو کر ۲۵ ربیع الآخر ۹۸۷ھ کو خود بنگال کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن آگرے سے ایک ہی منزل طریقہ تھی کہ عبداللہ خان گیارہ دن میں بنگالے سے حزارة فتح اور داؤ خان کا سرے کر پہنچ گیا۔ اس فتح کی کیفیت یہ ہو کر ۱۵ ربیع الآخر ۹۸۷ھ کو منظفر خان صوبہ بہار سے پانچ ہزار سواروں کو ساتھ لے کر محلہ گانوں کے پاس خان جہان کے شکر سے لمبی ہو گیا۔

۱۰۱، صوبہ بہار و بنگالے میں بغاوت

صوبہ بہار کے شاہی عاملوں نے سفل پن اور زیادتی سے تمام سپاہ و رعایا کو برہم کر دیا۔ معصوم خان کابلی کی جاگیر بھی ضبطی میں آگئی تھی۔ وہ چاروں ناچار باخیوں کا سر غنڈ بن گیا ۔
اکثر جاگیرداروں و سرداروں نے خفیدہ سازش کر کے بجائے اکبر کے حکم کو بادشاہ بنانا چاہا ۔

علماء اور فہمی پیشواؤں کا فرقہ بادشاہ کی بدنامی سے اس قدر بیزار تھا کہ ملا محمد رزدی نے بجپور سے فتویٰ صادر کیا کہ ایسے بے دین بادشاہ پر خروج واجب ہے۔ اور اس بنا پر محمد معصوم فرخ خودی و میر سعید الملک و شیابت خان دعرب بہادر (جاگیردار سہرام) نے میان سے تیغیں نکال کر تمام علاقوں میں جدائی و قنال شروع کر دیا ۔

مظفر خان نے بنگالے میں بابا قاتال اور خالدی خان اور اکثر امراء کی جاگیریں بازیافت کر لی تھیں۔ اتفاقاً اسی زمانے میں روشن بیگ ملاظم مرزا حکیم کابل سے اکر قاتال کے گھر میں ٹھیکرا ہوا تھا۔ مظفر خان نے شاہی حکم کے مطابق سردار بار اس کے قتل کا حکم دیا۔ اور بابا قاتال سے بھی درستی سے پیش آیا۔ قاتالوں نے آزر دہ ہو کر بغاوت پر کمر باندھی۔ اور سپاہ بھی

لے بداویٰ نکھتا ہو کہ پل سے رارنجا یمنہ معصوم خان را بزر بیانی ساختند۔ ۳۵ بداویٰ جلد و م صفحہ ۲۴۹، بعد کو اکبر نے ملا محمد رزدی کو جو پور سے اور قاضی یعقوب کو بہار و بنگالے سے طلب کر کے خفیدہ ہلاک کر دیا اور اسی طرح کام عامل اور علار کے ساتھ بھی پیش آیا۔ کسی کی کشتی عرق ہو گئی۔ کسی کا کچھ پتائنا ملا۔ عرب بہادر کا جاگیر دار سہرام ہوتا اسرا امار صفحہ ۲۶۷ میں مذکور ہو۔

۹۸۶ء تا ۹۸۸ھ (۱۵۸۰-۶۹)

منظفر خان تردد کے میں اکبر نے منظفر خان کو جو اس وقت
خان چہان کے مرنے پر اولیٰ ۹۸۶ھ میں اکبر نے منظفر خان کو جو اس وقت
ہی دربار میں دیوان کے عہدے پر منتاز تھا۔ بنگالے کا حاکم مقرر کیا۔ اور اس
کے ساتھ رضوی خان لوئیشی اور حکیم ابوالفتح کو صدر اور رائے پرداں و میر دہم
کو پر شرکت یک دیگر بنگالے کا دیوان نام زد کیا۔

صوبہ بہار کے لیے اس کے کچھ پہلے ہی (شووال ۹۸۷ھ میں) ملاطیب
دیوان صوبہ بہار و حابی پور اور رائے پر کھو تم بخشی اور طاحدی (جو سابق میں
سلیم شاہ کا پروانہ نویں تھا) میں اور شمشیر خان خواجہ سرا، مہتمم خاصہ مقرر ہوا
تھا۔ اور انھی دنوں میں معصوم خان کابلی کو کہ هرزا حکیم (برا در اکبر شاہ) مرتز
ذکور سے رنجیدہ ہو کر اکبر کی ملازمت میں آیا تھا۔ اکبر نے اس کو منصب غلیقی
دے کر صوبہ بہار میں جا گیردی تھی۔

اس زمانے میں شاہی دیوان خلنے سے حکم صادر ہوا کہ ہر ایک منصب
اپنے منصب و جاگیر کے مطابق گھوڑے پیش کر کے داغ دلوائے۔ اور جو
لوگ اپنی جاگیر کا استحقاق ثابت نہ کر سکیں ان کی جاگیر میں ضبط کر لی جائیں۔
مزید برآں یہ ہوا کہ اکبر نے ایک خاص مذہب ایجاد کر کے اس کا نام
مذہب الہی رکھا تھا۔ اور اسلام کے اکثر مناسک مثلًا نماز کی آذان تک کو
منور کر دیا تھا۔

ملاظبیں بخشنی اور پرکھوتم سے مقابل ہوا، اور ان کو ہنریت پہنچا کر بھائی پر
مجبوک کیا۔ چند دنوں کے بعد پرکھوتم نے ایک جمیعت فراہم کر کے چوسے اگے
ان باغیوں کے مقابلے کا قصد کیا۔ لیکن عرب بہادر نے پیش دستی کر کے اول
ہی محلے میں پرکھوتم کا کام تمام کر دیا۔

بنگالے میں قافتالوں نے بہار کی بغادت کا حال شن کر ان باغیوں سے
خط کتابت شروع کی اور ان کو اپنی مدد میں بلایا۔ معصوم خان کا بی جس کو
شاہی سورخوں نے اس کے ہم نام معصوم فرنخودی کی طرح لفظ عاصی سے
تعسیر کیا ہے۔ تیلباگڑھی میں شمس الدین خان خوانی کو شکست فاش دیتا ہوا
قافتالوں سے جاتا۔ اس وقت وزیر جمیل اور خان محمد بہبودی وغیرہ چند افراد
تاہی بھی منظر خان سے ٹوٹ کر باغیوں سے مل گئے۔ منظر خان عالم بے کسی
میں ٹانڈہ کے قلعے میں مستحسن ہوا۔ اور باغیوں نے حکیم ابوالفتح و خواجه شمس الدین
خوانی وغیرہ کو بھی گرفتار کر لیا۔ لیکن انہوں نے کسی طرح خلاصی پا کر پاپیدا۔

(صفحہ ۲۰ کا بقیہ نوٹ)

سواروں کے ساتھ اس قافلے کے ساتھ کر دیا۔ اس کے چوپان پہنچنے پر عرب بہادر نے بعض باغیوں کو بہذہ بن
لیا۔ اس کے بعد پرکھوتم دیوان سے جو بکسریں پاہ فراہم کر رہا تھا جنگ کر کے اس کو قتل کیا۔ اس کے در
دن عرب علی خان کے پہنچنے پر عرب بہادر نے فرار کیا۔ پھر جب شہیاز خان صوبہ بہار آیا عرب بہادر نے
دلپت اور جنیس زمین دار بھووج پور کے علاقے میں پناہ لی۔ شہیاز خان نے قلعہ بھی گڑھ (از تویجہ دہساں
ملٹہ مژاپور) کو سعادت خان کے پر دیکیا۔ عرب بہادر نے دلپت زمین دار کو ساتھ کر سعادت خان
سے جنگ کی۔ اور اس کو قتل کیا۔ پھر معصوم فرنخودی کی میتی میں اس نے دوبارہ شہیاز خان سے
جنگ کی۔ اور بالآخر شکست کھا کر سنبھل کی طرف چلا گیا۔ لیکن وہاں بھی رٹھیر سکا اور بہار کی
طرف واپس آیا۔ آخر میں خان اعظم سے شکست کھا کر جنپور آیا۔ اور ۹۹۷ھ میں ارا گیا۔

ان کی طرف دار ہو گئی۔

انھوں نے لکھنؤتی میں مجمع کر کے لوزٹ مارش روئے کر دی۔ اور مظفر خان کا مال و اساب چہاں پایا اپنے قبضے میں کر لیا۔ مظفر خان نے کشتیاں فراہم کر کے حکیم ابو الفتح اور پرداں کو ان کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ لیکن یہ دونوں بزم کے یار تھے رزم سے آشناز تھے۔

اکبر نے قاتشال کی بغاوت کا حال سن کر مظفر خان کو تهدیدی فرمان بھیجا کہ طائفہ قاتشال قدیم الحیر میں دلت خواہوں میں ہیں۔ تم نے ان کو ناخوش کیا۔ اچھا نہ کیا۔ اب جس طرح مناسب ہوان کی جا گیریں واپس کر کے ان کو راضی کرو۔ یہ فرمان عین اس وقت پہنچا کہ مظفر خان ان کا سفاذ کر رہا تھا۔ قاتشالوں کو جب اس فرمان کی خبر پہنچی انھوں نے مظفر خان کو پیام دیا کہ رضوی خان د پرداں کو نصیح دو کہ عہد و پیمان کر کے ہماری خاطر جمعی کر جائیں۔ مظفر خان نے ان دونوں کو میر ابو الحاق کے ساتھ رعایت کیا۔ قاتشالوں نے ان تینوں کو مقید کر کے اور زوروں سے جنگ شروع کر دی۔

(۱۱) معصوم خان کابلی کی بغاوت

اُدھر بنگالے میں شاہی حکام با غیبوں سے عاجز ہو رہے تھے۔ ادھر بہار میں معصوم خان کابلی عرب بہادر اور سید خان بدخشی کو متفق کر کے لے یادوئی جلد دوم صفحہ ۲۸۰ و طبقات اکبری جلد دوم صفحہ ۲۳۹۔ ملے ماتر الامر ایں عرب بہادر چاگیردار ہر سر ارم کا حال یوں لکھا ہو کہ جب سین قلی خان کے مرے پر مظفر خان نے اس کا مال و اساب دبار کو روانہ کیا۔ بہار سے عجب ملی خان نے جیش خان کو کچھ ربعی نوٹ صفحہ ۲۴۶ پر،

حاکم جونپور تین ہزار سوارے کر گک کے لیے حاضر ہوا۔ لیکن اس کے حرکات
 و سلسلت سے بغاوت کے آشار نمایاں تھے۔ اس لیے راجائے اس کو دم دلائے
 میں رکھ کر بادشاہ کو اس کا حال لکھنے پہنچا۔ مونگیر پہنچ کر راجا کو معلوم ہوا کہ باعثی
 تھیں چالیس ہزار سوار اور پانچ سو ہاتھی اور توپ خانہ و جنگی کشتیاں لے کر
 جنگ کو آمادہ ہیں۔ اس نے اپنے شکر پر پورا اعتماد نہ ہونے کے بہب کھلے
 میدان میں مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا اور قدام قلعہ کے درمیں لیک اور قلعہ
 تیار کر کے موقع کا منتظر رہا۔ چار ہفتے تک راجا کو سخت کش کش رہی۔ اور اس
 عرصے میں ہر روز طرفین سے کچھ آدمی مقابلہ ہو کر جنگ کرتے رہے۔ اس مدت
 میں اکبر نے تھوڑے تھوڑے وقفے کے ساتھ بدفعتات لاکھ لاکھ روپیہ کی
 ذریعے سے شاہی شکر کے خرچ کے لیے راجا کے پاس روانہ کیے۔ اتفاقاً اسی
 زمانے میں خواجہ منصور دیوان حمالک شاہی نے ہمایوں قریبی و ترخان دیوان
 و معصوم فرنخودی کے ذمے بعض شاہی مطالبات عايد کر کے تهدیدی فرمان
 جاری کیے تھے اس لیے ہمایوں قریبی و ترخان دیوان آندر وہ ہو کر باعیوں سے
 مل گئے۔ پہ ظاہر ٹوڈر مل کو کام یابی کی امید نہ تھی لیکن علاقے کے ہندو
 زمین داروں نے اس سے مستفی ہو کر رسکی ایسی روک تھام کی کہ باعیوں کو
 انتاج لمنا دشوار ہو گیا۔ اور مانڈہ میں بابا قاتال کی بیماری اور موت کے بہب
 جیارہ اور جنون قاتال جو باعیوں کے رکن رکین تھے مانڈہ کی طرف چلائے۔
 ان واقعات سے باعیوں کی جماعت میں سخت کم زوری آگئی۔ معصوم خان
 کا بیل پہٹ کر بہار چلا آیا۔ اور عرب بہادر نے ایلنگار کر کے شاہی خزانے پر
 پچھاپ مارنے کے قصد سے پٹنہ کا رخ کیا۔ اس کے پہنچتے ہی بہار خال عرف
 بید عارف قلعہ پٹنہ میں تھنچن ہو گا۔ اور راجا ٹوڈر مل نے معصوم فرنخودی اور

حاجی پور کی راہ لی۔ اب مقصوم خان نے مظفر خان کو علی الاعلان پیام دیا کہ سیری ملازمت میں حاضر ہو یا اپنے عہدے سے دست بردار ہو کر کہ محظہ چلے جاؤ۔ مظفر خان نے پوشیدہ آٹھ ہزار اشريفیاں بیچ کر اپنے تنگ ناموس کی حفاظت چاہی۔ اس سے باعده پر اس کا بحرم کھل گیا۔ انہوں نے کسی چیلے سے اس کو قلتے سے ہر نکال کر عقوبت کے ساتھ قتل کر دالا۔ اس کے ماں و اباں پر تقدیر کے تمام ملک بنگال و بہار کو آپس میں تقیم کر لیا۔ اور سیریز اشرف الدین حسین کو (جو شاہی حکم کے بموجب کاپی سے بنگالے لا کر مظفر خان کی قید میں رکھا گیا تھا) رہا کر کے سردار بنایا۔ باقی واقعات سلسلہ بیان میں ملتے جائیں گے۔

(۱۲) راجا ٹوڈر مل شہ ۹۸۹-۱۵۸۱ھ (۱۵۸۱ء)

اکبر کو ان حادثات کی اطلاع میں تو راجا ٹوڈر مل کو بہار و بنگالے کا فتنہ و فساد دفع کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اور محمد صادق خان و ترسون خان و شیخ فرید خان بخاری و اُلغ خان جدشی و باقر طبیب پسران طاہر خان و تیمور بدخشی اور چندر امیر کو بھی راجا نذکور کی مدد میں ساتھ کر دیا۔ اور محب علی قلعہ دار رہتاں و مقصوم فرنخودی حاکم جونپور اور تمام جاگیر داروں و زمین داروں کو بھی راجا کی ملک میں رہنے کا حکم دیا۔ راجا ٹوڈر مل ابھی راہ ہی میں تھا کشاہم خان جلالزی سعید بدخشی سے جنگ کر کے اس کو قتل کیا۔ راجا کے جونپور وہ پختہ پر مقصوم فرنخودی ملہ آٹھ ہزار اشريفیاں بیچنے کا حال ریاض اسلامیہ میں مفصل مذکور ہوا در واقعات طبقات اکبری و بدایوی و اکبر نامہ میں مذکور ہیں۔

سال ۹۸۷ھ راجا نوڈل اور شاہی علی بھی برسات گزارنے کو صاحبی پورچلے آئے تھے۔ محمد مقصود فرنخ خودی نے بواب تک راجا کی سیاست میں تھا بلارخصت حاصل کیے ہوئے تو داپس جا کر بغاوت شروع کی۔

دوسرے سال ماہ ذی قعده ۹۸۹ھ میں بہادر خان پسر سید بدخشی نے جو ترہت کا فوج دار رہ چکا تھا باعث ہو کر تمام زرِ محاصلات پاہیوں میں تقسیم کر کے خدا پنے نام ترہت میں خطبہ و سکد جاری کیا۔ اس نے اپنے سکے میں حسب فیل بمحج درج کیا تھا لہ

بہادر ابن سلطان بن سید ابن شہ سلطان

پسر سلطان پدر سلطان نبی سلطان بن سلطان

آخر خان اعظم کے نوکروں نے بہادر کو گرفتار کر کے قتل کیا۔

خان اعظم اور شہزاد خان نے حتی المقدور باغیوں کو شکست دے کر صوبہ بہا
سے پدر کیا۔ اس اشتامیں اکبر کابل کے سفر میں تھا۔ اس کے واپس آنے پر
۹ محرم ۹۹۷ھ کو خان اعظم اور تمام امرا و صوبہ بہار سے اگرہ واپس جا کر دربار
میں حاضر ہوئے اور خان اعظم نے بہار بنگالے کے احوال مشروح آیاں کیے۔
اکبر نے خان اعظم کو مخصوص خان کابلی کے استیصال کے لیے بہگالے جانے کا
حکم دیا۔ اور کابل سے جو شاہی فوج واپس آئی تھی اس کو بھی کمک میں ساتھ
کر دیا۔

خان اعظم اور امرا بہار کے نجح پور جانے پر صوبہ بہار میں میدان خالی
پاکر باغیوں نے پھر اڑھم مجاوی۔ مخصوص خان کے ملازم خبستہ نامی نے ترخان

لہ بمحج کا شعر بذاذی جلد دوم صفحہ ۲۹۸ میں ناقصم درج ہو۔ ماذلا امرا صفو، ۳۲۳ میں بھی
اس کی کیفیت موجود ہے۔ شعر کی خوبی تو ایک طرف اس کے معنی بھی بخوبی میں نہیں آتے۔

بعض امراء کو اس کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ ان کے آئے پر عرب بہادر محاصرہ اٹھا کر اجرا گچھتی کے علاقے میں چلا گیا۔ راجا ٹوڈر مل نے امراء کو ساتھ لے کر ہماری مخصوص خان کابلی سے مقابلے کا قصد کیا۔ معہ سوم خان نے آدمی رات کو شب ٹون مار کر صادق خان کے قراول ماہ بیگ نامی کو بلاک کیا۔ اور حتی المقدور جنگ کر کے بالآخر ٹوٹ مار کرتا ہوا عیسیٰ خان زمین دار اڑپس کی پناہ میں چلا گیا۔ باعیشوں کے آوارہ دشت ہوتے ہی شاہی فوج نے تیلیا گڑھ پر دوبار قبضہ کر لیا۔

(۱۳) خان اعظم مرزا عزیز کوہ ۹۸۸ھ تا ۹۹۲ھ (۱۵۸۳-۸۷ء)

بہانو بھگالے کی غداریوں سے اکبر نے اپنی پالیسی کی غلطیاں محسوس کیں۔ اس نے درشت خوخا جہ منصور کو تبدیل کر کے وزیر خان ہروی کو شاہی دروان مقرر کیا۔ اور اپنے برادر رضاعی خان اعظم مرزا عزیز کو جو بعض دیوه سے اس وقت تک نظر بندی میں تھا آزاد کر کے پانچ ہزار سواروں کے ساتھ بہار و بھگالے کے نظم کے لیے روانہ کیا۔ اور مزید استیاط نے لیے شہباز خان کنفیوں کو بھی راچپوتانہ سے بلوکر خان اعظم کی لگک میں تعینات کیا۔ خان اعظم نے حاجی بیوی میں قیام کر کے باعیشوں کی خبر بینی نشروع کی۔ اس عرصے میں شہباز خان نے راجا گچھتی پر حکومتی کر کے عرب بہادر کو اس کے علاقے سے نکال دیا۔ اس

لہ طبقات اکبری جلد دو مصروف ۳۵۲۔ و بداؤنی جلد دو مصروف ۲۸۳۔

لہ بداؤنی جلد دو مصروف ۲۸۵۔ و طبقات اکبری جلد دو مصروف ۳۵۳۔

میں پڑھاؤں سے سخت کش کش رہی۔ مگر خاص صوبہ بہار کے متعلق کوئی واقعہ قابلی ذکر نہیں معلوم ہوتا۔

۱۵) ریلف فچ RALF FITCH انگریزی سایح کا بیان ۱۵۸۶ء و تا ۱۵۸۷ء

۱۵۸۶ء میں ریلف فچ نامی لندن کارپنے والا تجارت پیشہ سایح آگرہ سے پڑھنا آیا۔ اس نے اپنے چشم دید حالات کے سلسلے میں لکھا ہو کہ پڑھہ بہت بڑا اور طویل شہر ہو۔ مکانات زیادہ تر غام اور سادہ و منع کے ہیں۔ اور ان کے چھپر پھوس کے ہیں۔ سرماکیں و سبی ہیں۔ شہر میں روئی اور سوئی کپڑوں کی تجارت پکثرت ہو۔ شکر بھی افراط سے ملتی ہو۔ جو بھگالے اور تمام ہندستان میں بھی جاتی ہو۔ افیون اور غلے بھی بہت ملتے ہیں

آگے چل کر لکھتا ہو کہ میں نے پڑھتے میں ایک جعلی بنی کو دیکھا جو سر بازار گھوڑے پر اس طرح پھرتا ہو کر گویندہ سے سویا ہوا ہو، لوگ اس کے قدم کو چھستے اور اس کو بہت واجب التظیم جلتے ہیں۔ لیکن بلاشک یہ مکار اور مفتری ہو۔ میں اس کو اسی حالت میں سوتا چھوڑ آیا۔ اس ملک کے لوگ اس قسم کے مکاروں کی بڑی خلقت کرتے ہیں اغالباً اس نے کسی ایسے فقیر کو دیکھا ہو گا جس کو عقیدت مہند مجذوب سمجھتے ہیں)

لہ واخچ ہو کہ چھپر بند مکانوں کے متعلق بدائلی جلد دوم صفحہ ۸۲ء میں اس کے چند سال قبل پڑھ کے چشم دید حالات میں لکھتا ہو کر از جملہ غرائب اس است کہ وہاں ملک بیٹھنے خانہ پر پہنڈی رامی گویند کہ پسی ہزار نو چل ہزار روپی می بر آیہ۔ باں کر چوب پوش باشد۔

دیوان و سرخ بخشی کو ساختے کر جا جی پورا ہد بعض علاقوں پر تقدیر کر دیا۔
بالآخر صادق خان و محب ملی خان نے مقابلہ کر کے خبر کو قتل کیا۔

۱۷۹۱ء میں باعیوں کا جتحا بالکل ٹوٹنے لگا۔ معصوم کا بی اور قاتل ایوں میں
پھوٹ پڑ گئی۔ اور خان اعظم نے ان کو ملا کر بہار و بھگلے میں اسی قائم کر دیا۔
توہست میں نور محمد پر ترخان نے بھی سخت ضاد پھیلار کھاتا رہنے کا عمل
لے اس کو گرفتار کر کے فتح پور بھیج دیا۔ اور وہاں شاہی حکم کے مطابق مخاس
میں قتل کیا گیا۔

خان اعظم نے شیخ فرید بخاری اور بعض امراء کو قتل خان حاکم اڑیسہ
کے پاس مصالحت کی غرض سے روانہ کیا لیکن تاریخوں سے کسی خاطر خواہ
کام یا بی کا پتا نہیں ملتا۔ باقی واقعات کو صوبہ بہار کی تاریخ سے کم تر تعلق ہے۔
خان اعظم نے اب وہ لوگ خرابی کے بدنبہ بنگالے میں رہنا پسند کیا۔ اس
لیے اکبر نے شہباز خان کو اڈھر روانہ کیا۔

(۱۳) شہباز خان ۹۹۲ھ - ۹۹۶ھ (۱۵۸۸-۱۵۹۲)

خان اعظم کے زمانے میں شہباز خان کا ذکر گزر چکا ہے۔ بعض وجود سے
اکبر نے اس کو نظر بند کر کھاتا۔ لیکن بھگال داڑیسہ پر پورا شاہی تسلط نہ ہوا
تھا۔ اس لیے اس نے شہباز خان کو رہا کر کے بھگلے کی ہم پر روانہ کیا۔ اکبر
خود بھی اس ہم پر آئے کا تصدیر کھاتا تھا۔ لیکن ال آباد میں اس کو شاہی فوج
کی کام یا بیوں کے اخبار میں اس لیے وہیں سے لوٹ گیا۔ شہباز کی اڑیسہ

تسلیہ میں مان سنگھ نے اڑیسہ پر فوج کشی کی۔ اول پچھاںوں نے راجا کے بیٹے جگت سنگھ کو گرفتار کر لیا تھا۔ لیکن قتلوغان کے مرلنے پر انہوں نے جگت سنگھ کو راجا کے پاس واپس بھیج دیا۔ اور اس کے بعد ہی راجا نے اڑیسہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ راجامان سنگھ کی بہن شہزادہ سلیم رجہان گیر کے عقد میں آئی تھی۔ جب اس کے بطن سے شہزادہ خسرو پیدا ہوا اور مان سنگھ مبارک باد کو دربار میں حاضر ہوا تو اکبر نے صوبہ اڑیسہ کو خسرو کی جائیگیر مقرر کر کے مان سنگھ کے بھانجے کی نیابت پر درکی۔

مان سنگھ تک بہار و بنگالے کا صوبے دار رہا۔ اس بدت میں اس نے اکثر صوبہ بہار یا جیسری میں قیام کیا۔ اور اپنے نائبوں کے ذریعے بہار و بنگالے کا لظہم جاری رکھا۔ استوارث صاحب اپنی تاریخ میں اس کے مدح ہیں۔ اور رجہان گیر نے تذکر میں اس کی بے اخلاصی کی بے حد شکایت کی ہے۔ لیکن اس کی حکومت کے تعلق کوئی شکایت معلوم نہیں ہوتی۔ راجامان سنگھ کے زمانے میں اکبر نے یعقوب خان سلطانِ کشمیر اور اس کے بیٹے یوسف کو جلاوطن کر کے صوبہ بہار میں رکھا تھا۔ بداؤنی کا بیان ہر کان دونوں نے مالینویا میں بتلا ہو کر یہیں انتقال کیا۔

(۱۴) سعید خان مغل کا ذکر

راجامان سنگھ کے زمانے میں سعید خان مغل پر طور نائب بہار و بنگالے میں حکومت کرتا تھا۔ کچھ عرصے تک سعید خان پنڈ کا فوج دار بھی تھا۔ قصہ بہا میں اس کی بنوائی ہوئی ایک مسجد بھی ہر ۳۰۰۰ میں سعید خان نے میسی خان

غیر بہار و بگلے کی بغاوت کے زمانے کے قریب آیا تھا۔ اس نے یہ بھی لکھا
ہو کہ پنڈ سے بنارس تک لٹپوں کے بدب راہ نہایت خطرناک ہو۔

(۱۶) راجامان سنگھ ۹۹۶ھ تا ۱۰۱۳ھ (۱۴۸۹ء - ۱۵۰۵ء)

۹۹۶ھ میں اکبر نے راجامان سنگھ کو بہار و پنڈ و حاجی پور کا حاکم مقرر کیا۔
اور دوسرے سال بھگال بھی اس کی حکومت میں شامل کر دیا گیا۔
مان سنگھ نے حاجی پور آکر اول راجا پورن مل کی خبری۔ پورن مل نے
پونی شکست کھائی۔ اور اپنی مرکشی پر کف افسوس مل کر سارا مال و اسباب
راجا کے سامنے پیش کر دیا۔ راجا نے اس کی رینداری اس کو داپس کر دی۔
مان سنگھ کے زمانے میں بھگال کے باعیوں نے پھر کچھ فتنہ و فساد برپا
کرنا چاہا۔ اس لیے مان سنگھ نے اپنے بیٹے جگت سنگھ کو اودھ روانہ کیا۔ جگت سنگھ
کے وہ سفہ پر باعی اپنا سارا سامان گھوڑا گھاٹ میں چھوڑا کر بھاگ گئے۔ اور
ان کے چوتھے ہاتھی اور اکثر سامان اگرہ مجھ دیا گیا۔
مان سنگھ کو بگلے کی آب و ہوا مخالف نہ آئی۔ اس لیے اس نے صوبہ
بہار ہی میں قیام کیا۔ کچھ دن پہنچ کے قلعے کو حربت کر کے یہاں منتھرا اور اس
کے بعد قلعہ رہتاں میں حالی شان عمارتیں اور باغ آرائش کر کے وہاں مکونت
اختیار کی۔ قلعہ رہتاں میں اس کے وقت کی ستائیں کی جنی ہوئی عمارت
پر کتبہ موجود ہو۔

سلہ بداؤنی جلد سوم صفحہ ۳۶۳

سلہ منتخب الباب (خاتم خان) جلد اول صفحہ ۲۳

باب سیزدهم

جہانگیر بادشاہ کا دور ۱۷۱۰ء تا ۱۶۱۹ء

(۱) قطب الدین خان کو کلتاش ۱۶۱۹ء (سال ۱۰۹۰ء)

سبت ۱۶۱۹ء میں شہزادہ سلیمان نے رجو بعد میں جہانگیر بادشاہ، ہوا اپنے باپ کی مرثی کے خلاف الدا بادا اکر خود مختار حکومت شروع کی اور کالپی سے حاجی پور تک متصرف ہو کر اکثر حصص مالک کو اپنے خاص امرا اور معاصیوں کی جاگیر مقرر کر دیا۔ اسی سلسلے میں صوبہ بہڑ قطب الدین خان (نوادرخت شیخ سلیمان چشتی) اکی جاگیر قرار پایا۔ یہ وہی قطب الدین خان ہو جو ۱۶۱۵ء صفر کو بر دعا میں علی قلی شیرا فلکن شوہر مہر النساء کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس واقعے کے ستعلق بہت کچھ افانے شہروں میں کہا جاتا ہے کہ قطب الدین خان نے جہانگیر بادشاہ کے ایسا سے شیرا فلکن کو یہ صلاح دی تھی کہ مہر النساء کو طلاق دے کر فوراً اگرے بیج دے۔ واقعہ کی اصلاحیت جو کچھ ہوئے بظاہر بات کی بات میں قطب الدین اور شیرا فلکن میں ایسی بگراگئی کہ آتا فاناً فاناً تلوار جیل گئی۔ اور دونوں مقتول ہوئے۔ قطب الدین کا کوئی ملکی استظام کرنا معلوم نہیں ہوتا اور بہار کی جاگیر داری بھی برائے نام ہی تھی۔

لئے تذکرہ جہانگیری صفحہ ۹۔

زندگانی کے بہت سالاں اور ہاتھی اکبر کے پاس بطور میش کش روانہ کیا۔

۱۸ آصف خان جعفر بیگ تاریخ (۱۵۰۷ء)

تھے سے شہزادہ سلیم رجہاں گیرا نے باپ کی مریضی کے خلاف الاباد آگر خود مختار حکومت شروع کی۔ اور کالپی سے حاجی پورہ بہار تک تمام علاقوں کو اپنے مصاہب کی جائیداری مقرر کر دیا۔ جو آیندہ مذکور ہو گا۔ بعد میں شہزادہ نادم ہو کر باپ کے پاس حاضر ہوا۔ تو باپ نے چند لفڑیا، کہ محل میں نظر پرندہ رکھ کر گجرات کی حکومت کے لیے نام زد کیا۔ اور آصف خان و صوبہ بہار کی حکومت پر مامور کیا۔ اس کا اصل نام قوام الدین جعفر بیگ تھا۔ سابق میں ۹۹۶ھ کے قریب یہ پٹنہ کی فکال کا افسر اعلیٰ تھا۔ اور مظفر خان تربیتی کے زمانے میں باغیوں نے اس کو بھی گرفتار کر لیا تھا۔ لیکن اس نے کسی طرح مخلصی پائی۔ باعث بانی کا بے حد شائق تھا۔ اکثر اپنے ہاتھوں میں ک DAL لے کر کیا ریوں میں گلاب کے پودے اور تخم نگاری کرتا تھا۔ عجب نہیں پٹنہ سے تین میل شرق میں ہل غ جعفر خان اسی کی یادگار ہو۔ کیوں کہ آصف خان بعد کا خطاب ہو۔ اس کے پٹنہ آتے کے بعد ہی اکبر نے انتقال کیا۔ اور رجہاں گیر بادشاہ ہوا۔ آصف خان رجہاں گیر میں سارک باد کے لیے آگرے گیا۔ اور اس کی جگہ پر بیان دوسرا صوبہ دار مقرر ہوا۔

۱۳) جہانگیر قلی خان ۱۵۰۶-۱۵۱۳ھ تا ۱۵۱۵ھ ر

جہانگیر بادشاہ نے تخت نشین ہونے کے ایک ہیمنے بعد جہانگیر قلی خان کو بہار کا صوبے دار مقرر کیا۔ جہانگیر قلی کا اصل نام لال بیگ تھا۔ اس کا باہ نظام خان ہمایوں بادشاہ کا کتاب دار تھا اور لال بیگ چون ہی سے جہانگیر کی خدمت میں تھا۔

صوبہ بہار میں جہانگیر قلی خان کو شکرگرام نامی راجا سے جو چار ہزار سوار اور بے شمار پیادے رکھتا تھا سخت سعکر میش آیا۔ اس راجا کا علاقہ بھی ناہم مقام میں واقع تھا۔ بالآخر جہانگیر قلی خان کو فتح ہوئی اور راجا مذکور مارا گیا۔ اس فتح کے سلے میں جہانگیر قلی خان کا منصب چہار ہزار و پانصدی کرویا گیا۔ قطب الدین خان کو کلتاش کے مارے جانے کی خبر بادشاہ کو اول اول جہانگیر قلی خان ہی کے خط سے معلوم ہوئی جو اس نے اسلام خان کو اگر میں لکھ بھجا تھا۔ اسی کے بعد جہانگیر قلی خان قطب الدین خان کی جگہ پر بیگلے کا صوبے دار ہوا۔ لیکن وہاں جا کر تھوڑے ہی دنوں میں اس چہان سے گزر گیا۔ آدمی دیانت دار، وفادار اور قویٰ الجہة تھا۔

پہنچ میں اسپریل بنگ کے احلٹ میں پچھم جانب ایک بلند قبر سر جو جہانگیر قلی خان کی قبر کی جاتی ہے۔ لیکن اس صوبے دار کا بیہاں مدفون ہونا

۱۷) ترذک جہانگیر صفحہ ۱۰۰۔ م و جہانگیر نامہ صفحہ ۲۲۴ راجا شکرگرام کے بیٹے راجا روزنافروز کا حال ابراہیم خان فتح جنگ کے حالات کے بعد مذکور ہو گا۔

۱۸) ترذک جہانگیر صفحہ ۵۵۔ ۱۹) اثر الامراء

۱۰۸ میں رائے کشور دیوان بیلن تیس لاکھ روپی حاصل خانصات صوبہ بہار سے آگرہ کوئے جاتا تھا۔ شہزادہ سلیمان نے یہ رقم چھین کر اپنے تصریح میں لے لی۔

(۱۲) شریف خان سنه ۱۱۱۳-۱۱۱۴ (۱۷۰۳-۱۷۰۴)

کچھ دن آزادانہ حکومت کر کے ۱۱۱۴ میں جب شہزادہ سلیمان نے بالآخر باپ کی ملاقات کا قصد کیا۔ اس وقت اپنے معتمدوں میں سے شریف خان (پسر خواجہ عبدالصمد شیریں قلم) کو صوبہ بہار کا نظم و نسق پروکیا۔ اکبر کے مرنے پر ۲۳ ربیع الاول ۱۱۱۴ کو جہانگیر تخت نشین ہوا۔ اس وقت شریف خان بھی دربار میں حاضر ہو کر منصب نخجہزاری اور خطاب امیر الامرائی سے سرفراز ہوا۔ واضح ہو کہ جہانگیر جب باپ کے پاس حاضر ہوا اکبر نے اس کو چند دن نظر بند کر کر گجرات چالنے کا حکم دیا اور اصف خان کو بہار کا صوبے دار سفر کیا تھا جو سابق سطور میں مذکور ہو چکا ہو۔

لہ ترک جہانگیری سفر ۹۔ لہ ترک جہانگیری سفر، میں اصل عمارت یہ ہے:-
”شریف خان کر از خود سانگی با من کلاں شدہ و در ایام شہزادگی اور اخطاب خانی داده
بودم در و قتیک ک ک از ال آباد متوجہ خدمت پدر بزرگو ار خود شدم۔ نقارہ تو بان و توغ
بدو مر جدت نموده بر منصب دوہزاری دپانصدی اور اسرفار نموده و حکومت دادارے
صوبہ بہار دحل د عقد آن دلایت یہ تبضدا اختیار او گزاشتہ به آنصوب مرضی اگر دایتم“

علامہ ابوالفضل) نے بھاری صوبے داری پائی۔ اسی زمانے میں کشور خاں (اپر
طبع الدین خان کوکلتاش کورہتاں کی قلعہ داری تفویض ہوئی۔
راجا سنگرام جس کاما راجا ناجہ انگریز خان کے حالات کے ساتھ ذکور ہوا،
اس کا علاقہ ایک سال کے لیے اسلام خاں کی جاگیریں دے دیا گیا تھا۔
اب دوسرے سال کے لیے افضل خاں کی جاگیر مقرر ہوا۔
اس زمانے میں صدر خاں بھی صوبے بھاری میں کسی عہدے پر منتاز تھا۔

۲۲۔ ذیقعده ۱۱۷۱ھ کو بھار سے واپس جا کر اس نے ایک ہاتھی اور متاثر فیاض
بڑھ پیش کش بادشاہ کی نذر کیں۔

ابتداء سال جاؤں میں جہانگیر نے خواجہ سلیمانا یا ان کی خرید و فروخت
کرتا بدریعہ فرمان اپنی حملکت میں منوع کر دیا تھا۔ افضل خاں نے اپنی
صوبے داری میں دو شخصوں کو اس جرم میں گرفتار کر کے شاہی دربار کو روشن
کیا۔ بادشاہ نے ان کو جس دوام کی سزا دی۔

افضل خاں کے زمانے کا عجیب غریب واقعہ ہے میں جعلی خروکا ہنگام
ہو جو آئندہ سطروں میں مفصل ذکور ہو گا۔ افضل خاں ۱۱۷۱ھ تک بھاریں
صوبے دار رہا۔ اسی سال ۱۱۷۰ھ محرم کو اس کی پیش کش شاہی دربار میں پہنچی۔
اس میں تیس ہاتھی، سانچھ گھوڑے، بیکالے کے نیس کپڑے، چوب مندل
و عود اور تک کے نلفے وغیرہ تھے۔ ۱۱۷۰ھ محرم کو افضل خاں صوبہ بھار
سے واپس جا کر دربار میں حاضر ہوا۔

۱۔ جہانگیر نامہ صفحہ ۳۶ و ۳۷۔ ۲۔ ترک جہانگیری صفحہ ۴۹۔ ۳۔ ترک جہانگیری صفحہ ۷۰۔

۴۔ ترک جہانگیری صفحہ ۸۰۔ ۵۔ ترک جہانگیری صفحہ ۸۵۔ ۶۔ ترک جہانگیری صفحہ ۱۰۱۔

۷۔ ترک جہانگیری صفحہ ۱۱۷۔ ۸۔ شورنگرا فیضی سیاح جو شاہ بھاں کے عہد میں (بقبیہ نوٹ ۳۲) پر

کسی تاریخ میں مذکور نہیں اور قبر پر کوئی کتبہ بھی نہیں ہو۔

دسمبر اسلام خان شاہ تاریخ ۱۴۰۶ھ (۱۹۸۷ء)

جہانگیر قلی خان کے بنگالے جانے پر اسلام خان بہار کا صوبے دار مقرر ہوا۔ اس کا اصل نام علاء الدین تھا اور حضرت شیخ سیلم چشتی کا نواسہ تھا۔ جہانگیر نے اس کو اسلام خان کے خطاب سے مخاطب کیا۔ اس صوبے دار کے نمائیں ارادت خان برادرِ اصف خان کو صوبہ پٹش و حاجی پور کی بخشی گری جلت ہوئی۔ اور اسی کے ہاتھ بادشاہ نے اسلام خان کے لئے کے کے لیے شمشیر مرصع روانت کی۔ اسی زمانے میں پودر پوتلی کے فرمان آنے پر راجا مان سنگھ نے قلعہ رہتاں (صوبہ بہار) سے واپس جا کر ستوز بجیر فیل میش کش کیے۔ جہانگیر پر روز نامچے (ترزک جہانگیری صفحہ ۴۶۶ و ۴۸۰) میں لکھتا ہو کہ ان میں سے ایک ہائھی بھی شاہی فیل غانے کے لائق نہ تھا۔

جہانگیر قلی خان کے مرلنے پر اسلام خان بنگالے کا صوبے دار ہوا۔ بہار کی صوبے داری کے متعلق اس کا کوئی خاص واقعہ معلوم نہیں لیکن بنگالے جا کر اس نے بڑے بڑے کار غایاں کیے۔

افضل خان شاہ تاریخ ۱۴۰۲ھ (۱۹۸۳ء)

اسلام خان کے بنگالے جانے پر عبدالرحمن مخاطب پر افضل خان (پسر

سلہ ترذک جہانگیری صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸ و ۱۱۹) و جہانگیر نامہ صفحہ ۲۔

کو حقیقت حال سے آگاہی ہوئی۔ فوراً فوج لے کر ٹپنے کی طرف روانہ ہوا۔ اس کی خبر پاکر بدمعاشوں نے اپنے کچھ آدمی قلعے میں مستعین کر دیے اور باقی بختے کو ساتھ لے کر پن پن ندی کے کنارے فوج آلات کر کے آمادہ پیکار ہوئے۔ لیکن افضل خان کے مقابلے کی تاب نلاکر پھر قلعے میں واپس آئے۔ افضل خان بھی مستعاقب آپنی خانہوں نے اس کے مکان میں بند ہو کر اندر سے تیرچپالے شروع کیے۔ اور تیس آدمیوں کو ہلاک کیا۔ بالآخر سپرہ تک ان کو منتشر کر کے افضل خان نے جمل ساز کو کرتار کیا اور فی المغور قتل کر دا لائے یہ واقعہ صفر شوالہ کا ہو۔

جہانگیر کو اس واقعہ کی اطلاع پہنچی تو حکم دیا کہ شیخ بنارسی وغیرہ جن جن شاہی عاملوں سے قلعے کی خلافت میں غفلت اور نامروہی خلا ہو جوئی، ان کے سرادر دار طھیاں اور موچیں منڈوا کر اور ڈھنی اڑھا کر اٹے گدھے پر سوار کر کے روانہ کرو۔ اور راہ میں شہروں اور قصبوں سے گزرتے ہوئے ان کو اسی ہنسیت سے پھراوگہ دوسروں کو عبرت ہو۔^۵

۱) ظفرخان سلطنتہ تا ۱۰۲۳ھ (۱۶۱۳-۱۲)

افضل خان کے بعد ظفرخان کو بھار کی صوبے داری تفویض ہوئی
ظفرخان با اشناہ کے کوک زادوں میں تھا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ ظفرخان کو
لہ دستہ ترک جہانگیری صفحہ ۸۴ و ۸۵۔ جہانگیر نامہ صفحہ ۳۲۔ ۳۳۔ ایسٹ میٹ
کی تاریخ ہند جلد ششم صفحہ ۲۲۱ میں بھی خکور ہو۔ سہ میسوی کے مطابق یہ واقعہ
مارپریل شوالہ کا ہو۔

(۶) پنہ میں جعلی خسرو کا ہنگامہ ۱۸۰۱ء (۱۷۶۲ء)

۱۱۸ میں افضل خان صوبے دار بہار تاحد پٹنہ کو شیخ حسین بنارسی و
غیاث بیگ دیوان اور چند مستصلیوں کے پرتوکر کے خود اپنی جاگیر کے انتظام
کے لیے گورکھ پور کی طرف گیا تھا۔ اتفاقاً قطب نامی ایک مجہول الاصل پٹھان
سائنس اور چند جوشاید شہزادہ خسرو پر جہانگیر سے کچھ مشاہدہ رکھتا تھا،
دریافتہ وضع بناؤ کر اول بھوج پور کی طرف آیا اور وہاں سے چند فتنے
پڑوں کو متفق کر کے پٹنہ چلا آیا۔ اس نے خود کو شہزادہ خسرو بتا کر بیان
کیا کہ میں شاہی قید خانے سے نکل کر آیا ہوں اگر تم لوگ میرا ساتھ دو گے
تو آئیندہ تم کو دولت و حکومت میں شریک کر دوں گا۔ اس کے چھرے پر
کوئی نشان تھا اس کو اس نے آنکھوں پر کٹوڑی باندھنے کا نشان بتایا۔
بھوج پور سے بعض بھارجے ساتھ آئے تھے۔ شہر پٹنہ کے بعض نکتے
لفنگے اس کے ساتھ ہو گئے۔ لوگوں نے شاہزادہ خسرو کا بغاوت کرنا اور
قید ہوناٹا ہی تھا۔ عوام الناس نے نیکین کیا کہ دراصل یہ شہزادہ خسرو
ہو۔ اس پٹھان نے سوار اور پیادوں کی ایک جمیعت فراہم کر کے قلعہ
پٹنہ کا رخ کیا۔ شیخ بنارسی اور غیاث بیگ دیوان سے گھبراہٹ میں
کچھ بن ن آئی۔ قلعہ کے دریچے سے نکل کر کشتی پر سیدھے گورکھ پور فضل ہا۔
کے پاس چلے گئے۔ یہاں مددوں نے میان خالی پاکر قلعے پر قبضہ کر لیا۔
اور افضل خان کا سارا سامان اور شاہی خزانہ لوث لیا۔ جب فضل خان

(۲۲۹ کا بقیہ نوٹ) ہندستان آیا تھا۔ اپنے سفر نامے میں پڑنے کے حالات میں لکھتا ہو گک میں نے یہاں ۲۴، ۳۶، ۴۸ شک کے نام خرید کرے عموماً بخوبی میئے اور زیپالی نامے لاکر فروخت کرتے تھے۔

۹) راجا روز افزون پس راجا سنگرام کی واپسی

راجا سنگرام کا علاقہ جہانگیر تلی خان کے زمانے میں فتح ہوا تھا۔ اور ایک سال کے لیے اسلام خاں کو اور دوسرے سال افضل خاں کو بڑھ رجاء کی مرحمت ہوا تھا۔ سنگرام کا بیٹا راجا روز افزون مشرف بر اسلام ہو کر جہانگیر کے دربار میں رہتا تھا۔ ۱۷۳۶ء میں جہانگیر نے راجا سنگرام کا تمام علاقوں کے لیے روز افزون کو واپس کر کے وطن جانے کی رخصت دے دی اور ایک ہاتھی مرحمت کیا۔ روز افزون صوبہ بہار کے معتبر راجاؤں اور بادشاہ کے قدمیں بند ستمدوں میں تھے۔ جب شہزادہ خرم نے بغاوت کی تو جہانگیر نے اذل اسی راجا روز افزون کو شہزادے کی فہاشی کے لیے روائی کیا تھا۔

۱۰) فتح ولایت کو کھرہ اور ہیرے کی کان کا حال

ابوالحیم خاں نے ولایت کو کھرہ فتح کر کے ہیرے کی کان دریافت کی۔ ولایت کو کھرہ سے صوبہ بہار کے متصل چھوٹا ناگپور کا جگلی علاقہ مراوہ ہو۔ بریڈلی بڑٹ (BRADLEY T. I.C. ۱۸) اپنی کتاب میں صرف اس قدر لکھتا ہو کہ جہانگیر نے اپنے روز ناپچے میں چھوٹا ناگپور کو کھرہ لکھا ہے۔ تزک جہانگیری میں جہانگیر لکھتا ہے کہ "توالع صوبہ بہار میں ولایت کو کھرہ ہو۔ یہاں ایک پہاڑی نامے میں پتھروں اور کنکریوں کے ساتھ اماں کے ٹکڑے بھی پائے جاتے ہیں۔ لوگوں کو تجربے سے مسلوم ہو کر نامے میں جس جگہ اماں ہوتا ہو

آرزو تھی کہ کوئی خدمت طی نہ کر سپرد ہو کر وہ اپنی کارگزاری دکھانے کے اور منصب بھی چاہتا تھا کہ اس کی آزمائش کروں۔ اس لیے اس کو سہ ہزاری منصب سے کہ بہار کا صوبے دار مقرر کیا گیا۔

ابراهیم خان فتح جنگ ۱۰۲۷ھ تا ۱۰۲۵ھ ۱۴۱۳ء - ۱۳۱۲ء

ظفر خان کے تبدیل ہونے پر ۱۰۲۷ھ صفر سال ۱۴۱۳ء کو جہاگیر نے ابراہیم خان کو خلعت و اسپ و خبر مرسم دے کر بہار کی صوبے داری عنایت کی۔ چند دنوں کے بعد ابراہیم خان کے لیے ایک فیل بھی دریار سے روات کیا گیا۔

اس زمانے میں سریک حسین اخویش خواجہ شمس الدین اصرار بہار کی بخشی گری و قلعے نویسی پر مقرر ہوا۔^۱ ابراہیم خان کے عہد میں ایک منصب دارہست صدری نظام الدین خان بھی تھا جو کسی شاہی عہدے پر اس صوبے میں سنتیں ہوا تھا۔^۲ ابراہیم خان کے زمانے کے اور واقعات جو تاریخی اہمیت سے خالی نہیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تذکر جہاگیری صفو ۱۱۳ و سفار ۱۵۱۔

۲۔ تذکر جہاگیری صفو ۱۳۲ و سفار ۱۳۲۔

۳۔ تذکر جہاگیری صفو ۱۳۲۔

۴۔ تذکر جہاگیری صفو ۱۵۸۔

قیمت لاکھ رُپے کے قرب بُغیری لے۔

ہیرے کی کان کے تعلق اپنے روزہ نامے میں ایک دوسرے مقام پر جا گیر
لکھتا ہوا کو کھڑہ ملک بھار کی حدود میں ہو۔ یہاں ہیرا کان سے نہیں لکھتا بلکہ
ایک پہاڑی نالے میں پایا جاتا ہو۔ یہاں ایام بارش میں پہاڑ سے پانی آتا ہو۔
لوگ پتھر کھ کر اس کو آگے سے بند کر دیتے ہیں۔ جب سیلا بگز رپکتا ہوا سی
تلے سے الماس نکلتے ہیں۔ تین سال سے یہ ملا قبادشاہی عمال کے قبفے
میں ہو۔ یہاں کی آب دہوائی سموم ہو کہ بیرونی لوگ زندگی بسر نہیں
کر سکتے۔

ترذک جہانگیری ہی سے معلوم ہوتا ہوا کہ ۲۶ نامہ میں جہانگیر قلی خاں
و ثانی، صوبے دار بھارت اپنے بیٹے بہرام خاں کے ہاتھ کو کھرا سے چند ہیرے
کے مکارے باوشاہ کے پاس نکھجے۔ اسی زمانے میں ابراہیم کے نیجے ہوئے ہر برے
بھی حکاکوں کے تراش کر پیش کیے تھے۔ یہ نگینے نیل گوس (یعنی نیلم سے ملنے
تھے۔ جو ہر بیوں نے ایک نگینے کی قیمت تین ہزار رُپے لگائی۔ اور یہ کہا کہ اگر
اس کارنگ سفید ہوتا تو بیس ہزار رُپے کا ہوتا۔

لے ترذک جہانگیری صفحہ ۱۸۶ راجدار بن سال کے درخوا ضلع را بھی میں رہتے ہیں۔ ان میں
ایک بڑے زمیندار نے رقم سے کو کھرا کے ہیرے کی کیفیت اور بُغیر کے دل چپ
و اقعات بیان کیے کو را وہ دگا تھا میں ایک پر گز کا نام ہو۔
لے ترذک جہانگیری صفحہ ۱۸۷ تے ترذک جہانگیری صفحہ ۲۳۶۔

وہاں پشہ کے قسم کے پنچھے جن کو ہندی میں جھینگا کہتے ہیں بکثرت اڑتے رہتے ہیں۔ یہ علاقہ درجن سال کے تصرف میں تھا۔ بعض صوبے داروں نے اس پر فوج کشی کی لیکن راہ کے احکام اور جگل کی کثرت کے بدب اخنوں نے اس زمیندار کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا۔ اور دو ایک ہیرے حاصل کرنے پر قناعت کی۔ جب ظفرخان کے بعد ابراہیم خان صوبے دار مقرر ہوا تو ہم نے اس کو رخصت کرتے وقت کہ دیا تھا کہ اس علاقے پر قبضہ کرنا ہو گا۔ ابراہیم خان نے بہار جا کر زمیندار پر چڑھائی کی۔ حسب و تصور سابق زمین دار نے چند الماس دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن خان نہ کوئی توجہ نہ کی اور راستے لکال کر چڑھائی کر دی۔ زمیندار کو اپنی جمیعت فراہم کرنے کی فرصت نہ ملی۔ گھبرا کر پہاڑوں میں جہاں اس نے اپنا مکن بنایا تھا، چھپ گیا۔ ابراہیم خان کے آدمیوں نے تلاش کر کے اس کو اس کی ماں بھائی اور چند عورتوں کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ ہیرے جو اس وقت اس کے پاس موجود تھے ان کے علاوہ تیس زنجیر فیل بھی اس نفع میں ہاتھ آئے۔ اور اس کے ملیں ابراہیم کو فتح جنگ کا خطاب عنایت ہوا۔ اور اس کا منصب بھی چہار ہزاری کر دیا گیا۔ خان موصوف کے ماتحت اور شاہی ملازم بھی اپنی اپنی خدمات کے مطابق اغاذہ منا صب سے سرفراز کیے گئے۔ اس کے بعد لکھا ہو کر اب جو ہیرا نکلتا ہو رہا ہے پاس پہنچتا ہو اور حال میں جو ہیرا آیا ہو اس کی قیمت پچاس ہزار روپی ہو گی۔^{۱۰۲۶}

^{۱۰۲۶} میں ابراہیم خان نے اس کان کے نو عدد ہیرے بادشاہ کے پاس بیجے۔ ان میں ایک بڑا ہیرا وزن میں ساٹھے چودہ ٹانک تھا جس کی

ان میں ایک شاہی فیل خلنے میں داخل ہوا اور باقی شاہی حکم کے معاون تھیں
کر دیتے گئے۔ خود دربار میں حاضر ہو کر جہاں گیر تل خان نے سواتر فیجیاں اور
سوار پر کی رقم پیش کش کی یہ

(۱۲) مقرب خان شاہ تاریخ (۱۶۲۰ء)

مقرب خان بادشاہ کے مقربوں میں تھا۔ اصل نام شیخ حسین (پسر
شیخ بہا) تھا۔ بہار کی صوبے داری کے ساتھ بادشاہ نے اس کو خلعت اسپ
و خجھ مرسم اور پچاس ہزار روپی نقد بھی عنایت کیے ہیں^۱
اسی ہنگام میں سردار خان کو منگیر میں جائی ر عطا ہوئی اور حسن علی
خان سابق جائی ر دار منگیر پاٹھاف منصب اپراہیم خان کی لکھ میں بنگا
بیجھ دیا گیا۔ اسی حسن علی خان ترکمان نے آئندہ سال اڑیسہ کی صوبے داری
پائی۔

مقرب خان کے زمانے میں سید مبارک رہتا س کا قلعے دار مقرر
ہوا۔ اور مقیم خان خلعت و فیل و اسپ و خجھ پاکر کی متاز عہدے پر
صوبہ بہار آیا۔^۲

منتخب اللباب (صفحہ ۱۲۹۸ء) میں مذکور ہر ک شاہ میں ستارہ دہلی دار
ظاہر ہوا جو کئی ہفتتوں تک منودار ہوتا رہا۔ یہ زمانہ بھی مقرب خان کی صوبے داری
کا تھا۔

۱۔ ترک جہاں گیری صفحہ ۲۸۶۔ ۲۔ ترک جہاں گیری صفحہ ۳، ۲۷ و جہاں گیری صفحہ ۱۱۳
۳۔ ترک جہاں گیری صفحہ ۲۵۵۔ ۴۔ ترک جہاں گیری صفحہ ۲۸۵

(۱۱) جہاں گیر قلی خان دوم تا ۱۰۲۶ھ تا ۱۰۲۷ھ (۱۶۱۸-۱۶)

۱۰۲۶ھ میں ابراہیم خان بھار سے تبدیل ہو کر قاسم خان کی جگہ پر بھائل کا صوبے دار ہوا اور بھار کی صوبے داری جہاں گیر قلی خان کو دی گئی۔ اس جہاں گیر قلی خان کا اصل نام شمس الدین تھا اور یہ اعظم خان کا بیٹا اور ال آباد کا جاگیر دار تھا۔ اس صوبے دار کے زمانے میں خواجہ ابو الحسن کا خویش جس کا نام محمود تھا، صوبہ بھار کا بخشی و وقاری نویں مقرر ہوا۔^{۱۹}

اسی زمانے میں سید حاجی جاگیر دار کو بادشاہ نے ایک لکھوڑا اپر طور انعام مرحدت کیا۔ بادشاہ نامہ (صفوی ۱۰۴۶ و ۱۰۴۸) سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰۲۷ھ میں جب بادشاہ نے چپور پر چڑھائی کی۔ اس محرکہ میں سید حاجی حاجی پوری بھی گماں میں موجود تھا، اور راما امر سنگھ کے مکاں میں اس نے انتولہ نامی مقام پر تھا نہ فائم کیا۔

۱۰۲۷ھ کے قریب راوت شنکرنے ہو صوبہ بھار میں کسی عہدے پر ممتاز تھا، انتقال کیا۔ بادشاہ نے اس کے بیٹے کو جس کا نام مان سنگھ تھا، ہزاری منصب سے سرفراز کیا۔^{۲۰}

جہاں گیر قلی خان کے زمانے میں اس کے بعض اتر بانے رعیت پر بے جا حکم اور تعدی کی اس لیے بادشاہ نے اس کو واپس بلوالیا۔ واپس جانے سے پہلے اس نے بیس ہاتھی بر طور پیش کش شاہی دربار کو رد ان کیے

۱۹۔ ترک جہاں گیری صفوی ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ - ۲۰۔ ترک جہاں گیری صفوی ۱۰۴۹۔

۲۱۔ ترک جہاں گیری صفوی ۱۰۴۹ - ۲۲۔ ترک جہاں گیری صفوی ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ -

۲۳۔ ترک جہاں گیری صفوی ۱۰۴۶ -

چاہتا ہو۔

۱۸۲۶ء میں پٹنہ کو آتش زدگی سے سخت نقصان پہنچا۔ بعض یورپی تاجریوں کے مکان بھی جل گئے۔

(۱۳) شاہزادہ پرویز نامہ تا ۱۸۲۵ء (۱۸۲۳ء)

جہاں گیرے مقرب خان کو تهدیل کر کے نامہ میں صوبہ بہار کو شاہزادہ پرویز کی جائیگیر مقرر کر دیا۔ اور راجا سازنگ دیلو کو پٹور سزا دل تعینات کیا اک شاہزادے کو اڑ آباد سے پٹنہ لے جائے۔ شاہزادہ خود محرم ۱۸۲۳ء میں پٹنہ آیا۔ میکن اس کے علی پہلے سے اگر انتظام میں صروف تھے۔ انگریز دوں کے بیان سے پایا جاتا ہو کہ شاہزادے کے علموں کے آئے پر ان کے لیے مکانوں کی حاجت ہوئی اس لیے بہت سے لوگوں کو اپنے مکانات خالی کر دینے پڑے۔ اسی سلسلے میں انگریز دوں کو بھی اپنا مکان چھوڑ کر خاں بدوش ہونا پڑا۔

شاہزادہ پرویز کے ہند میں نظر پھادر خوشنگی نے قلعہ مجہولی فتح کیا اور

HISTORY OF BENGAL, BIHAR AND
ORISSA UNDER BRITISH RULE, p. 2

۱۸۲۴

از سعے دلایت یہ نوابیت نو مسلم ہوتی ہو۔ ۱۸۲۷ء تک جھانگیری سفروں سے جہاں گیر نامہ

۱۸۲۸

HISTORY OF BENGAL, BIHAR AND
ORISSA UNDER BRITISH RULE, p. 3

۱۸۲۷ء مجہول مطلع گور کمیونڈ میں ایک مقام ہو۔

مقرب خان ہی کے زمانے میں اول اور انگریزی تجارت پڑنے آئے۔

(۱۱۳) پہنچ میں انگریز تاجر وں کی آمد اور تجارت کی ابتدا

۱۶۲۰ء

انگریزوں کے پہنچ آنے سے پہلے یہاں اور یورپ میں قومیں خصوصاً پرکالی ڈچ (ولندیز یعنی ہولینڈ والے) اور فرانسیسی تجارت تجارت کرتے تھے (۱۶۲۰ء) میں رابرت ہویز اور جان پارکر نامی (ROBERT HUGHES & JOHN PARKER) آگرے سے پہنچ آئے۔ ہیوز کے پاس چار ہزار روپی نقد سرماں کا بندوبست موجود تھا۔ اور پارکر بھی کچھ تجارتی مال ساتھ لایا تھا۔ ان کا نشانہ کہ پہنچ میں آڑھست یا تجارتی کوٹھی مکھوںی جائے۔ لیکن آگرہ اور سورت تک مال بھیجنے کا خرع اور دیگر مصارف جوڑنے پر کوئی منافع نظر نہ آیا۔ اس لیے دوسرے ہی سال تجارت بند کر دی گئی۔

انگریزمونوں کا بیان ہو کہ مقرب خان ان فواروں انگریزوں کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آیا اور اس نے ان کی تجارت سے بھی خاص دل تپکی ظاہر کی۔ یہ بھی بیان ہو کہ مقرب خان نے ہنگلی سے جہاں پر کمال تجارت رہتے تھے، ایک جسموں پادری کو پہنچ ملوا کر گرجا بنوانے کا خیال ظاہر کیا۔ اور یہ بھی اقرار کیا کہ میں خود مقام گوا میں عیسائی ہو کر اصل طبائع حاصل کر چکا ہوں لیکن پادری نے اس کو باور نہ کیا۔ اور یہ گمان کیا کہ مقرب خان پر تگا لیوں کو پہنچ ملوا کر ان کی تجارت سے مالی فائدہ اٹھانا

۱۵۱ صوبہ بہار پر شاہزادہ خرم شاہ جہاں کا باعثیان

قبضہ ۱۳۲-۲۳۴ھ ۱۶۲۵-۱۶۲۶ء

جہاں گیر نے غالباً نور جہاں بیگم کے کہنے سے شہزادہ خرم کی جاگیر شہزادہ
شہریار کے نام تبدیل کر دی۔ اور اس قصہ میں قلعہ دھوول پور کی طرف دونوں
شہزادوں کے عملوں میں سخت نزاع اور خون ریزی ہو گئی۔ شہزادہ خرم نے
اپنے دیوان افضل خان کو بادشاہ کے پاس بیچ کر اس فاد کو مٹلے کی کوشش
کی لیکن اس سے کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوا۔ بلکہ ایسا معلوم ہوا کہ دربار میں اس
کے خلاف بعض خفیہ ساز شہیں عمل میں آرہی ہیں۔ خرم نے مایوس ہو کر
خود مری اور بغاوت پر مکر باندھی۔ اول آگرے کا فتح کیا۔ لیکن ادھر پکھ
کام یابی کی آمید نہ بندھی تب دکن سے فوج نے کراڑیسہ فتح کرتا ہوا بہنگالے
میں داخل ہوا۔ یہاں ابراہیم خان فتح جنگ صوبے دار تھا۔ خرم نے اول
پکھ و عددہ و عیندہ سے اس کو ملا لیتے کی کوشش کی۔ لیکن اس نے صاف جواب
دیا کہ نہ اتنی عمر بادشاہ کی خدمت میں صرف کی جواب جو کچھ باقی ہو
اس کو بھی بادشاہ کی خدمت میں صرف کرنا عین سعادت مندی سمجھتا ہوں۔
اس جواب کے بعد خرم کی فوج نے پ زور برداں پر تبند کر لیا۔ ابراہیم خان
سے کچھ بنائے دبنی۔ آخر ایک مقبرے میں پناہ نے کرنا فعت کو آمادہ ہوا۔
تمہور طی سی جنگ کے بعد خرم کی فوج نے اس کا قصہ تمام کیا۔ اور اس کا
سارا سامان جن میں متعدد ہاتھیوں اور توپوں کے علاوہ چالیس لاکھ روپر
نقد بھی تھے شہزادہ خرم کے ہاتھ آیا۔ خرم نے اس وقت بیگ دارا بغلان

اس کی یادگار میں ایک سجدہ پھر کلائی جو محل سلطان امیر خج و عالم مجھ کے دریں ان
مرٹک سے اُتر پھر کی سجدہ کے نام سے مشہور ہو اور اب اسی سجدہ کے نام
سے پورا محلہ بوروم ہو گیا ہے۔

اوائلی صاحب کے پیشہ گزیر صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۱۹۲۸ء میں اس سجدہ
کو خاص شہزادہ پرویز کی بنوائی ہوئی تھی دیا ہے اور اسی طرح بابو رام نالہ ہنا
لے کتاب پائلی پتر کے ضمیر صفحہ ۲۵ میں بھی لکھا ہے۔ حالانکہ سجدہ کی کتبہ
میں صدرع "کرد ایں بنائے خاص نظر خوبی کی رہست" صاف موجود ہے۔
کتبہ کی پوری عمارت اس طرح پر ہے۔

پرویز شاہ عادل دیازل بعقل دراء	در عهد نور حشم جہاں گیر بادشاہ
بر تخت حملکت پوں سندر جہاں کشاے	کھسرو زماں و جمشید سلطنت
در پرویز شرع محمد چوکوہ پاے	کرویں بنلے خاص نظر خوبی کی رہست
دار ساخت تلہ مجھولی دبت کده	درست چوبیت کدہ شدیں نکوناے
گفتا بگو خرامی خیر المقام جائے	کرم سوال بنا یش ن پیر عقل
نظر پہاڑ خوبی کی شاہ جہاں کے عہد میں ایک مشہور و معروف امیر تھا۔	شاہ جہاں نامہ جلد اول صفحہ ۵۸۰ و ۵۸۱ اور جلد دوم صفحہ ۱۰۳ و ۱۳۳

میں اور کئی جگہ اس کا نام مذکور ہے۔ پھر کی سجدہ کا کتبہ شاہزادہ پرویز کی وفات
کے بعد لگایا گیا کیوں کہ غاہزادے نے ۱۹۲۵ء میں برہان پور کی طرف
انتقال کیا۔

"وفات شاہزادہ پرویز" اس کی وفات کی تاریخ ہے۔

شاہزادہ پرویز کے زمانے کا ایک بڑا واقعہ یہ ہوا کہ شاہزادہ خرم (شاہ جہاں)
نے باپ سے بناوت کر کے ہنگار و بہار پر قیقد کر لیا۔

ویکھ کر عبد اللہ خان شاہزادہ خرم کو پھر رہتا س داپس نایا۔ انھی دنوں میں شہزادہ هراو قلعہ رہتا س میں پیدا ہوا تھا۔ خرم نے تین دن تکھے میں قیام کر کے خرم کی حفاظت خدمت پرست خان کے سپرد کی اور خود پھر دکن کی طرف داپس گیا۔ اس کے جانے پر شہزادہ پر دیزج فوج صوبہ بہار میں چلا آیا ہے۔

شاہزادہ خرم نے پہنچے داراب خان کو لکھا تھا کہ بینگالے کی فوج لے کر جلد لکھ میں حاضر ہو۔ لیکن داراب خان نے حیلہ سازی کی اور رہ آیا۔ خرم نے اس کا معاملہ عبد اللہ پر چھوڑا^۱ اور عبد اللہ خان نے داراب خان کے بیٹے کو قتل کیا۔ بعد کو جب شہزادہ پر دیزج اور ہبابت خان نے بیارو بینگالے پر قبضہ کیا تو بادشاہ نے داراب خان کو بھی اس کی دغاکی پا داش میں قتل کرایا۔

خرم نے دکن پہنچ کر اعتذار کر کے بادشاہ سے عفو جراہم کی درخواست کی۔ جہاں گیرے عفو جراہم کے لیے بنجملہ اور شرطوں کے ایک شرط یہ بھی لکھتے ہیجھی کہ مظفر خان و رضا بہادر قلعہ داران رہتا س تلویذ کو کوشا ہی مالموں کے سپرد کر کے شہزادہ هراو کو ساتھ لے کر دربار میں حاضر ہوں ہے۔

۱۔ ترک جہاں گیری صفحہ ۳۰۰، ۳۰۱۔ جہاں گیر نام صفحہ ۲۱۵ و شاہ جہاں نام صفحہ ۴۸، ۱۹۵۰

د) حکب الباب بلداول صفحہ ۳۰۵ د ۳۰۶ و بادشاہ نام صفحہ ۲۹۲۔ شہزادہ مرزا شب

چہارشنبہ ۲۷ دی الجھنگیر سے نایا کو قلعہ رہتا س (صوبہ بہار) میں پیدا ہوا تھا۔

۲۔ ترک جہاں گیری صفحہ ۳۰۰۔

پرسنان خاتمان کو نظر بند رکھا تھا۔ اب قول و قسم لے کر اس کو بگلائے کی صوبے داری پر مأمور کیا۔ اور راجا بھیم پھر اتا گرن کو فوج کے ساتھ بطور بیش خیبر پٹشنہ روایت کیا۔ اور حقب میں خود بھی عبد اللہ خان فیروز جنگ اور بعض امراء کو ساتھ لے کر ادھر چلا آیا۔ اس وقت شہزادہ پرور ز کا ولیوان علیخان شاہ آباد میں تھا۔ اور صوبہ بہار و پٹشنہ کا انتظام الہیار پر انجصار خان اور شیر خان ایک سہموی سردار کے پرد تھا۔ راجا بھیم کے آتے ہی ان دونوں لے ال آباد کی راہ لی۔ اور شہزادہ خرم نے یہاں احمد صوبہ بہار پر تین فر کریا۔ علاقے کے زمین داروں اور جاگیر داروں نے حاضر ہو کر خرم کی ملازمت کی اور سید مبارک بانک پوری قلعہ دار رہتاں نے اس قلنے کو خرم کے حوالے کر دیا۔ شاہزادے نے اپنے خرم کو قلعہ رہتاں میں حص ستمبوں کی نگرانی میں رکھ کر عبد اللہ خان کو ال آباد کی طرف رواند کیا۔ عبد اللہ خان نے جھوسی کے قریب لشکر آلات کیا۔ اس اشتانیں شاہزادہ خرم بھی بگلائے کی جنگی کشیاں (نوارہ) ساتھ لے کر پٹشن سے جھوسی پہنچا۔ شاہزادہ خرم کے پاس اس وقت یہ جھیج الوجہ دس ہزار سپاہ سے زیادہ نہ تھی۔ اور دوسری طرف اس کی مقابلہ کو شاہزادہ پروردین اور رہاب خان چالیس ہزار فوج لے کر آئے تھے۔ تھوڑی سی جنگ کے راجا بھیم بارا گیا۔ اور شاہزادہ خرم کے گھوڑے کو بھی ایک تیر لگا۔ جنگ کا نتیجہ دگرگوں

له توک چہاں گیری صفحہ ۳۹۷۔

۲۰ قلعہ رہتاں کی مفصل کیفیت شاہ چہاں نامہ سفر ۱۸۵۱ اور منتخب المباب صفحہ ۲۳۶ میں مذکور ہے۔

باب چہار دھم

شاہ جہاں بادشاہ کا دور ۱۰۳۶ھ تا ۱۰۷۹ھ

۱۱، خان عالم مرزا برخوردار ۱۰۳۶ھ (۱۶۲۶ء)

مرزا ستم کی جگہ پر خان عالم بہار کی صوبے داری پر مأمور ہوا لیکن چند ہیئت کے بعد ہی بِ طرفِ معزول کیا گیا۔ بادشاہ نامہ (صفحہ ۲۲۸) میں مذکور ہو کہ زیادہ افیوں کھانے کے بدب اس سے کوئی کام نہ ہو سکتا تھا۔
 ۲۵ رُزی الحجہ ۱۰۳۶ھ کو شاہ جہاں نے میر جعفر پارہ کو خطاب شجاعت خانی و منصب سر ہزاری اور ترہت کی فوج داری مرحمت کی ہے اسی زمانے میں ممتاز خاں کوئی امیر ہونگیر کی طرف نام زد ہوا تھا۔

۱۲، سیف خان مرزا صافی ۱۰۳۶ھ تا ۱۰۴۱-۲۶ھ (۱۶۲۶-۱۶۴۱ء)

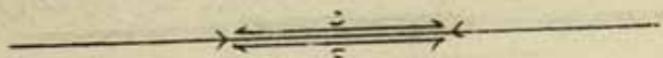
۱۰۷۸ھ میں سیف خان حاکم سوہنہ ہو کر آیا۔ شاہ جہاں کی یوںی ممتاز محل جس کے نام سے آج تک محل آگرہ دنیا میں مشہور ہے، کی تین ملک بانو سیف خاں نے شاہ جہاں نامہ جلد اول صفحہ ۲۰، و بادشاہ نامہ صفحہ ۱۲۵ و ۲۲۸ و منتخب اللباب حصہ اول صفحہ ۲۹۸۔ ۱۰۷۹ھ شاہ جہاں نامہ جلد اول صفحہ ۳۱۲

(۱۱۶) حرز ارتم صفوی (۱۴۲۶ھ / ۱۹۰۸ء)

شاہزادہ پرویز کے انتقال کے بعد حرز ارتم صفوی کو صوبہ بہار کی حکومت تفویض ہوئی۔ حرز ارتم ایران کے شاہان صفویہ کی نسل میں تھا۔ اُس کا نب اس طور پر ہو۔

مرزا رتم بن سلطان حسین مرزا ابن بہرام مرزا ابن شاہ اسماعیل صفوی مرزا رتم کی صوبے داری میں جہاں گیرے سنہ ۱۴۲۶ھ میں انتقال کیا، اور آصف ظہ کی تدبیر سے شاہزادہ خرم نے بااد شاہ ہو کر ابوالمظفر شہاب الدین شاہ جہاں کا لقب اختیار کیا یہ

اس وقت بہار سے حرز ارتم اپنے دو بیٹوں (مرزا امداد اور مرزا حسین) کو ساتھ لے کر تخت نشینی کی مبارک باد کو حاضر ہوا۔ حرز ارتم کبر سی اور نعمت کے عارضے کے بدب چل پھرنا سکتا تھا۔ اس لیے شاہ جہاں نے اس کو ملادت سے معاف رکھا۔ اور مبلغ ایک لاکھ میں ہزار روپ سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔



لہ جہاں گیر کے مر رئے کی تاریخ "جہاں گیر از جہاں رفت" اور شاہ جہاں کے جلوس کی تاریخ "در جہاں بااد تا جہاں باشد" ہو۔

۳ شاہ جہاں نامہ جلد اول صفوی ۳۰۹ پادشاہ نامہ صفحہ ۵۰۵

جزل مغلوم خاں میر جمل اور شاہزادہ شجاع کے سحر کے بھی اسی صوبے بہار سے شروع ہوئے۔ سلطنت مغلیہ کے آخری دور میں فرخ سیر کی تاج پوشی اول اول عظیم آباد پٹنہ ہی میں ہوئی۔ مغلوں کی حکومت کا آخری جلوہ بھی صوبہ بہار میں شاہ عالم کی سرگزتی ہے۔ اراہیوں پر تمام ہوا۔

پیش نظر کتاب میں ۱۷۲۳ء تک اس سرزین کے متعلق تمام تاریخی واقعات و حالات مستند تواریخ کتب سے اخذ کر کے سلسلہ مکمل طور پر اصل مأخذ کے حوالوں کے ساتھ تفصیل وارد درج کیے گئے ہیں۔ سلسلہ بیان میں مگر وہ بہار کے علاوہ بنگال اور بعض حصص ہند کا ذکر بھی پختاً آگیا ہوا اس لیے کہ بعض زناشوں میں عموماً سارے ہندستان کی تاریخ اور بالخصوص بنگال کی تاریخ اس سرزین کی تاریخ سے وابستہ رہی ہے۔

۱۷۲۳ء ق م تک مگدھ کے حالات اہل ہند کی نہ ہی اور بعض مقبول عالم کتب میں خصوصیت کے ساتھ مذکور ہیں۔ اس کے بعد سے موریاخاندان کی حکومت شروع ہوئی اور اس زمانے میں مگدھ کا دارالحکومت سارے ہندستان کا دارالحکومت تھا اور یوتا نیوں کے بھی اس ملک سے یا اسی تعلقات تھے اس لیے ان کی تاریخوں میں بھی پائی پڑتا اور اس کے حکمران کے حالات واضح طور پر مذکور ہیں۔ موریاخاندان کے بعد ۱۷۴۵ء ق م سے ۱۷۵۷ء ق م تک سونگاخاندان اور ۱۷۵۷ء ق م سے ۱۷۶۸ء ق م تک کانواخاندان نے مگدھ میں حکومت کی اور ان کی تباہی پر صحیح تین صدیوں تک مگدھ مختلف فاتحوں کی جولان گاہ نظر آتا ہے۔ اس ترتیب میں نہ صرف مگدھ بلکہ سارے ہندستان کی تاریخ بڑی چھان بین اور جھان پیش کی محتاج ہے۔

تیسرا صدی میسوی کے اختتام کے قریب مگدھ میں گپتا خاندان کی حکومت

سے بیا ہی تھی، اس لیے سیف خان بادشاہ کا ہم زلف تھا۔ اس نے پڑنے میں بڑے آن بان سے حکومت کی اور رفاه عام کے کام بھی بہت کیے۔ اس کے عہد میں ایک بڑی عیدگاہ بنوائی گئی جو محل صادق پور سے اتر پچھم اب تک قائم ہے۔ اور چوک سے پورب لپ دریا ایک بڑا مدرسہ اور مسجد تعمیر ہوئی۔ درسے کی یادگار اب صرف اس محلے کا نام رہ گیا ہے۔ لیکن سجداب تک موجود ہر اور شہرین نہایت پُر فضاسقام ہے۔

سیف خان کے زمانے میں خواجہ قاسم مخاطب پر عقیدت خان صوبے کا دیوان تھا ۱۰۲۵ھ میں اس نے سات ہاتھی شاہی دربار کو رواؤ کیے ہے۔

(۲) ترہت کے دو عجیب برسمن شاعر ۱۰۲۸ھ

۱۰۲۸ھ میں یمن الدولہ آصف خان نے شاہ جہاں کے دربار میں ترہت کے رہنے والے دو عجیب برسمنوں کو پیش کیا۔ جو بادشاہ کی ہمسر پروری کا شہرہ سن کر اپنے وطن سے آئے تھے۔ ان میں کمال یہ تھا کہ ہندی شعر کے دس مختلف شعر جو پہلے کبھی نہ مئے ہوں، صرف ایک بار منٹے سے ان کو از برا ہو جاتے تھے۔ اور یہ انھی اشعار کو اپنی زبان سے دہرا کر ان کے وزن اور قافیے اور مطالب کے جواب میں وس اشعار فی البدیر کہ کر پڑتے تھے۔ بادشاہ نے مکر ان کا امتحان لیا اور آزمائش میں پورے اُترنے پر ان کو ہزار گلہ انعام اور خلعت دے کر رخصت کیا ہے۔

زوال کے بعد بالآخر انگریزوں کے ہاتھ آئی ۔

ناٹ بہار محمد بن سختیار نے بھار فتح کرنے کے چند سال بعد بنگال فتح کر کے شہر کھنڈی (گور) کو بہار دینگال کا دار الحکومت بنایا ۔ ۱۳۲۳ء تک بہار کے ساتھ بہار کا پیوند قائم رہا مگر حکامِ بہار کی خود سری کے سبب ۱۳۲۵ء میں سلطان تمش نے بہار کو بہار سے جدا کر کے ولایت بہار کے لیے علیحدہ حاکم مقرر کیا لیکن نظم چند دنوں سے زیادہ قائم نہ رہ سکا اور حاکمِ بہار نے پھر بہار کو بہار کے شامل کر لیا اسی طور پر ۱۳۲۶ء میں غیاث الدین تخلق نے تربت ہجخ کر بہار دینگال کے لیے علیحدہ حاکم مقرر کیے لیکن یہ نظم بھی ناپابند اور مطہیر اور امراء بہار کی بخاوت اور خانہ جنگی حاجی الیاس کی خود سر حکومت کا میش خیمد ثابت ہوئی حاجی الیاس نے بہار کے علاوہ تربت اور بعض حصیں بہار پر بھی قبضہ کر لیا تھا اس کے ورثا نے تختینا ۱۳۴۷ء تک آزاد انت حکومت کی اخیں میں اس کا پوتا غیاث الدین اعظم شاہ تھا جس کے دربار کے اشتیاق میں بیل شیرازیوں زمزہ پر پداز ہو ۔

حافظ زشوق مجلس سلطان غیاث الدین خاش مشوک کار توازنال سیروہ تغلق خاندان کے آخری بادشاہوں میں سلطان محمود نے ۱۳۹۸ء میں جونپور سے بہار تک تمام مشرقی علاقوں کی حکومت اپنے محمد خاص ملک سرور ملقب به سلطان الشرف کو قفویض کی سلطانین شرقی نے ایک صدی کے قریب صوبہ بہار پر حکومت قائم رکھی ۱۴۰۵ء کے تربیب سلطان سکندر لودھی نے حسین شاہ شرقی کو شکست دے کر بہار کی حکومت ایک پٹھان سردار کے پردگی سکندر لودھی کے بعد ابراہیم لودھی کے عہد سے صوبہ بہار کے پٹھان حکام نے خود سر ہو کر حکومت کی اخیں میں صوبہ بہار کا باشندہ فریخ خان (شیر شاہ) سر تھا جس نے سلطان بہار کا استیصال کر کے ہمایوں پسرا بر شاہ کو شکست فاش دی اور آخر اڑا

شروع ہوتی۔ اس خاندان کا تیسرا راجا صادر گپتا جس کوڈاکٹر استھنے ہندستان کا پہلوین قرار دیا ہو، عظیم اثاثاں را جاتھا۔ اس کے عہد میں مدد کی قسمت نے پھر کروٹ لی۔ مگر اس کے بیٹے نے بعض وجوہ سے بجائے پاٹلی پتر کے ابودھیا کو دارالحکومت بنایا۔ اس وقت سے پاٹلی پتر کی رونق میں کمی آگئی۔ اتفاقاً اسی زمانے سے مدد میں چین کے جاتری آئنے لگے جن میں فاہیان اور یوان چوانگ (ہیونگ شانگ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں کیوں کہ بیشتر انھیں سیاحوں کی تحریر سے آثار قدیمہ کا سراغ پایا گیا ہے، گپتا خاندان ہی کے عہد میں پانچویں صدی عیسوی میں نالندہ کی مشہور و معروف درس گاہ قائم ہوئی جو بعدہ دصرم کی تعلیم کے لیے ہندستان سے چین تک علوم کا مرکز اور طالب علموں کا مرجع تھی۔ گپتا خاندان نے ساتویں صدی عیسوی کے پچھے بعد تک حکومت کی لیکن ان کی حکومت کا آخری زمانہ پچھے بے رونق سانظر آتا ہے۔ نتھڑے کے قریب کارن سوارن (ربگال)، کے راجا سلابنکا نامی نے مدد پر چڑھائی کر کے بودھ دھرم والوں کی عبادت گاہوں اور زیارت گاہوں کو خاک میں ملا دیا اور اس مذہب کی ایسی بخشندگی کی کہ بودھگیا کے مقدس درخت کو جس کے سامنے میں حضرت گوم بدھ کو حقانیت اور روشن ضمیری حاصل ہوئی تھی۔ جڑے کاٹ کر جلوادیا۔

نتھڑے کے قریب ربگال کے پال نامی راجا نے مدد پر تقاضہ کر لیا۔ راجا پال کے بعد اس کے درثار نے چار صد یوں سے زیادہ حکومت کی۔ لیکن اس خاندان کے آخری راجا حکومت کے اہل نہ تھے اور اسی زمانے میں مسلمان فاتحوں کا سیلاہ ہندستان کے مشرقی علاقوں تک پہنچ گیا تھا۔ نتھڑے کے قریب اختیار الدین محمد بن اختیار خلجی نے بہار فتح کر کے اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی جو پھر سو برس سے زیادہ سلطانوں کے قبضہ تھی اور میں رہ کر سلاطین مغلیہ کے

طرح انگریزوں کے بے جا سلطنت کو پسند نہ کیا۔ اور یہ زوران کے استیصال کا قصد کیا۔
 چند میرکوں کے بعد میر قاسم کے شکست کھانے پر ۱۷۶۵ء میں لارڈ کلائیون نے ایسٹ
 انڈیا کمپنی کے لیے شاہ عالم سے دیوانی کافران لکھوا لیا اور اس زمانے میں ۱۷۶۸ء
 کے قدر تک کمپنی نے حکومت کا نظم جاری رکھا۔ غدر کے بعد کمپنی کے تمام تقدیضاً
 براؤ راست سلطنتِ برطانیہ کے تینھیں لے لیے گئے۔ انگریزوں نے سابق
 نظم میں کسی تبدیلی کو مناسب نہ بھاوس لیے ۱۹۱۱ء تک بہار بندگال کے شامل
 رہائیں بندگال میں سیاسی بیجان پیدا ہونے کے بسب شہنشاہ جارج پنجم نے
 اپنی تاج پوشی کے موقع پر سیاسی اصلاحات کے سلسلے میں یہ بھی اعلان کیا کہ
 صوبہ بہار بندگال سے جدا ہو کر بہار و اڑیسہ ایک میلحدہ صوبہ قرار دیا گیا۔ لیکن یہ
 تبدیلی بھی کچھ پاکدار ثابت نہ ہوتی اور ۱۹۳۵ء کی اصلاحات کے نفاذ کے ساتھ
 اڑیسہ ایک جدا گانہ صوبہ قرار دیا گیا۔

بہر کیف اس مختصر دیباچہ میں اجمالی طور پر تاریخی واقعات و حالات کا ذکر
 کر کے اصل کتاب سے ناظرین کا تعارف کرنا مقصود ہے۔ تفصیل کے لیے اصل
 کتاب کے تمام صفحات اہل شوق کی توجہ کے محتاج ہیں۔

بیش نظر کتاب کے علاوہ اسی سلسلے میں دو کتابیں اور بھی زیر ترتیب ہیں
 جو عنقریب انشاء اللہ ناظرین کی نظر سے گزریں گی۔ اول الذکر کتاب میں مگر دو
 پانچی پر بہار عظیم آباد ہونے کے جغرافی حوالات سر زمین کی ہیئت آثار قدیمه
 اور عمارت کی کیفیت اور سینکڑوں کتبے جو بڑی ججو اور محنت سے حاصل ہوئے
 ہیں درج کیے گئے ہیں اور آخر الذکر کتاب میں تمام شاہ بیرجن کے حالات مرتب کیے گئے ہیں۔
 احوال ما ز حوصلہ نامہ بیش بود لختے زحال خویش ہے سماں و شتہ ایم
 بخشنی محلہ پڑھنے سٹی۔ راقم فصیح الدین بخشی

سارے ہندستان کا بادشاہ ہوا۔ ابراہیم لودی کو شکست دینے کے بعد بادشاہ کا صوبہ بھاریں قصہ میرنگ آناتاریخ میں صریح طور پر مذکور ہے۔

بھر کیف سوریوں کا دور ختم ہونے پر ۱۵۴۲ء کے قریب سیلمان خان کراپی
نے خود مختار ہو گئے بھار و بنگال میں آزادا ن حکومت شروع کی تھیں اس زمانے میں سلطنتِ مغلیہ کا عروج شروع ہو گیا تھا اس لیے سیلمان خان کا بیٹا راؤ خان خود مختار از حکومت کو قائم ن رکھ سکا اور ۱۵۵۰ء میں اکبر شاہ نے خود پنڈ آگرداڑہ کو شکستِ فاش دی اور بالآخر تمام بھار و بنگال سلطنتِ مغلیہ کی قلمروں میں شامل ہو گیا۔ سلاطینِ مغلیہ میں اکبر نے بھار و بنگال کے شامل رہنے والیں میں جہاں گیر کے عہد سے صوبہ بھار کے لیے علیحدہ صوبے دار مقفرہ ہوتے رہے اور یہی نظم اور نگ زیب کے آخری زمانے تک کم و بیش قائم رہا۔

۱۵۷۰ء میں محمد شاہ بادشاہ نے صوبہ بھار کو پھر بنگال کے شامل کر دیا اسی وقت سے صوبے داروں نے اپنی منصوبے بازی سے بھار و بنگال کی حکومت کو ذاتی و سوروی حکومت بنانے کی کوشش کی اور سلطنتِ مغلیہ میں بھی اتنا دم د تھا کہ ان کی مدافعت کرنی۔

اٹھارویں صدی کے وسط میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے تجارت کے علاوہ ملک کے یا اسی وغیرہ امور میں بھی حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ حکومتِ بنگال نے اس کو روا رکھنا کسی طرح گوارا نہ کیا اس لیے انگریزوں سے خواہ مخواہ مقابلہ کی نوبت آئی۔ کلائیو نے نواب سراج الدولہ کے مخالفوں سے خفیہ سازیاں کر کے نواب کو شکست دی اور اس وقت سے بھار و بنگال کے نظم میں انگریزوں کا ہاتھ کام کر لے رکھا۔ لیکن جن نوابوں کی حکومت کا دار و مدار انگریزوں کی پخت پناہی پر محصر تھا انھیں میں سیر قاسم ایک ایسا خود سر حکمراں تکلا جس نے کسی

(MR ERNEST JOHN MARSHALL) اور سٹارنٹ میکے (MR ERNEST JOHN MARSHALL) نے دریائے سندھ کی تراوی کے قریب ہنجودار و (سندھ) اور ہرتا (MACKAY) میں قدیم شہر اور آبادی کے آثار کھو دکر نکالے ہیں جن میں مرود عورت کی تصویریں، خوش نمائشیں، کھلوٹے، برتن، مہر میں اور بعض چیزیں جن پر کچھ عبارت بھی لکھی ہوئی ہیں۔ دو منزلے اور سر منزلے مکان۔ پختہ راستے۔ بڑے بڑے زمین دوز نالے وغیرہ وغیرہ اتنی کافی چیزیں منظر عام پر آگئی ہیں جن سے شہر اور اہل شہر کی طرزِ معاشرت کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات صریح طور پر ثابت ہو گئی ہے کہ یہ چیزیں پانچ ہزار برس سے کم کی تعداد ہو سکتیں۔ اور ایرین قوم کے یہاں آنے سے پہلے مصر فلسطین اور عراق کی طرح یہاں بھی تہذیب و شانگی کا ایک دور گزر چکا ہے۔

ڈاکٹر رس ڈیوڈس نے لکھا ہو کہ "ایرین لوگوں کو بتدریج ہندستان نے کریمیہ میں جن قوموں سے مدد کا رہا ان کو وحشی سمجھ لیتا قدیم ہندستان کے متعلق تباہ وحشی نتائج پر پانی پھیننا ہے، بعض قبیلے ایسے بھی تھے مثلاً پہاڑی قبیلے، خانہ بدروں لوگ جنگل کے شکار پر گزار اگرے والے وغیرہ، لیکن ان کے علاوہ متعدد فرقے بھی موجود تھے جن کی سوچی حالت اعلیٰ درجے کی منظم تھی اور مال و دولت بھی اس قدر کافی رکھتے تھے کہ فاتحوں کی حرمس کو ابھار سکے۔ ان میں اکثر امن و آسائش کی زندگی کے ایسے خوازگر ہو گئے تھے کہ جنگ کی صورت میں طوالت پیدا ہوئے پر زیادہ عرصے تک تاب مقاومت نہ لاسکتے تھے لیکن باس ہمہ اتنے طاقت ور ضرور تھے کہ بعض صورتوں میں ابھی آنادی کو ایک حد تک قائم رکھ سکیں

لہ تفصیل کے لیے سرجان مارشل کی کتاب ہنجودار و اینڈ انڈس سولیشن دیکھا چاہیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تاریخ مکہ، پائلی پیتر، بہار، وعظیم آباد پٹشن
(یعنی صوبہ بہار کی تکمیل تاریخ)

باب اول

(ابتدائی حالات اور ۶۳۲ھ قبل مسیح سے تدریخانہ
کی حکومت ۳۲۰-۱۹ھ قبل مسیح تک)

(۱) ابتدائی حالات

کسی مقام کی تاریخ کا آغاز اس زمانے سے ہونا چاہیے جب سے وہاں
انسان کی آبادی پائی گئی ہو لیکن انسان کب اس سرزمین میں آباد ہوا، اس کا
سراغ لگانے کے لیے اُس وقت کے قلم بند کیے ہوئے تاریخی حالات تو کہیں
موجود نہیں۔ اب جو کچھ کسی پرانی کتاب یا قدیم آثار کو دیکھ کر قیاس کیا جائے
اسی سے ابتداء ہو سکتی ہے۔

عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ ہندستان میں علم و تہذیب اول
اول ایران یعنی ہندوؤں کے آنے پر شروع ہوئی لیکن حال میں سرجان ماشل

بدہشت جامک رکتاب پیدائش کے متعلق ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ "یاسی نہ بھی اور ستمدھی حالات جوان ہیں مذکور ہیں وہ صاف طور پر متداور مور یا خاندان کی حکومتوں کے زمانے سے جب کہ پامنی پڑسارے ہندستان کا دارالحکومت تھا تبلیل کے ہیں چنانچہ ان کتابوں میں ان دو حکومتوں کا کہیں ذکر نہیں اور ان میں کسی ایسی بڑی حکومت کے متعلق جس میں سارا ہندستان یا اس کے بیشتر حصہ شامل ہوں، کوئی داقفیت نہیں پائی جاتی۔^{۱۶}

۱۲۱ گلہ کے راجا جراسنہ کے متعلق ہما بھارت کا سیان

کتاب ہما بھارت بھا پرب باب ۵۱ تا ۵۳ میں گلہ دیس کے راجا جراسنہ کا ذکر ہوا۔ اس میں ایک روایت یہ ہو کہ "سری کرشن جی سے ساتھیوں نے عرض کی کہ ہنس۔ ڈینک دنت بکرا۔ کروش۔ میگ یا چین اور پنڈوک جراسنہ کے ساتھ ہیں اور اس کی طاقت اور عالی خاندانی کے قابل ہیں اور بھونج ہنس کے اخبارہ راجا اس کے رعب سے اُتر سے پھیم بھاگ گئے ہیں" اور ہنس اور ڈینک جب تک اس کے ساتھ ہیں اس کو شکست دینا دشوار ہے۔

راجا جراسنہ کی پیدائش کے متعلق یہ روایت ہے۔

"راجا برہر تھا اس کا باپ تھا۔ اس نے کاشی میں راجا کی دو لڑکیوں سے شادی کی تھی لیکن کسی سے اولاد نہ تھی۔ آخر یہ ان دونوں کو لے کر کسی فقیر کامل کے پاس پہنچا۔ فقیر نے ایک آم دیا کر نصف نصف ہر ایک عورت کو کھلا دیا جائے۔"

اور بعض حالتوں میں اس نئی قوم پر جو اس مقاومت کے بعد پیدا ہوئی اپنے خالاً
دستور اور آئین کو جا سکیں ۔ ۷۰

قدیم ہندو راجاؤں کے عہد کی کوئی باقاعدہ تاریخ موجود نہیں لیکن ان کی
مذہبی کتابوں میں صفتًا مگدھ دیس کے بعض راجاؤں کے نام اور بعض مقاموں
کے حالات پائے جلتے ہیں اور بعض فانے کی کتابوں میں بھی ایسے قصے مذکور
ہیں جن کا جوڑ توڑ درست کرنے پر ایسی کڑیاں تیار ہو گئی ہیں جو ابتدائی تاریخ
کے سلسلے سے وابستہ کی جائیں ۔

جس طرح بہمنوں کی کتابوں میں حکومتوں کا ذکر آگیا ہو جیں دھرم اور
بودھ دھرم کی کتابوں میں بھی مگدھ کی تاریخ کے متعلق حالات خصوصیت کے
ساتھ پائے جلتے ہیں اس لیے کہ ان دونوں مذاہب کا ایجاد اور ان کی شروعات
خاص مگدھ ہی میں ہوتی ۔ قدیم ترین تحریریں یا کتابے جو ابتدائی حالات کے
لیے مأخذ قرار دیے جاسکتے ہیں ۔ بیشتر بودھ دھرم والوں کی سی کانٹیج ہیں ۔

چنان چہ ڈاکٹر رس ڈیوڈس لکھتے ہیں کہ "غالباً یہ سمجھنا غلط نہ ہو کہ بہمن تحریریں
کے ذریعے اپنی کتابیں شائع کر دینے کو جن سے دہ ذاتی طور پر منفع ہوتے تھے حص
لاپرواہی ہی سے نہ دیکھتے تھے بلکہ ایک ایسے طریقے کے جوان کے غیر مشترک حقوق
کے لیے خطرناک تھا سختی کے ساتھ مخالف تھا" اور ہمارے لیے کوئی تعجب کی بات
نہیں کہ قدیم ترین تحریریں جو درخت کی چھال یا تار کے پتوں پر ہندستان میں
پائی جاتی ہیں وہ بدرست لوگوں کی ہیں اور تمام قدیم ترین تحریریں جو پھر یا کسی
دھات پر کندہ کی ہوئی تھیں وہ سب بھی بدرست لوگوں کی ہیں اور ان ہی نے
اول اول اپنے مذہبی احکام کے لیے تحریر دے کام لیتا راجح کیا ۔ ۷۱

لے بہبہت انتیا مولف ڈاکٹر ڈیوڈس ال الی ڈی ۔ پی اچ ڈی

صفحہ ۳۴۳ T.W. RHYSDAYWD LLD, PH,D ابیری نوٹ صفحہ ۲۳ پر

ہندو شدہ کے نام و نسل سے ملک کا آباد ہونا اور ہند کے بیٹے پورب و بنگال کا پورب و بنگالہ کو آباد کرنا مذکور ہے اور پورب کی نسل میں کشن نامی کے بیٹے ہڑاج کا بھار کو آباد کرنا اور اس کے بیٹے فیروز رائے کا دو بار بیمار میں بے شمار خیرات کرنا اور قصبه منیر آباد کرنا لکھا ہوا دران میں سے اکثر کی تدبیح حکومت کئی کمی سوبرس لکھی ہو اور فیروز رائے سے تین راجاؤں کے بعد گیدار برہمن کے زمانے میں شنگل نامی پہلوان کا جو افراسیاب کا ہم عصر تھا نوح کوچ سے خروج کر کے بنگالہ و بیمار پر قابض ہونا درج ہے۔ حقیقتاً یہ مختلف زمانوں کی مستند و غیر مستند روایات ہیں جن کو ناموں کے آٹ پھیرا اور تبدیل و تنج کے بعد انتہائی مبالغہ کے ساتھ تاریخ میں شامل کر دیا ہے اور ان کے بعد دوسروں نے اس بارے میں محض تقلید سے کام لیا ہو۔ بیہان تک کہ تاریخ ریاض السلاطین میں جو ۱۲۰۲ھ میں لکھی گئی اسی روایت کو نقل کیا ہے۔

۱۳، راجا سیس ناگ سے قبل مسج

ڈاکٹر ونسٹ اسٹھ لکھتے ہیں کہ ”تیسا پرانا اور والی پرانی بجو قدیم حکمرانوں کی فہرست ہو اس میں سب سے پہلا خاندان جس کی کچھ اصلاحیت معلوم ہوتی ہے میں ناگ ہے۔“

”بانی خاندان میں ناگ نامی بظاہر ایک معمولی سارا راجا معلوم ہوتا ہے۔ جس کی حکومت اصلاح پڑنے دی گیا تک محدود تھی۔ اس کا دار الحکومت راج گیر تھا۔“

۱۴۔ تاریخ فرشتہ صفوہ ۸ تا ۱۲

۱۵۔ دیکھو صفوہ ۵۶ ریاض السلاطین

۱۶۔ اولی ہستی آف انڈیا صفوہ ۲۲ و صفوہ ۳۶ تا ۱۵

اس کے بعد وہ دونوں حاملہ ہوتیں تھیں بچے جو پیدا ہوئے ہر ایک کا نصف دھڑکنا سے یہ پھکوا دیے گئے۔ ان کو جرانا میں ایک دلیٹ نے اٹھا لیا اور دونوں دھڑکوں کو لایا تو ایک سموچا لڑکا بن گیا جو نہایت وزنی تھا۔ دیوئے اس کو گھونٹا رات تو لڑکا زدہ سے چلا اٹھا۔ اُس کی آواز شن کر راجانے اُس کو گھر میں بھوالیا۔ جرا دلیٹ سارا ماجرہ بیان کیا اور اُس لڑکے کا نام جڑا سندھ رکھا (یعنی جرا کا بنایا ہوا) جب لڑکا بجون ہوا اس کا باپ اپنی رانیوں کو لے کر جنگل میں چلا گیا اور راج جڑا سندھ کے پرد کیا۔ ہبھارت میں لکھا ہو کر جڑا سندھ کو بھیم پنڈھ نے مارا

(۳) مسلمانوں کی تاریخوں میں بعض روایتیں

مسلمان مورخوں میں الیر ولی (ابو ریحان محمد بن احمد) جو محمود عززنوی کے زمانے میں ہندستان آیا تھا سنکرت زبان کا زبردست عالم اور بہترین مورخ گزرا ہو۔ اس کی کتاب ہندسے ہندوؤں کے عام طرزِ معاشرت اور علوم و فنون پر کافی روشنی پڑتی ہو لیکن خاص مگدھ کے یاسی حالات لکھنے کے لیے چند اس مفید نہیں۔ اس فخر روزگار مورخ کے علاوہ اکثر مورخ سنکرت زبان سے نابلد تھے۔ ان کو جس قسم کی روایتیں ملیں سلسلہ بیان میں داخل کرتے رہے اور ان کے بعد دوسرے مورخوں نے اُس زمانے کے حالات کے لیے انھی کی تحریروں پر اختصار کیا۔

بہرحال تاریخ فرشتہ میں مگدھ کے جڑا سندھ راجا کو "دلایت بھارو پٹنہ کا راجا جڑا سندھ لکھا ہو اور ہندستان کی آبادی کے متعلق حام بن نوح کی اولاد

۱۰۳۸ھ تاریخ ۱۴۳۸-۳۱ء عبداللہ خان فیروز جنگ سال ۱۰۳۱ھ

سید خان کے بعد عبداللہ خان فیروز جنگ صوبے دار ہوا۔ یہ وہی عبداللہ خان ہر جو شاہ جہاں کی شہزادگی کے زمانے میں بغاوت کے وقت شہزادے کی معیت میں بہار آیا تھا جس کا حال اپنی جگہ پر مذکور ہو چکا ہے۔ تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خان موصوف نے آٹھ برس اس صوبے میں حکومت کی لیکن اس غیر معمولی مدت میں اس نے سلسل اس صوبے میں قیام نہ کیا۔ عبداللہ خان کے زمانے کے بعض کتبے محلہ درگاہ شاہ ارجان کے قریب راقم کی نظر سے گزرے۔ جن میں اس کا نام بھی مذکور ہے۔ عبداللہ خان کے زمانے میں بچیٹ (ازدواج صوبہ بہار) کے زیندانے لے جس کا منصب ہفت صد یا صد صد روپا تھا۔ سال ۱۰۳۶ھ یعنی ششم سال جلوس شاہ جہاں میں انتقال کیا۔

۵۔ ربیع ۱۰۳۶ھ کو شاہ جہاں نے محل دار خان دکنی کو منصب چارہزاری و خلعت و فیل و اسپ و گھپوہ مرمع عنایت کر کے سرکار مولیگر کا جائیدار منقر کیا۔ باادشاہ نامہ (جلد دوم صفحہ ۱۲۷) میں مذکور ہے کہ محل دار خان دوسرے ہی سال گورکھپور کا فوج دار منقر ہوا۔

لہ باادشاہ نامہ صفحہ ۲۶۳ م و شاہ جہاں نامہ جلد اول صفحہ ۸۶ م و منتخب الباب حدود اول صفحہ ۴۰ م لہ باادشاہ نامہ جلد دوم صفحہ ۲۱۔

۶۔ لفظ گھپوہ پیشتر کہنی میں مستعمل تھا۔ ایک قسم کے خبر کو کہتے ہیں۔

۷۔ شاہ جہاں نامہ جلد اول صفحہ ۹۰۔

اس کے متعلق کوئی تاریخی واقعہ معلوم نہیں۔ صرف اس قدر مذکور ہو کہ اس پلے پنچ سو بیٹھے کو بنا رس میں رکھا اور خود گیری درج راج گیرا میں قیام کیا۔ اس کی ترتیب حکومت صحیح طور پر معلوم نہیں۔ ڈاکٹر موصوف نے اس کی تخت نشینی کا زمانہ ۵۵۲ھ قبل مسح قیاس کیا ہے۔ سیس ناگ کے بعد تین راجا اور ہوتے جن کے نام (ا) کا کٹ ۱۲، کمکھ مصروف نہیں۔ دھرم (۱۲) کھیم اجیت یا کھڑا جس تھے۔ ان کے کارنامے کچھ معلوم نہیں۔

۱۵) راجا بھیم بار ۵۵۲ھ تا ۵۵۳ھ قبل مسح

سیس ناگ خاندان کا پانچواں حکمران بھیم بار (منزیکا) زیادہ مشہور ہوا۔ اس نے مدد عکی حکومت کو وسعت دے کر انگار ضلع بھاگل پور اور غالباً مومنگر تک بڑھایا اور راج گیر کے پرانے قلعے کے باہر اتر جانب ایک نیا شہر آباد کیا۔ جس کا نام کوگر پور یعنی کوس گھاٹ و لا اسٹر تھا۔

بھیم بار نے کو سلا (اوده) کے راجا پار بخت کی بہن کو سلا دیوی سے شادی کی تھی اور دوسری شادی دیدیہ (ترہت) ایں بھاوی خاندان کے راجا کی لڑکی سے کی تھی۔ بھیم بار نے انھائیں برس حکومت کر کے راج اپنے بیٹھے اجات سڑو کے جو ویدیہ کی رانی کے بطن سے تھا سپرد کیا۔ اس کا بسب یہ تھا۔

لے انگار درج پا ضلع مومنگر بھاگل پور کے قدیم نام ہیں جو ہبھا بھارت اوہ پرب صفو ۱۰۲ میں بھی مذکور ہیں۔ جرزل کنگم کی اشینیٹ جیوگر انی آف انڈیا صفو ۵۲۹ و ۲۲۷ میں بھی بھی لکھا ہو۔

۳۶ اولی ہمسڑی آف انڈیا صفو ۳۲

۳۷ کوسا اووہ کا قدیم نام ہو دیکھو اشینیٹ جیوگر انی آف انڈیا صفو ۴۰۸

۳۸ دیدیہ ترہت کا قدیم نام ہو۔ دیکھو اشینیٹ جیوگر انی آف انڈیا صفو ۱۸۱

فتح بھوچ پور ۱۰۳۶ھ سال ۱۶۳۷ء

عبداللہ خاں کے زملے میں ایک اہم واقعہ اجنبیہ بھوچ پور کی فتح ہے۔ یہاں کا راجا جس کا نام پرتاپ تھا دربار شاہی میں منصب ڈیر طھہزاری ذات و ہزار سوار سے سرفراز تھا۔

ماہ ربیع سال ۱۰۳۶ھ میں دربار سے خصت ہو کر اپنے وطن کو دا پس آیا۔ اور یہاں پہنچ کر اس نے علم بغاوت بلند کیا۔ عبد اللہ خاں نے اس پر فوج کشی کی۔ شاہی حکم کے مطابق باقرخان بخم ثانی صوبے دارالآباد بھی لکھ میں حاضر ہوا۔ اور فدائی خان (ہدایت اللہ) جائیگر دار گور کھپور نے اس موقع پر شاہی فوج کے ساتھ جان نثاری کرنا اپنا فرض بمحض کربلا تامل شرکت کی۔ مختارخان جائیگر دار مونگیر بھی چند زینداروں کو ساتھ لے کر شاہی فوج سے آملا۔ اتفاقاً دوسرے ہی دن مختارخان کو اس کے ایک نمک حرام ملازم نے قتل کر دیا، اس لیے وہ جنگ میں شریک نہ ہو سکا۔ بہر کیف شاہی فوج نے قصیدہ بھوچ پور کا محاصرہ کیا لیکن قلعہ کے استحکام اور اہل قلعہ کے حسن انتظام کے بسب چھوٹی میتے تک قلعہ سفتوج نہ ہوا۔ آخر شاہی فوج نے پورا زور لگا کر پورش کی اور بہت سے بھوچ پوریوں کو مقتول و مجرم دائر کر کے قلعے پر قبضہ کیا۔

راجا پرتاپ نے اہل دعیال کے ساتھ اس قلعے سے نکل کر بھوچ پور کے قدیم قلعے میں پناہ لی۔ عبد اللہ خاں نے اول اس علاقے کے دوسرے لہ شاہیان بہلی کی تاریخوں میں بھوچ پور کا نام اجنبیہ لکھا ہے اور اس کی کیفیت یوں ہے ”ان دولایت اجنبیہ آں محال صوبہ بہار مراد است کہ زیر حکومت راجا بھوچ پور بود یا“

اپنی صوبے داری کے زمانے میں عبداللہ خان نے سال ۱۷۳۴ء میں بہار سے زینت نور جاکر لمحمن نامی زیندار کو منہزم دستیح کیا۔ اور اسی سال ۱۷۳۵ء میں کو دربار میں حاضر ہو کر چھبیس ہاتھی اور سخائف جن کی مجموعی قیمت چار لاکھ روپیہ تھی پر طور پیش کش پیش کیے۔ اور زیندار مذکور نے بھی نو ہاتھی اور دولاکھ روپیہ نقد پیش کیے۔ شاہ جہاں نے عبداللہ خان کو اس کارگزاری کے صدر میں خلعت خاصہ و اسپ و فیل عطا کر کے پڑن روانہ کیا لیکن ابھی یہ ماہ ہی میں تھا کہ اس کو دوسرا فرمان پہنچا کر جھجھار سنگھ بندیلہ کے مقابلے کو روانہ ہو۔ خان مرقوم بندیلہ کی ہم سے فارغ ہو کر دکن کی طرف گیا اور بالآخر ۲۳ ربیع الاول ۱۷۳۶ء کو پھر صوبہ بہار کی طرف واپس ہوا۔^۱ شاہ جہاں کے بسوں سال جلوس یعنی ۱۷۳۷ء کے واقعات سے پایا جاتا ہے کہ اس زمانے میں یہ سعادت اللہ حاجی پوری بھی ریک منصب دار تھا جو زیندار ڈھنڈہرہ کی تنبید کے سلسلے میں تعینات ہوا تھا۔ اس کا نام منصب داروں کی فہرست میں بھی پایا جاتا ہے۔^۲

اسی زمانے میں عبد الرحیم بیگ (براڈر عبد الرحمن بیگ) جو سابقًا
نذر محمد خاں والی نجخ کے بڑے لڑکے عبد العزیز کا اتالیق تھا۔ صوبہ بہا
کے جاگیرداروں میں تھا۔ شاہ جہاں نے اس کے منصب میں اضافہ کر کے
اس کو صوبہ بہار روانہ کیا۔^{۱۰}

میں آئی۔

۱۶۳۱ء میں پٹیر منڈی نامی انگریزی تاجر کی آمد

عبداللہ خان کے زمانے میں پٹیر منڈی نامی انگریز تاجر تجارت کی عرض سے پڑنے آیا۔ اس کا بیان ہر کٹپڑی میں شراب نیچنے کی سخت حماقت ہے۔ اور ہنود اپنے مردے گنگا کے پارے جا کر جلاتے ہیں۔ چھروں اور رہزوں کے سبب دریا اور خلکی کی راہیں سخت خطرناک تھیں۔ لیکن عبداللہ خان نے ان بد معاشوں کو قرار داتی سزا دی۔ ان کے سرکشوا کر عبرت عامر کے لیے پختہ میناروں میں لگادیے جاتے تھے۔ جو اسی عرض سے تعمیر کیے گئے تھے۔ پٹیر منڈی نے کان پور تک ایسے دو تسویہ میناروں کا خود مشاہدہ کیا تھا۔

سلہ پورا بیان شاہ جہاں ناسہ جلد دوم صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۱، اور بادشاہ ناسہ جلد دوم صفحہ ۲۲۷ تا ۲۲۸ سے مانعذ ہو۔ ہستروی آف بیگال بہار اینڈ اڑیسہ

BENGAL, BIHAR & ORISSA UNDER BRITISH P. 46

میں راجا پرتاپ کو ڈراماون کے راجا کا سورث اعلیٰ بتایا ہو۔ منتخب اللباب صفحہ ۵۹ کے مطابق راجا پرتاپ کے ضبط شدہ مال سے چھتیس ہاتھی اور بیچاں گھوٹے شاہی دربار کو رواد کیے گئے۔

HISTORY OF BENGAL, BEHAR & ORISSA UNDER

BRITISH RULE P. 45

قلعوں پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ اور قلعہ تربھاک (یعنی تین بیچ و لسے قلعے کو) مفتوج کر کے مخالفوں کے بہت سے آدمیوں کو ہلاک کیا۔ اس کے بعد ہی زبردست خان اور صوفی بہادر نے عبداللہ خان کے حکم کے بموجب قلعہ کالا رکا محاصرہ کر کے ایک بیٹی کے اندر اس کو مفتوج کیا۔ وس قلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد شاہی فوج نے بھوچ پور کے قدیم قلعے کا رُخ کیا۔ جب شاہی فوج یورش کر کے دروازے پر پہنچ گئی۔ راجا پرتاپ نے ہاتھی کی آڑ میں تریب آگر مقابلہ کیا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر میں پس پا ہو کر ایک نئی عمارت میں جو اسی حصار کے اندر تیار کی گئی تھی مختصر ہوا۔ اس یورش میں راجا کے دو ہاتھی سچ نقارہ و نفیر شاہی فوج کے ہاتھ آئے۔ لیکن شاہی فوج میں چند پاہیوں کے علاوہ زبردست خل کے دو بیٹے منظفر بیگ و فریدون بیگ بھی حصار میں داخل ہو کر کام آئے۔ ۸ ذی الحجه ۱۳۷۴ھ سے مودون کی سسل جنگ نے راجا کے پائے ثبات میں تزلزل پیدا کر دیا۔ اس نے اول جولائی کرنے کا قصد کیا۔ لیکن بالآخر اس ارادے کو فتح کر کے فرار پر کمر باندھی۔ اور خود صرف ایک لشکر باندھے ہوئے اپنی بیوی کو ساتھ لے کر حصار سے باہر نکلا۔ عبداللہ خان کا ایک ملازم ان دونوں کو گرفتار کر کے خان موصوف کے پاس لایا۔ اس نے ان کو مقید رکھ کر بادشاہ کو اطلاع دی۔ بادشاہ نے راجا کے قتل کا حکم دیا اور اس کا تمام مال عبداللہ خان کو بطور انعام عطا کیا۔ عبداللہ خان نے مال کو جو پاہ کے ہاتھ آگیا تھا باز یافت ہاکیا۔ راجا کی بیوی بھی مسلمان ہو کر عبداللہ خان کے پوتے کے عقد

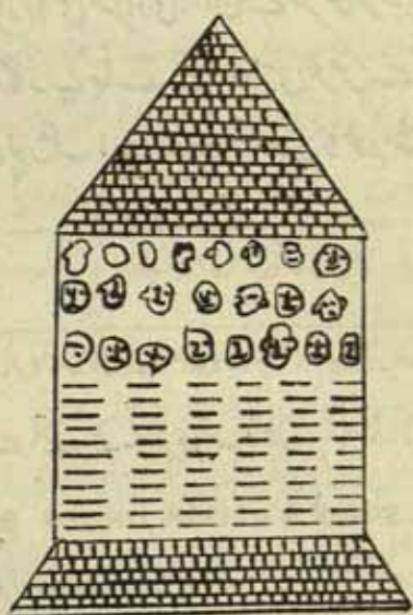
لے خیرت مند راجپوتوں کا ستور تھا کہ مایوس ہو کر اہل دھیال کو آگ میں زندہ جلا ریتے تھے اور جان پر کھیل کر لڑا مرتے تھے۔ اسی کو جوہر کہتے ہیں۔

۱) نواب شایستہ خان شمارہ تاریخ ۱۰۵۲ھ (۱۶۳۱-۱۶۳۸)

عبداللہ خان کے بعد شایستہ خان اپر آصف خان برادر نور جہاں بیگم (۱۰۵۲ھ میں) صوبہ مقرر ہوا۔ شایستہ خان کے زمانے کا قابل ذکر: اقتضی پلامون پر فوج کشی ہو۔ ۱۰۵۴ھ میں شایستہ خان نے وشوار گزار جنگلوں کو کاٹ کر راست بنایا اور پلامون پہنچ کر قلعے کا حصارہ کیا۔ یہاں کا راجا پرتاپ نامی جنگلوں اور پیارا دو کے سبب اپنے قلعے کو نہایت حفظ بحثتا تھا۔ شایستہ خان نے حصارہ کے اس کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ مجبوراً راجانے اطاعت اختیار کی اور بعد بر سات استی ہزار روپی پیش کش لے کر پینڈ میں صوبے دار کے پاس حاضر ہوئے کا وعدہ کیا۔ شایستہ خان ہی کے زمانے میں (۱۰۵۷ھ) شاہ جہاں نے آتش خان جبشی کو منصب دو ہزاری مع خلعت اور دس ہزار روپی نقد بطور انعام دے کر بھاگل پور کا فوج دار مقرر کیا۔ پلامون کی چڑھائی میں اس نے بھی کار گزاری دھائی۔ در حمل آتش خان سلاطین دکن کا ملازم تھا۔ اول اول جہاں گیر کے دربار میں اگر منصب سے سرفراز ہوا تھا۔ اور سلطنت میں فوت ہوا۔

۲) شاہ جہاں نامہ جلد دوم صفحہ ۲۳۴ پلامون پر اس کے بعد بھی چڑھائیاں ہوئیں، جو نواب اعتماد خان اور داد خان ترشی کے حالات میں ذکر ہوں گی۔ اس زمانے میں پلامون میں چڑھو قوم کے راجا کی حکومت تھی۔ چڑھو دار دین قوم کی ایک شاخ بھی تھی، اور جو سابق بنائے میں گورکھ بولستے بندیں کھنڈ تک پھیلی ہوئی تھی۔ فوج پلامون کے گزیزہ میں مفصل گیفت موجود ہے۔

نقشہ چور بنا رہ جس کا پیٹر منڈی نے معاشرہ کیا تھا۔ جو سابق صفویں
مذکور ہے۔ اس میں چوروں، ڈاکوؤں اور رہزوں کے سرکاٹ کر لگائے جائے
تھے کہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو۔



میں واخیل ہو گئی پر تاب کا ساتھ دیا اور بعضوں نے بھائی کراپنی راہ لی۔ اور تج
رائے ساخت صرگردانی دریافتی میں بستلا ہوا۔ زیر دست خان اس کی خبر پا تے ہی
نہایت چحتی وہ لیبری سے جنگل کی دشوار گزار گھاٹیوں پر ووڑ پڑا، اور تمام مندوں
کو گرفتار کر کے سیر راہ قتل کرنا شروع کیا۔ اجاپر تاب نے خان مرقوم کو لکھا
کہ میں دولت خا ہوں میں شامل ہوتا چاہتا ہوں، اگر ہندو پیمان سے مظہر
کرو کہ مجھ کو کوئی ایدا شپنچے گی تو اطاعت کے لیے حاضر ہوں اور تمہارے
ساتھ اعتقاد خان سے ملوں گا۔ زیر دست خان نے ہر طرح لاجاکی خاطر جتنی
دولت دیجی کی اور اعتقاد خان کا ہری چند نامہ بیجع دیا۔ اس کے بعد، رمضان
۱۰۵۳ھ کو پر تاب زیر دست خان سے ملا اور اس کے ساتھ اعتقاد خان کے
پاس پہنچ آیا، اور ایک ہاتھی مذکور کے ہر سال ایک لاکھ روپیہ پیش کشی ہے کا
 وعدہ کیا۔ اعتقاد خان نے پلزار واقعہ بادشاہ کو لکھ دیجیا۔ شاہ جہاں نے پر تاب
کو منصب ہزاری عطا کیا، اور پلا مون کی جمع ایک کروڑ دام بالانہ خیر اکراس
کو پر تاب کی جاگیر مقرر کروایا۔

۱۰۵۴ھ کو شایستہ خان نے ال آباد سے اور زیر دست خان
نے چند سے جاگر پر تاب زیندار کی طرف سے ایک ہاتھی اور دو ہزار اشتر فی
بادشاہ کے نذر کی اور زیر دست خان کی طرف سے بھی تھوڑے جواہر اور
مرخص آلات نظرے گز رے ہے۔

سخن ماہ ربیع الشانی ۱۰۵۴ھ میں شاہ جہاں نے پر گنہ بھوچ پور اتواریح
صوبہ پہاڑ (کوہ و الفقار خان کی جاگیر (تیول)، مقرر کر کے خان مرقوم کو بھوچ چو

لہ بادشاہ نامہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۷-۲۵۰۔ شاہ جہاں نامہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۶

لہ شاہ جہاں نامہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۵م۔ تھے شاہ جہاں نامہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۴م

۱۹۴۵ء تا ۱۹۵۵ء (۱۳۶۵-۱۳۷۳ھ) میں رہنے والے شاہزادے

۱۹۵۵ء میں شایستہ خان عبداللہ خان کی جگہ پر ال آباد بیج دیا گیا اور اعتقاد خان جنپور سے تبدیل ہو کر بہار کا صوبے دار مقرر ہوا۔ پلامون کے راجا پرتاپ نے شایستہ خان سے جو معاهدہ کیا تھا اس کو پورا کیا۔ اس لیے اعتقاد خان اس کی تنبیہ کی فکر میں تھا۔ اسی زمانے میں پرتاپ کے چچا دریارائے اور بیچ رائے نے اعتقاد خان سے ملاقات کی۔ اور پرتاپ کو گرفتار کر کے خان مذکور کے حوالے کرنے کا وعدہ کیا۔ اس قرارداد کے بعد بیچ رائے پلامون پہنچا تو پرتاپ کو نظر بند کر کے خود راجا بن بیٹھا۔ اعتقاد خان کو معلوم ہوا تو فوراً زبردست خان کو ایک زبردست فوج کے ساتھ پلامون روانہ کیا۔ زبردست خان نے تلعہ دیو گڑھ پر جو اس علاقے میں سب سے بڑا تھا تھا قبضہ گر لیا اور بیل دار مقرر کر کے جنگل کٹوانا شروع کیا۔ بیچ رائے نے پھر سوسوار اور سات ہزار پیادے فراہم کر کے زبردست خان پر شب غن مارنے کا تہیہ کیا۔ خان موصوف اس کی خبر پاٹے ہی وہ سنوں پر ٹوٹ پڑا اور ایک گروہ کو مقتول اور بعضوں کو اسیر کیا۔ اعتقاد خان کو اس لڑائی کی خبر پہنچی تو اس نے اپنی ماحصلہ فوج کے ساتھ عبداللہ خان بخی خانی کو کک میں روانہ کیا۔ اتفاقاً اس لشکر کے پہنچنے کے قبل ہی ایک دن بیچ رائے (۲۰ رمضان ۱۹۵۴ھ) شکار کے ارادے سے قلعے سے باہر نکلا۔ اسی وقت صوبت میں دغیرہ اہل تلعہ نے راجا پرتاپ کو قیدی سے رہا کر کے قلعہ اسی کے حوالے کر دیا۔ بیچ رائے کے ساتھیوں میں سے بعضوں نے قلعے

ہو۔ شاہ جہاں نے اس کی خدمات کے لحاظ سے اس کو بھار کی صوبے داری کے لیے نامزد کیا۔ لیکن ۱۰۷۱ھ کے حالات سے معلوم ہوتا ہو کہ سعید خان بہادر بیٹھ فر جنگ صوبہ بہار سے شاہ جہاں کے پاس پہنچا اور اسی سال کا بل سے سعید خان کے انتقال کی خبر آئی۔

(۱۱) عمدة الملک جعفر خان سال ۱۰۷۳ھ تا ۱۰۷۴ھ (۱۶۵۲-۱۶۵۳)

جعفر خان نواب صادق خان کا پوتا اور بہرام خان کا بیٹا تھا۔ اس کی صوبے داری کے زمانے میں اس کا چھوٹا بھائی مرتضی الدین بہرہ مند خان بھی صوبہ بہار میں کسی ممتاز عہدے پر مقرر ہوا تھا۔ سیلمان شکوه پسر شہزادہ دارا شکوه کی شادی بہرہ مند خان کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ اور اسی تقریب کے موقع پر بہرہ مند خان پٹنے سے ملوایا گیا تھا۔

جعفر خان کے زمانے میں میر جعفر نام (از سادات حسنی استرا یادی) بوساتی میں محمد قطب الملک کا ملازم تھا اور ترک ملازمت کر کے چودہ سال سے پٹنے میں درویشیوں کی طرح زندگی بسر کرتا تھا۔ جمادی الثانی ۱۰۷۳ھ میں نواب جعفر خان کے ساتھ شاہ جہاں کے دربار میں حاضر ہوا اور نصب ہفت صدی صد سوار و خاخت و جمد صروشمثیر پا بر اق طلا مینا کار و اسے پتی

روانہ کیا۔

غزہ شعبان ۱۰۵۶ھ کو اعتقاد خان صوبہ بہار سے تبدیل ہو کر بہنگالے کی
صوبے داری پر مامور ہوا۔

(۱۹) اعظم خان (میر محمد باقر ۱۰۵۷ھ - ۱۶۳۷ء)

اعتقاد خان کے بہنگالے جلنے پر اعظم خان بہار کا صوبے دار ہوا، اس
کے زمانے کا کوئی خاص واقعہ اس صوبے کے متعلق نظر نہیں آتا۔ غالباً یہ
صوبے دار کوئی انتظام بھی نہ کر سکا۔ کیوں کہ ۱۰۵۹ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔
شاہ جہاں نامہ (جلد ۲ صفحہ ۵۵) کے مطابق اس زمانے میں بہنگالے
کی جمع پچاس کروڑ دام اور صوبہ بہار کی جمع چالیس کروڑ دام اور اڑیسہ کی
جمع میں کروڑ دام تھی اور سارے ملک کی شاہی جمع آٹھ سو سو انٹی کروڑ دام
یعنی آٹھ ارب اور اسی کروڑ دام تھی۔

(۱۰) سعید خان ۱۰۵۷ھ (۱۶۳۸ء)

ہمار رجب ۱۰۵۷ھ کو سعید خان لمح سے آگر بادشاہ کی خدمت میں حاضر

لہ شاہ جہاں نامہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۵

لہ شاہ جہاں نامہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۹۔ ماشر الامراء صفحہ ۲۱۸ سے معلوم ہوتا ہو کہ کشیر
کی صوبے داری کے لیے منتخب ہو کر طلب کیا گیا تھا۔

۱۳، صوبہ بہار میں دارالشکوہ۔ شجاع اور اورنگ زیب کے معز کے ۱۰۶۶ھ تا ۱۰۷۹ھ (۱۶۶۱-۱۶۸۷ء)

۱۰۴۶ھ میں شاہ جہاں نے ضعف پیری کے بعد تمام امور سلطنت اپنے بڑے بیٹے دارالشکوہ کے سپرد کر دیے تھے۔ یہ امر اور شہزادوں کو ناگوار ہوا۔ شہزادہ مراد نے نگجرات میں خود سر ہو کر اپنے نام کا بیک و خطبہ جاری کیا۔ اور اورنگ زیب دکن سے فوج لے کر دارالشکوہ کے استیصال کو رو انہ ہووا، اور شجاع نے بنگالے سے بہار پر فوج کشی کی اور اللہ دری خان کو جو دارالشکوہ کی طرف سے صوبہ بہار کا انتظام کرتا تھا ملأا کر پڑھنے و صوبہ بہار پر قبضہ کر لیا۔ اور یہاں سے فوج فراہم کر کے دارالشکوہ کے مقابلے کو چلا۔

۱۰۷۱ھ الاول محرم کو دارالشکوہ نے اپنے بڑے بیٹے سلیمان شکوہ کو شجاع سے لڑنے کے لیے روانہ کیا۔ یکم جمادی الاول کو بنارس سے پچھ آگئے موضع پہاڑ پور میں جنگ واقع ہوئی اور شجاع شکت کھاکر پھر پڑھنے والیں آیا اور یہاں سے مونگیر جا کر تلعے کے احکام میں مصروف ہووا۔ لیکن سلیمان شکوہ کی فوج تعاقب میں آرہی تھی اس لیے یہاں بھی قدم نہ جاسکا۔ اور ناچار بنگالے والیں آیا۔ سلیمان شکوہ نے پڑھنے والیں مونگیر پر قبضہ کر لیا اور شجاع کے بعض ملازموں کو جو اس معز کے میں گرفتار ہوئے تھے۔ اکبر آباد بھیج کر سخت سزا میں دلوائیں۔

له عالم گیر ناصر صفوی ۲۳۱۔ ماثلاً امداد میں بہادرخان یا قی بیگ کے حالات میں لکھا ہو کر دارالشکوہ نے ۱۰۷۱ھ میں اس کوناٹ صوبے دار بنائی کر سلیمان شکوہ کے ساتھ پڑھنے میں تعین کیا تھا۔ ۱۰۷۱ھ عالم گیر ناصر صفوی ۲۹ تا ۳۲۔

بازین نقرہ اور پانچ سو ہر کے انعام سے سرفراز ہوا۔^{۱۷}

غزوہ جمادی الثانی ۱۰۷۳ھ کو عکری نامی دیوان صوبہ بہار تبدیل کیا گیا۔

اور اس کی جگہ پر تارا چند مقرر ہوا۔

۱۲، اخلاص خان تھینا ۱۰۷۵ھ تا ۱۰۷۸ھ (۱۶۵۸-۱۶۵۵)

عمدة الملک جعفر غان کے بعد شیخ فرید مخاطب بـ اخلاص خان صنوار مقرر ہوا۔ اس کا ذکر ضمناً عالم گیر نامہ صفحہ ۱۹۱ و ۱۹۲ میں اس طور پر ہو کہ اکبر زادہ کے واقعات ایسی دارائشکوہ کی شکت، شاہ جہان کی نظر بندی اور اورنگزیب کے سلطنت کے بعد اونگزیب نے اخلاص خان کو لکھاکار ال آباد آکر خان دوران کی لگک میں موجود ہے اور چون کہ احمد خویشگی بھی اخلاص خان کے خطاب سے مخاطب تھا، اس لیے شیخ فرید احتشام خان کے لقب سے ملقب ہوا۔

شاہ جہان نے ۱۰۷۴ھ کے قریب بنگالے کی حکومت شہزادہ شجاع کو دی تھی اور اس کے بعد ۱۰۷۶ھ کے قریب صوبہ بہار کی حکومت شہزادہ دارائشکوہ (ولی عہد) کے پردکی۔ اور شہزادہ کی جانب سے الہور دی خان کو نائب صوبے دا مقرر کیا۔

کے لشکر سے مقابل ہوئی۔ اور ابتدائی جنگ میں کسی قدر کام پابی کے بعد بالآخر مقام کجھوہ میں شکست فاش اٹھاگر پس پا ہوئی۔ اور نگ رزیب نے شہزادہ محمد سلطان اور میر جمل کو شجاع کے تعاقب میں روانہ کیا۔ شجاع نے اول پنہ و اپس آگر اپنے بڑے لڑکے زین الدین کی شایی ذوالفقار خان کی لڑکی سے انجام دی اور اس کے بعد ۲۱ جمادی الثانی ۱۷۹ھ کو موئیگر پہنچا ہیاں شہر کے سامنے پھانوں کی بنوائی ہوئی دیوار اور خندق تھی۔ شجاع نے اس دیوار میں تیس تیس گز کے فاصلے پر برجیاں بنوائیں اور خندق کو ندی سے ملا کر بجا بیجا توپیں نصب کر دیں، اور کھرک پور (موئیگر) کے راجا بہر دز کو موئیگر سے اکبر نگر تک تمام دشوار گزار غیر مسلوک را ہوں اور گھاٹیوں کی محافظت پر دی۔ اس اثنامیں میر جمل اور شہزادہ محمد سلطان بھی اور ہر آپنے۔ میر جمل نے موئیگر کا محاصرہ فضول سمجھ کر شجاع کے بنگلے جانے کی راہ مسدود کرنے پکے لیے راجا بہر دز کو سازش میں لا کر عام راستے سے علیحدہ کھرک پور کے پہاڑوں کے بائیں جانب جنگل کی راہ اختیار کی۔ شجاع نے میر جمل کے بنگلے بسانے کامگان کیا۔ اور ۲۱ جمادی الثانی کو موئیگر سے خود بھگلے کی طرف روانہ ہوا۔ میر جمل مونگیر سے بیس کوس موضع پیال پور تک پہنچا تھا کہ اس کو شجاع کے آئنے کا حال معلوم ہوا۔ فوراً پھر موئیگر کی طرف پلت آیا اور اس اثنامیں شہزادہ محمد سلطان بھی موئیگر کے قریب آکر ٹھیک گیا۔ شجاع موئیگر سے نکل کر تیس کوس پر بیوضع رانگانی میں جس کے ایک طرف ندی اور دوسری جانب پہاڑ ہر فضیل بن اکر ٹھیک گیا اور میر جمل کے واپس آئے کی خبر سے اس کے حکم میں بھٹکنے کامگان کیا اور اپنے ملازم اسفندیار معموری کو بچج کر خواجه کمال افغان

ہنوز سیمان شکوہ اور شجاع کا معاملہ طور پر ادا تھا کہ اورنگ زیب نے داراشکوہ کو شکست دے کر دہلی پر قبضہ کر لیا۔ داراشکوہ بھاگ کر لاہور پہنچا اور سیمان شکوہ کو بھی لگکے لیے طلب کیا۔ اورنگ زیب نے شاہ جہاں کو نظر بند کر کے سلطنت کا انظم اپنے ہاتھ میں لے لیا اور شجاع کو اپنی طرف ملا لینے کے لیے صوبہ بہار و بنگلہ کی حکومت کا فرمان خاص شاہ جہاں کی ہمراستے میرک گزبر دار کی سرفت شجاع کے پاس بیج دیا۔ شجاع نے مصلحت اس کو قبول کیا لیکن پڑنے آکر از سر فوج فرامہ کر کے اورنگ زیب کے مقابلے کا قصد کیا۔ اورنگ زیب بھی غافل نہ تھا۔ اس نے بھی اپنے دولت خواہوں کو لگار کھنے کے لیے یکم شوال ۱۷۸۷ھ کو سید شیرخان بارہ کو اس کے سابق منصب میں اضافہ کر کے منصب سہزاری ہزار و پانصد سوار اور ترہت کی فوج داری تقویض کی اور اسی طرح ۱۷ رجب الشانی ۱۷۸۸ھ کو میر ابوالعلائی پسر میرزا ولی جالیر دار علاقہ بہار کو بھی خلعت دا سپ دفیل (امع زدیں جھول) و خطاب میرزا خانی و منصب سہزاری دانعام رئیس ہزار پونقدا سے سرفراز کیا۔ اورنگ زیب کو جب شجاع کا قصد معلوم ہوا اپنے بیٹے شہزادہ محمد سلطان کو ساتھ لے کر مقابلے کو روشنہ ہوا۔ اس وقت معظم خان المعرفت بہ سیر جمل بھی آلم۔ شجاع جب پڑنے سے چل کر تلعہ رہتاں (سہسراں) کے قریب پہنچا۔ رام منگھ ملازم داراشکوہ نے داراشکوہ کے خفیہ ایما سے اس قلعہ کو شجاع کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد شجاع کی فوج آگے بڑھ کر اورنگ زیب

لہ عالم گیر نام صفحہ ۲۱۱ و ۲۲۳۔ ۲۵ عالم گیر نام صفحہ ۱۳۲ و ۲۳۰ (منتخب الیاب مفہوم جلد ۲) باشر الامراء صفحہ ۱۳۶ میں مذکور ہو کہ سہزادرا خان کے مرسلے پرمیر ابوالعلائی ترجمت کا فوج دار مقرر ہوا۔ لہ عالم گیر نام صفحہ ۲۲۵۔

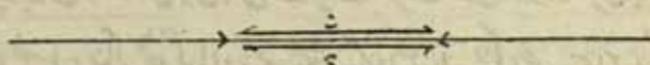
باب پانزدهم

اورنگ زیب کا عہد ۱۰۷۹ھ تا ۱۱۱۴ھ

(۱) داؤد خان قریشی ۱۰۷۹ھ تا ۱۰۸۳ھ (۱۶۶۵-۱۶۷۰)

داوود خان پسر شیخ بھیکن قبل میں دارالشکوہ کا ملازم تھا۔ اورنگ زیب اور دارالشکوہ کی جنگ میں ترک ملازمت کر کے اورنگ زیب کا ملازم ہوا اور اورنگ زیب نے اس کو پٹنہ کی صوبے داری کے لیے نام زد کر کے محظم خان (امیر جملہ) کی مک میں رہنے کا حکم دیا جس وقت محظم خان اکبر نگر (راج محل بچال) میں شہزادہ شجاع سے جنگ کر رہا تھا۔ داؤد خان بھی حرب الحکم یکم رمضان ۱۰۷۹ھ کو رثیر خان و میرزا خان وہادی داد خان و قادر داد خان و خواجہ عنایت اللہ اور صوبہ بہار کے تمام جاگیر داروں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا اور اپنے بھتیجے شیخ محمد حیات کو پندرہ سو سوار اور دو ہزار پیادے سے حوالے کر کے پٹنہ میں اپنا نائب چھوڑا۔ چوں کہ اکثر ناکوں اور گھاٹیوں پر مخالفوں نے پورا بندو بست کر کے جا بجا جنگی کشتیاں متین کر دی تھیں۔ اس لیے ضلع موئیگر و بھاگل پور تک داؤد خان کو اکثر راحل طوکرنے میں دیر لگی۔ اس وقت تک شیخ بھیکن حصار فیروزہ کے شیخ زادوں سے تھا اور خان جہان لودی کے معمول ملازموں میں تھا۔ ماشر الامر ا جلد ا صفحہ ۴۲ -

زیندار بیز ھوم کو میر جمل کے سدراہ ہونے کی تاکید کی۔ ۳۷۴ جمادی الاول ۱۰۷۹ھ
 کو میر جمل نے مونگیر پر قبضہ کر کے محمد معین سلدوز کو قلعہ مونگیر کی حراست پر منعین
 کیا اور اورنگ زیب کے حکم کا منتظر ہا۔ حکم آئے پر میر جمل بیز ھوم کی طرف روانہ
 ہوا جو اچھے کمال افغان نے کوئی حرماحت نہ کی۔ لیکن اسی زمانے میں بعض فتنہ
 پسندوں نے اورنگ زیب کی شکست اور داما شکوہ کی فتح کی خبر مشہور کردی اور
 راجپوتوں نے اس کا یقین کر کے ۱۷ رجب کو میر جمل سے ملیحدگی اور مخالفت
 شروع کر دی۔ شجاع نے موقع پا کر اکبر نگر آنے کے بعد سے گنگا کو عبور کیا۔
 اور اسی زمانے میں اس نے اللہ وردی خان اور اس کے بیٹے سیف اللہ
 کو جو پڑنے سے اس کے ساتھ ہوئے تھے اور اب میر جمل کے شریک ہوا چاہتے
 تھے۔ قتل کر کے ان کے تمام مال و ایام پر قبضہ کر لیا۔ بعد کے واقعات کو
 بنگالے کی تاریخ سے تعلق ہو۔ صرف اس قدر بیان کر دینا کافی ہو گا کہ شجاع
 نے اول شہزادہ محمد سلطان کو خفیہ سازشوں سے ملا کر اپنی لڑکی سے اس کی
 شادی کر دی لیکن شہزادہ محمد نے پیشہ ان ہو کر شجاع کا ساتھ چھوڑا۔ پھر بھی
 اورنگ زیب نے اس کو قید کر کے قلعہ گولیا میں بھیج دیا۔ بالآخر شجاع میر جمل
 سے پوری شکست کھا کر ارکان (ارخنگ) کے راجا کے پاس پہنچا اور اس کی
 دعا سے مارا گیا۔ میر جمل نے بھی رمضان ۱۰۷۸ھ میں کوچ بہار میں آب و ہوا
 کی خرابی سے بیمار ہو کر انتقال کیا۔



بیگنے اور چین پور اور راجا بہروز زیندار مونگیر اور بعض ذی اقتدار لوگوں کو مک
میں ساختے کر پڑنے سے روشن ہوا۔ راجا پرتاب کے آدمیوں نے قلعہ کو ٹھیک کو
(جو گیا کے جنوب میں واقع ہے) چھوڑ کر فرار کیا اور ہر رمضان نے دادخان کو
داودخان نے بلاہرا ہمت اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے آگے قلعہ گندہ ایک
ستحکم مقام تھا۔ دادخان نے باش کے جھگل کٹا کر راست بنوایا اور اس
عرضے میں دشمنوں نے اس کو بھی خالی کر دیا۔ اس لیے ہر شوال کو اس پر
بھی قبضہ کر کے اس کی ستحکم فصیلوں کو منہدم کر دیا۔ اس وقت بر سار کاموں
قرب آپنچا تھا اس لیے دادخان نے آگے بڑھنا مناسب نہ سمجھا اور
کو ٹھیک اور گندہ کے قریب میلان ہر تیس کو س پر مٹی کی فصیل بنو کر پاہیوں
کے لیے چھاؤ نیاں تیار کرائیں اور ہر ایک چھاؤ نی میں تلو سوار اور کچھ پیادے
اور پچھی متین کر دیے۔ راجا نے اس بندوبست کو دیکھ کر صلح کی گفتگو
شرع کی لیکن دادخان نے ایک نہ شنی

بر سات گزر جانے پر غرہہ رنج الاول نے دادخان نے پلا مون
کی طرف قدم بڑھائے۔ میرزا خان کو سات سو سوار اور دو سو پیادوں کے
ساتھ ہراول اور تہوار خان کو سات سو سوار اور تین سو پیادوں کے ساتھ برق نقار
اور اپنے بھتیجے شختاتار کو پانچ سو پاہ دے کر اور راجا بہروز کو منچ چار سو سوار
اور ڈیڑھ ہزار پیادے شامل کر کے جرنیقار قائم کیا اور خود دو ہزار سواروں کے
ساتھ صدر لشکر جو کر پانچ سو کا ایک اور لشکر پشت کی جانب متین رکھا۔ پھر
کاٹ کر راہ کو ہموار کرنے کی غرض سے بیل داروں کی ایک جماعت پہلے
سے روشن کی گئی تھی۔ اس انتظام کے بعد آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر وہ رنج الاول

برسات بھی ختم نہ ہوئی تھی کہ اکثر نالے اور زندگیان بھری ہوئی تھیں۔ اس لیے داؤ دخان کو کچھ دن مقام قاضی گرہیہ رجھاگل پور کے سامنے میں قیام کرتا پڑا۔ اسی اثناء میں شہزاد شجاع نے دوبارہ اکبر نگر پر قبضہ کر لیا تھا۔ پس داؤ دخان گنگا کے اس پار آگر کھل گاتو کے قریب ٹھیر گیا۔ بعد کو جب برسات گز رجاتے پر معظم خان اور شہزادہ شجاع میں پھر جنگ شروع ہوئی۔ داؤ دخان بھی گنگا کے پار جا کر ٹانڈہ کی طرف چہار شجاع اپنی پوری فوج کے ساتھ ٹھیرا ہوا تھا، معظم خان کی مک میں پہنچ گیا۔ جب شجاع شکست کھا کر ڈھاکر کی طرف چلا گیا اور اکبر نگر ٹانڈہ اور تمام بھگال معمول خان کے قبضے میں آگیا۔ اور نگ زیب نے ماہ صفر ۱۴۰۷ھ میں داؤ دخان کو بہار کا صوبے دار مقرر کر کے بنگال سے داپس آنے کا حکم دیا۔ داؤ دخان کی صوبے داری میں ایک بڑا واقعہ پلامون کی فتح ہو۔ جس کی کیفیت حسب ذیل ہے۔

۱۲۱) پلامون کی فتح ۱۴۰۷ھ (۱۶۹۱ء)

سابق اور اسی میں شایست خان اور اعتقاد خان کی صوبے داری کے زمانے میں پلامون کے راجا پرتا ب کا ذکر ہو چکا ہے۔ راجا مذکور نے ایک لاکھ روپیہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کر کے صلح کی تھی لیکن یہ رقم ادا نہ کی۔ اونگ زیب نے داؤ دخان کو پلامون پر چڑھائی کر کے قبضہ کرنے کا حکم دیا۔ اور صوبہ بہار کے جاگیرداروں، زمینداروں اور فوج داروں کو بھی مک میں حاضر ہونے کی تاکید کی۔ مہ شعبان ۱۴۰۷ھ کو داؤ دخان۔ میرزا خان فوج دار در بھنگر تہوار خان

کر کے ندی کے کنارے جس کے دوسری جانب گھنا جنگل تھا مورچال بنائی۔
 داؤد خان نے جنگل کٹوا کر بہ قدر ضرورت راست بنوایا اور اپنے بھتیجے شخختاں
 اور شیخ احمد اور راجا بہروز۔ هزار خان ہنور خان اور شیخ صفی وغیرہ کو حلقہ کا حکم
 دیا۔ دو گھنٹی سخت جنگ کرنے کے بعد دشمنوں نے شکست کھائی۔ ان میں
 بہترے مارے گئے۔ اکثر زخمی ہو کر جنگلوں میں چھپ گئے اور باقی پس پا
 ہو گر حصہ رکے اندر چلے گئے۔ داؤد خان چاہتا تھا کہ جو کچھ قبضے میں آگیا
 ہو اس کا اسحاقاظ و بندوبست کرنے کے بعد آگے قدم بڑھاے لیکن لشکر
 نے اپنی بہادری کے زخم میں دشمنوں کا تعاقب کیا اور سواروں نے ندی
 کو عبور کر کے حصہ رکے پر حلقہ کر دیا۔ دشمن یہاں بھی قدم نہ جاسکا اور نہ الگ
 کر پلاموں کے نئے اور پرلے نے قلعوں میں پناہ گزیں ہوا۔ راجا پرتاپ نے
 اپنے اہل و عیال کے ساتھ تمام مال و اباب کو جنگل میں بھیج دیا۔ شاہی
 فوج شہر کو تاراج کرتی ہوئی قلعے کے دروازے تک پہنچ گئی۔ محصورہ میں
 قلعے نے کچھ رات گزرنے تک توپ و نفنگ سے مقابلہ کیا لیکن تھوڑی
 دیر کے بعد راجا پرتاپ قلعے کے پچھلے دروازے سے نکل کر جنگل میں بھاگ
 گیا اور پلاموں کے دونوں قلعے شاہی فوج کے دخل میں آگئے۔ اس
 صور کے میں شاہی فوج کے اکٹھ پاہی کام آئے۔ اور ایک سو ستر آدمی
 زخمی ہوئے۔ راجا کے آدمیوں نے ان قلعوں سے فرار کر کے مقام دیلو
 گانوں میں پھر ایک جمیعت فراہم کی لیکن صفی خان نے بالآخر اس پر بھی
 قبضہ کر لیا یہ

اس فتح کے بعد داؤد خان شاہی حکم کے مطابق ان قلعوں کی حراثت

کو دس کوس طوکر کے فوج نے ترسی (شاید مقام لہری مراد ہو جو پلامون سے
 بارہ کوس پر واقع ہوا) میں قیام کیا۔ راجلے خوف زدہ ہو گرا پسِ محمد
 خاص صورت سنگھ کو داؤ دخان کے پاس روانہ کیا۔ اور ایک لاکھ روپی
 بادشاہ کو پیش کش اور پچاس ہزار داؤ دخان کو نذر دیئے کا وعدہ کیا۔
 داؤ دخان نے ساری کیفیت بادشاہ کو لکھنگی۔ ہنوز شاہی حکم وصول نہ
 ہوا تھا کہ راجا کے کچھ لوگوں نے داؤ دخان کی فوج کی رسالت لی۔ اس
 واقعہ سے داؤ دخان سخت برہم ہوا۔ ہر چند راجائے لاعلمی خاہر کے بڑت
 چاہی اور پچاس ہزار روپی پیش کر کے معافی کا خواستگار ہوا لیکن داؤ دخان
 نے کوئی التفات نہ کی اور ۲۴ ربیع الثانی کو پلامون کے قریب قیام کیا۔
 راجا کی فوج مستعد ہو کر مقابلے کو نکل کھڑی ہوئی۔ اس وقت اورنگزیب
 کا یہ حکم وصول ہوا کہ اگر راجا اسلامی رویہ اختیار کرے تو اس کی زمین داری
 اس کو دے دی جائے ورنہ اس کا استیصال کیا جائے۔ داؤ دخان راجا کو
 اس حکم سے مطلع کر کے جواب کا منتظر تھا لیکن اس کی فوج جنگ کے لیے
 بے قرار تھی۔ اس اثناء میں داؤ دخان کے بنی حکم ۲۴ ربیع الثانی کو تہورخان
 برلاس نے اچانک حملہ دیا۔ چاروں ناچار داؤ دخان کو بھی جنگ کرنی پڑی۔
 اس نے دشمن کی فوج سے تھوڑے فاصلے پر سورچال بنائی اور اسی جگہ
 صبح سے شام تک سخت جنگ ہوتی رہی تہورخان کی طرف سولہ آدمی
 مارے گئے اور پچاس آدمی زخمی ہوئے۔ شب کو دشمنوں نے دو بڑی
 توپیں اپنے سورچال کے اوپر نصب کر دیں۔ لیکن صبح کو داؤ دخان نے
 اس تہلکے سے نکل کر ایک پہاڑی پر پناہ لی اور توپیں چڑھا کر دشمنوں کی
 سورچال کو اپنی زدیں کر لیا۔ ۲۴ ربیع الثانی ۱۷۰۴ھ کو دشمنوں نے فرار

ہر شعبان سکتے ہے کو مخصوص خان خلف شاہ فواز خان جو قوریلی (زاد و نہ
سلاخ خانہ شاہی) اپنامور تھا تبدیل ہو کر ترہست کافوج دار مقرر ہجوا اور
خلعت و اسپ "باز طلاقی" سے سرفراز ہوا۔ اور اسی روز ہزرخان
قلعے دار رہتا س کی جگہ پر خواجہ نذریہ مقرر کیا گیا۔
مارڈی الجھٹ کنہ کو منکلی خان کے جگہ پر میر رضی الدین سکارمان
کی فوج داری پر مستعین ہوا۔ اور خلعت کے حلاوہ اس کے منصب میں
اضافہ کر کے ہزار دیانحدی ہشت صد سوار کا منصب عنایت ہوا۔
انھی دنوں میں مارڈی الجھٹ کو سادات خان (اڑکو مکیان صوبہ بہار)
حسب طلب بادشاہ کے پاس حاضر ہوا۔
داود خان کے زمانے میں سکتہ میں پہنچ میں دارالعدل تعمیر
ہوا۔ جس کے کتبے کی لوح فی الحال تھانہ خواجہ کلان میں لگی ہوئی ہے۔
اس میں یہ شعر کشیدہ ہے۔

بہر عدل و داد مظلوم ان زدست ظالمان

ساخت دارالعدل جعفر بندہ داؤد خان

۴۴۳

۱۳) فتح پلامون کا مرقع اور اہل پلامون کا کچھ حال
گیا میں سری منوال لائبریری میں فتح پلامون کا ایک نادر مرقع ہے

لہ عالم گیر نامہ صفحہ ۸۵۲ تھے عالم گیر نامہ صفحہ ۸۵۳ تھے عالم گیر نامہ صفحہ ۸۵۴
تھے عالم گیر نامہ صفحہ ۸۶۳ تھے ضلع گیا میں قصبه داؤد نگر اسی کا آباد کیا ہے کا ہے۔
سیر المتأخرین میں بھی داؤد خان کو صاحب داؤد نگر لکھا ہے۔

اور پلامون کی فوج داری منگل خان کے سپرد کر کے خود پہنچنے والی آئی۔

(۲) داؤد خان کے زمانے کے بعض قابل ذکر واقعات

بہادر

۱۷۰۷ء کے آخری بیس فو والقدر خان قلعے دار رہتا سے نے انتقال کیا۔
اوہ اس کی جگہ ہر برخان مقرر ہوا۔ بادشاہ نے اس کو خلیفت اور رسابیق سے
اضافہ کر کے ڈیڑھ ہزاری منصب عطا کیا ہے۔

غزہ شعبان میں پلامون کے خنائم میں سے دو زنجیر فیل دہلي
بھیج گئے اور بادشاہ کی نظر سے گزرے۔

داود خان کی کارگزاریوں کے مسلسل میں ۲۶ ارڈری الجھہ ۲۷ نامہ حکومت باشاہ
نے اس کے منصب میں اضافہ کر کے چهار ہزاری چہار ہزار سوار روازان
جملہ دو ہزار سوار دو اپسے سو اپسے مقرر کیا ہے

۱۳) جادی الائچرست ۱۸۲۱ء کو صوبہ بہار کے وقایع نگاروں نے باشاہ کو خبر دی کہ عز اخان فوج دار در بھنگ جو پلاموں کی فتح میں شریک ہوا تھا اور اس کے بعد تاہی حکم کے مطابق زینت رامورنگ رپورٹ سے اوتھر ہمالیہ کی تراوی کا علاقہ اگی تسبیب کروانے ہوا تھا اجل طبعی سے فوت ہوا۔

لہ جادی اللاؤں میں منکلی خان کو اور نگزیب نے سارن کی خوج داری میں غلط
و منصب ہزار پال صدی عطا کیا ر عالم گیر نامہ صفوی (۳۲۹) تھے عالم گیر نامہ صفوی
تھے عالم گیر نامہ صفوی (۴۴۵) تھے عالم گیر نامہ صفوی (۴۵۵) تھے عالم گیر نامہ صفوی (۴۵۰) زمزیگ
سے وہ علاقہ مراد ہے جو ضلع پوری میں کے آئندہ کوہ ہمالہ کی تراوی میں واقع ہے۔

یا دکرده جلے محمد بخشی راتام گرفت جائے ذیرہ زین الداران (۱۷) جائے گولان ک از جانب راجا چنگ می کردند از نام گواران پلامون یاد کرہ (۱۸) استصل قلع جنوب رو یہ کوہ واقع است بالائے آں دیوار پختہ کشیدہ اند (۱۹) جائے باغات انبہ دجلے قلع بالائے کوہ نموده (۲۰) باغات گرد واقع کوہ ہادریا نموده -

یہ مرتع داؤ دخان کے دربار کے پاس تھا۔ حکام انگریزی اس کو پانچ ہزار ٹپڑے کر غالباً بڑش میوزیم کے لیے خریدنا چاہتے تھے۔ لیکن مالک مرق نے نہ دیا۔ بعد میں ان کے کسی دارث نے نالیاقتی سے اس کو سوسا سوز پر کو سری منوال کے کتب خلائی میں نجع ڈالا۔ لاسپری میں ضروری طور پر اس کی صفا کی جاتی ہے۔ سری منوال کے بیٹے لایت وغایق شخص ہیں۔ انہوں نے راتم کو اس کی تصویر کھینچنے کی اجازت دی لیکن سامانِ مصوری اعلیٰ قیم کا نہ تھا اس لیے عبارتیں صاف غایب نہ ہوئیں۔ بہرحال راقم ان کا ممنون ہے۔

پلامون کی وجہ تسمیہ تین طور پر بیان کی جاتی ہے۔ اول بیان یہ ہو کہ یہ لفظ پلانے سے مانع ہو جس کے معنی استقامت نہ کرنے کی جگہ کے ہیں۔ دوسری بیان یہ ہو کہ یہ پل۔ ام۔ او سے مانع ہو جس کے معنی دانت و اے قلعے کے ہیں۔ اس لیے کچھرو قوم نے جو قلعہ ندی کے کنارے بنایا۔ اس ندی میں پچھڑی بڑے دانتوں کی شکل میں نمایاں ہیں۔ شاید یہ لفظ ڈراو یہ زین زبان سے مانع ہو۔

تیسرا بیان کے مطابق یہ نام "پلامو" سے مانع ہو۔ جس کے معنی ہیں "ٹھنڈا کا مارا ہوا" ان میں سے کون سی نسبت صحیح ہو معلوم نہیں۔ پلاموں کے علاقوں میں چیزوں اور کھردار قوم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو اپنے عروج کے زمانے میں فاتح اور صاحب حکومت اور قلعہ رہتا س (ضلع آرہ) کا بانی ہونے کا دعویٰ ہے۔ کھردار کو اپنی قوم کے راجا پرتاب دھوں

یہ مرقع موسے کپڑے پر بننا ہوا ہو جس کا طول تقریباً ۳۰ فٹ اور عرض آٹھ فٹ
ہو۔ جا بجا تصویروں کے ساتھ حسب ذیل عبارتیں بھی لکھی ہوئی ہیں۔ جن سے
قلعہ پلامون کی کیفیت اور جنگ کا حال ظاہر ہوتا ہے۔

۱۱) پلامون کہ میان شہر واقع است سگین۔ دور و اطراف یک ہزار دیک
صد و نو درع۔ ارتفاع ۲۳ درع و برج ۱۲ درع۔ ۱۲) امارت پناہ داؤ دخان
دریں جا بایں طرح مسجدے بنامی کندہ ۱۳) باغات گرد قلعہ واقع است۔

۱۴) جائے اندر و قلعہ توپ غاز و حوالی ہائے شہر نموده است ۱۵) کھڑکی جانب
جنوب ازیں راه روز فتح پر شب زمیندار پلامون گرفخت ۱۶) بیرون قلعہ در باغات
لپ دریا بایں طرح مسجدے دوم انداخت ۱۷) امارت پناہ داؤ دخان در مراع جنگ
پیادہ شدہ جائے کمان و روست و جائے تلوار و جائے بر پیل سیاہ درست لوائے
جنگ برداشتہ است ۱۸) سواران لشکر اسپان خود را گزاشت پیادہ شدہ بکوه

برآمدہ پر مقہوران پلامون بچک پیوستند ۱۹) جائے سورچلان مقہوران پلامون
نموده است ۲۰) جائے خیمه ہاتھور خان حرزا خان صفوی خان امارت پناہ داؤ دخان
شیخ تاتار و شیخ احمد برادرزادہ ہائے داؤ دخان راجا بہروز ۲۱) امات پناہ داؤ دخان

بر قلعہ پلامون یورش نموده دائرہ ہائگاہ داشتند ۲۲) جائے سورچل مقہوران پلامون
نموده ۲۳) روز یک امارت پناہ داؤ دخان سورچل بالائے کوه طیار ساختہ توپ ہارا
برآورده بر سورچل باع مقہوران توپ نموده آں بد طینتاں بنی تو اشتند
استقامت نمود سورچل خود را گزاشت پر سورچل دوم بالائے کوه استقامت نموده

بچک پیوستند ۲۴) تعییناں زخم گول خورده افتاد۔ ابراہیم عورلی اذتابینان امارت
پناہ داؤ دخان از زخم گول بکار آمد ۲۵) روز یک امارت پناہ داؤ دخان بر قلعہ پلامون یورش
نموده فوج سحب دائرہ لشکر گزاشتند۔ لشکر شاہی را بنام بندہ ہائے شاہی

کے راجا کو شکست دے کر اس کی دارالحکومت ڈوبیا کوئیر باد کر دیا۔ راجا پرتاب جس کو داؤ خان نے شکست دی۔ اسی عدالتی رات کا یہاں کبھی جاتا ہے۔ س و قت سے پلامون سلسل مسلمانوں کے قبضے میں رہا۔ محمد شاہ بادشاہ نے ضلع پلامون میں دو پر گنے یعنی چپلا اور بلوچہ نواب ہدایت علی خان پدر نواب غلام حسین خاں مؤلف تاریخ سیر المتأخرین کو بطور جاگیر دیے تھے۔ نواب ہدایت علی خان نے قصہ ہیں آباد آباد کیا ہوئہ بالآخر یہیں مدفون ہوئے۔ ان کے انتقال کے بعد ہی ۶۵۷ء میں غلام حسین خان مؤلف سیر المتأخرین نے مرشد آباد جاگر نواب ناظم بگالہ سے ان پر گنوں کی تداپے نام لکھوا۔ اسی سال نواب ناظم بگال نے اپنے اختیارات انگریزوں کے پر دیے۔

۶۴۲
سٹریٹ کے قریب چیرو راجا کے خاندان میں گذی نشیتی کے متعلق جھکڑا پیدا ہوا۔ اول جوش رائے نے رنجیت رائے کو قتل کر کے خود کو منزہ کیا تھا۔ چند سال بعد رنجیت رائے کے آدمیوں نے جوش رائے کو قتل کر کے چھتر جیت رائے کو راجا بنا�ا۔ جوش رائے کے پوتے گوپال رائے نے پشتہ ہنچ کر کپتان کیمک ۱۸۵۷ء سے مد کی اتنا عاکی۔ چھتر جیت رائے انگریزوں کا مخالف تھا۔ اس لیے کپتان نے کورسے پلاموں پر چڑھائی کی۔ لیکن پوشا نور لگانے پر بھی قلعہ مفتوح نہ ہوا۔ کہا جاتا ہو کہ جب انگریزی توہین کا درگرد ہوئیں تو گوپال رائے کے ساتھیوں میں ادانت رائے نامی نے کہا کہ مدینی رائے بانی قلعہ نے قلعے کی فصیل میں ایک خفیہ راست ایسا رکھا ہے کہ وقت پر اسی راہ سے قلعے میں آمد و رفت کی جائے اور وہ مقام مجھ کو معلوم ہے۔ آخر اس کے بناء سے انگریزی نوج اسی راہ سے داخل ہوئی۔ اور چھتر جیت رائے نے قرار کر کے شرمنگھ کی راہ لی۔ اس کے بعد اتفاقاً گوپال رائے نے ادانت رائے کو

کے کارناموں پر بڑا فخر ہو جو شاید بارہویں صدی عیسوی میں حکمران تھا۔ اراون قوم کا دعویٰ ہو کر یہ کرناٹک (ادکن) سے اگر آباد ہوئیں اور رہتاں گزٹھ کو تعمیر کیا۔ ان کا بیان ہو کر سلطان ایک عرصے تک ان پر فتح نہ پاسکے۔ آخر ایک پرب کے موقع پر راجا کے تمام لوگ خوشی مناکرنے میں مددجوش تھے۔ سلطان پہلے سے ایسے موقع کے منتظر تھے۔ اچانک ان کو قتل کر کے قلعہ رہتاں پر قابض ہو گئے اور مفتوح قوم کے جو افراد نج گئے تھے۔ بھاگ کر علاقہ پلاموں و راج محل میں آباد ہوئے اور راج محل والے مال پریا اور چھوٹا ناگ پورہ والے رہتاں کہلائے۔ یہ بیان تاریخی ثبوت ہے غالی ہونے کے بعد فانہ معلوم ہوتا ہے۔ چیزوں قوم پلاموں پر کب قابض ہوئی اس کی حقیقت معلوم نہیں۔

۱۵۲۸ء کے قریب شیرشاہ نے ہمار تو چیرو نامی سردار کی خود سری کے سبب اس کی تبدیلی کے لیے فوج روشنی کی اور اس کو سرکر کے اس طویل اور مشہور و محروف راہ کو جو شیرشاہی سڑک یا گرینڈ ٹرینک روڈ ہی جاتی ہے۔ رہ زمی و غارت گری سے محفوظ کیا۔ کہا جاتا ہو کہ چیزوں قوم نے رکھیل خاندان کے راجپوت راجا کو شکست دے کر پلاموں پر قبضہ کیا تھا، اور اس راجپوت راجا کو شکست دیئے ہیں بارہ ہزار چیزوں اور اخخارہ ہزار کھروار شامل تھے۔ یہ بھی بیان ہو کہ چیزوں قوم خاندان کے باچوں راجا ہبیل رائے (RAI ۱۵۲۸ HSR) نے مسلمانوں کو بہت ہزیمت پہنچائی تھی۔ بالآخر سلطان اس کو گرفتار کر کے ہٹلی لے گئے اور دہان بادشاہ نے اس کی طاقت کی شہرت سن کر اس کو تنہا ایک شیر سے لڑوا کر اس تحان بیا۔ اس ہبیل رائے کا بیٹا بھلکوت رائے اول پلاموں پر قابض ہنوا۔ چیزوں قوم میں مدینی رائے بھی ایک مشہور راجا تھا جس کو اس قوم کے لوگ عادل کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ مدینی رائے اپنی فتوحات کو بھی وسعت دی اور چھوٹا ناگ پور

۱۹۶۶ء میں یورپین سیاح ٹیورنیر اور برنسیر کا بیان

۱۹۶۶ء میں ٹیورنیر اور برنسیر افرانیسی جو ہری و جدیب پڑھنے آئے تھے۔ ان مشہور و معروف یاتا جوں کے سفر نامے چھپے ہوئے تھے ہیں۔ ٹیورنیر اگرہ سے ہو کر ٹھنڈا آیا۔ اور برنسیر بھی اس سفر میں اس کے ساتھ تھا۔ برنسیر کے سفر نامے سے علوم ہوتا ہے۔ ۴ جنوری ۱۹۶۶ء کو اس نے راج محل میں ٹیورنیر کا ساتھ چھوڑا۔ ٹیورنیر لکھتا ہو کر پڑھنے ہندستان کے بہت بڑے شہروں میں ہر یونگنگا کے کنارے پر کسی قدیم طرف واقع ہے۔ اور طول میں دلیگ (یعنی تیناں ۳۲ کوں) سے کم نہیں۔ لیکن ہندستان کے اور شہروں کی طرح یہاں بھی مکانات بیشتر پاس اور پھوٹ کے بننے ہوئے ہیں۔ ہالینڈ کپنی (ولندیز) نے شورہ کی تجارت کی بدولت یہاں مکان بنالیا ہے۔ شورہ چھپرہ نامی (اس کو چور لکھا ہے) ایک بڑے قصبے سے صاف ہو کر آتا ہے جو گنگا کے کنارے پڑھنے سے دس لیگ کے فاصلے پر ہے۔ چھپرہ سے واپس ہوتے ہوئے پڑھنے میں ہالینڈر زیستے صاحب سلامت کے پیے سیراہ چماری گاڑی رکوائی اور ہم لوگوں نے شارع عام ہی پر دو ہوتیں موشیرازی کی لندھ حالیں تب رخصت ہوئے۔ اس ملک میں یہ بات قابلِ لحاظ نہیں سمجھی جاتی اور لوگ نہایت بُتكلفی سے آزادا نہ ملتے ہیں۔ یہ نے پڑھنے میں آٹھ دن قیام کیا۔ ایک اور مقام پر لکھتا ہو کر یہ نے ایک سفر میں پڑھنے میں سات ہزار چھوٹو تہتر مٹک کے نامے خرید کیے جس کا وزن دو ہزار پانچ سو ساڑھے تادن اونس تھا اور ان سے ۳۳۲ اونس مٹک لکھا۔

دفے سے مارڈا۔ اس کے وارثوں کے استفانے پر کپتان کیمک نے گوپال رائے کو گرفتار کر کے پٹنس میں قید کیا اور اس نے ۱۸۴۸ء میں پٹنس ہی میں انتقال کیا۔ گوپال رائے کی جگہ پر اس کا بھائی چرامن رائے راجا ہوا۔ اس کی ناقابلیت کے بعد ۱۸۵۰ء میں سخت بناوت و فنا دیدا ہوا، اور کرنل جونس ایک فوج لے کر وہاں پہنچا تو مددوں نے سرگچہ کی راہی۔ گورنمنٹ کی مال گزاری وصول نہ ہونے پر ۱۸۵۱ء میں گورنمنٹ نے ان علاقوں کو نیلام کر کے خود خرید لیا۔ اور سبھر فوج کی سفارش پر تمام علاتے دیو، ضلع گیا کے راجا گھنام سنگھ کو بعض خدمات کے ملے میں دے دیے۔ لیکن راجا نہ کوئے خاطر خواہ بندوبست نہ ہو سکا۔ اس لیے ۱۸۵۲ء میں گورنمنٹ نے پھر سب علاتے واپس لے کر ضلع رام گڑھ میں شامل کر لیے۔ ۱۸۵۳ء میں کوئی لوگوں کی بناوت کے وقت چڑیوں کے بعض لوگوں نے بھی باغیوں کا ساتھ دیا۔ ۱۸۵۴ء میں گورنمنٹ نے پلاموں کو ضلع لوہر دگا میں شامل کر دیا اور ۱۸۵۵ء میں پلاموں لوہر دگا کا سب ڈویرن قرار پایا۔ ۱۸۵۶ء کے فادر کے وقت ٹکھدار قوم کے بھلتا لوگوں میں دونامی اشخاص پتھر سا ہی دلبر سا ہی نے علاقہ پلاموں کے اکثر حصص پر قبضہ کر لیا تھا لیکن چین پور کے زیندار شن سنگھ و دیال سنگھ کی مدد سے گورنمنٹ نے غدر فرو کر لئے میں جلد کام ہابی حاصل کی عرضہ کے بعد گورنمنٹ نے پتھر اور ٹلمبر کو گرفتار کر کے پھانسی کی سزا دی۔ ۱۸۵۹ء میں گورنمنٹ نے سلی گنج کو پلاموں کا صدر مقام قرار دیا۔ لیکن انگریزوں کو اس کی آب و ہوا راس نہ آئی، اس لیے ۱۸۶۰ء سے ڈالشینج جو کرنل ڈالشین کا آباد کیا ہوا ہر صدر مقام بنایا گیا۔ بالآخر سرزین کی آبادی اور رعیت کی ترقی کو دیکھ کر ۱۸۷۲ء میں گورنمنٹ نے پلاموں کو لوہر دگا سے میعادہ کر کے ایک خاص ضلع قرار دیا جس کا صدر مقام یہی ڈالشینج ہو۔

کیا۔ ۲۴ صفر ۱۰۸۳ھ کو پلامون کی حکومت ملکی خان سے تغیر ہو کر برادر است شکران صوبے دار پٹنہ کو تغیر پیش ہوئی۔ اسی زمانے سے اب تک پلامون صوبے بہار میں شامل ہے۔

اسی تاریخ گورجت خان آرہ کا فوجدار مقرر ہو کر خلعت اور سایق سے اضافہ کر گئے منصب دو ہزاری نہ صد سوار سے سرفراز ہوا۔

تاریخ ۱۲ ذی الحجه ۱۰۸۴ھ کو محصوم خان معزول شدہ فوجدار ترمیت بادشاہ کے پاس حاضر ہوا۔

امیر اہم خان ۱۰۶۹ھ تا ۱۰۸۲ھ (۱۶۵۰ء - ۱۶۹۳ء)

شکران نے تبدیل ہونے پر امیر اہم خان صوبے دار بہار ہوا۔ اس کا منصب سابق سے اضافہ کر کے چھ ہزاری چھ ہزار سوار مقرر ہوا۔ اس صوبے دار کی حکومت کے متعلق کوئی خاص واقعہ تاریخوں میں نذکور نہیں لیکن اس کی صوبے داری کے زمانے میں ۲۵ ربیع اثنانی ۱۰۸۱ھ (رسالہ جلوس) کو اور نگ زیب نے ایک فرمان شیخ غلام محمد متوفی بلده پٹنہ کے نام صادر کیا جو سلسلہ پسلی بخشی الملک اس دیوان کے دیوان خلنت سے جاری ہو کر امیر اہم خان صوبے دار و محمد قاسم دیوان صوبے بہار کے پاس ۱۰ جماد اثنانی کو پہنچا۔ اس فرمان کو حال میں راقمے نخود دیکھا۔ عافی خان کے بیان کے مطابق ۱۰۶۹ھ میں سیدو جی مرہٹہ دہلی سے بھاگ کر اطراف بہار و پٹنہ سے گزرتا ہوا خفیر قطب الملک عبد اثیر کے پاس چید کیا اور

لہ عالم گیر نامہ صفحہ ۹۰۲ -

لہ ما ثر عالم گیری صفحہ ۱ -

بر شیر لکھتا ہو کہ بنگال شورہ کی تجارت کا مخزن ہو جو کثیر سقدار میں پڑنے سے
لایا جاتا ہو۔ یہ بنگال ندی کے ذریعے نہایت آسانی سے پہنچتا ہو۔ اور ڈیج اور انگریز
تجارتی طور پر کثیر سقدار میں "انڈیز" کے مختلف حصوں اور یورپ کو رواش
کرتے ہیں۔

دوسرے مقام پر مذکور ہو کہ پٹنے یا بہادر میں آٹھ سرکاریں اور دو سو پیٹاں
پر گئے شامل ہیں جن کی آمدی پچانوے لاکھ اسی ہزار روپیہ۔ (ان آٹھ سرکاروں
سے سرکار شاہ آباد۔ سرکار رہتاس۔ سرکار بہار۔ سرکار حاجی پور۔ سرکار سارن۔
سرکار چپارن۔ سرکار نرہست اور سرکار مو نگیر مراد ہو۔ جو این اکبری میں بھی
مذکور ہو)

۱۵، لشکر خان سلطنت مدت ۱۰۶۶ھ (۱۶۴۸-۱۶۴۴ھ)

محرم ۱۰۶۶ھ میں داؤ دخان صوبہ بہار سے واپس گیا اور ہر شعبان کو ادنیٰ کار
نے اس کی جگہ پر لشکر خان کو خلعت اور ایک زنجیر فیل و اسپ باساز طلا کارشے کر
صوبہ بہار کی حکومت پر منعین کیا۔ اس کی صوبے بہاری کے زمانے کے قابل ذکر
واقعات حسب ذیل ہیں۔

۳۱ اربیع الاول ۱۰۶۷ھ کو نونگیر کے راجا بہروز نے اجل طبیعی سے اتفاق

(صفحہ ۲، کابیقیہ نوٹ) حسن اتفاق سے راقم کو اس کتاب کا سب سے زیادہ ستند نسخہ مطبوعہ
لندن ۱۷۲۲ء میں مولالا سبیر بری مقام گیا میں مل گیا۔

TRAVELS IN THE MOGUL EMPIRE BY

۱۶

FRANCOIS BERNIER, PAGE 440, 457

ماخذ ہو۔ اس کی حسب ذیل عبارت کو بخور دیکھنا چاہیے ۔

"(واقعہ نہم شعبان ۱۸۱ھ) از عرض داشت امیر خان پر عرض رسید کہ عالم و اسماعیل دیگر افغانان شورش انگیز شاہ جہان پورا و کانت گولہ بعد از استیلائے افواج شاہی کہ بہ پناہ قلعہ در آمدہ بودند و دشگیر شد حد با ابراهیم خان کہ از بیگانگان می رسدر وان حضور لام النور می کند ۔"

ظاہر ہو کہ اس عبارت میں صوبہ بہار کا کوئی ذکر نہیں اس لیے اس واقعے کو صوبہ بہار کی طرف مسوب کرنا محض قیاس پر مبنی ہو جس کی وجہ پر معلوم ہوتی ہو کہ اس زمانے کے قریب امیر خان بہار کا صوبے دار تھا ۔

لیکن غالباً امیر خان اس وقت بہار کی صوبے داری سے تبدیل ہو چکا تھا۔ کیوں کہ عرض داست کی تاریخ سے ایک ہمینے کے اندر ہی امیر خان کا دربار میں حاضر ہونا اور اس کی جگہ پر تربیت خان کا صوبے دار بہار مقرر ہونا اثر عالم گیری صفحہ ۳۸۶ میں صریح طور پر مذکور ہو ۔

"(واقعہ نہم رمضان ۱۸۱ھ) امیر خان از بہار آمدہ پر شرف زمین بوس رسید تربیت خان از تغیر او منصوب شد ۔"

اب یہ بتا دینا ضروری ہو کہ شاہ جہان پورا و کانت گولہ سے کون سامقام مر ہو۔ ظاہر ہو کہ ضلع پنڈ میں جو شاہ جہان پور نامی بستی ہو۔ یہاں عالم اور اسماعیل نامی افغانوں کا شورش کرنا کسی طور پر معلوم نہیں ہوتا اور انھیں گولہ اور کاٹھنے گنج کا کانت گولہ ہونا اور افغانوں کا شورش کرنا بھی قطعی طور پر صحیح نہیں معلوم ہوتا ۔

شاہ جہان پور لکھنؤ سے پچاس کوس پر مشہور قصبہ ہے۔ اور اس سے کچھ فاصلے پر ضلع مراد آباد میں کانت گولہ بھی شہر بستی ہے۔ ان جگہوں میں لو دیوں کی سلطنت کے زمانے سے پڑھان رہتے تھے۔ ملا عبد القادر بدایوی اپنی تاریخ جلد ۳ صفحہ ۶۲۴

ہنچا۔ یہ زمانہ بھی ابراہیم خان کی صوبے داری کا تھا۔

(۱) امیر خان سلطنت ۱۰۸۳ھ تا ۱۰۹۶ھ (۱۶۶۵-۱۶۷۸ء)

اس صوبے دار کے زمانے کا کوئی واقعہ اس صوبے کے ستعلق معلوم نہیں ہوتا لیکن سرجد و ناٹھ سرکار نے اپنی تاریخ (HISTORY OF ACCRANGZ) میں لکھ دیا ہو کہ عالم اور اسماعیل نامی صوبہ بہار کے پٹھانوں نے شاہ جہان پور اور کانت گول میں شورش کی اور نوٹ (صفحہ ۲۵ جلد ۲) میں بتایا ہو کہ شاہ جہان پور نام کی ایک بستی پٹنہ سے سول سیل دھمن ہو۔ اور پٹنہ سے پورب ۲۸ سیل کے قابل پڑھمل گولہ ہو اور رنل صاحب کے نقشے (شیٹ نمبر ۱۹) میں گنگا کے پار کاٹ گنج درج ہو۔ سرجد و ناٹھ سرکار کا یہ قیاس صحیح نہیں معلوم ہوتا جو مندرجہ ذیل سطور سے بخوبی واضح ہو گا۔

عالم اور اسماعیل کا شاہ جہان پور اور کانت گول میں شورش کرنا صرف ماشر عالم گیری صفحہ ۳۶ ایں مذکور ہو۔ یہ روایت عالم گیرنے میں تو ہو ہی نہیں سکتی کیوں کہ وہ اور نگ زیرب کے ابتدائی جلوس سے صرف دس سال کی تاریخ ہو۔ اور خانی خان یادو سرے سورخوں لے جن کے حوالے سے سرجد و ناٹھ سرکار نے اپنی تاریخ حرب کی ہر ایسا کوئی واقعہ نہیں لکھا ہو۔ لہذا ماشر عالم گیری جو مہل لئے منتخب الباب صفحہ ۲۲۰ جلد ۲ کی اصل عبارت یہ ہو۔ "سیوا اذ بنارس براہ بہار پٹنہ و چاندہ ک پراز تراکم اشجار و شوارگزار است و از سرحد زینداران سوانی بیوپاری قولی و فاصلان ترد و شوار است پ تغیر و شمع ہر جا کہ میر سید خود را وہم باہان بصورت دیگر ساختہ طی مانا زل می نو د تاخیہ نزد حمد اللہ قطب الملک ب حیدر آباد رسید"۔

۹۱، شہزادہ محمد اعظم سے تا ۱۰۸۹ھ (۱۶۷۴ء)

۹ صفر ۱۰۸۹ھ کو اور نگ زیب نے تربیت خان صوبے دار کو تبدیل کر کے اس کو بادی خان کی جگہ پر ترہست و در حنگ کا فوجدار مقرر کیا اور بہار کی صوبے داری شہزادہ محمد اعظم کو تنفیض کی۔ ۱۰ جمادی الآخر ۱۰۸۹ھ کو شہزادہ پٹنہ پہنچا۔ دوسرے ہی سال ۱۱ ربیع الثانی کو "اعظم خان کوک" صوبے دار بنگالے نے معزول ہو کر بہار کی طرف آتے ہوئے ڈھاک میں انتقال کیا۔ شہزادہ محمد اعظم اس کی جگہ پر بنگال کا صوبے دار ہوا اور شہزادے کی نیابت میں نور الدین خان اڑیسہ کا صوبے دار مقرر ہوا۔

۱۰۱، سیف خان و صفی خان سے تا ۱۰۹۳ھ (۱۶۸۳ء)

(۱۶۸۳ء)

شہزادہ محمد اعظم کے بنگال جلسے پر سیف خان بہار کا صوبے دار ہوا۔^۱ اس سیف خان کی صوبے داری کے متعلق کوئی خاص واقعہ تاریخ میں نہیں ملتا۔ شہزادہ محمد اعظم کے بنگالے جلسے پر اور نگ زیب کو اپنے بیٹے محمد اکبر کی بغاوت کے بسب ادی پور کی ہجم درپیش ہوئی۔ اس وقت محمد اعظم کو بھی کک میں حاضر

لے ماتر عالم گیری صفحہ ۱۵۱ و ۱۵۲ - لے ماتر عالم گیری صفحہ ۱۲۹ - واضح ہو کہ شاہجہان کے ہند میں جو سیف خان تھا وہ اور شفیع تھا۔

میں لکھتا ہو کر "فقیر درکانت دگول از توانع سبل پر صحبت حسین خان بے نا زست
اور رسیدہ مستفیض از انفاس نفسہ او شد" صرف اسی پر محصر نہیں۔ موڑخ مذکور
نے مختلف واقعات کے سلسلے میں کانت دگول کا ذکر متعدد مقاموں میں کیا
ہے۔ اگر تھام عبارتیں نقل کی جائیں تو بجاۓ خود ایک دفتر ہو جائے۔ اس لیے
اس تحریر میں تاریخ کے حالوں پر اکتفا کی جاتی ہے۔ حزید تحقیق کے لیے منتخب التوانع
پداویں جلد صفحہ ۳۲۳ و ۳۲۴ م جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۳۸ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۶۰ و ۱۶۹
و ۲۱۹ و ۲۸۵۔ جلد ۳ صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۳ و ۲۸۸ کی عبارتوں کو دیکھنا چاہیے۔ بظاہر
امیر خان نے بھارے واپس جائے ہوئے شاہ جہان پورا درکانت دگول سے عرض
لکھی اور وہیں شاہی افواج سے شکست کھا کر عالم و احصار عیل وغیرہ گرفتار ہوئے
اور ابراہیم خان بنگلے نے واپس جائے ہوئے ان اسریوں کو درکانت دگول سے
ساتھ لیتا گیا۔

(۸۱) تربیت خان ستمائیہ تا ستمائیہ (۱۶۶۴-۱۶۷۵)

۹ رمضان ۱۶۷۴ء کو امیر خان کے واپس جاتے پر تربیت خان صوبے دار
ہوتا۔ اس کے زملے کا کوئی واقعہ قابل ذکر معلوم نہیں ہوتا۔
۱۶۷۵ء میں حصہ حسین خان کے تغیر ہونے پر طہا سپ خان آرہ کا فوجدار
مقبرہ بجا۔

۱۵ مارچ عالم گیری صفحہ ۱۵۷

۱۵ مارچ عالم گیری صفحہ ۱۵۸

مرزا معز موسوی نظرت تخلص صوبے کا دیوان مقرر ہوا۔ بزرگ امید خان کسی قادر نہ تھا مراجح تھا۔ اور مرزا معز کو بھی ذاتی قابلیت کے علاوہ عالی خاندانی کا اعزاز تھا۔ پہلی ہی ملاقات کے دن جس وقت مرزا آیا اتفاق سے دیوان خلتے میں آپ خورہ رکھا ہوا تھا مرزا نے بلا حفاظہ اس کو سخن سے لگا کر چند کلپیاں کیں۔ بزرگ امید خان کو یہ حرکت ایسی ناگوار معلوم ہوئی کہ بادشاہ کے ہاں اس کی شکست تھی۔ بادشاہ نے بزرگ امید خان کی خاطر سے مرزا کو تبدیل کیا اور بعد میں دکن بھیج دیا۔

بزرگ امید خان نے ۱۷۰۴ء میں استقال کیا۔ پہنچ میں اس کی بنوائی ہوئی تھی کی ایک مسجد محل سنبھل کے قریب سڑک سے دکھن جانب موجود ہو۔ جس کے کتبے میں بانی کا نام بھی مذکور ہے۔ محلہ والوں کا بیان ہو کہ مسجد سے کچھ فاصلے پر پورب جانب جو سخت قبر میں ہے ان میں بانی مسجد کی بھی قبر ہو لیکن کتبہ نہ رہنے کے بعد اس کی تحقیق دشوار ہے۔

۱۷۰۵ء میں بزرگ امید خان صوبے دار بہادر ہمت خان پر خان جہان بہادر ظفر جنگ کی جگہ پر ال آباد کا صوبے دار بھی مقرر ہوا تھا۔

لئے مآثر الامر میں بزرگ امید خان کے حالات میں یہ واقعہ مذکور ہے اور مرزا معز موسوی نظرت تخلص کا حال اس پر نگر صاحب کے کٹیلاگ ۱۷۰۵ء میں بھی موجود ہے ۱۷۰۶ء کتبے میں قطعہ تاریخ یوں ہے۔

تاج والختت بزرگ امید خان

آن کر بر خلن خدا کر شعیم

زود گفتا باد بیت الاستقیم

چون زہائف خواست تاریخ نبف

۱۷۰۶ء مآثر عالم گیری صفحہ ۲۳۸

ہونے کا حکم دیا۔ محمد اعظم نے بنگالے سے پنڈ آکر حرم کو میرا دی اور ایک ہزار سواروں کی نیگرانی میں چھوڑا اور خود مصطفیٰ کاشی والہ را سپ بیگ و قاسم بیگ وغیرہ کو ساتھ لے کر نہایت تیزی سے ہفتون کی راہ دونوں میں طوکرتا ہوا اور پور کی طرف روانہ ہوا اور میں چھپیں دن کے بعد میرخان و شاہ قلی خان بختی کو وہ ہزار سواروں کے ساتھ مامور کیا اک حرم کو منزل بہ منزل ساتھ لے آئے (یہ واقعہ رمضان ۱۰۹۲ھ کا ہے) میں اور نگ زیب نے حمید خان پسر داؤد خان کو خلعت دے کر بھوچ پور کا فوج دار مقرر کیا۔

۱۰۹۲ھ میں صفائی خان صوبے دار بہادر نے بغیر حکم چھپن ہزار رپا صوبے کے خزانے سے صرف کر دیے تھے۔ اس لیے معزول ہو کر حاضری سے بھی ہجر ہوا ایکن دوسرے سال بادشاہ نے اس کو اور نگ آباد (دکن) کی صوبے داری تفویض کی۔

ابزرگ امید خان ۱۰۹۳ھ تا ۱۱۰۵ھ (۱۶۹۵ء - ۱۷۸۵ء)

بزرگ امید خان نواب ثایت خان امیر الامر اکا پرسویم مقام ۱۰۹۴ھ میں چاث کام کی فتح بیشتر اس کی سی سے حاصل ہوئی تھی۔ بنگالے میں ضلع باقر گنج میں ایک بڑا پرگنہ بزرگ امید پور کے نام سے اب تک مشہور ہو۔ بزرگ امید خان نے پنڈ میں بہت دونوں تک صنیبے داری کی۔ اس کے زملے میں

۱۵ ماہر عالم گیری صفحہ ۱۸۳۔

۱۵ ماہر عالم گیری صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۳۔

شہزادہ اپنی شہزادگی کے بحسب تختوت کرتا تھا۔ اور مرشد قلی خان کو باادشاہ کا مستعد ہونے کے بدب اپنے اعزاز کا خیال تھا۔ پرچہ نویسون نے یہ کیفیت باادشاہ کو لکھ دیجی۔ اور نگ زیب نے پوئے گوئے کا مرشد قلی خان کے خلاف تھاری کوئی حرکت مسموع ہوئی تو تھاری شہزادگی کا خیال نہ کیا جائے گا۔ شہزادے کو یہ تهدید بڑی لگی اور اسی کے بعد ۱۱۱۴ھ میں شمشیر خان کا تباہ لہ ہونے پر صوبہ بہار کا نظم شہزادے کے سپرد ہوا۔

۱۱۱۶ھ میں شہزادہ محمد عظیم نے اور نگ زیب سے شہزادہ محمد عظیم کی بعض شکایتیں کر کے اس کی طلبی کافریان جاری کرایا۔ محمد عظیم نے حکم پاک رسید حسین علی خان بہادر کو صوبہ بہار کا نظم سپرد کیا اور خود بھگالہ و بہار سے کئی گروڑ رپیس ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ اس اشتامیں ۲۸ ذی قعده ۱۱۱۷ھ فروری ۱۷۰۶ء کو اور نگ زیب نے انتقال کیا اور اس کے میثوں میں سلطنت کی دراثت کا جھنگڑا پیدا ہوا۔ شہزادہ محمد عظیم پنڈ سے جوڑ پیساتھ لے گیا تھا انھی سے اس کے باپ محمد عظیم بہادر شاہ نے سپاہ و سامان فراہم کر کے اپنے بھائیوں کو شکست دی۔ تخت سلطنت پر جلوس کر کے بہادر شاہ نے اپنے بڑے اڑکے معز الدین کو جہاں دادشاہ اور محمد عظیم کو عظیم اٹان بہادر کے خطابات عنایت کیے۔

(۲۴۶ کا بقیہ حاشیہ)

دیوان اور نگ زیب نے اس کی تعلیم اور پروردش کی۔ پھر حندستان آگرہ مرشد قلی خان اور نگ زیب کی ملازمت میں رہا۔ اور اپنی لیاچتوں اور کارگرداریوں سے ترقی کر کے امراء نامی میں شامل ہوا۔

سلہ ماڑ مالمگیری صفحہ ۳۰۰ -

۱۲۱، فدائی خان ۱۱۰۶ھ تا ۱۱۹۵ھ (۱۶۰۰ء - ۱۷۸۵ء)

بزرگ امید خان کے بعد فدائی خان (محمد صالح پسر عظیم خان کوک) صفویہ
بقرر ہوا ۱۱۲۷ھ میں بادشاہ نے اس کو صوبے داری سے تبدیل کر کے ترہت
ودر بھنگ کا فوجدار مقرر کیا۔ اور اس کے منصب میں اضافہ کر کے ڈھائی ہزار
سے تین ہزاری کر دیا۔

۱۲۲، شمشیر خان ۱۱۰۷ھ تا ۱۱۱۳ھ (۱۶۰۱ء - ۱۶۰۷ء)

فادی خان کے تبدیل ہونے پر شمشیر خان صوبے دار ہوا لیکن ۱۱۲۷ھ
میں شمشیر خان کو اودھ کی طرف بیج دیا گیا اور بہار کی صوبے داری شہزادہ محمد عظیم
ہالم بھنگ کے حکومت کے ساتھ ضم کر دی گئی۔

۱۲۳، شاہزادہ محمد عظیم ۱۱۱۴ھ تا ۱۱۱۶ھ (۱۶۰۵ء - ۱۶۰۷ء)

شاہزادہ محمد عظیم پسر محمد عظیم عرف بہادر شاہ بن اور نگز زیر ۱۱۰۹ھ
سے بھنگ کے صوبے دار اور نواب مرشد قلی خان عرف جعفر خان دیوان تھا۔

۱۰۰ ماتر عالم گیری صفحہ ۲۲۳۔

۱۰۰ ماتر عالم گیری صفحہ ۲۰۰۔

۱۰۰ مرشد آباد (۱۷۸۵ء) کے نام پر آباد ہوا۔ مرشد قلی خان برہمن زادہ تھا۔ حاجی شفیع اصفہانی
(باقی حاشیہ صفحہ ۲۰۰ء)

باب شانزدہ حم

سلطین مغلیلہ کا آخری دور

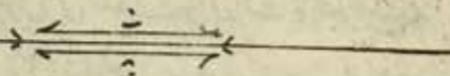
(۱) سید حسین علی خان بہادر اور فرخ سیر

۱۱۱۹ھ تا ۱۱۲۲ھ (۱۷۰۴ء - ۱۷۱۷ء)

حسین علی خان جو فرخ سیر کی حکومت میں امیر الامر کے خطاب سے مخاطب ہوا سادات بارہ سے تھا۔ شہزادہ محمد عظیم کی صوبے داری کے بعد بہادر شاہ کی سلطنت کے زمانے میں بھی یہ اپنے عہدے پر بحال و برقرار رہا۔ بہادر شاہ نے چار برس اور چند ہمینے سلطنت کر کے حرم ۱۱۲۳ھ میں استقال کیا اور اس کے بیٹوں میں پھر سلطنت کی وراثت کا جھلکا اپنیا ہوا۔ اسی صورت کے میں عظیم الشان سع ہاتھی دریائے راوی میں ہلاک ہوا۔ اور اس کے بڑے بھائی معز الدین جہاں دار شاہ نے فتح مند ہو کر تخت سلطنت پر جلوس کیا اور دس ہمینے حکومت کی۔ اس وقت بھی حسین علی خان اپنے عہدے اور منصب پر قائم رہا۔ بعد کے حالات فرخ سیر کی بادشاہت کے مسئلے میں بیان ہوں گے۔

۱۵) پٹنہ کا عظیم آباد نام ہونا ۱۵-۱۴۱۴ھ (۱۷۰۳ء)

شہزادہ محمد عظیم نے اپنی صوبے داری کے زمانے میں قلعہ پٹنہ کو خوب آسستہ کیا اور شہر کو ہلی کا جواب بنانے کے ارادے سے از سر نوا آباد کیا۔ مختلف طبقوں اور فرتوں کے باشندوں کے لیے جلا جدا محلہ بنائے۔ مثل پورہ، لوڈی کیڑہ، دیوان محلہ بخشی محلہ وغیرہ اب تک اسی کی یادگار ہے۔ قلعہ کے قریب امراء دوست رہتے تھے۔ اس محلے کا نام کیوان شکوہ رکھا گیا تھا۔ جوز محل کی نحودت سے تباہ ہو کر "کواکھوہ" ہو گیا۔ غرباً اور مسافروں کے لیے بھی خیراتی مکان اور سافر خانے بنائے گئے تھے۔



لہ اسی وقت شہر کا نام عظیم آباد ہو گیا جواب تک زبان زد ہو۔ پچاس سال کے قریب ہوئے نواب مرزا خاں داع دہلوی پٹنہ آئے تھے جس کا ذکر انہوں نے فرید داغ میں کیا ہے۔ اور یہاں مشاعرے میں جو غزل پڑھی تھی اس کے مقطع میں شہر کا ذکر عظیم آباد کے نام سے کیا ہے۔

کوئی چھینتا پڑے تو داع گلکتے چلے جائیں

عظیم آباد میں ہم منتظر اون کے بیٹھے ہیں

۲ہ سیر المترادین جلد صفحہ ۷ وغیرہ۔

رعایت خان کے لیے عفو جراحت اور رہتاں کی قلعہ داری کا فرمان مع خلعت و نشان آیا ہو تو امید ہو کہ میں ان چیزوں کو لے جانے کے بھائے سے رعایت خان کا کام تمام کر سکوں۔ اگر اس کو قتل کر کے میں زندہ واپس آیا تو خود انعام کا سخت ہوں گا ورنہ میرے مارے جانے کی صورت میں اپل و عیال کی پروردش کا خیال کیا جائے۔ فرزخ سیرا اور اس کے ارکانِ دولت نے اس صلاح کے مطابق لاچین بیگ کو خلعت و نشان دے کر بعض جان بازوں کے ساتھ رہتاں کی طرف روشن کیا۔ پیام سلام کے بعد رعایت خان اس پر راضی ہو اک لاجین بیگ دو ہمراہ ہیوں کے ساتھ قلعے کے دروازے پر آگر خلعت و نشان سپرد کرے۔ جب رعایت خان استقبال کو قریب پہنچا لاچین بیگ نے آنکی چھڑانکال کر رعایت خان کے پیٹ میں ایسا ما را کہ ایک ہی دارہ میں کام تمام ہو گیا۔ رعایت خان کے بعض ہموار ہوئے لاجین بیگ کے چند زخم کاری لگائے لیکن ساتھیوں نے اس کو بچالیا اور رعایت خان کا سرکاٹ کر فرزخ سیر کے پاس روشن کیا۔ فرزخ سیر نے باشداد سے لاچین بیگ کو بہادر دل خان کا خطاب اور منصب دلوایا اور اس واقعہ سے خود فرزخ سیر کی قدر و اعزاز میں بھی اضافہ ہوا۔ اس کے بعد ہی بہادر شاہ کا انتقال ہوا، اور فرزخ سیر نے تخت سلطنت کا جھنگڑا طڑ ہونے کے قبل ہی اپنے باب عظیم اشان کا خطبہ جاری کر کے خود بھی باب کے پاس جانے کا تھیہ کیا۔ لیکن علیم محمد فیح بنجم اور بعض "دنیا طلب درویشوں" نے منع کیا کرتخت نہیں ہو کر اپنا سک و خطبہ جاری کیے بغیر اس سر زمین سے باہر قدم نکالنا اس عوذ نہیں۔ اس زمانے میں نواب حسین علی خان صوبے دار عظیم آباد بعض پر گنات

لہ منتخب الباب حد ۲ صفحہ ۴۰۹ و ۴۱۰۔

۳۵ مورخ خانی خان نے یہ الفاظ لکھے ہیں۔

(۲) فرزخ سیر کا عظیم آباد پنہ میں جلوس کرنا ۱۲۲۰ھ

شاہزادہ محمد عظیم عظیم آباد سے چلتے وقت اپنے بڑے بیٹے کریم الدین کو ساتھ لیتا گیا تھا۔ اور دوسرے بیٹے فرزخ سیر کو اپنے حرم اور بعض سامان کے ساتھ راج محل میں بطور نائب چھوڑ گیا تھا۔ بہادر شاہ نے اپنے مرلنے سے کچھ دن پہلے اعز الدولہ خان خانان بہادر کو بندگی کی صوبے داری کے لیے نامزد کیا تھا اور اپنے پوتے فرزخ سیر کو اپنے پاس طلب کیا تھا۔ فرزخ سیر بندگی کے عظیم آباد آگر فواح شہر (باغ جعفر خاں) میں مقیم ہوا اور بادشاہ کو خریج راہ کی گئی اور موسم برسات کا اندر لکھنہ بھیجا۔ اسی زمانے میں علیم محمد رفیع نے (جو علم بخوم سے بہرہ افر رکھتا تھا) فرزخ سیر کو سلطنت کا هر شدہ تھا۔ اور بعض درویشوں نے بھی اسی سترین میں تخت نشین ہونے کی نوید دی اس لیے فرزخ سیر نے یہاں سے نکلنا شجاعت ہے۔ فرزخ سیر اپنے اور بھائیوں کی پر نسبت اپنے باب عظیم اشان اور اپنے دادا بہادر شاہ کی نظر میں زیادہ قدر و سُرزاں تھا۔ اتفاق سے اس زمانے میں محمد رضا خان طب بر رعایت خان (بہادر شاہ کی خفگی کے سبب دکن سے خفیہ صوبہ بہار آیا اور ایک جعلی فرمان بنانکر قلعہ رہتاں پر قابض ہو گیا اور اس علاقے سے مال گزاری جمع کر کے بادشاہ کو عرضی لکھی کہ شاہی متصدیوں کا کوئی بندوبست نہ رہنے کے سبب میں نے اس قلعے پر قبضہ کر رکھا ہو۔ بہادر شاہ اور عظیم اشان نے فرزخ سیر کو رعایت خان سے قلعہ چین لیتے کا حکم دیا۔ لیکن فرزخ سیر کے پاس اس قلعے کے محاصیرے کے لیے کافی لوازمات اور سامان موجود تھے۔ اس جیسے کو دیکھ کر لا چین بیگ نامی ایک قلماق لے جس کو فرزخ سیر نے ملازمت سے بر طرف کیا تھا یہ اعقابی کہ الگریہ شہر پر کرو دیا جائے کہ بادشاہ کی طرف سے

ہوئے لگا۔ فرزخ سیرے میرافضل کے باغ میں دربار کر کے جلوس کیا اور روسار اور زمینداروں سے نذریں وصول کیں، اور فقراء اور درویشوں اور شخومیوں کو جاگیریں اور انعام عطا کیے۔

حسین علی خان نے تمام تاجریوں، مہاجنوں اور ستمول لوگوں کی ایک فہرست تیار کر کے ہر ایک پر نذریز تشخیص کیا۔ سرے پر انگریز اور ڈچ تاجریوں کے نام تھے۔ انگریزی کمپنی نے سارے چھوڑزار تپ حسین علی خان کی نذر کیے۔ تب باتیں ہزار روپی اور دے کر فرزخ سیرے چھٹکارا ہوا۔ ایکن ڈچ کمپنی نے افکار کیا اور ان کا مال ضبط کر لیا گیا۔

حسین علی خان نے اپنے منصوبے کی اطلاع دبے کر اپنے بھائی سید عبد اللہ خان صوبے دار ال آباد کو بھی لکھ کے لیے آنادہ کر لیا۔ اس کے بعد فرزخ سیرہ جہاں دار شاہ کے مقابلے کو روانہ ہوا۔ بعد کے واقعات کو اس صوبے کی تاریخ سے کم تر تخلیق ہو۔ صرف اس قدر بیان کر دینا کافی ہو گا کہ جہاں دار شاہ نے اول اپنے بیٹے اعز الدین کو مقابلے کے لیے تعین کیا اور اس کے شکت

لئے میرافضل کا باع اس بلگ تھا جہاں اب انجینئرنگ کالج ہے۔ اس کے پورب جانب محل گوکل پور میں ایک سجد کے کتبے میں فرزخ سیر کا اس سجدہ میں غاز پڑھنا اس مصروف سے ظاہر ہو۔

"کرد فرزخ سیر غاز ادا" ۳ DISTRICT GAZETTEER PATNA

مطبوعہ ۱۹۲۳ء صفحہ ۲۶۔ منتخب الباب حصہ ۲ صفحہ ۱۵۱ کے مطابق فرزخ سیر نے تین لاکھ روپی کی بض چند کے تجار سے اور صارخ زدی اور شاہی خزانہ صوبہ بھکالے اور عظیم اثاث کی جاگیری پرچھتر لاکھ روپی اس کے ہاتھ لگے تھے چبیس لاکھ تو سید عبد اللہ خان صوبے دار ال آباد کے پاس پہنچے باقی کئی لاکھ روپی سر بلند خان نے دبارة کئے۔ اور شاید کچھ رقم جہاں دار شاہ تک پہنچی۔ ۱۱

کے انتقام کے لیے باہر گیا ہوا تھا۔ تخت سلطنت حاصل ہوئے بغیر صوبے میں عظیم اشان کا خطبہ پڑھا جانا۔ حسین علی خان کو ناگوار معلوم ہوا۔ فرزخ سیرے میں بھی علی خان کا اقتدار دیکھ کر اس کو اپنا طرف دار بنالیا ضروری سمجھا اس لیے تمام اختیار و مدار سلطنت اس کے ہاتھ میں دینے کا وعدہ کر کے اس کو اپنا عالمی بنالیا۔ اس کے بعد ہی عظیم اشان کے ہلاک ہوتے اور جہاں دار شاه کے ہادشاہ ہونے کی خبر پہنچی۔ جس کا ذکر اذ پر گز رچکا ہو۔

سیر المتأخرین سے معلوم ہوتا ہو کہ جہاں دار شاه نے مرشد قلی خان اور حسین قلی خان کو حکم بھیجا کہ فرزخ سیر کو مع اہل و عیال نہیں روائے کرو۔ مرشد قلی خان نے دیکھا کہ اس جھگڑے میں پڑنا بدنامی سے خالی نہیں۔ اس لیے خفیہ فرزخ سیر کو خبر کرو دی کہ اپنی فکر کر لے۔ فرزخ سیر بھگالے سے عظیم آباد آگر باغ جعفر خان میں مقیم ہوا اور احمد بیگ (غرف نازی الدین خان بہادر) کے ذریعے سے حسین علی خان کو اپنے آئے کی خبر دی۔ حسین علی خان عظیم اشان کے بعض احانتات کو یاد کر کے ملازمت کو حاضر ہوا اور اس کو جہاں دار شاه کے حکم سے آگاہ کیا۔ فرزخ سیر نے کہا کہ میں تو آپ کے بھروسے پر بہاں آتا ہوں اس وقت پر دے کے اندر سے عورتوں نے بھی الحاج وزاری شروع کی اور فرزخ سیر کی کم سن پہنچی ملک زمانی بھی پاس آگر کہنے لگی کہ جو ہونا ہو وہ ہو کر رہے گا۔ لیکن آپ نے اگر میرے باپ کی مدد نہ کی تو خلق خدا آپ کو کیا کہے گی حسین علی خان نے جواب دیا کہ میرے پاس تو سوائے میرے کوئی چیز نہیں جو بارشا و ہمند کے کام آئے۔ اس کی ضرورت ہو تو حاضر ہو۔ فرزخ سیر نے یہ سنتے ہی اپنی تلوار حسین علی خان کی مکر سے با عمدہ دی۔ اسی وقت سے سامانِ جنگ درست

کے ساتھ کوئی پر اسلوک کیا تو میں ون کے اندر مجھے دکن سے واپس آیا ہوا بھتنا غرض
 - قراردار کے مطابق میر جملہ عظیم آباد آیا۔ اتفاقاً اس زمانے میں بادشاہ نے
 لطف اللہ خاں صادق دیوان خالصہ کی تجویز سے دو صدی تا ہنچدی منصب
 اور سات آٹھ ہزار سوارہ الائشہی کی تقریبی اور تاعطا نے چاگیر بنانے پر چاس روپی
 ماہات نقد ادا کرنے کا حکم دیا تھا اور پھر ان کی تقریبی کے بعد ہی بطرفی کا حکم صادر
 کیا۔ میر جملہ نے جن سواروں کو مستروں کیا تھا ان کی تنخواہ پڑھ گئی اور صوبے کا خزانہ
 بہت کچھ دھیر نامی زیندار (جس کا ذکر ابھی آئے گا) پر فوج کشی کرنے میں صرف
 ہو گیا تھا۔ سواروں نے تقاضا شروع کیا اور میر جملہ کو اس طرح گھیرنے لگے تک
 جان چھڑانی دشوار ہو گئی۔ آخر کچھ بن سپڑی تو رف پوش ہو کر چپکا عظیم آباد سے
 دہلی بھاگ گیا۔ وہاں بادشاہ اور سادات بارہ کے فادات کے بدب متوخش
 افواہیں اڑی ہوئی تھیں۔ میر جملہ کے پہنچنے سے مگان ہوا کہ بادشاہ نے اس کو
 قطب الملک کے خلاف کسی قصد سے بلوایا ہو۔ ہر چند بادشاہ نے میر جملہ کو
 باریانی کا موقعہ نہ دیا بلکہ اس کو مغضوب اور کم منصب کر کے قطب الملک کی
 تسلی میں کوشان ہوا اور خود میر جملہ نے اس طرح بھاگ کر آئے تھے اور ہو کر معدّہ
 کی سیکن سو روپن رفع نہ ہوا۔ آخر میر جملہ تبدیل ہو کر پنچاب بھیج دیا گیا اور عظیم آباد
 کی صوبے داری کو سرپندر خاں کو دی گئی ہے۔

لہ خس الدولہ نواب لطف اللہ خاں صادق کی نسل میں بعض لوگ حدود نون گول شہر
 عظم آباد پڑست میں اب تک موجود ہیں۔

کھلان پر خود مقاومت کو آنادہ ہوا۔ لیکن باوجدد افریقی و سامان رکھنے کے گرفتار ہو کر، ۱۲۳۴ھ کو قتل کیا گیا۔ جہاں دار شاہ کی حکومت گیارہ ہیئت کے اندر تمام ہو گئی۔

(۱۳) میر جملہ خان خانان قاضی عبداللہ تورانی

۱۲۴۰ھ تا ۱۲۶۰ھ (۱۸۱۶ء - ۱۸۳۶ء)

سید حسین علی خان بہادر نے فرخ سیر کی سعیت میں عظیم آباد سے چلتے وقت اپنے بھانجے غیرت خان کو بطور نائب چھوڑا تھا۔ فرخ سیر کے پڑشاہ ہوئے پر سید عبداللہ خان ”قطب الملک“ اور سید حسین علی خان ”امیر الامراء“ کے خطاب سے خطاب ہوئے اور تمام اختیار سلطنت ان دونوں کے قبضہ آفتاب میں آگیا۔ اسی زمانے میں دار الحکومت پر قبضہ کرنے کے سلسلے میں عبداللہ تورانی قاضی جہاں گیر نگرانے بعض خفیہ کارروائیاں انجام دی تھیں جس کے سلسلے میں اس کو بھی خان خانان میر جملہ ”کاظم عطا ہوا۔ سادات بارہ تھے وفات رفت اس قدر پاؤ پھیلائے کر خود بادشاہ کو کسی امر میں درست اندازی کی گنجائش باقی نہ رہی آخر بادشاہ اور امیر الامراء دونوں ایک دوسرے کی خرابی کے درپیڑ ہوئے۔ میر جملہ بادشاہ کا طرف دار تھا اس سے بھی امیر الامراء کی آن بن ہو گئی۔ بالآخر بڑی بے طفی کے بعد یہ بات قرار پائی کہ میر جملہ صوبے دار مقرر ہو کر عظیم آباد بیچ دیا جائے اور امیر الامراء دکن کی طرف روانہ ہو۔ امیر الامراء نے یہ بھی دھکی دی کہ میری غیبت میں بادشاہ نے میر جملہ کو اپنے پاس ملا یا یا سید عبداللہ قطب الملک

شخص کے اتحم سے مارا گیا یہ

۷) نظام الملک کا نام زد ہونا ۱۳۲-۳۰۱۹ء (۱۴۲۰ھ)

سید حسین علی خان اور سید عبد اللہ خان اور ان کے دیوان رتن چند نے رفتہ رفتہ موروثی امراء کو غارج کر کے اکثر عہد سے سادات بارہ اور بقا الون کو تغیریض کیے۔ دکن میں نظام الملک اپنے ذاتی اعزاز اور خودداری کے بدب آبرو بچا سئے ہوئے تھا اور اس کی نیکی اور الوالعزمی کے بدب امراء کیبار مغلیہ اس کو اپنا پیر و مرشد سمجھتے تھے۔ سید عبد اللہ خان نے اس بنا پر کہ صوبہ عظیم آباد کے بعض زمیندار شریہ پشت تھے اور نظام الملک اصف خان بہادر فتح جنگ (قلع خان) نہایت ذی اقتدار امیر تھا۔ فرخ سیر کی طرف سے اس کو صوبہ بہار کی صوبہ داری کے لیے نام زو کیا۔ نظام الملک نے بھی چار دن اپنے قبول کیا۔ لیکن انہی نظام الملک ادھر آئنے کا تہیتہ ہی کر رہا تھا کہ سلطنت کا سانحہ پیش آیا جس کی کیفیت مختصرًا یہ ہو کہ باڈشاہ اور سادات بارہ کی مخالفت اس حد کو پہنچی کہ سادات بارہ نے مروت دیا اس نمک اٹھا کر اپنے نام نہاد آتا کے استیصال کا قصد کیا۔ انھوں نے فرخ سیر کو نہایت ذلت و خواری کے ساتھ زناۃ محل سے گھستوا کر کھول دیجوس کیا اور کچھ عمر میں کے بعد وہ قید گئے ہی میں ہلاک ہوا۔ سید عبد اللہ خان اور حسین علی خان کے تسلط سے تخت سلطنت بس اٹھا طریقہ بن گیا۔ چند بیسوں کے اندر یکے بعد دیگرے رفیع الدین بہارت اور رفیع الدین ولت پرزاں رفیع الشان

ٹھنخ بباب حصہ ۲ صفحہ ۶۷۔ دھیریکاری کے راجا ہائی نام تھا لیکن منتخب بباب یہ اس کے مشعل کوئی صراحت منجود نہیں تھا۔ اٹھا کاری کا راجا امراء ہے۔ منتخب بباب حصہ ۲ صفحہ ۶۸۔

رم، سر بلند خان شاہ تاش ۱۵۱۸ء (۱۴۱۸ھ)

قطب الملک کی رضامندی کیلے میر جمال کو تغیر کر کے سر بلند خان صوبے دار مقرر ہوا تھا لیکن تاریخ سے معلوم ہوتا ہو کہ اس کو صوبے داری راس نہ آئی اور جالگیر کے تباadel خرچ کی کمی اور پاہ کی تنخواہ کے تقاضے سے تنگ آگر اس نے اشاث البیت اور اسپ و فیل جماد داروں کے پرد کر کے خود فقیرانہ زندگی بسر کرنے کا قصد کیا۔ لیکن قطب الملک نے اپنے پاس سے نقد و جنس دے کر اس کو کابل کی صوبے داری پر آمادہ کیا۔ سوبہ بہار میں اس کے زمانے کا قابل ذکر و اتعہ دھیر زمیندار کی بغاوت ہو۔

(۵) دھیر زمیندار صوبہ عظیم آباد کی بغاوت اور قتل

دھیر نامی زمیندار کی چھ عرصے سے اس صوبے میں سرکشی کرتا تھا اور چند بار شہزادہ اور صوبے داروں کی فوج سے مقابلہ کر کے ان کو زک بھی دے چکا تھا۔ میر جلد نے اپنی صوبے داری میں اس پر فوج کشی کی لیکن صوبے کا تمام خزانہ صرف کرنے پر بھی اس کی زمینداری پر بغضہ نہ ہو سکا۔ سر بلند خان کے آئے تک دھیر کی لوث مار سے صوبے کی تمام رعایا اور جالگیر داروں کا ناک میں دم آگیا تھا۔ سر بلند خان نے ایک بڑی جمیعت فراہم کر کے دھیر کا مقابہ کیا۔ طفین سے بہت آدمیوں کے مارے جانے پر بالآخر دھیر فرار ہو کر جنگلوں میں جا چیا اور اچانک کسی لہ تختہ الدباب حد ۲ صفحہ ۲۰۰۔ یہ بھی ممکن ہو کہ خرقہ پوشی محس ڈھکو سلاہو کیوں کہ سر بلند خان نے کتنی لاکھ روپیہ ایا دار شاہ کے نہ مانتے ہیں وہ بائے تھے جو نوٹ سلفہ ۲۵۱ میں مذکور ہو۔

ہو کر آیا۔ سیر المتأخرین (جلد ۲ صفحہ ۹۳) میں اس کی صوبے داری کا زمانہ تھیناً
 شاندھ کے قریب بتایا ہوا درکھا ہوک" اس نے ایسی سختیاں کیں کہ تھوڑے ہی
 ہنوں میں لوگ نالاں ہو گئے اور شیخ عبد اللہ جو مت سے عظیم آباد میں مرجعِ امام
 تھا اور رگاہ گاہ بعض صوبے داروں کی نیابت بھی کرچکا تھا۔ تنگ آگرگنگا پار قلعہ
 سوانح میں جہاں اس کے زر خرید مواضعات بھی تھے پناہ گزیں ہوں لیکن فخر الدین
 نے پیچھا نہ چھوڑا، اور شیخ موصوف وہاں سے حکل کر برہان الملک صوبے دار
 اودھ کی پناہ میں چلا گیا۔ یہ ایذار سانی شیخ موصوف تک محدود نہ تھی بلکہ شہر
 کے اور مشاہیر حظام بھی سور دید اور ہوئے۔ انھی میں خواجہ سعتصم برادر امیر الامراء
 بھی تھا جو شانخ ہند کے طور پر فقیرانہ زندگی تھا۔ اسودگی سے بس کرتا تھا ازڑ
 ہو کر شاہ جہاں آباد چلا گیا اور عنده الملاقات امیر الامراء صصاصم الدول کو سارا ماجرا
 کہتا یا۔ صصاصم الدول نے برہم ہو کر فخر الدول کو بطرف کرایا اور صوبہ بہار کو
 بہنگالے میں شامل کر کے پیاس کی صوبے داری کی تدریج موتمن الملک نواب
 شجاع الدول شجاع الدین محمد خان ناظم بہنگال کے نام بھجوادی" ۔

صاحب سیر المتأخرین نے یہ نہیں بتایا ہو کہ فخر الدول نے شیخ عبد اللہ تو
 خواجہ سعتصم کے ساتھ کیا تعددی کی اور اس کے کیا اسباب تھے۔ ممکن ہو کہ خود
 ان لوگوں نے صوبے دار کی کارروائی میں وخل و رمعقولات کیا ہو۔

رائم نے اس صوبے دار کے زمانے کا ایک کتبہ پایا تھا جس کو رائم کی
 درخواست کے مطابق ان پکڑ جز لپولیں بہار داڑی نے تھا۔ خواجہ کلان
 نی دیوار پر نصب کرایا ہوا در بذریعے چٹپی نمبر ۵۳۷ موجہ ۱۷ جون ۱۹۲۳ء رائم
 کو بھی اس کی اطلاع دے کر مشکور فرمایا۔ کتبے کی عبارت
 (ماشیہ ۲۹۱ پر دیکھیے)

بن بیادر شاہ تخت نشین کیے گئے۔ اور اسی اثناء میں متہیں تھیں تاگر ا ملازم نیکو سیرا نے بعض افراد کو ملا گر نیکو سیر پر اکبر بن عالم گیر کو اکبر آباد میں تخت نشین کر دیا۔ اور ان سب کم زور شاہ بابن شترخ کے بعد بالآخر ۱۳۲۲ھ میں روشن اختیر پر خجستہ اختیر بن جہاں دار شاہ نے بادشاہ ہو گر ابو المظفر ناصر الدین محمد شاہ کا لقب اختیار کیا۔ یہ حسین علی خان کے مارے جانے پر یہ عبد اللہ خان نے محمد شاہ کے علی الرغم محمد ابراہیم پسر فتح الدولت کو تخت نشین کیا تھا لیکن وہ بھی مغلوب ہوا۔

فرخ سیر کی گرفتاری کے بعد ہی حسین علی خان نے نظام الملک کو قول و قرار سے سلطنت کر کے بجائے عظیم آباد کے مالوکی صوبے داری پر راضی کیا تھا اس لیے نظام الملک ادھرنہ آیا ۱۳۲۴ھ

(۱) عقیدت خان سال ۱۳۲۴ھ تا ۱۳۲۷ھ (۱۸۰۵ء - ۱۸۰۸ء)

۱۳۲۴ھ میں محمد شاہ بادشاہ نے پانچ لاکھ روپیہ پیش کش لے کر عقیدت خان پسر امیر خان صوبے دار معزول ٹھٹھہ کو عظیم آباد کا صوبے دار مقرر کیا۔ لئے اس صوبے دار کے متعلق اس صوبے کا کوئی قابل تذکرہ واقعہ معلوم نہیں ہوتا۔

(۲) نواب فخر الدولہ سال ۱۳۲۶ھ تا ۱۳۳۰ھ (۱۸۰۸ء - ۱۸۱۲ء)

عقیدت خان کے بعد نواب فخر الدولہ امرداد حبیقی نواب روشن الدعلہ تھے مگر

۱۔ تذکرہ الباب حصہ ۲ صفحہ ۸۱۶۔

۲۔ تذکرہ الباب حصہ ۲ صفحہ ۹۲۸۔

باب ہفتہ ستم

بھار کا بیگانے میں شامل ہونا اور صوبے داروں
کی منصوبے بازی

(۱) شجاع الدولہ شجاع الدین محمد خان اسد جنگ
۱۴۳۹ھ تا ۱۴۵۲ھ (۱۶۲۸ء تا ۱۶۴۱ء)

شجاع الدولہ قوم افشار یعنی خراسانی ترکوں کی نسل سے تھا اور جعفر خان
ملقب پر نواب مرشد قلی خان ناظم بیگانہ (۱۴۲۵ء تا ۱۴۲۷ء) کا داماد تھا۔ مرشد
قلی خان نے اپنی نظمت میں شجاع الدولہ کو اڈیسہ کی صوبے داری دلوائی تھی۔
۱۴۳۲ھ (۱۶۲۳ء) کے قریب جب مرشد قلی خان کی زندگی کے دن آخر ہوتے
کوئی تو اس نے اپنے نواسے علاء الدولہ سرفراز خان پر شجاع الدولہ کو اپنا
قائم مقام کرنا چاہا۔ لیکن شجاع الدولہ بیٹی سے پہلے خود ہی حاکم بیگانہ ہونا چاہتا
تھا۔ اس نے اپنے عزیز و رفیق محمد علی دردی خان اور اس کے بھائی حاجی احمد
کی صلاح سے خفیہ بندوبست کر کے دہلي سے اپنے نامہ بند صوبے داری میگولی
اور ۱۴۳۴ھ (۱۶۲۴ء) میں مرشد قلی خان کے مرئے پر مرشد آباد آگرہ نامارت
پر جلوس کیا۔ سرفراز خان خود کو مرشد قلی خان کا ولی عہد جانتا تھا لیکن اپنی ماں

بندہ نواب فخر الدولہ مددو ح زبان آں کے درنامش حسن را باطنی باشقران
 ساخت دار العدل جانیکو ناہر جب داد در ہزار دیکھ صد چل دو شتر تاریخ آن
 داؤ دخان قریشی کے زمانے کے بعد یہ دوسرا دار العدل ہو جو عظیم آباد میں
 قائم ہوا۔ اس سے نواب فخر الدولہ کی عدالت آرامی کا ثبوت ملتا ہے۔
 شہر میں فخر الدولہ کی مسجد مشہور ہے لیکن اس کو اس صوبے دار سے کوئی
 تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ مسجد ایک بیگم نے ۱۸۰۷ء میں فخر الدولہ کے ساتھ
 بر سر بعد بنوائی۔ مرشد آباد کے نوابوں کے خاندان میں اس کی تولیت فتحی
 شاید انھی میں کوئی فخر الدولہ ہو گا۔ گورنمنٹ گزینی پیرا و دوسری تحریکوں میں
 جو اس مسجد کو صوبے دار فخر الدولہ کی بنوائی ہوئی تکھدید یا ہے۔ مسجد کے کتبے کی
 عبارت کے مقابلے میں صحیح نہیں۔ اس کی مفصل کیفیت کتاب کے دوسرے
 حصے میں لکھی ہے۔

بہر حال فخر الدولہ کو صوبہ بیمار میں سلاطین مخلیہ کا آخری صوبے دار کہنا
 چاہیے کیوں کہ اس کے بعد صوبے داروں نے اپنی منصوبے بازی سے بیمار
 و بیگلے کی حکومت کو ذاتی دعور و نیشنل ک قرار دیا اور سلطنت مغلیہ میں بھی
 اتنا دم نہ تھا کہ ان کی روک تھام کرنے۔

صفحہ ۱۹۰ کا حاشیہ ہے۔

اکتاب MARTIN'S EASTERN INDIA صفحہ ۳۲ میں صرف اس قدر لکھا ہے
 کہ میں جو دار العدل بنایا کیا تھا اس کی یادگار صرف ایک پتھر را تی ہے۔

۱۳۲ سے میں جب صوبہ بہار بھی بنگلے میں شامل کر دیا گیا تو شجاع الدین محمد خان نے دربارِ دہلی سے علی دردی خان کے لیے سند صوبے داری بہار و عظیم آباد (مع اضافہ منصب وچ ہزاری و خطاب ہبابت جنگ اور بالکلی جمالدار و علم و نقارہ) حاصل کر کے خان موصوف کو اپنی طرف سے فوج دے کر عظیم آباد روانہ کیا۔ ہبابت جنگ نے عظیم آباد اگر درجنگ کے پٹھانوں کو اپنی ملازمت میں رکھ لیا اور تھوڑی ہی تدبیت میں بتیا بھوچ پور اور ڈکاری کے راجاؤں اور زیندانہ کو مطیع کر کے اپنی ہبابت کی دھاک بٹھادی۔ عبدالکریم خان روہیلہ پٹھان کو جو ڈیر طحہ ہزار پٹھانوں کا افسرا در غود بھی ہبابت جری تھا اپنے گھر میں گھیر کر قتل کیا، اور بعض سرکشوں کو تدبیروں سے آپس میں لڑادا کر کم زد رکھ دیا۔ شجاع الدین کو بھی اطاعت سے راضی رکھا۔

۱۳۳ ہبابت جنگ کی فوج کشی اور سفر فراز خان کا قتل

۱۳۴ مطابق سال ۱۷۶۸ء

۱۳۴ میں شجاع الدین ناظم بختال نے انقلال کیا اور اس کا نظر کا عالم الدین سفر فراز خان سندھیں ہوا۔ اس وقت ہبابت جنگ نے اس کے باپ کے احسانات کو ذرا موش کر کے بنگلے کی حکومت کا حوصلہ پیدا کیا۔ ہبابت جنگ کا بھائی حاجی احمد سفر فراز خان کے معتمدوں میں تھا اس نے خفیدہ کا مدد ایوں سے سفر فراز خان کے خلاف لوگوں کو ابھان اثر درع کیا اور دونوں بھائیوں نے مل کر سفر فراز خان کی خالفت کیے بہت سے جیلے اور ایا ب ظاہری پیدا کر لیے۔ اس کے لئے بیاض اسلامیں صفحہ ۲۹۳۔ ۳۰۸ صفحہ ۳۰۸۔

زینت النسا یگم کی فہماں سے باپ کی اطاعت پر طو عایا کر راضی ہو گیا۔
 جب فخر الدولہ محرزوں ہوا اور صوبہ بہار کی تسویے داری بھی شجاع اللہ
 کوں گئی تو اس نے اپنے لڑکوں میں سے (یعنی محمد تقی خان جو کسی غیر معروف
 عورت کے بطن سے تھا اور سرفراز خان جوزینت النسا بنت مرشد قلی خان
 کے بطن سے تھا) ایک کو نائب مقرر کر کے عظیم آباد بھیجا چاہا لیکن ان کی ماں
 نے ان کا جدعا ہونا گوارا نہ کیا۔ شجاع الدولہ نے محمد علی دردی خان کو لابق سمجھ کر
 بہار کی صوبے داری کے لیے منتخب کیا اور دربار دہلی سے اس کے لیے مندو
 خطاب کی استدعا کی۔^{۱۷}

۱۳۱ نواب محمد علی دردی خان ہبادت جنگ ۱۸۳۳ء

تاریخ ۱۸۵۳ء (ست ۳۰۰۶ء)

محمد علی دردی خان کے خاندان کے متعلق صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے
 کہ اس کا باپ سیرزا محمد شہزادہ محمد عظیم پسر اور نگ زیب کا بکاول تھا۔ سیرزا محمد
 کے مرتب پر اس کے بڑے بیٹے حاجی احمد نے شہزادے کی بکاولی اور جواہر خانہ
 کی وادی علیگی کا منصب پیا۔ لیکن شہزادے کے مارے جانے پر حاجی احمد اور
 علی دردی خان نے اڑیسہ آکر شجاع الدین محمد خان نائب ناظم اڑیسہ کی رفاقت
 اختیار کی چوں کہ ان کی ماں بھی قوم افشار سے تھی اور شجاع الدین محمد خان کی
 قربت مند تھی۔ اس لیے شجاع الدین محمد خان نے ان کو اپنا مشیر خاص بنایا۔

^{۱۷} سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۹۵ و ۹۶ ریاض السلاطین صفحہ ۲۹۲۔

تاریخ المتأخرین جلد ۱ صفحہ ۹۲۔

رشیار از قسم جواہرات و فیل و اسپ و ظروف طلائی و نقری در بارہ دہلی کو لے رکھیں۔ اس کے بعد سے علی وردی خاں نے صوبہ بہار میں مستقل نائب مقرر کر کے خود بنگالے میں قیام کیا۔

۲۳) نواب زین الدین احمد خان ہبیت جنگ شاہ

تاریخہ (۱۵۸۴ء)

مہابت جنگ نے دربارہ دہلی کو نقد و جنس بھیج کر اپنے اعزاز میں بھی اضافہ کرایا اور اپنے بھتیجے اور دادا زین الدین احمد خاں کے لئے منصبے داری عظیم آباد (مع منصب ہفت ہزاری و خطاب احترام الدولہ ہبیت جنگ) حاصل کی ہبیت جنگ نے رائے چنتا من و اس کو جو مہابت جنگ کا قدیم و فادر دیوان تھا اپنی سرکار میں لے لیا۔ اور نواب ہدایت علی خاں کو مہابت جنگ نے بنگالے جلتے وقت سرس کنٹھ کا فوج دار مقرر کیا تھا اپنے پاس بلوکر فوج کا بخشی مقرر کیا۔ ہدایت علی خاں نے اپنے قرابت مند عبد العلی خاں کو پس سالاری دلادی اور اپنے چھوٹے بھائی شمار مہدی خاں کو بھی معزز عہد سے پر بحال کیا۔

۱۵) بھوچ پور کی بد امنی اور ہبیت جنگ کی فوج کشی

انھی دنوں میں بھوچ پور کے زیندار ہورل سنگھ اور ادونت سنگھ

بعد مہابت جنگ نے بھوج پور کے سرکشوں کی تنبیہ کے بہانے سے عظیم آباد میں فوج جمع کرنی شروع کی اور دہلی میں اپنے قدیم آشنا موئین الدولہ اسحاق خان (جو محمد شاہ بادشاہ کے مقربوں میں تھا) کی سازش سے نظامت بیگالہ ریس بہار واڑیہ کی ایک سڑاپنے نام اس شرط کے ساتھ منگوائی کر بعد دخل یابی ایک کروڑ نقد اور تمام مال سرفراز خان کا جو ضبطی آئے گاشا ہی دربار کو بھیجا گئے گا۔ اس بندوبست کے بعد مہابت جنگ نے آخر ڈی ۱۵۷۴ھ میں اپنے بھتیجے اور داماد زین الدین احمد خان پسر حاجی احمد کو عظیم آباد میں اپنا قائم مقام اور نائب مقرر کیا اور خود شہر سے باہر فارث خان کے تالاب کے پاس قیام کر کے مصطفیٰ خان و شمشیر خان و سردار خان و عمر خان و حیم خان و کرم خان و سرزاں انقاں و شیخ مقصود و شیخ چہاں یار و محمد ذوالفقار خان و چھیدن ہزاری و خشی پبلہ و مختار سنگھ وغیرہ سرداروں سے وفاداری کا عہد و پیمانے کر مرشد آبادگی طرف کوچ کیا۔ بعد کے واقعات کو بیگالے کی تاریخ سے تعلق ہر۔ صرف اس قدر بیان کر دینا ضروری ہو کہ سرفراز خان نے ہر چند صلح کی کوشش کی لیکن مہابت جنگ نے ایسی شرطیں نکالیں کہ صلح ناممکن تھی۔ پھر مہابت جنگ نے بجائے قرآن کے اینٹ کو غلاف میں رکھ کر قول و قسم سے سرفراز کے اپنچی کو یقین دلایا کہ سوائے صلح کے کوئی دوسرا نہیں سرفراز خان نے سادہ لوچی سے اس کا یقین کیا لیکن دوسرے ہی دن جنگ کی نوبت آئی اور سرفراز خان مارا گیا۔ مہابت جنگ نے اس فتح کے بعد کروڑ پر ڈنقد اور اس کے علاوہ سرفراز کے ضبط شدہ مال سے سانچہ ستر لاکھ کی

لہ سیر الملت خرین جلد ۲ صفحہ ۱۱۵۔ ۳ سیر الماتخون جلد ۲ صفحہ ۱۱۵ اور ریاض الصالطین

اس کو قتل کر دیا۔ روشن خان اس قدر فربہ اور لحیم تھا کہ قتل ہونے پر بھی نگ
فرش کی طرح بیٹھا کا بیٹھارہ گیا۔^{۱۷}

(۷) ہر سٹوں کا زرغہ اور ہبیت جنگ کا بنگالے جانا

۲۵۵-۵۵۵ھ (۱۸۲۰ء)

ابھی ہبیت جنگ بھوج پور سے تاداں جنگ پڑا کرنے کی فکر میں تھا کہ
ہدایت علی خان نے رام گڑھ سے اطلاع دی کہ بھاسکر پنڈت سپ سالا۔ رکھو جی
بھوشنہ (مریٹ) چالیس ہزار سواروں کے ساتھ چھوٹا ناگ پور کی راہ سے آتا ہو۔
ہبیت جنگ نے وہ خط بجھنے مہابت جنگ کے پاس بیج دیا۔ اس کے بعد ہی
یہ مرہٹے بھی بنگالے کی طرف بہنچ گئے۔ مہابت جنگ نے ہبیت جنگ کو عظیم آباد
کی فوج لے کر گک میں مرشد آباد بلایا۔ ہبیت جنگ کو بھوج پور کی مہم کے بعد
پاہ کی تحریک ادا کرنی اور صوبے کا انتظام نہایت ضروری تھا۔ نواب ہدایت علی خا
نے یہ کام اپنے ذمے لیا اور ہبیت جنگ صوبے کا انتظام خان مذکور کے سپرد
کر کے خود چھوٹا سات ہزار پاہ کے ساتھ مرشد آباد جلا گیا۔ اور اس کے بعد ہی عدل
خاں بھی حتی التقدیر پاہ فراہم کر کے مہابت جنگ سے جمالا۔^{۱۸}

(۸) محمد شاہ باوشاہ سے گلک کی درخواست

اسی زمانے میں مرید خان بہادر بنگالے کا خراج لینے دہلی آیا تھا۔ مہابت جنگ

^{۱۷} سیر المتأخرین جلد صفحہ ۱۳۳۔ ^{۱۸} سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۱۳۳۔

کے ملاقوں میں ظلم و تعددی کے بدب سافروں کا لز ناد شوار ہو گیا تھا۔
 ہمیت جنگ نے ان مسفدوں کو وزیر کرنے کے لیے عظیم آباد میں فوج جمع
 کر لی شروع کی۔ اس وقت بعض خیراندشیوں نے سمجھا کہ جب ان زمینداروں
 کو شکست ہو گی وہ عفو و تقصیر کے لیے پداشت علی خان کو اپنا شفیع بنائیں گے
 اور مراسم سابقہ کے لحاظ سے ہدایت علی خان ان کی سفارش بھی ضرور کر لیں گے
 اس وقت رعایت و مرتوت میں تاو ان جنگ وصول نہ ہو سکے گا ہمیت جنگ
 نے اس صلاح کے مطابق پداشت علی خان کو لٹایف الجبل سے پر گز
 سنوت اور رام گڑھ کے انتظام کے لیے روانہ کیا اور مشار مہدی کو اس کی جگہ
 پر فوج کا بخشی مقرر کر کے بھوچ پور پر چڑھائی کی۔ خفیف سی لڑائی کے بعد
 بھوچ پوریوں نے شکست کھاتی ہے

۴۱ روشن خان تراہی کا قتل

بھوچ پور کی بہم حسب خواہ سر ہونے پر ضلع شاہ آباد (آرہ) کے نامی
 پٹخان سردار روشن خان تراہی نے ہمیت جنگ کو ان زمینداروں کے ساتھ
 بعض رعایات ملحوظ رکھنے کی صلاح دی اور یہ بھی کہا کہ آپ ابھی کم من اور
 ناتجربے کا رہیں۔ اگر بیسری بات نہ مانیں گے تو خیانہ اٹھائیں گے ہمیت جنگ
 کو یہ بات بہت بُری لگی۔ خفیہ اپنے بجائہ دار میر قدرت اللہ اور حسن بیگ
 خان قلعہ دار مونگیر کو حکم دیا کہ دوسرے دن روشن خان آئے تو اس کا کام
 تمام کر دینا۔ دوسرے دن عصر کے وقت روشن خان آیا تو ان دونوں نے

کا استقبال کرنا۔ ہدایت علی خان نے اپنے ساتھ مسان کو صدر جنگ کی آن بان کے مقابلے میں بے حقیقت تصور کر کے مرید خان بہادر کا ویلہ ڈھونڈا۔ مرید خان پہنچے سے صدر جنگ سے ملاقات رکھتا تھا۔ اس نے صدر جنگ سے ہدایت علی خان کے نام طبائیت کا خط لکھوا�ا۔ اس کے بعد ہدایت خان نیرسے استقبال کر کے صدر جنگ کو عظیم آبادے آیا۔ قلعے میں اترے ہی صدر جنگ نے حکم دیا کہ ہدایت جنگ کا سامان ہٹا دیا جائے۔ ہدایت علی خان نے تمام اشائے انھوں کو اپنے مکان کے قریب کسی جگہ رکھوا�ا۔ چند نونوں کے بعد صدر جنگ بڑی شان و شوکت کے ساتھ قلعے سے برآمد ہو کر اپنے جد بزرگوار سعادت خان کے مقبرے پر ناسخ کو آیا۔

عظیم آباد میں صدر جنگ نے ہدایت جنگ کے بعض منتخب ہائی اور چنان ضرب بیش قیمت توپیں لے لیں اور ہدایت علی خان نے پچھروک ٹوک نہ کی۔ ان حرکات کے بعد اور نیز اس بدب سے کہ صدر جنگ کے آئے تک ہدایت جنگ نے مہر ٹوں کو پس پا کر دیا تھا۔ ہدایت جنگ نے باوشاہ سے ات۔ عاکی کہ صدر جنگ کو دا پس ملوا لیا جائے ورنہ اس سے بے لطفی کا اندازہ ہو۔ محمد شاہ نے صدر جنگ کی واپسی کا حکم صادر کیا لیکن اس کے قبل ہی صدر جنگ کو خبر ہو گئی تھی اس بیلے نیرسے قریب کشیوں کا میں باندھ کر ح فوج ندی کے پار اُتر گیا۔

۱۔ سعادت خان کا مقبرہ محل وصول پور سے کوئی سو قدم دکھن ہو۔ یہ جگہ کجی بائی کھانا تی ہو۔
۲۔ سعادت خان برہان الملک سعادت خان بانی شہر فیض آباد کے پدر تھے۔ صدر جنگ کا بیان آنسر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۱۵۱ میں بھی مذکور ہو۔

۔ اس کو عظیم آباد میں پھیرایا اور بادشاہ سے تا انفصال جنگ مرہٹہ خراج روائے کرئے۔ کی مہلت اور اس کے ساتھ شاہی لکھ کی درخواست تھی۔ بادشاہ نے عمدۃ الملک صوبے دارالآباد سے واقع کی تصدیق چاہی۔ اس کے بعد ابوالمنصور خان بہادر صفر جنگ صوبے دار اودھ کو لکھ کے لیے تاکید کی اور بالا جی راؤ پہ سالار پیشوں کو لکھا کہ تم خود چوتھے لیتے ہو پھر گھوپی بھونسل کون ہوتا ہو اور کیوں برسر فارہ ہو۔

(۹) عظیم آباد میں صفر جنگ کی آمد ۱۸۵۵ء (۲۲۱ھ)

حکم شاہی کے مطابق صفر جنگ سولستہ ہزار فوج کے کچھ میں اکثر نادر شاہ کی باتی باندہ فوج کے مغل تھے عظیم آباد کی طرف روانہ ہوا۔ ہمیت جنگ نے اپنے نائب صوبے دار نواب ہدایت علی خان کو لکھا کہ مناسب طور پر صفر جنگ لے سر المتأخرین جلد ۲ صفر ۱۸۵۴ء۔ ۳۷ اور نگ زیب کے بعد درہلوں نے زور پڑا تو اکثر عالمیوں سے شاہی خراج کا پوچھائی سختہ وصول کرنے لگے۔ جہاں یہ رقم تلی المؤٹ اور فارتگی شروع کردی۔ ۳۸ ابوالمنصور صفر جنگ سعادت علی خان صوبے دار اودھ کا برادر شاہزادہ اور اس کا اٹا مقام تھا، اور چاہی کی اڑاکی سے اس کی شادی بھی ہوئی تھی۔ نادر شاہ کی غارت گری کے بعد جب پھر ان ہزوں تواری باری میں صفر جنگ کا طویلی بولنے لگا۔ نظام الملک نے جب احمد شاہ کی وزارت سے معافی چاہی تو منصور خان کو تلمذان وزارت اور خطاب صفر جنگ عطا ہوا اصل نامہ مزامین قیمت تھا اور حالات اثر الامر اور تاریخ اور حد میں دیکھنا چاہیتے۔ ۳۹ صوبہ بہار اسے پر صفر جنگ کو قلعہ رہتا س و چنان گڑھ کی حراست بھی بطور انعام مرخص ہوئی تھی۔ بہرام میں اس کی بنوائی ہوئی عمارتیں اب لکھ میں بوجوہ ہیں۔

کی طرف رجوع کی۔ اکثر لوگ اپنے اہل و عیال کو گنگا پار بھیجنے کا تہیت کر رہے تھے۔ لیکن شاہ علیم اللہ نے جو اہل معرفت سے تھے لوگوں کو ہٹینا ان دلایا کہ کوئی آفت اس شہر تک نہ آئے گی۔ اتفاقاً گوبند جی نامی بنارس میں ایک مہاجر تھا جو بالاجی کے قربت مندوں میں تھا اور نواب ہدایت علی خاں کا ممنون احشان تھا۔ اس نے خاں موصوف کی اصرار پر بالاجی کو عظیم آباد کا شرخ کرنے سے باز رکھا۔ گوبند جی کے کہنے سے بالاجی نے ہدایت علی خاں کے پاس اپنی تحریر اور کچھ تھانف بھیج کر ہٹینا ان دلایا اور خود بالا بالا عظیم آباد کی راہ کرتا تا ہوا مونگیر و بھاگل پور ہو کر بیگانے چلا گیا۔

(۱۱) ہمیت جنگ کی واپسی اور نواب ہدایت علی خاں

کا بڑھ طرف ہوتا ۱۵۶ھ (۱۶۳۲ء)

بنگال سے مرہٹوں کے فرار کرنے کے بعد ہمیت جنگ بھی عظیم آباد لہ شاہ علیم اللہ کا وطن دہلی تھا۔ ترک علاقے کے فقیری اختیار کی اور میں برس مفقود الخ لر ہنے کے بعد اپنے میٹے نواب ہدایت علی خاں سے ملنے کو عظیم آباد آئے۔ اور ۱۵۵ھ میں آتھا کیا۔ قبر محلہ نوگول سے تصل پورب جانب ہو۔ لوح مزار پر "مرقد امیر شاہ علیم اللہ" اور "سالہ ماریخ و فاتح محاذات" لکھا ہو۔ مفصل کیفیت کتاب کے درسرے حصے میں درج کی گئی ہو۔ سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۱۵۲۔

۱۵۷ھ واضح ہو کہ رکھوجی بھوڑل کی فوج ناگ پور سے اڑیسہ چھوٹا ناگ پور اور بھاگلے کی طرف اچانک حلہ آور ہوئی تھی اور پشاور ہڈ کی فوج بادشاہی حکم سے رکھوجی کی فوج کی مدافعت کو آئی تھی۔

۱۰۱) بالاجی راؤ مرہٹہ کی آمد اور اہل شہر کا ہر اس
 ابھی صدر جنگ کا ہنگامہ کم ہوا تھا کہ یہ کایک بالاجی راؤ بادشاہ کے حکم
 کے مطابق ہبایت جنگ کی لکھ کے سلسلے میں حدود بہار تک آپنچا عظیم آباد
 میں صدر جنگ کو بعض ہاتھی اور توپ دے دینے کے سبب اور شاید اس
 سبب سے کہ ہبایت جنگ نے خود سرفراز خاں کے ساتھ جو کچھ کیا تھا وہ سروں
 سے بھی اپنے حتی میں ایسی ہی توقع رکھتا ہو گا۔ ہبایت جنگ اور ہبیبت جنگ
 دونوں ہبایت علی خاں سے شکوک ہو گئے اور اس کو معزول کرنے کے قصہ سے
 رائے پختا من داس کو اپنا نائب مقرر کر کے عظیم آباد بھیجا ایکن رائے مذکور ہے
 آکر چند ہی دنوں میں مرگ مفاجات سے مر گیا اس وقت عظیم آباد میں کوئی حاکم
 موجود نہ تھا۔ مر ہٹوں کی آمد سے لوگ بہت متفسک ہوئے کیوں کہ ان مر ہٹوں کا
 قاعدہ تھا کہ جدھر پہنچے پہلے زر وال کا مطالیبہ کیا الگ الگ گیا خیریت رہی ورنہ
 لوث کر لیک تباہ کر دیا۔ زیادہ تر راس کا سبب یہ تھا کہ راؤ دنگر (ضلع گیا) میں
 داؤ دخان قربیشی کا پوتا حمد خان بالاجی کے پاس حاضر ہوئے کے جرم میں تباہ کر دیا
 گیا تھا اور اس کا قلعہ جلا کر خاک کر دیا گیا تھا اور بالآخر پچھاں ہزار روپی پیش کش
 دے کر اس نے جان چھڑای تھی۔ ایسی حالت میں لوگوں نے ہبایت علی خاں کی

سلہ انگریز مورخوں کا بیشتر بھی خیال ہو دیکھو فہرست HISTORY OF BENGAL

GLAMM HUSIN NAN BIHAR ORISSA UNDER BRITISH RULE

اپنے والد ہبایت علی کی برات اور ہبایت جنگ و ہبیبت جنگ کے بے جا شکوک و شہاب

کا حال صفحہ ۱۵۲ سیرہ متأخرین میں لکھا ہے ۱۲

(۱۲) مصطفیٰ اخان بہر جنگ کی بغاوت شاہ (۱۹۵۸ء)

مصطفیٰ اخان، ہبابت جنگ کے فوجی افسروں میں سب سے زیادہ ممتاز تھا۔ ہبابت جنگ کے بنگلے پر قبضہ کرنے کے زمانے سے مرہٹوں کی یورش کے وقت تک اس نے بہت سے کارنیاں کیے تھے لیکن آخر زمانے میں اس سے ہبابت جنگ سے ناچاقی ہو گئی۔ اس کا بدب یہ ہوا کہ مرہٹوں کے مقابلے کے وقت ہبابت جنگ نے ہم کے حسب خواہ مسر ہونے پر مصطفیٰ اخان کو بیدار کی صوبے داری دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ہم کے مسر ہونے پر مصطفیٰ اخان نے ایفے و عذرے پر اصرار کیا تو ہبابت جنگ لیت و لعل کرنے لگا۔ کیوں کہ ہبابت جنگ سے چھین کر مصطفیٰ اخان کو صوبے داری دینا اس کو شاق تھا مالا وہ اس کے چند بار یہ بھی ہوا کہ ہبابت نے مصطفیٰ اخان کے ذریعے سے زاید پاہ بھرتی کرائی تھیں کام نکل جانے پر خلافی وعدہ اس کو بطرف کر دیا جس سے پٹھانوں میں بد دلی پیدا ہو گئی۔ اسی کے ساتھ ہبابت جنگ کاروشن خاں تراہی کو زراسی بات پر قتل کرانا اور ایک روز ہبابت جنگ کے دربار میں مصطفیٰ اخان کی حاضری کے قبل کچھ غیر معمولی طور پر مشتبہ بندوبست و قوع میں آتا بھی نہ یہ کدورت کا باعث ہوا اور مصطفیٰ اخان کو گمان ہوا کہ ہبابت جنگ اس کو قتل کرانے کی فکر میں ہے۔

بہر کیف مصطفیٰ اخان نے دہلی جانے کا بہاذ کر کے اپنی اور پاہ کی تختواہ کے سڑوا لاکھ روپوں سوں کیے اور مرشد آباد سے روانہ ہوا۔ ہبابت جنگ نے ہبابت جنگ کو لکھ بھی کہ مصطفیٰ اخان پاہ کشیر کے ساتھ اور ہر جاہ ہر تم اس سے مقابلے کی

نہ اپس آیا۔ اور چند دنوں کے بعد ہدایت علی خان سے کہا کہ ہمابت جنگ کو تمہاری جانب سے سورن ہرا در مجھ کو ان کی استرضار لازم ہر اس لیے کچھ دنوں کے لیے تم علیحدہ ہو جاؤ۔ جب ان کا منظہ دُور ہو گا پھر پستور کام کرنا۔ ہدایت علی خان نے طور پر طور پر بیکھ کر سن رکھا تھیہ کیا اور بارگ رائے بال کشن و کل ناظم میں نقائص کو جو بجا کر اور دھکی راہ لی اور صدر جنگ کی رفاقت اختیار کی۔ اس کے بعد ہری شار مہدی خان نے بھی آزر دہ ہو کر ملازمت ترک کر دی۔

۱۱۲) عظیم آباد کے حصار گلی کی مرمت ۱۵۶-۱۵۷ھ / ۱۸۳۳-۱۸۴۴ء

جنگ مرہٹوں کے اچانک حمل اور ہونے کا حال معلوم تھا، اس لیے ہبیت نے شہر کی پرانی فصیل کو از سرین مرمت کرنے اور اس کے گرد خندق کھود کر مٹی سے دیوار اور پشتہ بنائے کا حکم دیا۔ بعض لوگوں نے حصار پر اور اس کے آس پاس مکان بنایا ہے تھے۔ انہوں نے سخت داوی میا شروع کی مگر ہبیت جنگ نے ایک نہ سنبھال سکا اور مکانوں کو منہدم کر لے کے حصار اور خندق کو درست کر لیا۔ بعد میں جب مرہٹوں کا زخم ہوا تو وہ لوگ بھی جن کے گھر منہدم ہوئے تھے اسی حصار کے اندر پناہ گزیں ہو کر ہبیت جنگ کے مشکوڑ ہوئے۔

۱) سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۱۵۶

۲) GOVERNMENT GAYETTER PATNA مطبوعہ ۱۹۲۳ء

صفو ۲۶ میں مرمت کا رات ۱۴۲۱ھ تکھا ہو۔ لیکن سیر المتأخرین کی رو سے ۱۵۶-۱۵۷ھ ہوتا ہو

بوراقم کے خیال میں صحیح ہو۔ اس کے مطابق ۱۶۳۲ھ ہونا چاہیے۔

میں مہینا کر دوں گا، اور اگر ہبابت جنگ سے رفع ملال چاہو تو میں بہ ذات خود اس میں کوشاں ہوں گا۔ اور اگر ہبابت کی صوبے داری کے لیے کوئی سند حاصل ہوئی ہو تو وہ کھاؤ کر میں خود اپنی راہ لؤں۔

مصطفیٰ خان نے جواب دیا کہ نجھے ہبانت رہنا ہوا اور نہ ہبابت جنگ سے صفائی تلب کی حاجت ہو۔ عظیم آباد پر دخل کر لینا البتہ ضروری ہے۔ اور سند کے لیے جو پوچھتے ہو میرے پاس بھی دیسی ہی سند سمجھ لو جو سرفراز خان کے مقابلے کے وقت ہبابت جنگ کے پاس تھی۔

اس جواب کے بعد ہبیت جنگ آمادہ جنگ ہو کر بیٹھا تھا کہ، اصفہان^{۱۵۸} کو مصطفیٰ خان فوج لے کر عظیم آباد میں دمدستے کے پاس نمودار ہوا اور فوج کے لیک دستے کو بیٹھا خان رو ہیلہ کی سرواری میں چھوڑ کر باقی فوج سے ہبیت جنگ کے شکر پر حمل آور ہوا۔ اور کئی آدمیوں کو مقتول و مجروم کیا۔ راجا ندر سنگھ کا داماد بھی مارا گیا اور راجا کیرت سنگھ خود زخمی ہوا۔ ہبیت جنگ کے پاس میدان خالی دیکھ کر مصطفیٰ خان نے اپنے آدمیوں کو للاکار اک ہبیت جنگ کو زندہ گرفتار کرلو۔ ہبیت جنگ متواتر عیناً خان کو دمرہ چھوڑ کر اپنی طرف بلاتار ہائیکن وہ ن آیا۔ اتفاق سے اسی ہنگامے میں مصطفیٰ خان کے فیل بان کو گولی لگی اور مصطفیٰ خان ہاتھی کے گریز کرنے کا اندر پیش کر کے اُتر پا ایکن پھالنوں نے اس کے زخمی ہونے کا مگان کیا اور میدان سے بھاگنے لگے۔ اسی طرح ہبیت جنگ کی فوج میں راجا ندر سنگھ دیکیرت سنگھ وغیرہم نے ہبیت جنگ کی طرف نزدہ دیکھ کر اس کے مقتول ہونے کا مگان کر کے اپنی اپنی راہ لی اور جو بھاگ نہ کے ادھر ادھر چاچھے۔ اس دن اسی قدر جنگ ہو کر رہ گئی اور طرفین سے بہت آدمی مقتول و مجروم ہوئے۔

لہ اس جنگ میں ملام حمین خان سولف سیر لاتا خرین خود بھی موجود تھے اس وقت ان کی عزیزیں مل کی تھیں۔

تاب نلاسکو گے۔ لہذا گنگا پار ہو کر مرشد آباد چلے آؤ۔ پھر تم مل کر مدافعت کی تدبیر کر دیں گے۔ ہمیت جنگ اس وقت ترہت کی طرف تھا۔ اس نے عظیم آباد اگر باغِ جعفر خان میں مجلس شورت منعقد کی اور خود اس کی اوزشار مہدی خان کی صلاح سے یہ رائے قرار پائی کہ ملک کو چھوڑ کر بھاگ جانا سخت نامردی ہے۔ اس لیے مقابلے کو تیار ہنا چاہیے۔ ہمیت جنگ نے باغِ جعفر خان سے شہر تک تمام دمہے پر توہین چڑھوادیں اور اپنے فوجی افسروں اور تمام علاقوں کے زینتیاروں اور سرداروں کو جن میں بعد العلی خان بھاول، شار مہدی خان، احمد خان قریشی، شیخ جہاں یار، شیخ حمید الدین، شیخ امیر اللہ، کرم خان، غلام علی جیلانی، خارم حسین خان، راجا کیرٹ سنگھ (راجا)، رام نوابن لال، راجا سندر سنگھ (لکھاری) نام دار خان مع برادر ان سروار خان و کام گار خان ورن خان و بشن سنگھ (زمیندار سرس کلتبیہ) و توہن سنگھ (زیرہت) و ہرب سنگھ (ارول) وغیرہ شامل تھے جو کے چودہ پندرہ ہزار سپاہ سے مقابلے کا بندوبست کیا۔ اس اثنایں مصطفیٰ خان نے موئیز شیخ کر قلعے کا محاصرہ کیا جن بیگ خان قلعے دار نے حتی المقدور مدافعت کی اور بعد الرسول خان (برادر مصطفیٰ خان) کے سرپر قلعے کی دیوار بے ایک پتھر گردایا جس سے اس کا سرپھٹ کر منزہ نکل پڑا۔ مصطفیٰ خان نے اس قلعے کا محاصرہ فضول سمجھ کر عظیم آباد کا عزم کیا۔ ادھر ہمیت جنگ نے اس کامیابی کو دریافت کرنے کی عرض سے حاجی عالم کشمیری (المعروف ب حاجی محمد خان) اور مولوی تاج الدین مدرس مدرس سیدف خان وغیرہ کو موئیز روانہ کیا اور مصطفیٰ خان کو پیاسام دیا کہ تم نے ہمایت جنگ سے ترک رفاقت کی ہے جماںے تھا رے درمیان کوئی جھلکڑا ہنسیں بطور ہمہ ان خانہ افراد ہو اور بار بار داری کے لیے جو انتظام ضروری ہو گا

۱۱۲) گرٹ ھنی (صلح آرہ) میں دوسری جنگ اور مصطفیٰ خاں

کامار اچانا ۱۱۵۸ھ

چند ہی ہمینوں کے بعد برسات ختم ہوئے پر مصطفیٰ خان نے دوبارہ چنار گڑھ میں فوج آراست کی۔ اور با بادوں نت سنگہ زمیندار جگدیش پور کے علاقے میں پہنچ کر پھر جنگ کا عدم کیا۔ اس کی خبر پاکر ہبیت جنگ بھی عظیم آباد سے متعدد ہو کر مقابلے کو روشنہ ہوا۔ گرٹ ھنی کے میدان میں دونوں فوجیں مقابل ہو گئیں۔ میں یورش میں کسی طرف سے ایک گولی اکر مصطفیٰ خان کے قلب کے پاس لگی اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ پھنانوں نے مغلطرب ہو کر فرار اختیار کیا۔ ہبیت جنگ نے ہاشم قلی خان داروغہ دیوان خانہ کو حکم دیا کہ مصطفیٰ خان کا سرکاث کرنے سے پر بھرا وہ اس کے بعد اس کی لاش کو عظیم آباد بھجوایا۔ اور ہاشمی کے پانوں میں باندھ کر گھیشوایا پھر کمرے اس کے دونوں گھرے کر کے ایک حصہ پچھم دروازے پر اور دوسرا پورب دروازے پر لٹکا دیا گیا۔ کچھ مدت کے بعد جب دونوں حصے بویدہ ہو گئے تو اٹھوا کرد فن کیے گئے یہ افسوس ہر کو چند سال کے اندر ہی خود ہبیت جنگ کی لاش کا بھی بخوبی تباہی حال ہوا۔ مرابرگ عدو جائے شادمانی نیست کہ زندگانی مانیز جاودائی نیست

اُس کے بعد پانچ دن تک مصطفیٰ خان نے توہین چلا کر یوں ہی سکھیہ طحاحاڑ جاری رکھی۔ لیکن بھٹھے دن پھر آموں کے باغ سے برآمد ہو کر دماسے کے فریب بیبیت جنگ سے ایک تیر کے ناصلے پر چلا آیا۔ اور دوسری طرف اس کا بیٹا مرتضیٰ خان بھی آمادہ پریکار ہوا۔ اس یورش میں بیبیت جنگ کے اکثر آدمی مجروح ہوئے لیکن اتفاق سے بیبیت جنگ کی طرف فتح اللہ نامی ایک شخص ایسا استقل مزاج اور پہاودر نکلا کہ باوجود خود زخمی ہونے کے تفہیجیوں کی بنرو قیس بھر بھر کر ان سے چلوائیں اور مصطفیٰ خان کے نشان بردار کھلبے نشان کر دیا اس وقت طفین سے میدان کارزار گرم تھا۔ عین ہنگامے میں مصطفیٰ خان کے داہنی آنکھ میں ایک گولی لگ کر بن گوش سے نکل گئی۔ پٹھانوں نے اس کو قریب الموت یا مردہ بمحکم لاش کو اٹھایا اور اپنا تمام سامان اور عورتوں کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے اور یہ شپور کے تالاب کے پاس خیبر زن ہوئے۔ یہاں مصطفیٰ خان کو ہوش آیا تو ساری سرگزشت معلوم ہوئی۔ بیبیت جنگ نے پٹھانوں کا تعاقب ضروری نہ سمجھ لیکن دوڑ دوڑ سے اپنی فوج کی جھلک دکھاتا رہا۔ مصطفیٰ خان نقارہ کوچ بجا کر نوبت پور چلا گیا اور وہاں سے حرب علی پور ہوتا ہواحد دو ضلع عنیم آباد سے نکل گیا۔

بیبیت جنگ بھی پچھے پچھے حرب علی پور تک گیا تھا کہ ادھر مہابت جنگ اس کی لکھ کو بگالے سے عنیم آباد پہنچا۔ بیبیت جنگ فوج کی نگرانی عبد العلی خاں کے سپردگر کے خود مہابت جنگ کی ملاقات کو عنیم آباد چلا آیا۔ جنگ کا اختتام حرب خواہ ہو چکا تھا۔ اس لیے مہابت جنگ چند دنوں کے بعد بگالے واپس گیا۔

۱۶۱) پٹھانوں کی شورش اور ہبیت جنگ کا قتل

۱۶۱) ۲۸۷ھ

محب علی پور کی جنگ کے بعد بعض واقعات مرثا آباد اور بھلوان گولے میں اپنے ہوئے جن سے شمشیر خاں و سردار خاں و عزاد شیر خاں وغیرہ پٹھانوں بواب تک ہبابت جنگ کی ملازمت میں تھے نفاق کے آثار ظاہر ہوئے۔ ۱۶۱) ۲۹۵ھ میں سراج الدولہ کی شادی محمد ایرج خاں کی لڑکی سے ہوئی۔ اس وقت ان پٹھانوں سے ایسی ناچاقی ہو گئی تھی کہ ہبابت جنگ نے اس تقریب کے زمانے میں فوج کو ہر وقت سلح رہنے کا حکم دیا تھا۔ اس شادی کے بعد ہی شمشیر خاں اپنی اور پاہ کی تنخواہ کے سات لاکھ روپی وصول کر کے اپنی جاگیر منبع در بھنگ میں چلا آیا۔ ہبیت جنگ نے اس کو نامی سردار جان کریا کسی اور نیت سے ہبابت جنگ کی صلاح سے ذکری کا پیام دیا۔ مگر شمشیر خاں ہبیت جنگ سے مطمئن نہ تھا۔ عبد الکریم خاں اور روشن خاں تراہی کا ماراجا نامعلوم تھا۔ اس لیے پہلے ملازمت پر رضامند نہ ہوا۔ تب ہبیت جنگ نے آقاعظیما اور محمد عسکر خاں وغیرہ خاص مصاہبوں کو مجع کر عمدہ پیمان سے اس کو اطینان دلایا۔ آخر ذی الحجه ۱۶۱) ۲۹۶ھ میں شمشیر خاں اور اس کا بھانجہ عزاد شیر خاں اور عبد الرشید خاں اور بخشی ہبیلیہ وغیرہ پٹھان پاہیوں کوے کر عظیم آباد کے سامنے گنگا کے اس پار نیم زرن ہوئے۔ ان کو عزیزا طینان دلانے کی غرض سے ایک روز ہبیت جنگ کی لہ تاریخِ جدید صوبہ بہار و اڑیسہ صفو، ۲۰ میں لکھا ہو کہ سراج الدولہ کی شادی ہبیت جنگ کی لڑکی سے ہوئی۔ یہ قبیح فعلی ہو کیوں کہ ہبیت جنگ سراج الدولہ کا باپ تھا۔ اسی طرح صفو ۱۶۱) ۲۹۷ھ میں ہبیت جنگ کو سراج الدولہ کا چچا لکھ دیا ہے۔

(۱۵) جنگِ محب علی پور (صلح عظیم آباد پنہ) ۱۸۵۹ء

معطف خان کے مارے جانے پر اس کا بیٹا مرتضی خان اور باقی ماندہ پٹھان سہرام کی طرف بھاگ کر چلے گئے تھے۔ انہوں نے رکھوجی بھونڈے استعانت چاہی۔ رکھوجی تو ایسے موقعوں کی تک ہی میں رہا کرتا تھا۔ فوراً میں ہزار فوج لے کر لڑتا ہوا چڑھا آیا اور پشاورن کو رہا کر دیا۔

ہبابت جنگ کو بھی مرہٹوں کے آئے کا حال معلوم ہو چکا تھا۔ وہ مرشد آباد سے سراج الدولہ (نواسہ) اور سعید احمد خان صولت جنگ (داماد) اور میر جعفر خان (ایزڑ) اور شمشیر خان و سردار خان وغیرہ سرداروں کو ساتھ لے کر عظیم آباد ہوتا ہوا، ہبابت جنگ کی معیت میں نوبت پور پہنچا۔ اب تک مرہٹوں کا کچھ پتا نہ تھا۔ آگے بڑھ کر صب علی پور میں اچانک مرہٹوں سے مذہبیہ ہو گئی۔ رکھوجی کو گمان تک ن تھا کہ ہبابت جنگ کی فوج بنگالے سے اس قدر جلد یہاں تک ہنچ سکے گی۔ میر جعفر اور شمشیر خان کی پاہ نے اچانک رکھوجی کو گھیر لیا۔ لیکن مرہٹے مدافعت کر کے اس کو چھڑا لے گئے۔ بہر کیف مرہٹے اور ان کے ساتھی پٹھان منہزم ہو گئے۔

اس معرکے میں ہبابت جنگ کی فوج میں شمشیر خان و سردار خان وغیرہ پٹھان سرداروں سے منافقت اور بد دلی ظاہر ہوئی بلکہ گمان تھا کہ رکھوجی کا محسوس ہو کر کل جانا بھی انسی کی سہل اتفاقی کے بدب دفعہ میں آیا۔

پان سو پھانوں کو لے کر حاضر ہوا اور ہر ایک کا نام بتا کر زندگیں پیش کرتا رہا ہیئت جنگ
 پوچھتا باتا تھا کہ بھائی شمشیر خاں کب آئیں گے اور لوگ جواب دیتے تھے کہ حضور
 وہ بھی اب حاضر ہوتا ہو۔ اتنے میں شمشیر خاں تین چار ہزار پھانوں کے ساتھ
 قلعہ کے پاس کوتوالی چھوڑتے تک پہنچ گیا۔ اس وقت مراد شیر نے اپنے ساتھیوں
 سے کہا کہ جلد پان لے کر رخصت ہو۔ شاید پہلے سے مشورہ ہو چکا تھا کہ عبدالرشید
 خاں ہیئت جنگ کے قتل میں سبقت کرے گا۔ اس وقت اس کے بدن میں
 لرزہ تھا۔ رخصت کا پان اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ ہیئت جنگ نے اس کو
 دوسرا پان دینے کے لیے نظر پیچی کر کے خاص دان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس وقت
 عبدالرشید خاں نے کمر سے جحدہ نکال کر ہیئت جنگ کے پیٹ میں مارا۔
 محمد عکر خاں وغیرہ نے "ہیں ہیں یہ کیا نمک حرامی ہو" شوروں غل کیا۔ ہیئت جنگ
 اپنی تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہی چاہتا تھا کہ مراد شیر نے تنی کا ایسا ہاتھ لگایا کہ
 شانے سے پہلو تک اُتر آئی۔ میر حرفی نے یمنہ سپر ہو کر خود کو ہیئت جنگ پر
 گردایا۔ پھانوں نے اس کو پاش پاش کر دیا اور ہیئت جنگ کا سرکاٹ کر
 اس کے سینے پر رکھ دیا۔ میر محمد عکر ہیئت جنگ کی تلوار لے کر لڑا اور اسی جگہ
 مقتول ہوا۔ ہفتا ب رائے زخمی ہو کر اسی جگہ بیٹھ گیا اور ہیئت جنگ کی لاش
 کے ساتھ اٹھا۔ رمضانی تحولی دار اور سیتا رام بھی حق نمک ادا کر کے ماسے گئے۔
 مژلی دھر ہر کارہ۔ میر بدر الدین جی۔ راجا رام نرائن اور میر عبداللہ نے اپنی شال
 کٹا اور کمر بن وغیرہ دے کر جان بچائی۔ لیکن شاہ بندگی بے چارہ مارا گیا۔ اس
 کے بعد پھانوں نے ہیئت جنگ کی لاش کو پورب دروازے میں لٹکا دیا۔
 پھر میر حیدر علی کوتوال کی سعی سے سید محمد اصفہانی سے لاش کے مکڑوں کو
 کیک جا کر کے سیکم پور کے مقبرے میں دفن کیا۔

خود اپنے چھوٹے بڑے کو ساتھ لے کر جنگ کے پار جا پہنچا شمشیر خان اب اب سے استقال کر کے اس کو خیے میں لے گی اور مندرجہ پیش کر کے ہیبت جنگ کے اعراض پر مؤذب بیٹھ گیا۔ اس وقت پٹھانوں نے پختوز بان میں شمشیر خان سے ہیبت جنگ کے قتل کا ایسا چاہا لیکن شمشیر خان نے بات ٹال دی۔ ہیبت جنگ نے واپس آ کر کشتی کے دار و غد کو پٹھانوں کے عبور کرنے کی ہدایت کی اور دوسرے روز شمشیر خان پٹھانوں کے ساتھ عبور کر کے باغ جعفر خان میں مقیم ہوا۔

اس کے بعد ہی ماہ حرم اللہ کے آخر ہفتے میں یوم ملازمت مقرر ہوا۔ شمشیر خان نے ہیبت جنگ کو کہلا دیا تھا کہ آپ کے رفقا سے مجھے پورا اطینا ن نہیں، اس لیے میری حاضری کے وقت یہ لوگ موجود نہ ہوں۔ ہیبت جنگ نے درباریوں کو منع کر دیا کہ اس دن کوئی نہ آئے روز میعدہ سے پہلے سرفراز خان اپنے ماتحتوں کے ساتھ ملازمت کو حاضر ہوا اور حسب مستور رخصت کا پان لے کر واپس گیا۔ دوسرے روز پھر ہیبت جنگ اپنی نوساختہ عمارت چهل ستون میں مت آرا ہوا۔ اس وقت محمد عسکر خان۔ میر رفضی۔ میر پرالد جنی۔ قریب دھر رکارہ رمضانی تحول دار سلاح خاں۔ سیتا رام مشرف توب خانہ دستی۔ میر عبد اللہ صفوی۔ شاہ بن سگی مجاور قدم رسول۔ مہتاب رائے کھتری۔ راجا رام نر ابن دیوان اور چند متصدی و خدمت گاروں غیر و سب ملاکر پچاس سال تھے اور میوں سے زیادہ نہ تھے لیکن سوائے رمضانی تحول دار کے کسی کے پاس تلوار نہ تھی۔

اب شمشیر خان کی آمد اور شروع ہوئی۔ سب سے پہلے ایک ہزار ہیلیوں لے اگر مجرما کیا اور رخصت کا پان لے کر واپس گئے۔ ان کے بعد عزادار شمشیر خان ہے یہ عمارت درسے کی مسجد کے پچھم جانب تھی اب اس کا نشان باقی نہیں لیکن پورب جانب بعض عمارتوں کے آثار کسی قدمہ باقی رہ گئے ہیں۔

پسر طویل بھوند اور اس کا دارالہمام میر جیب پٹھانوں سے سازباز رکھتا تھا۔
 ہبابت جنگ کے روانہ ہوتے ہی انہوں نے شمشیر خاں کی مدد کو عظیم آباد کا
 مرخ کیا اور رہا میں ہبابت جنگ کی پاہ سے چھپر چھاڑ اور بستیوں میں لوث
 مار کرتے ہوئے پیچھے پیچھے چلے آئے۔ ہبابت جنگ کے آئے کی خبر پاگ شمشیر خاں
 نے ہیئت جنگ کی بیوی آمنہ بیگم (دختر ہبابت جنگ) اور اس کی چھوٹی بڑی
 کو کھلے رکھے میں بٹھا کر شہر میں تشریف کرایا، اور اس کے بعد ان کو اپنے پاس قید
 رکھا۔ جب ہبابت جنگ مونگیر کے قریب پہنچا راجات دنگہ دہلوان سنگہ
 و کامگار خاں وغیرہ بہار کے اکثر زیندار اپنی جمعیت کے ساتھ ہبابت جنگ کے
 ساتھ ہو لیے۔ ہبابت جنگ باڑہ کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ پٹھانوں نے
 گنگا کے دیار سے پرس کے دو جانب پانی تھا تو پختان بنارکھا ہو ہبابت جنگ
 نے ایک کوس اور چھم آگ کسی زیندار کی مدد سے گنگا کو عبور کیا اور اچانک تو پتھ
 پر قیقدہ کر کے پٹھانوں کو سنتھر کر دیا اور شب کو یہیں تیام کر کے دوسرے دن
 آگے بڑھا۔ اور شمشیر خاں کو بھی پدر پنجریں مل رہی تھیں۔ یہ بھی اپنی فوج آتی
 کر کے مقابلے کو بڑھا۔ اتفاقاً اسی وقت شمشیر خاں اور میر جیب میں بگڑائی۔ شاید
 ان دونوں میں یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ہیئت جنگ سے لڑنے میں بجوفی مصارف
 ہوں میر جیب پورا کرے اور بعد فتح شمشیر خاں بہار کا صوبے دار اور میر جیب
 ناظم بہگالہ ہو۔ شمشیر خاں نے ستر لاکھ روپی کا مطالبه کیا اور میر جیب کو گھیریا۔
 میر جیب نے فوراً دولاکھ روپی کا تکمیل کر دیا اس پر بھی چھٹکارا نہ ہوا۔ تب
 اس کے ایک رفیق مرتضی صالح نے یہ کاک غل میجادیا کہ ہبابت جنگ کی فوج
 نے میر جیب شجاع الدین محمد خان کے دقت میں اعلیٰ فوجی منصب رکھتا تھا اس کے بعد
 ہبابت جنگ کے خلاف مرہٹوں کا رینیں ہو گیا تھا۔

ہبیت جنگ کے قتل کے بعد پھانوں نے عظیم آباد پر تبضہ کر لیا ۔

مراد شیر چل ستوں میں رہنے لگا اور ہبیت جنگ کے زناذ محل پر پھر پھا دیا۔ حاجی احمد پدر ہبیت جنگ پھانوں کی تید میں اکرم گیا اور اس کے مال سے تقریباً استراکھ رپر (نقد و جنس) پھانوں کے تصرف میں آئے عبدالعلی خان بہادر جو ہبیت جنگ کی فوج کا سپہ سالار تھا، میر عد الرسول بلکر امی کے مکان میں روپوش ہوا تھا۔ پھانوں نے اس کو بھی گرفتار کیا لیکن پھر کچھ قول و قرار لے کر چھوڑ دیا۔ شمشیر خان اپنی پاہ کے ساتھ بلغ جعفر خان میں مقیم رہا۔

(۱۷) جنگ رانی سرائے (صلح عظیم آباد) ۱۶۲

(۱۴۳۸)

چند ہی دنوں میں ہبیت جنگ کے ساتھ کی خبر برلنگاٹے میں ہبیت جنگ کو پہنچی اس نے اپنی فوج کو جو اس وقت مرہٹوں کے مقابلے کے لیے تیار ہو رہی تھی سارا ماجرا کہا ٹایا۔ اور ان سے جان شاری کا وعدہ لے کر چوبیس ہزار پاہ کے ساتھ پھانوں سے انتقام یینے کو عظیم آباد کی طرف روانہ ہوا۔ جانوجی

(صحیح ۲۱۹ کا نوٹ) یہ مقبرہ پنڈت میشی ریلوے اسٹیشن کے ساتھ دکھن پکھم ایک دسی چہار دیواری کے اندر اب تک قابل دیدہ ہے۔

لہ پورا سیان سیر الشاہزادین جلد ۲ صفحہ ۱۹۸ تا ۱۹۹ سے مأخذ ہے۔ سبی رداشت مختصر طور پر ریاض الملائیں صحیح، ۲۵ میں بھی نکل کر ہے۔

(۱۸) آمنہ بیگم روچہ ہبیت جنگ کی رہائی

مانی سرائے کی جنگ میں بٹھان اور مر ہٹوں نے مل کر پورا زور لگایا تھا
لیکن ہبیت جنگ نے اس معرکے میں دونوں کو فاش شکست دی۔ ان کے
بحاگئے پر آمنہ بیگم زوجہ ہبیت جنگ بوس اپنے لڑکے اور اور لڑکی کے نہایت
ذلت کی حالت میں اسیر تھی آزاد ہو کر اپنے باپ ہبیت جنگ سے آمدی۔

(۱۹) شمشیر خان کے اہل و عیال کے ساتھ ہبیت جنگ کا سلوک

فتح کے بعد ہبیت جنگ نے شمشیر خان کے مال و اباب کی ضبطی کے
لیے چند ستموں کو درجتگ رواند کیا اور اس کے اہل و عیال کو بھی حاضر کرنے کی
تائید کی۔ اس اتنا میں شمشیر خان کے اہل و عیال بتیا کے راجا کے پاس پناہ گزیں
ہوئے تھے۔ راجائے تین لاکھ روپی پیش کر کے امان چاہی لیکن ہبیت جنگ نے
ایک نہ مانی اور ان کو میاکر تھوڑا۔ ان کے عظیم آباد آنے پر ہبیت جنگ نہایت
حن و سلوک سے پیش آیا۔ ہبیت جنگ کے زنا د مکان میں نہایت احترام
سے ان کو اُستارا، اور ہر شخص کو ان کی خاطر اور دل جوشی کرنے کی تائید کی سراج اللہ
کو بھی حکم دیا کہ بغیر پروغ کرانے زنا د مکان میں نہ جائے۔ تھوڑے دونوں کے

خیمے گاہ تک آگئی۔ اس وقت پٹھان گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگے اور میر جدیب ان کے نزدیک سے نکل گیا۔ بہر کیف باڑہ اور فتوحہ کے درمیان رانی سراۓ (بیکنٹھ پورا) میں مہابت جنگ اور پٹھانوں میں مقابلہ ہو گیا اور طوفین سے توہین چلنے لگیں۔ اتفاقاً پہلے ہی گولے میں سردار خاں کا سر زار گیا۔ اس دامن سے شمشیر خاں کا اوس عالٹگر سرایہ و منتشر ہو گیا۔ پٹھانوں نے جنگ کو جلد ختم کرنے کے خیال سے یک بارگی یورش کر دی اور مہابت جنگ کی فوج کو مصروف پیکار دیکھ کر دوسری طرف سے مر ٹھوں نے اس کی خدمت گاہ میں لوث چادی۔ اس وقت سراج الدولہ نے جو مہابت جنگ کے قریب ہی دوسرے ہاتھی پر تھا گھبرا کر مہابت جنگ سے مر ٹھوں کی مدافعت کے لیے کہا۔ لیکن مہابت جنگ نے اس کو سمجھا دیا کہ اس وقت چارے حریف پٹھان ہیں مر ٹھوں سے پھر سمجھ لیا جائے گا اور ساری فوج سے پٹھانوں پر حملہ کر دیا۔ میں معرکہ میں سیر محمد کاظم خاں میا اور سیر جعفر خاں اور دوست محمد خاں اپنے ہاتھی کو ٹپڑا کر مراد شیر خاں کے ہاتھی کے برابر لے گئے اور میر منڈ کو رلا۔ اس کے تختہ ہودج پر ہاتھ رکھ کر اندر گھٹا چاہا لیکن مراد شیر نے ایسا تیغاما را کہ میر موصوف کی کتنی انگلیاں کٹ گئیں۔ دوسری طرف سے دوست محمد خاں اُچک کر ہودج میں چلا ہی گیا اور مراد شیر کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور میر محمد کاظم اور دوست محمد خاں نے مل کر مراد شیر کا سر کاٹ ڈالا۔ اسی دارو گیر میں کسی طرح شمشیر خاں ہاتھی سے زمین پر اُتر آیا تھا جدیب بیگ نامی نے جو مہابت جنگ کا ملازم اور دلیر خاں پر سیر محمد خاں کی مصاجت میں تھا سوتھ پاکر شمشیر خاں کا سر کاٹ ڈالا اور اس کو مہابت جنگ کے ہاتھی لہ سیر الشاغرین جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ سے سیر الشاغرین جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ میں رانی سراۓ اور ریاض اللہ بن

اسی سال ۱۷۴۰ء میں محمد شاہ بادشاہ نے انتقال کیا اور احمد شاہ بادشاہ ہوا۔
 مرشد آباد وابس جلنگ کے بعد ہبابت جنگ نے نواب سید فغان فوج مار
 پوری نیندی کے مرلنے پر اس کے بیٹے فخر الدین حسین خاں کے عومن صولت جنگ
 کو پوری نیندی کا فوج دار مقرر کیا۔

(۲۱) عظیم آباد میں سراج الدولہ کا ہنگامہ ۱۷۴۳ء

(۱۶۵۰ء)

سراج الدولہ نانا کے ساتھ مرشد آباد گیا تو شارہمدی خاں بھی وہاں پہنچا۔
 اس کی بے باکی سے اندریشہ ناک ہو کر ہبابت جنگ نے اس کو سراج الدولہ کی
 رفاقت سے چھڑا ناچا ہا۔ شارہمدی خاں نے اس رمز سے آگاہ ہوئے ہی
 سراج الدولہ کے دل نشین کر دیا اک تمہارے نانا کو تمہاری جدائی گوارانہیں اور
 چاہتا ہو کہ بچوں کی طرح تم کوتایج فرمان رکھے لیکن تم کچھ بچے نہیں کہ اس قسم
 کی اطاعت ضروری ہو۔ اپنے باپ کی جگہ عظیم آباد میں خود مختارانہ حکومت کرو۔
 جائکی رام مغلوک الحال ملازم ہر اس کو نکال دینا کچھ بات نہیں اور اس کے
 بعد ہبابت جنگ بھی تمہاری دل جوئی کے سوا کچھ نہ کرے گا۔ یقش جا کر
 شارہمدی خاں عظیم آباد چلا آیا اور سراج الدولہ بھی ذریت کا منتظر ہا۔ تھوڑے
 ہی دنوں کے بعد ہبابت جنگ کے مدنی پور جانے پر سراج الدولہ کچھ حیلہ کر کے
 خفیہ عظیم آباد کی طرف روانہ ہوا۔ دوسرے ہی دن اس کے امدادے کا حال معلوم
 ہوا تو شہامت جنگ وغیرہ قرابت مندوں نے اس کو راہ سے واپس بلانے

بعد شیخ خان کی ایک کتواری لڑکی کی شادی اپنے خریج سے شاہ محمد آفاق خاں نامی ایک سردار سے جو قاسم سیمان افغان درویش کی نسل سے تھا جس کی تبر قلعہ چنار گردہ کے پھیم طرف ہوا کرادی اور چند موضعات بطور جاگیر دے کر درہحدگ جلنے کی اجازت دے دی۔^{۱۷}

۲۰) لالہ جانکی رام نائب صوبے داعظیم آباد ۱۶۱۱ھ تا ۱۶۵۱-۳۸ھ (۱۶۴۲)

شہزاد صوبے میں ان ہونے پر مہابت جنگ شکار کھیلنے چند ہفتون کے لیے عظیم آباد سے حاجی پور کی طرف گیا اور سعید احمد خاں صولت جنگ کو بہاں اپنا نائب چھوڑا۔ صولت جنگ کو توقع ہوئی کہ عظیم آباد کی صوبے داری مستقل طور پر میرے ہی پر درہ گی اور شاید مہابت جنگ کا بھی یہی نتا ہو لیکن سراج الدولہ بھی یہیں موجود تھا۔ نثار ہندی خاں نے اس کے ذہن نشین کر دیا کہ یہ تھارے باپ کی جگہ ہزادروں اختم، ہی اس کے مستحق ہو۔ سراج الدولہ محل گیا کہ اگر محمد کو یہ صوبہ نہ ملے گا تو زہر کھالوں کا صولت جنگ بھی صوبے داری چن جانے کے خیال سے آزردہ ہو کر ترک وطن کر کے شاہ جہاں آباد جلنے کو آمادہ ہووا۔ مہابت جنگ کو عجب کش کمش در پیش ہوئی۔ آخر اس نے فرط محبت سے عظیم آباد کی صوبے داری کے لیے سراج الدولہ کو نام زد کیا۔ اور اپنے قدیم و خادر ملازم راجا جانکی رام کو مرشد آباد سے بلوکرنائب مقرر کیا اور صولت جنگ کو کچھ سمجھا۔ بھاکرا پنے ساتھ مرشد آباد لے گیا۔

^{۱۷} سیرات اخیرین جلد ۲ صفحہ ۲۰۶۔ ^{۱۸} سیرات اخیرین جلد ۲ صفحہ ۲۰۹

سے زینداروں اور جماداروں کو مستوقع مراجعت کر کے طلب کیا۔ سراج الدولہ نے جانکی رام کو بھی صاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ خوت متفلک ہوا کہ یہ معاملہ ملک گیری کا ہو اگر حاضر ہو جائے تو مہابت جنگ کا مورد عتاب ہو اور اگر مقابلہ کرنے میں سراج الدولہ کو کوئی ضرب پہنچ جب بھی یہی نتیجہ ہو۔ آخر مصطفیٰ اقلی خان کو اجو سراج الدولہ کا سر ہوتا تھا) سراج الدولہ کے پاس اس کا مافی الغمیر و ریافت کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ سراج الدولہ نے نادانی سے اپنا سارا منصوبہ ظاہر کر دیا اور مصطفیٰ اقلی خان نے جانکی رام کو آگاہ کر دیا۔ جانکی رام نے حاضری کا عزم فتح کر کے شہر میں پہرے پٹھا دیے۔ سراج الدولہ کو مہابت جنگ کا لواہ ہے کا غزہ تھا اس نے اسی دن قلعہ عظیم آباد کو بزرگی سے کا عزم کیا۔ نشار مهدی خان نے دودن اور ٹھیکرانے کی صلاح دی تو سراج الدولہ نے کہا کہ مجھ کو یہاں ملا کر اب تم جی چڑاتے ہو۔ نشار مهدی خان کو الزام ہنسنے کی تاب کہاں اس نے جواب دیا کہ حضور نے رخنہ اندازوں کو محروم راز بنائ کر خود سب کام بگاڑ دالے اور جانکی رام کو ہوشیار کر دیا اس وقت سائنس ستزادی موجود ہیں اگر فوج کی فراہمی کا انتظار گوارا نہیں تو مجھ کو بھی جان دیتے ہیں عذر نہیں۔ یہ کہ کرانجی آدمیوں کے ساتھ سراج الدولہ کو بیگم پور میں اس کے باپ ہیبت جنگ کے مقبرے پر لے گیا اور وہاں سے اپنے گھوڑے پر سوار کر کے قلعے کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت قلعے سے تو میں چلنے لگیں۔ نشار مهدی خان رانی پور کے قریب پہرے والوں سے مقابلہ کر کے سع رفقا ر حصہ شہر میں داخل ہو گیا اور سراج الدولہ کو نتیجہ میں لیے ہوئے حاجی گنج تک پہنچا۔ یہاں جانکی رام ہاتھی پر سوار توب خانہ دستی کے ساتھ موجود تھا اور تین چار ہزار آدمی بھی اس کے گرد تھے۔ سراج الدولہ کے گروہ سے امانت خان نیزہ لے کر گھوڑا بڑھاتا ہوا حاجی تھار کی مسجد کے قریب اس لشکر پر حضیث پڑا۔

کی کوشش کی لیکن سراج الدولہ نے اپنی دھن میں کسی کی نہ سئی۔ ہبابت جنگ کو معلوم ہوا تو اس نے بذریعے خط اطہار مجتہ و دل جوئی کر کے اس کو واپس آنے کی ترغیب دی لیکن سراج الدولہ نے جواب دیا کہ حضور میرے دشمنوں کے ساتھ اس قدر شفقت رکھتے ہیں اور میرے چھانٹو کو اس قدر منصب اتنا دے رکھا ہو لیکن میرے لیے محض زبانی عنایات ہیں اب حضرت ادصر آنے کا تصدیر نہ کریں ورنہ یا میرا سرچنان کے ہاتھی کے زیر پا ہو گا یا جناب کا سر مبارک میرے دامن میں۔ قاصد کو بھی تاکید کی کریں پیام زبانی بھی کہنا۔ ہبابت جنگ کو پیام زبانی پہنچا تو قاصد پر سخت غصب ناک ہوا کہ تجھ سے یہ کیوں کر کہا گیا کہ سراج الدولہ کا سر میرے ہاتھی کے زیر پا ہو گا۔ اس کے بعد سراج الدولہ کو دوسرا خط لکھا کہ تمہارا دھم بے جا ہو۔ میری تو آرزو ہے کہ ساری حکومت و فرمان رہائی تم کو ملے اور آخر میں دست خاص سے یہ رباعی حسب حال تحریکی کی۔

غازی کر پڑنے شہادت اندھگ و پورت غافل کر شہید عشق فاضل ترازو دست فردائے قیامت ایں باں کے ماند۔ کیں کشت دشمن است و آں کشت دوست بہر کیف سراج الدولہ نے باڑہ پہنچ کر نثار مہدی خان کو لکھا کہ میں تمہارے بھروسے پر سلطنت چھوڑ کر آیا ہوں اب اپنے قول و قرار پر مستعد رہو ہو ہنڈ نثار مہدی خان کو بعض خیر اندریشوں نے منع کیا اور سمجھا یا کہ راجا جانکی رام ہبابت جنگ کا ملازم ہو۔ ہبابت جنگ اور سراج الدولہ پھر مل جائیں گے تم کیوں اپنے سر پر بلالا تے ہو لیکن خان موصوف نے جواب دیا کہ میں وعدہ کر چکا ہوں اور موت تو اپنے وقت پر آتی ہو اس کا اندریش کیا۔ اس کے بعد سراج الدولہ کو باڑہ سے عظیم آباد لاکر باغ جعفر خان میں ٹھرا رہا اور تمام اطراف

طرح مصطفیٰ اقلی خان کے مکان پر پہنچا اور اس کے رفقاء نے مجھی اسی طرح اپنی اپنی راہ لی۔ جسونت ناگر باوجود زخمی ہوتے کے ہبابت جگ کے خیال سے اسی وقت مصطفیٰ اقلی خان کے گھر آیا اور اس سے سراج الدولہ کے صحیح وسلامت پہنچنے کی ہری تحریر حاصل کی ۔

جانکی رام نے شارہ بہدی خان کا سرکشوا کر لئے اور رب دروازے پر لٹکوایا ایک تحوڑی دیر بعد بعض لوگوں کے کہنے سے تجھیز و تکفین کی اجازت دے دی خان موم جو اور امانت خان و عزما سنگ وغیرہ جو اس سور کے میں قتل ہوتے تھے محل نون گولے میں شاہ علیم اللہ پر نثار بہدی خان کی تبر کے جوانہ میں مدفن ہوئے ۔

یہاں یہ واقعہ گمراہ اور ادھر ہبابت جنگ سراج الدولہ کی محنت میں بے قرار ہو کر باڑہ تک پہنچ گیا۔ یہاں اگر سراج الدولہ کی خیریت معلوم ہوئی تو جان میں جان آئی۔ اپنے ایک مصاحب کو بیان کیا کہ کسی طرح سراج الدولہ کو مناکر لے آئے اور خیہ کی تناہ اٹھوادی کے دوڑ ہی سے اس کی سواری پر نظر پڑتے ۔

سراج الدولہ آتا تو ہبابت جنگ اس کو گلے لکا کر بہت خوش ہوا اور اس کو ساتھ لے کر عظیم آباد آیا اور یہاں جانکی رام سے معدودت کرائی اور اس کو بدستور بحال رکھ کر مرشد آباد واپس گیا۔ اس کے بعد جانکی رام نے دو برس تک حکومت کر کے اجل طبیعی سے جان دی۔

لے سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱ میں مفصل کیفیت ہو۔

PATNA GAYETTEES

کے دکھن پورب متعدد قبریں ہیں جن میں بعض سنگ مرمر اور سنگ موسمی کی بنی ہوئی ہیں مگر ان پر کوئی کتب موجود نہیں لوگوں نے اس گورستان کو کوئی کے ساتھ بندوبست کر دیا ہے اس سے اور بھی خراب ہو رہا ہے لے سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۲۲۱۔

اور جمیعت کو پریشان کر دیا۔ لیکن یہ لوگ دُکانوں اور مکانوں میں چھپ چھپ کر بندوق چلانے لگے۔ اتفاقاً اس وقت کسی طرف سے ایک گولی آکلانت خان کے لگی اور وفتاً اس کی رُوح پرواز کر گئی۔ اس کے مرتبے ہی اس کے بیٹے اور داماد اور بعض رفقاء نے فرار کیا۔ مخالفوں نے بھی ان کو راہ دے دی اور شارہمدی خان کی ہمت افزائی کچھ کام نہ آئی تب شارہمدی خان تلوارے کر خود آگے بڑھا۔ اس وقت بعض دوستوں نے پھر سمجھا بجھا کر اس کو باز رکھنا چاہا۔ لیکن اُس نے تیکھے پن سے جواب دیا کہ یہ وقت اس طرح کی دوستی و خیرخواہی جتنا کا نہیں جو مجھ کو عزیز رکھتا ہو چاہیے کہ سیرے آگے چلے۔ اسی جگہ ہمت جسونت ناگر (قرابت مندر) اجادیا بہادر (کاپڑہ تھا اس نے پُکار کر کہا کہ میر صاحب آپ نے یہ غصب کیا کہ میرے پہرے کی طرف چلے آئے مجھ کو گرسنا نہ کیجیے اور خود کو تہلکہ میں نہ ڈالیے۔ شارہمدی خان نے جواب دیا کہ اس وقت فضول باتیں نہ بناؤ ہم تم حریف ہیں کچھ تم اپنے ہزار دکھاؤ کچھ میں اپنے جو ہر دکھاؤں۔ ناچار ہمت نہ کو رپیادہ پا ہو کر سبنتے آیا۔ شارہمدی خان نے نگردن پر تلوار ماری مگر اس وقت بھی سراج الدولہ اور اس کے مصاجبوں نے زراجرأت ند کی برخلاف اس کے ناگر موصوف کی طرف سے مرزا مدار بیگ نے پشت کی جانب سے اگر ایک تلوار ایسی ماری کر خان مرقوم کا پاؤ نکٹ گیا اور اس کے گرتے ہی جسونت ناگر نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس مشاہدے سے سراج الدولہ گلبیوں میں گھس کر سی لہ ناگر برہمنوں کی ایک قسم ہو جو دشتر گجرات کی طرف رہتے ہیں۔ دیا مام اور چھبیلا رام ناگر دو بھائی شہزادہ عظیم الشان کی صوبے داری کے زمانے میں دیوانی کے عہدے پر تقرر تھے۔ ذرخ سیر کی تخت نشینی کے بعد گزرے میں چھبیلا رام نے کئی لاکھ روپڑ ذرخ سیر کو پڑھ میں دلوائے۔ اور اس کے عملہ میں کڑہ جہان آباد کی فوج داری پائی۔ آثار الامر اصفہن ۱۷-۳۲۹

اموہن لال جو سراج الدولہ کا خاص دیوان مقرر ہوا تھا) کی اطاعت کا حکم ہوتا تھا۔

بات کا زخم ہر تلوار کے زخموں سے سوا کچھی قتل مگر منہج سے کچھار شاد شہ ہو غرض چار ہی دن میں دربار کا یہ حال ہو گیا کہ جو شخص سلام کو آتا تھا اپنی جان و آبرو سے ہاتھ دھولیتا تھا اور جو شخص جان و آبرو سلامت لے کر واپس جاتا تھا خدا کا شکریہ ادا کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سوائے چند سفلوں کے جخموں نے مصاحبت میں اقتدار پایا تھا اکثر ارکین نظامت دشمن ہو گئے۔ سراج الدولہ نے اپنی خال گھصیٹی بیگم کی الملک ضبط کر لی تھی۔ اور اسی زمانے میں شوکت جنگ پر صولت جنگ سے پورینہ کی حکومت چھین لینے کا قصد کیا تھا۔

گھصیٹی بیگم کی الملک کے محاسبہ میں راج بیجہ دیوان رجواس کے شوهر شہزادت جنگ کے وقت سے عہدے وار تھا) نظر بند کیا گیا تھا۔ اس کا بیٹا کشن بیجہ اپنے باپ کا مال لے کر مژڈریک (DRAKE) افریقی ایسٹ انڈیا کمپنی کی پناہ میں کلکتہ پہنچا۔ سراج الدولہ نے انگریزوں کو اپنے غالفوں کا مددگار اور پشت پناہ سمجھ کر پورینہ کا قصد ملتوي کیا اور پہلے کلکتہ کی طرف

لے حقيقة تھا۔ اس زمانے میں سوسائٹی کا حال ناگفت پر تھا۔ خود جنگ بیٹھ میر جعفر اور اکثر عامدین انترا پر دازی اور تخفید سازش میں لگے رہتے تھے۔ اخلاقی حالت بھی ہنایت خراب ہو رہی تھی۔ اور انگریزوں کا بھی یہ حال تھا کہ کلایوں نے اُنہیں چند کی شہزادت کے جواب میں فریب و جعل سازی کو روا رکھا۔

۳۶۳ صفحہ میریاض اسلامیین

سے میر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۲۹۳ میں یہ بھی لکھا ہوا کہ میر جعفر وغیرہ گھصیٹی بیگم کے ساتھ میں سراج الدولہ کے ظلم کو دہ چند بڑھا کر انگریزوں سے کہتے تھے۔

(۱۴۵۳-۱۴۵۴ھ) راجا رام نرائن کی صوبے داری تاں ۱۱۶۷ھ

راجا رام نرائن پسر جنگ لال ہبابت جنگ کا پروردہ تھا اور اپنے باپ کی جگہ پر دیوان بھی رہ چکا تھا جائیکی رام کے مرٹ پر ہبابت جنگ نے اس کو عظیم آباد کا صوبے دار سفر کیا۔ مرٹ دھرہ رکارہ بھی اس کی رفاقت میں کام کرنے لگا۔ ہبابت جنگ کی زندگی تک راجا رام نرائن کی صوبے داری میں کوئی خرضشہ واقع نہ ہوا۔ بعد کے حالات کو سراج الدولہ میر جعفر اور میر قاسم کی حکومت سے تعلق ہوا۔ اس لیے سلسلہ پر سلسلہ بیان کیے جائیں گے۔

(۱۴۵۴-۱۴۵۵ھ) تواب سراج الدولہ کی حکومت

وجادی الاول ۱۴۵۴ھ کو ہبابت جنگ نے مرض استقامت بتلا ہوا کا انتقال کیا اور اس کا نواس سراج الدولہ حکمران ہوا۔ مت نشینی کے وقت اس کی عمر تائیں سال تھی۔ نوجوان تواب نے دیرینہ اور ذی اقتدار ملازموں کو بطرف کر کے تاہم مصاحبوں کو اعلیٰ عہدوں پر سرفراز کیا۔ اس وقت تک قدیم دولت خواہوں نے فقط علیحدگی اختیار کی تھی۔ لیکن چند ہی دنوں میں سرور بار درشت گوئی استہزا اور تحریز بھی ہوئے لگا۔ کبھی میر جعفر کی حوصلی کے سامنے توب لگانے کا حکم ہوتا تھا، کبھی راجا دل بھر رام اور دوسروں کو ایک ادنیٰ امتصدی

لے میر الملت خزین جلد ۲ صفحہ ۲۳۴۔ ۳۵۸ ریاض الساطین صفحہ ۳۴۲ میں ۹ ربیعہ روز شنبہ ہے ممکن ہو دہی صحیح ہے۔ انگریزی تاریخوں کے مطابق سراج الدولہ کی مت نشینی ۱۴۵۴ء اپنی کودا تھی ہوئی۔

خدا پنے یہ کوئی مقام تجویز کر کے مجھ سے اس کی منطق کرو اور دارالامارت کے خزانے و اباب میرے آدمیوں کے پروردگرد۔ سراج الدولہ نے اس کے جواب میں ایک فوج شوکت جنگ کے استعمال کے لیے روانہ کی اور عظیم آباد میں راجا مام نراائن کو بھی لکھا کہ بہادر کی فوج لے کر فوراً ہمک میں چلے آؤ۔ راجا نامذکور عظیم آباد کی فوج اور زینداروں کی جمیعت کے ساتھ سراج الدولہ کی فوج سے جالملا ۲۱ محرم ۱۷۶۷ء کو فیہاری اور نواب لجخ کے درمیان مقام بلڈی یاڑی میں تھوڑی سی جنگ کے بعد شوکت جنگ مارا گیا اور اس کے ساتھ مال دا باب پر راجا میون لال (دیوان سراج الدولہ) نے قبضہ کیا۔ اس جنگ میں غلام حسین خاں مؤلف سیر المتأخرین بھی موجود تھے۔ اس وقت وہ شوکت جنگ کے ملازم تھے۔

باب ہزار دسمبر

حکومت میں انگریزوں کا داخل رسوخ

۱۱۔ سراج الدولہ کی شکست اور ظالمانہ قتل ۱۷۶۷ء

(۱۷۵۸ء)

کرنل کلائونے مدراس سے اگر کلکتہ کی شکست کا بدل لیا۔ جنوری ۱۷۶۷ء کو

متوجہ ہوا اور انگریزوں کو شکست فاش دے کر فورٹ ولیم پر قبضہ کر لیا۔

۱۲۳ شوکت جنگ کی شکست اور قتل ناصر

(۶۱۶۵ھ)

کلکت کی فتح کے بعد سراج الدول نے راس بہاری پس راجا جانکی کی معرفت شوکت جنگ کو پروانہ بھیجا کہ پورنیہ کے پر گنات ہم نے اپنی خاص جاگیریں لے لیے ہیں یہ راس بہاری کو وہاں کے انتظام پر مأمور کر کے بھیجتا ہوں تھم اس کو دخل دے دینا۔ شوکت جنگ کے باپ صولت جنگ نے مہابت جنگ کی زندگی کے آخری دنوں میں دربارہ ہلی میں وزیر الملک کو ملاکر اپنے نام مہابت جنگ کی جانشینی اور بکالو و بہار واڑیس کی صوبے داری کی ندر کے لیے کوشش کی تھی لیکن صولت جنگ خود مہابت جنگ سے کچھ پہلے مر گیا۔ اس لیے اب وہ نہ شوکت جنگ کو حاصل ہوئی تھی۔ شوکت جنگ نے سراج الدول کو لکھا کہ
لہ اسی لڑائی کے متعلق انگریزوں کا بیان ہر کہ ایک سوچیا میں انگریز اٹھا رہ فٹ لے اور جو دہ فٹ چڑھے کرے میں جس میں ہوا کے لیے ہیز ف دوکھر کیاں (سلام دار) تھیں بند کر دیے گئے اور صح کو جب دروازہ کھولا گیا تو تیس آدمیوں کے سوا سب مردہ پائے کئے۔ اسی کو بلیک ہول BLACK HOLE کہتے ہیں لیکن سیر المتأخرین اور بیاض اللہ جو اس زمانے کے حالات کی نہایت مستند تاریخیں ہیں ان میں شمشتہ بھی اس کا کوئی ذکر نہیں بلکہ اسی معلوم ہوتا ہر کہ انگریز بھاگ کر جہاز پر چلے گئے تھے اور سراج الدول پر عرض اتهام رکھا گیا ہے۔ بہرحال اومالی صاحب لکھتے ہیں کہ اس میں نواب کا کوئی قصور دفعہ مخالف اس کے کسی جماعت دار نے ذاتی عدادت سے ایک آیا و اللہ اعلم۔ یہ واقعہ ۲ جون ۱۸۵۷ء کا بیان کیا جاتا ہے۔

لیے خفیہ عہد پہنچاں کر لیا۔ امین چند نے دھکی دی کہ اگر معادہ نامے میں میرے
لیے تیس لاکھ روپڑ لکھ جائیں گے تو میں سراج الدولہ سے راز فاش کر دوں گا۔
کلایو نے اس کے جواب میں ایک جعلی و تاویز تیار کی اور اس میں امین چند
کے لیے تیس لاکھ روپڑ لکھ دیے۔ لیکن واٹن نامی امیر حضرت اس جعلی وثیقہ پر
دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ تب کلایو نے خود اپنے ہاتھ سے واٹن کے جعلی
و ثیقہ بنانے کا امین چند کو د تاویز دھکھائی۔ اس کے بعد حسب قرارداد کلایو اپنی
محصری فوج لے کر سراج الدولہ کے استیصال کو پلاسی چلا آیا۔ بد نسب
فواب کے شکر کے مقابلے میں اس کے مخالفوں کا گروہ محض حقیر تھا۔ لیکن
نواب کی فوج میر حضرت کی سازش میں تھی اور ان میں جو وفاوار تھے ان کو خود
سراج الدولہ نے میر حضرت اور بعض مرداروں کے فریب میں اکٹھا لے کر
باڑھا۔ اور خود چند رفقاء کو ساتھ لے کر میدانِ جنگ سے روانہ ہو گیا۔
کلایو جو سراج الدولہ سے ہر اس ہو رہا تھا اور میر حضرت پر بھی پورا بھروسہ رکھتا تھا
نہایت آسانی سے کام یاب ہوا۔ انگریزی تاویزوں کے مطابق پلاسی کا واقعہ
۲۲ جون ۱۸۵۷ء کو میش آیا۔

سراج الدولہ پلاسی سے نکل کر عظیم آباد کے قصده سے پورنیہ کی طرف
آیا۔ رہا میں موضع بہال میں دانا شاہ نامی ایک دردیش صورت میں اس نادان
کو ہمہ ان رکھ کر دغا سے میر قاسم داماڈ میر حضرت کے حوالے کر دیا۔ میر قاسم نے
اس کی جان بچانے کے فریب سے اس کی بیوی کے جواہرات و زیورات کا

لئے میر المتأخرون جلد ۲۴۷ صفحہ ۲۹۸ تا ۲۹۷۔ ریاض اسلامیین صفحہ ۲۰۰

BENGAL BIHAR & RISSA UNDER BRITISH RULE

صفحہ ۲۰۰ تا ۲۹۷ سے پورا بیان ملختہ ہو۔

سلکتے پر پھر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا اور سراج الدولہ نے توان دینا قبول کر کے
صلح کر لی۔ اس زمانے میں انگریز اور فرانسیسی بر سر چنگاً تھے۔ اتفاقاً جین لاس
فرانسیسی جس کو شاہ عالم نامے میں موسیٰ لاس اور سیر المتأخرین میں موشیر لاس
لکھا ہے، چند نگر میں شکست کھا کر اپنی جماعت کے ساتھ سراج الدولہ کی پناہ
میں آیا۔

کلایو نے سراج الدولہ کو کھاکر صلح نامہ کے مطابق آپ میرے دشمنوں
دشمنوں کو پناہ نہیں دے سکتے۔ نواب نے جواب دیا کہ فرانسیسی جماعت کو
میں نے نوکر کھا ہو اس بھی دوستی اور دشمنی کا کوئی معاملہ نہیں۔ اس کے ساتھ
ہی نواب نے مصلحت آجین لائی وظیم آباد جانے کا حکم دیا۔ لامذکور نے ہر چند
نواب کو بھایا کہ آپ کے درباردار انگریزوں کی سازش میں ہیں اور میرے
چلے جانے پر آپ کو تباہ کر دیں گے۔ لیکن سراج الدولہ نے جواب دیا کہ عنقریب
تم کو پھر بلالوں گا۔ لامذکور نے یہاں تک کہا کہ میرے چلے جانے پر پھر شاید میری
آپ کی ملاقات نہ ہو۔ لیکن نواب نے پھر بھی جواب دیا کہ اس وقت تمھاءے
جلے میں مصلحت ہو۔ ناچار جین لاء پنی جماعت کے ساتھ عظیم آباد کی طرف
بعانہ ہوا۔

سراج الدولہ نے میر جعفر علی کو فوج کی بخشی گری سے بر طرف کیا تھا
اور جگت یثہ بھی سراج الدولہ سے بیزار ہو رہا تھا اور کلایو بھی سراج الدولہ
کے استیصال کی فکر میں تھا۔ ان سب نے مل کر سراج الدولہ کے خلاف
خفیہ سازشیں شروع کیں۔ میر جعفر نے جگت یثہ کے کار پردازان این چند کے
ذریعے سے انگریزوں کو پونے دو کر وڑ رپڑ دینے کے وعدے پر اپنی عمارت کے

پنڈارک آئے پر گوروں نے شراب نہ ملنے کے بدب اگے بڑھنے سے انکار کیا۔ مجبوراً گوٹ نے انھیں وہیں چھوڑا اور وہی سی پا ہیوں کو ساتھ لے کر ۱۴ جولائی کو عظیم آباد چلا آیا۔ بعد میں گورے بھی کشتی سے یہاں چلے آئے اور بدست ہو کر انگریزی کوٹھی میں حرکات نشانست کرنے لگے۔ گوٹ نے تیس گوروں کو ان کی شرارت پر خوب پڑوا یا۔ اس پر تیسرے دن گوروں نے ہتھیں ڈال دیے۔ مگر پھر کوٹ ان کو سمجھا۔ جسا کہ جین لاکی تلاش میں قصبه نیریک لے گیا۔ جین لا اس کے قبل ہی چھپرہ کی طرف چلا گیا تھا۔ اس لیے انگریزی فوج کر مناسہ ندی تک جا کر پھر عظیم آباد واپس آئی۔

۱۳۔ میر جعفر کی امارت ۲۷ اکتوبر ۱۸۵۶ء (۱۷۹۰ء)

پلاسی کے ہنگامے کے بعد ۸ نومبر ۱۸۵۶ء (۲۹ جولائی ۱۸۵۶ء) کو میر جعفر نے کلایو کے آئے پر منصور گنج میں اپنی حکومت کی منادی کرائی اور اپنے نام کے ساتھ علی دردی خان کے تمام خطابات کا اضافہ کر کے ہری فرمان چاری کیے اور اپنے بیٹے میر صادق علی خاں رعرف میرن کو (جو شاہ خانم ہشیرہ ہبابت جنگ کے بطن سے تھا) شہزادت جنگ کے لقب سے مخاطب کیا۔ اس نوابی کے صلے میں انگریزی حکام نے میر جعفر سے کروروں روپ زندگیے خاص کر کلایو نے

صنعت پر جس کی قیمت تخفین سے باہر تو چھین لیا اور سراج الدولہ کو گرفتار کر کے میرن پس میر جعفر کے پاس مرشد آباد بیٹھ دیا۔ اس ظالمہ نے سراج الدولہ کے خاندان کے پروردہ ملازم کے ہاتھوں اس کو قتل کر کے اس کی لائس کی تشہیر کرائی۔ یہ واقعہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء کا ہے۔ میرن نے سراج الدولہ کی ماں، خالہ، بھائی اور مخصوص بچے کو بھی بے قصور قتل کیا۔ سراج الدولہ کے بعد ہبابت جنگ کے خاندان کا چڑاغ گل ہو گیا۔

درخاک کے بیخت آں گلِ دولت کی بغاٹ ملک باصدہ زانزاں پر فوج در بر شس انصاف کا تقاضا ہے کہ جہاں سراج الدولہ کی بعض بُرا بیان معرض بیان میں آگئی ہیں اس کی خوبیاں بھی فراموش نہ کی جائیں۔ اس کے مخالفوں نے نک حرماںی، دغا، فریب، جعل سازی و بے مرتوی کی۔ لیکن سراج الدولہ کا کیر کرڑ اس قسم کے کمینہ اوصاف سے پاک نظر آتا ہے۔

۱۲ انگریزی فوج کا عظیم آباد آنا ۱۹۰۵ء (۱۹۰۵ء)

پلاسی سے چلتے وقت سراج الدولہ نے جین لا فرانسیسی کو واپس بلا بھیجا تھا۔ لیکن اس کو خرچ راہ کے لیے راجا رام نہان سے ٹپیہ وصول کرنے میں دیر لگی اور اس عین میں سراج الدولہ کا کام تمام ہو گیا۔ جب لامذکور راج محل کے قریب پہنچا تو اس کو اس سانحہ کی اطلاع ہوتی۔ ناچار اس نے پھر عظیم آباد کی طرف معاودت کی۔ بہاں گمان تھا کہ راجا رام نہان اپنے آقا کے استقامت کو آمادہ ہو گا۔ اسی شتائمیں کلائیوٹ میجر کروٹ (MAGOR ETRE COOTE) کو دوسو تینس گورے اور پلٹچ سو دسی پاہیوں کے ساتھ جین لا کے تعاقب میں روشن کیا۔ ۲۳ جولائی ۱۹۰۵ء میجر کروٹ دریا پور مقام پہنچا۔ دوسرے دن

اس نے میر جعفر کو ممانعت کی اور کہا کہ میں نے اس باتے میں خود تمھارے سفارشی خط کی بناء پر وعدہ کر لیا ہو۔ میر جعفر نے خط کو منگوا کر دیکھا تو خود نادم ہوا اور گئنڈل اور نشی پر غصہ کرنے لگا اور یہ لوگ خداوسی پر الزام رکھنے لگے۔

(۱۵) بعض خیر والا خیریت کا ذکر

عظیم آباد میں میر جعفر نے عمارت چھل ستوں میں قیام کیا اور فقراء کو بولا کر ان کو کھلانے کھلوائے اور ایک ایک روپیہ صدقہ دیا۔ اس کے بعد نگین کپڑے پہن کر جتن میں مصروف ہوا۔ ہولی کا زماں آپنچا تھا۔ خوبصورت نے گنگا کے پار ریت پر خیمے نصب کرائے اور تین دن وہاں رہ کر زنگ ریزی و عسیری بیزی کے ساتھ سراپر دے میں دل کھوں کر ہولی کھیلی۔

چند دنوں کے بعد میر جعفر ہمارہ ہو کر مرشد آباد روانہ ہوا۔ ہماریں مخدوم شرف الدین احمد منیری کے مزار اور بعض مزاروں کی زیارت کی۔ اس کے بعد یہاں کے تیل کے تلے ہوئے ٹھانے اور کتاب جوتاڑی نوشون کا گزر ہوا اور میر جعفر کو بھی ان سے رغبت تھی فرمائش کر کے منگوائے اور لانے والوں کو انعام دے کر بڑے ذوق و شوق سے تناول کیے۔

میر جعفر نے نظامت کا کار و بار اپنے بیٹے میرن پر چھوڑ دیا تھا اور خود ناج رنگ اور صحبتِ نسوان میں بس کرتا تھا۔ میرن نے بھی باپ کے قیمت اختیار کیے تھے۔ تھوڑے دنوں میں تمام نظم درجہم و بر جم ہو گیا اور سپاہ کی تنخواہ تک ادا نہ ہوئی۔ اس وقت عبدالہادی خاں جماعت داوی نے میر جعفر کے قتل کی

چالیس لاکھ روپے سے زیادہ حاصل کیے۔

(۳) میر جعفر اور راجا رام نرائن نائب ناظم بہار

بھگلے میں حکومت قائم ہو جانے پر میر جعفر نے عظیم آباد میں راجا رام نرائن کو سطحی کرنے کے لیے دل جوئی کے خطوط لکھے۔ یہاں جیسی لافرانیسی کے بعد راجا ندر سنگھ (ٹکاری) اور اکثر زمیندار سراج الدولہ کے خون کا بدل لینا چاہتے تھے۔ انھوں نے راجا رام نرائن کو ابھارنا چاہا۔ لیکن اس نے زمانہ سازی ہی میں فائدہ دیکھا اور میر جعفر کو بنا دش کی باتیں لکھتا رہا۔ اس عرصے میں میر جعفر کے عظیم آباد آئے کی خبر اڑی۔ رام نرائن میر جعفر کی طرف سے مطہن ہوا۔ اس لیے گینڈا مل کو اپنا کیل بنانے کا کلایو سے اپنی آبرو اور عدم یادی کا طینان چاہا۔ لیکن میر جعفر سے خائف تھا اس لیے عیاری سے میر جعفر ہی کا معرفتی خط حاصل کیا۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ کیل مذکور نے خوشاب سے ایک معقول معرفتی خط کی التجاگی، اور جب سودہ درست کرنے کا حکم ہوا مثی کو ملا کر اپنے مطلب کا مضمون لکھوا لیا اور اسی وقت میں دستخط کے لیے پیش کرایا کہ میر جعفر نشہ بنگ میں بہوش تھا۔ اس خط کو لے کر رام نرائن نے کلایو سے ملاقات کی اور اپنی محافظت کا طینان حاصل کر لیا۔

میر جعفر نے ۱۷۵۷ء میں عظیم آباد کر چند دن عیش و عشرت بیس بسر کیے۔ اس کے بعد یہاں کی صوبے داری اپنے بھائی میر محمد کاظم کو دینے کا قصد کیا اور راجا رام نرائن سے صوبے کے داخل کا حجابت چاہا۔ رام نرائن نے اسی دن کے لیے کلایو سے اپنی برائت کا وعدہ لیا تھا معاً کلایو کے پاس پہنچا اور

تم نہیں بیانت کر میں کون ہو اور اس کا کیا تجھے ہر مرزا لے عرض کی حضور والا
میری کیا مجال کر میں کے آدمیوں سے مقابلہ کروں، میں تو روزانہ اس کے
گدھے کو سلام کرتا ہوں۔ حاضرین دربار متفق پھر کر مسکراتے لگے لیکن میر حضرت
سے اپنی سادگی سے زبھا کا اس گدھے سے خود بدولت ہی کی ذات ہرادتی۔
کبھی بے گدھے کا لطیفہ میر المتأخرین کے علاوہ ٹیکس فرام اندھیں ہستی،
TALES FROM EGYPTIAN HISTORY

مذکور ہے۔

(۷) شہزادہ عالی گوہرا و رجنگ عظیم آباد ۱۱۲۳ھ (۱۶۰۹ء)

۱۱۲۴ھ (۱۶۰۵ء) میں احمد شاہ بادشاہ دہلی نے انتقال کیا اور عالمگیر
شانی تخت نشین ہوا۔ بہار و بنگال کی بدلتیوں کے اخبار اور ہر چیز پہنچتے رہتے تھے
محمد قلی خان صوبے دار ال آباد نے رجو صدر رجگ کا بھتیجا تھا، شیاع الدولۃ
نواب وزیر اودھ سے بہار و بنگال کی تحریر کے لیے مشورہ کیا، شجاع الدین رضا اپنا
تحاکہ محمد قلی خان کسی طرح ال آباد سے دفع ہو، اس نے صلاح دی کہ شہزادہ
عالی گوہرا ولی عہد عالمگیر شانی کو متفق کر کے تم بستقت کرو پھر میں بھی آملوں گا۔
یہاں صوبہ بہار میں پنا جاتا در سنگھ دہلوان سنگھ و کامگار غافل وغیرہ
میر حضرت ناظم بنگال سے سراج الدولہ کے خون کا انتقام لینا چاہتے تھے۔ انھوں
نے بھی شہزادے کو پرچک دی۔ شہزادے نے اس موقعے کو غنیمت سمجھا اور
نواب ہدایت علی خان بہادر اس رجنگ، نواب میر الدولہ بہادر نادر رجگ۔

سازش کی تیکن بھید کھل آیا اور عبدالہادی خان خود قتل کیا گیا۔

۱۶) هرزا شمس الدین اور کلایلو کے گرد میں کا لطیفہ

مرزا شمس الدین میر جعفر کے قدیم یہاروں میں تھا اور میر جعفر کی پریشانی کے نتالے میں مرزا نے اس پر بعض احسان کیے تھے یا شاید کچھ مزپر قرض دلوائے تھے۔ اب میر جعفر کو امارت ملت پر مرزا حقوق سابقہ کے معاوضہ کا مستوی تھا لیکن دینا و لانا تو درکنار میر جعفر اس کو یا اس پھٹکنے کا بھی رواہار نہ ہوتا تھا۔ ایک نور مرزا نے کسی طرح خلوت میں بار پایا تو میر جعفر اس کی زبان بند رکھنے کو خود ہی کہنے لگا کہ مرزا صاحب ہیں لے آپ کے احسانات فراہوش نہیں کیے۔ لیکن کیا کروں کہ انگریزوں کو زرمو عوہ دینے اور دوسری ضروریات سے فراتے نہیں جوئی۔ زماں بھیڑوں سے بخات ہو تو آپ کی خدمت کروں۔ مرزا دل جلا تو تھا ہی۔ کہنے لگا بس اب زیادہ بیان نہ فرمائی مجھے رقت آتی ہو۔ افسوس کہ سرچ الدین نے میر احمد رؤٹ کر بے خانگاں کر دیا ورنہ اس وقت بھی میں آپ کی خدمت سے قاصر تھا۔ میر جعفر دلوں ہاتھوں میں کئی جواہروں سمجھنے اور گلے میں تین چار مالا مردار یہ پہنچنے ہوئے تھا جو سراج الدولہ کے مال سے ہاتھ لگ لے گئے تھے) مرزا کہنے لگا، یہ سنگ بیزے بھی ایسے قیمتی نہیں کہ خود بدولت کے کام آئیں، ہاں اگر انھی ہاتھوں سے اس مخلص کے طانچے لگائے جائیں تو اس کا دل خوش ہو۔ انھی دلوں میں کلایلو بھی آیا ہوا تھا، کسی نے میر جعفر سے لگادی کہ مرزا نے کلایلو کے آدمیوں سے دلکھا کیا ہے۔ میر جعفر نے مرزا کو بولوایا اور فاش کر کہنے لگا

شہزادے سے یوم ملازمت مقرر کرایا۔

ہر چند غلام حسین خان نے مستنبہ کیا کہ رام زائن عیار ہو۔ جب حاضر ہواں کو ساتھ لے کر فوراً شہر پر قبضہ کر لینا چاہیے لیکن ہدایت علی خان نے کہا کہ اب تک خاندان تیموریہ نے کسی سے دغا نہیں کی۔ اور محمد تقیٰ خان کو یہ زعم تھا کہ میری تلوار کے آگے کسی کی عیاری کیا چلے گی۔

۱۹ اور جب کو شہزادہ داؤڈ نگر سے روانہ ہوا اور قبضہ چھواری کے قریب خیمه زن ہو کر ہرن، سور و سرخاب کے شکاریں مشغول ہوا۔ اسی جگہ رام زائن بھی شہزادے کے پاس حاضر ہوا۔ یہاں رسم و دربار کے مطابق وہ آداب و کورش، بجالانی پڑی جو عمر بھرت دیکھی۔ رنگ نق، چہرہ آداس، لب خشک، حیران رہ گیا۔ نذر کی اشرفیاں پیش کر کے خلعت (سرچج و حیخہ) مرستہ کلمنی جو شہزادوں کے لیے مخصوص تھیں ا حاصل کیا لیکن شہزادے کے سانوں سامان کو اپنے گمان سے کم دیکھ کر دل میں پیشان ہوا اور کھلانے کا حیدر کے خیمه گاہ سے واپس چلا آیا اور قلعے کے استحکام میں مصروف ہوا۔

چند دنوں کے بعد شہزادہ پانچ جنور خاں میں اگر بھیرا اور فوج و توب نا کو شہر سے دکن جلنے کی طرف رکھا۔ اس وقت تک رام زائن ظاہراً مدارات کرتا رہا۔ اس عرصے میں میر جعفر نے اول قصد کیا کہ کچھ رپڑے کر شہزادے کو جنگ سے باز رکھے لیکن اس کا سامان نہ ہوا۔ تب کلاں یوسے مشورہ کر کے سیر، اور کرنل کیلائڈ کو فوج لے کر بیگانے سے روانہ کیا۔ ان کے آنے کی خبر

لہ شاد مالم نام صفحہ ۵۰۔

HISTORY OF BENGAL BIHAR & JHARKHAND UNDER BRITISH RULE

ہمارا الدولہ بہادر (پس خواجہ موسیٰ خان) فضل اللہ خان بہادر، ممتاز الدولہ و
بہادر علی خان بہادر، نویں تھان وغیرہ چند ذی رتبہ لوگوں کو ساختے کر
اعتماد الدولہ محمد قلی خان کی معیت میں ۱۲ ربیع الثانی کو کر مناسہ ندی کو
عمور کر کے جہاں آباد ہوتا ہوا دادودنگر میں وارد ہوا۔

اتفاقاً اسی زمانے میں راجا نڈرنگہ کو ایک سردار نے محض معمولی
سمیٰ تکرار پر مارٹلا تھا اس لیے وہ شہزادے کا ساتھ نہ دے سکا۔

شہزادے کے آئنے سے راجا رام نرائیں بہت گھبرا یا۔ اس نے میر حضر
سے فوج لے کر آئے کی اتدعا کی اور انگریزی فوج مقیم غلیم آباد کے افسر بھر
کوٹ نے بھی مشورہ کیا۔ آخر یہ رائے قرار پائی کہ اگر انگریزی فوج آجائے
تو شہزادے سے جنگ کی جائے ورنہ جیسا وقت پڑے مناسب کارروائی
کی جائے۔

اس اشتار میں میر حضر نے رام نرائیں کو لکھا کہ غلام حسین خان «مؤلف
سیر المتأخرین» اور غیرہ کو گرفتار کر لے۔ کیوں کہ انھی لوگوں نے نواب ہدایت علی خان
کو ترغیب دے کر یہ فتنہ برپا کیا ہو گا۔ غلام حسین خان نے اپنی براست اور لا علی
کا یقین دلا کر رام نرائیں اور علی دصر ہر کارے سے اپنی سلامتی کا وعدہ لیا۔

بہر کیف شہزادہ آپ ہنچا تھا۔ شہر میں اس کی آن بان اور شان و شوکت کا
شہر تھا۔ انگریزی فوج کا بھی اب تک کچھ پتا نہ تھا۔ رام نرائیں نے مرعوب
ہو کر اپنے مصلح بخاص محمد شاکر کی معرفت ایک سو ایک اشترنی شہزادے
کے پاس مع عرض داشت روانہ کی اور حاضری کا قصد ظاہر کیا اور محمد قلی خان سے
مل کر (شاپید کچھ متوقع کر کے) اس کو اپنا طرف دار اور مداح بنالیا اور اس نے

لے شاہ عالم نامہ صفحہ ۱۔ جہاں آباد سے غالباً بھجو جہاں آباد مراد ہو۔

دیتے کا وعدہ کر کے شہزادے کو روکنا چاہا لیکن اس سے معمولی زینت دار ہوتے کے بدب شہزادے نے اس طرف التفاہ نہ کیا اور کلایو کو لکھ بھیجا۔ لکھ بھیجا کلہار مصارف ادا کر دو تو ہم بہاں سے ہٹ جائیں گے اور انگریزی تجارت کے لیے رعایتیں بھی محفوظ رکھیں گے۔ شاید اسی زمانے میں عالم گیر شانی نے بھی اپنے وزیر عادل الملک کے دباؤ سے کلایو کو لکھ بھیجا تھا کہ شہزادہ با غنی نہ ہو جائے۔ اس کی خبر لینا۔

کلایو نے بادشاہ اور شہزادہ دلوں کی خاطر محفوظ رکھ کر شہزادے کے پاس خیر اندھا خاں اور چنڈ اشخاص کی معرفت پانچ سو اشرفیاں بھیج دیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو حادثہ بہار سے نکالنے کے لیے ایک فوج بھی روانہ کی۔ بہر کیف شہزادہ نواح عظیم آباد سے چل کر ۱۳ شعبان کو موضع جہولی پہنچا۔ ۹ شعبان کو داؤ نگر واپس گیا، اور ۱۴ شعبان کو سہرام ہوتا ہوا اک مناسنے ندی کے کنارے پر وار ہوا۔ اسی جگہ شہزادے نے نوبت غام کو اس دغا و فریب کی پاداش میں قتل کرایا۔

۱۸) شہزادے کا بادشاہ ہونا اور راہم نرائن اور انگریزوں

کی شکست ۱۶۷۰ء تا ۱۶۷۶ء

شہزادہ کر مناسنے تک پہنچا تھا کہ اس کو باپ را عالم گیر شانی اسکے ملے

HISTORY OF BENGAL BIHAR QISSA UNDER
BRITISH RULE

صفحہ ۱۲۲ -

گہ شاہ عالم نام صفحہ ۸۵ -

پاتے ہی رام نرائن نے تیور بدل دیے۔ محمد قلی خان کے آدمیوں کو جو صوبے کے کاغذات دیکھنے کو آئے تھے نکلاوا بیبا اور کہلا بھیجا کر آپ کیا سمجھ کر حکم کرتے ہیں بندہ ناظم بنگال کا ماتحت ہی کچھ آپ کا انزکر نہیں۔ اب تک جو کچھ کرتا رہا برسم مہمان داری کرتا تھا۔

یہ سننے ہی شہزادے نے قلعہ عظم آباد کی تحریر کا حکم دیا۔ دوسرا ہی دن فوج نے ححاصرہ کر لیا۔ رام نرائن نے قلعہ کے گول باری شروع کی اور شہزادے کی فوج نے پلوری مدفعت کی۔ لیکن محمد قلی خان کے سوہنے تدبیر کے سبب قلعہ مفتوح ہوتے ہوئے رہ گیا۔

سوہنے اتفاق سے عین مصر کے وقت محمد قلی خان کو معلوم ہوا کہ شجاع الدولہ نے اس کی غیبت میں قلعہ آباد پر قبضہ کر لیا ہے۔ ہر چند لوگ بھائی رہے لیکن محمد قلی خان دوسرا ہی دن ال آباد کی طرف روانہ ہو گیا اور شہزادے کو لٹڑائی بن کر وہی پڑی۔

اسی کے بعد جین لافرانیسی بھی شہزادے کے پاس حاضر ہوا۔ شہزادے نے اس کو نیہہ آستین اور اس کے ساتھیوں یعنی میر سیف اللہ و عبد اللہ تیگ وغیرہ کو دستار و جامہ محمودی چکنندہ فریادے کر خصت کیا اور ان سے کہ دیا کہ محمد قلی خان کے چلنے جانے کے سبب فی الحال جنگ ملوٹی رہے گی۔

محمد قلی خان کے جانے پر پہلوان سنگھ زیندار کشنبہ نے جنگ کا خرق

۱۔ شاہ عالم نامہ صفحہ ۵، کے مطابق ایک کڑو درا در مسجد لاکھڑ پر راجا رام نرائن کے فتنے مایید ہوتے تھے۔ ۲۔ میر متأخرین میں مفضل کیفیت مذکور ہے۔ شاہ عالم نائے میں لکھا ہو کر شہزادے کی طرف بعض لوگ راجا رام نرائن کی سازش میں آگئے تھے۔

کا اشارہ کیا۔ لیکن ان بھادروں نے جواب دیا کہ فیل کیا اگر آسمان بھی پھر جلتے تو ہم لڑائی سے پیٹھ نہیں پھیرتے۔ آخر انہوں نے رام زمان اور انگریزوں کے شکر کو مغلوب کیا۔ لیکن خود بھی تیس سواروں کے ساتھ مارے گئے (سیرالتابخون) کے مطابق ان کی قبریں موضع فتوحہ اور بیکٹھ پور کے درمیان ہیں ایں محکے میں کامگار خاں نے اپنا چھوڑ رام زمان کے ہاتھی کے برابر بڑھا کر نیز سے راجا مذکور کو سخت محروم کیا بلکہ اپنی دافت میں اس کو مارڈا لاتھا۔ لیکن اس نے تختہ ہودج کی آڑ میں لبیٹ کر کسی طرح جان بچائی۔ اتنا جنگ میں رام زمان نے ایک فیل مست شاہی فوج کی طرف چھوڑ دیا تھا۔ جس سے عاقل خاں و محراب خاں ولطف اللہ خاں و ہاشم علی خاں دیسی قیم وغیرہ کئی نامی سردار پاتمال ہو گئے۔ آخر بادشاہ نے خود خجروں تیر سے اس ہاتھی کو ہلاک کیا۔

اس جنگ میں رام زمان اور انگریزوں نے شکست فاش کھائی۔ انگریزی افسروں میں صرف ڈاکٹر فارنر بعض زخمیوں کو ساتھ لے کر صحیح وسلامت والپس ہووا۔ بادشاہ نے غلام شاہ وریخم خاں و مری دھرم وغیرہ کو جو گرفتار ہو گئے تھے ازماہ نوازش خلعت دے کر رہا کر دیا۔

سیرالتابخون کے قول کے مطابق یہ جنگ دھواتا لے کے قریب ہوئی۔

ہستی آف بنگال بہار اینڈ اڑیسہ انڈبریشن روول (HISTORY OF BENGAL BIHAR ORISSA UNDER BRITISH RULE)

(PATNA GAYETTEER) کے مطابق موضع محن پوریں ہوئی اور پٹنہ گزیر (PATNA GAYETTEER) ۱۹۲۲ء میں جگہ مذکور نہیں۔ شاہ عالم نامے میں بھی خاص جگہ مذکور نہیں۔ لیکن گلہڑی دہری میں بادشاہ کا قیام کرنا لکھا ہے۔

جانے کی خبری۔ ولی عهد تو تھا ہی اب بادشاہ ہو کر اس نے شاہ عالم لقب اختیار کیا (ابو المظفر جلال الدین سلطان عالی گورہ شاہ عالم ثانی) اور دربار کر کے امراء کو مناصب و خطابات سے سرفراز کیا۔ انھی دنوں میں مدار الدولہ کی سمی سے محمد بلند خان کو موضع سید آباد و میتوپر گئے سارے بطور المقام رحمت ہوا اور محمد بن خشی خان کو پر گئے تلاڑہ کی فوج داری عنایت ہوئی۔

۱۸ صفر ۱۷۲۳ھ کو کامگار خان نے اپنے معتضد اللہ داد و نصارام کو نصیح کرایادشاہ کو بہار و بنگال فتح کرنے کی ترغیب دی اور جنگ کے مصارف کا ذریعہ لے کر عظیم آباد بنا لیا۔ عموم بہار کے زیندار جو میر جعفر اور میرن کی حرکات سے بیزار تھے بادشاہ کے ساتھ ہو گئے۔

اس وقت راجا رام نرائن کی فوج وصولاتے کے قریب جمع تھی اور کپتان کا کریم جس کو کلایو نے انگریزی فوج متعینہ عظیم آباد کا افسر عالی مقرر کیا تھا رام نرائن کی لکھ میں موجود تھا۔ بادشاہ اور کامگار خان کے پاس کئی ہزار پیاہ تھی جن میں اصالت خان بہادر و دلیر خان بہادر بھی شامل تھے، بادشاہ نے اصالت خان و دلیر خان کو فوج کی ہراولی اور کامگار خان کو ایتمش اور ممتاز الدلو د مدار الدولہ کو جر انجوار ویرانuar اور رکھانڈی ساؤ کو طلا پر متعین کر کے یکم جمادی الثانی ۱۷۲۴ھ / ۲۸ جنوری ۱۸۰۶ء کو جنگ کا حکم دے دیا۔ کپتان کا کریم چاہتا تھا کہ جنگ پچھے دن اور ملتovi رہے۔ کیوں کہ میجر کیلاداٹ تک بنگالے کی فوج لے کر نہیں پہنچا تھا۔ لیکن رام نرائن کی طرف سے یکاں غلام نے توپ چلا دی جس سے التوا کا موقع نہ رہا اور اس کے بعد ہی گھسان لڑائی چھڑ گئی۔ انگریزوں نے گولیوں کی ایسی بوجھار کی کہ بادشاہی فوج کے نشان کے ہاتھی نے گریز کیا اور بعض لوگوں نے اصالت خان و دلیر خان کو واپس ہوئے

تعاقب میں بیگانے جا پچکے تھے۔ اس لیے راجارام نرائن نے متذکر ہو کر جھنڑنامی ایک شخص کو جس کے سکان میں لانا نکو کرائے دار رہ چکا تھا اس کامانی الغمیر دریافت کرنے کی غرض سے اس کے پاس بھیجا۔ لا موصوف نے تمام استفارہ کے حساب میں یہ شعور ٹھا۔

از ماحذر کنی۔ کر مادل شکست ایم خاکست ایم دبر سر آتش نشت ایم
اور اپنا یہاں رہنا یہ سود بھج کر بہار کی طرف چلا گیا۔ اسی وقت بادشاہ بھی بہار واپس آیا تھا، اس نے لا فرا نیسی کو قلعہ عظیم آباد کا حاصلہ کرنے کا حکم دیا۔ راجارام نرائن اور شتاب رائے نے حتی المقدور پاہ فراہم کر کے مدافعت کی۔ لیکن جی بن لا اور زین العابدین خان نے پدر پڑھل کر کے دیوار میں رخنے کر دیا۔ بلکہ کامگار خان کی فوج کے بچھ لوگ قلعے میں داخل بھی ہوئے اور طفین کو لقین ہوا کہ اب یہ قلعہ مفتیوح ہتا جاتا ہوا۔

اتفاقاً علی الصیار گنگا کے پار کچھ پاہی نظر آتے۔ پہلے سے معلوم تھا کہ خدمت میں خان فوجدار پورنیہ بادشاہ کی مدد کو آئے والا ہو گنگا کے پار پاہیوں کی چھلک دیکھ کر اہل قلعہ کے ہاتھ پاؤ پھول گئے۔ لیکن بغور دیکھنے پر بعض لوگوں نے (جن میں غلام میں خان مولف سیر المتأخرین بھی تھے) معلوم کیا کہ انگریزی فوج ہو۔ انہوں نے اسی وقت ڈاکٹر فلرٹن کو اطلاع دی۔ اور ڈاکٹر موصوف نے گشتنیوں کا بندوبست کر کے فوج کو عبور کرایا۔ اب معلوم ہوا کہ کپتان رینڈ فلی ناکس (جس کی قبر باقی پورا حافظہ عدالت میں پورب جانب ہی) اور سونتھ گورے اور ایک دیسی پیش اور دو توپیں ساتھ لے کر تیرہ دن میں بردہ ان سے بیان آیا ہو۔ اس مکے آئے سے اہل قلعہ اور انگریزوں کی جان ہیں جان آگئی۔

۹) قلعہ عظیم آباد پر شاہ عالم کا دوسرا حملہ اور شکست

تاریخ ملده (۱۷۶۲ء)

دھوانتار کی شان دار فتح کے بعد بادشاہ نے بنگالے کا ریخ کیا۔ اس اتنا میں میرن اور سیجہ کیلادڑ کے ادھر آئے کی خبر بھی معلوم ہوئی۔ شاہ عالم نے میرن کو ملا لینے کی غرض سے کاظم یگ کو بھیج کر میرن کو بہت کچھ جاہ و منصب کی توقع دلاتی۔ لیکن غالباً انگریزوں کی موجودگی کے بسب پر کوشش رائگاں ہوئی۔ میرن نے شاہ عالم کے پیام کے جواب میں کاظم یگ پیغام بر کو قتل کر دیا۔

شاہ عالم تھوڑی ہی دفر گیا تھا کہ و فردی نے میرن اور سیجہ کیلادڑ کی فوج سے مقابلہ ہو گیا۔ پہلے ہی جھٹے میں میرن جس نے بھی کوئی سورک نہ دیکھا تھا زخمی ہو کر بھاگ چلا تھا لیکن انگریزی توپوں نے شاہی فوج کو پیس پا کیا۔ شاہ عالم پلٹ کر پھر بھار آیا اور تین دفعا یہاں قیام کر کے جنگل کی راہ سے مرشد آباد کی طرف روانہ ہوا۔ میرن کو بھی اس کی بھنک پہنچی۔ اس سے فوراً میر جعفر کو آگاہ کیا اور خود بھی دھیر ج نہ ائن برادر راجا رام دراہن کو ساتھ لے کر مرشد آباد روانہ ہوا۔ اس اتنا میں مرہٹے بھی بنگالے کے قریب بادشاہ سے ملن گئے تھے۔ لیکن مخالفوں کے بندوبست اور کثرت افواج کا حال معلوم کر کے یا کسی اور بسب سے شاہ عالم نے مرشد آباد پر چڑھائی نہ کی اور پھر بھار کی طرف معاونت کی۔ اس عرصے میں جیں لا عظیم آباد میں وارد ہوا۔ انگریز اور میرن شاہ عالم کے

ملہ شاہ عالم نام صفحہ ۱۳۵۔

۳) سیر الملت اندرین جلد ۲ صفحہ ۳۴۱۔ شاہ عالم تار صفحہ ۴۰۲۔

کے تھد سے خادم حسین خاں کی نیمہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن اتفاق سے ہر کارہ راستہ بھول گیا۔ اس لیے شب خون کے امداد سے باز آکر کپتان کو لیک جگہ شہیر جانا پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد خادم حسین خاں کا شکر نبودار ہوا۔ ابھی صحی بھی نہ ہوتی تھی کہ اس شکر کی یورش سے کپتان کی ٹین گاہ میں بیحود ہو گئی۔ قریب تھا کہ انگریزی فوج میں سخت انتشار پیدا ہو لیکن کپتان ناکس اور شتاب ملنے لے ہنایت استقلال سے قدم جا کر توپوں سے گولہ باری شروع کرائی۔ خادم حسین خاں نے اپنے بخششی میرا فضل کو یک بارگی پوری فوج سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ جوں ہی سوار آگے بڑھے انگریزی فوج نے گولیوں کی بوچھاڑ سے ان کو مجرور اور نکلا کر دیا۔ بالآخر خادم حسین خاں کی ناجربے کار اور تھکی ماندہی فوج اپنے پرانے حربوں سے انگریزی توپوں اور بندوقوں کا مقابلہ نہ کر سکی اور سوئے تدبیر کے بدب نہز مہم ہو کر تیاکی طرف بھاگ گئی۔ اس کے چار سو آدمی مقتول ہوئے۔ اور تین ہاتھی اور چار ضرب توپیں بھی انگریزوں کے ہاتھ آئیں۔ شام کے قریب جب کپتان اور شتاب برائے واپس آئے تو پہلے کسی نے ان کی فتح کا یقین نہ کیا لیکن بعد کو واقعہ خود ہی ظاہر ہو گیا۔ حقیقتاً اسی جنگ سے بادشاہ کا زوال اور انگریزوں کا عروج شروع ہوتا ہے۔

(۱) خادم حسین خاں کا تعاقب اور میرن کی موت

۱۶۴۳ھ (۱۷۲۵ء)

جس وقت خادم حسین خاں پورنیہ سے روانہ ہوا تھا میرن اور کرنل کیلاؤ

۲۹ اپریل ۱۸۶۴ء کو کپتان ناکس نے اچانک بادشاہ کی فوج پر حملہ کیا۔ بادشاہ محاصرہ چھوڑ کر کچھ دیر ہٹ گیا اور تیسرا دن کامگار خان کے ساتھ مان پور (ضلیع گیا) کی طرف چلا گیا۔ مرہٹوں کی فوج بھی جو ہلسے کے قریب تھی اپنی جگہ سے ہٹ گئی ہے۔

(۱۰) بیرون کی جنگ اور خادم حسین خاں کی شکست

۱۸۶۳ء (۱۱ جون)

شاہ عالم کے جانے کے بعد بھی خادم حسین خاں فوجدار پور نے آٹھ دس ہزار آدمیوں کے ساتھ عظیم آباد کے ساتھ گنگا کے پار آپنھا۔ بادشاہ کے جانے کے بعد عظیم آباد میں انگریزوں کو کوئی خرخت نہ تھا۔ خادم حسین خاں کے آئے پر کپتان ناکس نے راجا رام نرائی سے کچھ فوج گنگا پار بھیجنے کو کہتا اور شتاب رائے سے یہ مشورہ ہوتا کہ انگریزی فوج تھوڑی ہواں لیے بہتر ہو کر بجا جنگ کرنے کے شب خون مار کر خادم حسین خاں کو منہزم کر دیا جائے۔ رام نرائی کے جماعت دار اپنی مختصر جماعت کو خادم حسین خاں کے لشکر کے مقابلے میں محض خیر تصور کرتے تھے۔ انہوں نے شتاب رائے کو بھی کپتان ناکس کا ساتھ دینے سے منع کیا۔ لیکن شتاب رائے نے دو تین سو سوار فراہم کر کے کپتان کی معیت اختیا کی اور یہ دونوں ڈیڑھ دو ہزار فوج کے ساتھ آدمی رات گئے گنگا پار جا کر شب خون

لہ سیر الماقریین جلد ۲ صفحہ ۳۴۳۔ ریاض الصالحین صفحہ ۳۶۹ DISTRICT

۱۹۲۳ء صفحہ ۳۔ مرہٹوں کا مقام ہے میں GAYSFEEER PATNA

رہنا ریاض الصالحین میں مذکور ہے۔

کشی پر سوار ہوئیں اور ان کو ڈیوبنے جانے کا یقین ہوا تو گناہوں سے تو بے کر کے انھوں نے دعا کی کہ خدا میرن سے بدلا لے ریا اس پر کہ کتنی بجلی گرے) اتفاقاً اسی شب یا اس کے بعد ہی میرن پر بجلی گری۔

تیرس از اہ مظلومان کہ ہنگامہ دعا کردن اجایت از در حق بہراستقبال می آید
میرن نے ایک فہرست میں قریڈ و سوآدمیوں کے نام لکھ رکھے تھے کہ خادم حسین خاں کے تعاتب کے بعد ان کو بھی ہلاک کرے۔ لیکن کاتب قدرت نے پہلے خود اسی کی زندگی کا دفتر تمام کر دیا۔^{۱۴۰} کیلاڑ نے میرن کی موت کو مخفی رکھنے کے خیال سے اس کی آنسیں لکھ لا کر دفن کر دیں اور مجھے کو ہاتھی پر رکھوا کر اس کی بیماری کا بہانہ کر کے بنگالے بھجوادیا۔

۱۱۲) میر جعفر کی معزولی اور میر قاسم علی کی امارت ۱۱۳) احمد تابت، ایہ (۶۲-۷۱ء)

میر جعفر کا امور نظماء سے غافل رہنا اور پرمند کو ہو چکا ہو۔ میرن کے جوان مر نے سے تمام کار و بار اور بھی ابتر ہو گیا۔ اس وقت کلایلو بھی ولایت چلا گیا تھا اور ہنری ون سٹارت (HENRY VANSETTART) انگریزی کپنی کا افسر اعلیٰ تھا۔ میر جعفر نے اپنے داماد میر قاسم علی پر میر جعفری حسین بن اتیاز خاں (صالح تخلص) کو جو ہماہت جنگ کے وقت میں شہامت جنگ کی سرکار میں چند سواروں کا

سلہ میرالٹاخوں جلد ۳۶۸ صفحہ کے مطابق یہ واقعہ ۱۹ از ۱۴۲۲ء شب پنجشنبہ کا ہے۔

ر ۱۴۲ جولائی ۱۴۲۲ء) اس وقت میرن کی عمر کمیں سال تھی۔ ماشر الامر امیں اس واسطے کی تاریخ

"بنائی برق افتادہ" میرن "گلیمی ہر۔ ۱۴۳

۱۴۴ میرالٹاخوں جلد ۲ صفحہ ۳۶۹۔

بھی عظیم آباد کی طرف آ رہا تھا۔ ان کے بیان آئے سے پہلے ہی خادم حسین خاں شکست کھا کر اطراف ترہت میں روپوش تھا، اس لیے یہ دونوں خادم حسین خاں کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ اولی صاحب لکھتے ہیں کہ میرن کی فوج میرے کے وقت ہجیش اڑنے والوں سے ایک میں پچھے رہا کرتی تھی۔

بہر کیف انگریز اور میرن کے لشکر سے خائف ہو کر خادم حسین خاں گئے۔ فرار کی راہ تلاش کی لیکن جنی اسرائیل کے گروہ کی طرح ساتھ گذاشتندی اور عقب میں دشمن کی فوج تھی۔ بے سرو سامانی میں ندی کو عبور کرنے محاں تھا۔ اس لیے مالمیں بیس میں خادم حسین خاں زندگی سے باٹھ دھوکر سر پر صحراء روانہ ہوا۔ پچھے پچھے میرن بھی تعاقب میں بڑھتا آتا تھا۔ اتفاق سے دو گھنٹی رات گزرنے پر سخت بارش اور طوفان شروع ہوا۔ میرن نے بڑھنے کو چھوڑ کر ایک چھوٹی راؤٹی میں شب بذرکر لے کا تہیہ کیا۔ تھوڑی رات گزرنے پر بھی ایک اور میرن سع چند رفقاء کے ہلاک ہوا۔ میرن لآخرین میں نکور ہو کر میرن کے سرپر لگتی کی طرف پانچ چھوپا ریک سوراخ ہو گئے تھے اور تمام جسم نیلا ہو گیا تھا۔ قریب میں تلوار تھی اس میں بھی تین سوراخ تھے۔

میرن نے مرشد آباد سے پہلے وقت کسی ستمان کو خفیہ حکم دیا تھا اگھیڈی بیگم اور آمنہ بیگم راجراج الدولہ کی خالہ اور ماں اکو جہاں گیر نگر سے مرشد آباد لے جانے کے جیلے سے کشتی پر بٹھا کر نجع ندی میں غرق کر دیتا۔ جب یہ عورتیں

۱۱۲) جنگ سیوان (بہار) اور عظیم آباد میں شاہ عالم کی

تخت نشینی ۱۷۶۱ھ (۱۷۹۸ء)

شاہ عالم کا ان پور رگیا کی طرف جانا اذپر مذکور ہو چکا ہے۔ اس وقت
قلع عظیم آباد کے باہر اطراف گیاتاک تمام علاقے بادشاہ کے قبضے میں تھے اور
شاہی علے قلعے کے دروازے تک اگر مال گزاری وصول کرنے تھے۔
۱۳۱ دسمبر ۱۷۶۱ء کو ہجر کارنک انگریزی فوج متین عظیم آباد کا افسر مقرر
ہو کر آیا۔ اس نے بادشاہ کا مع فوج اس قدر قریب رہنا محدود تر جان کر جنگ
ماہیت کیا اور ۱۵ جنوری ۱۷۶۲ء کو فوج آراست کر کے رائے بجفرخان سے کوچ کیا۔
قصبہ بہار سے نو میل دکھن موضع سیوان کے قریب شاہ عالم کی فوج سے مقابلہ ہوا۔
بادشاہ کی ختہ حال فوج نے ہر چند بہادری دکھائی لیکن بالآخر نہ صہم ہو کر پس پا
ہوئی اور جین لافرانیسی بھی انگریزوں کی قدر ہر آگیا۔ شاہ عالم نے پھر گیا کی
طرف معاودت کی۔ اس وقت تک کامگار خان شاہی فوج کا کفیل تھا۔ لیکن
اس شکست کے بعد اس نے بھی ترک رفاقت لی۔ اس اثنامیں شجاع الدین
نواب وزیر نے اور حصے سے بادشاہ کو عرض داشت۔ بھیجی کریباں آپ کے نام
کا سکر جاری ہو گیا جلد تشریف لائیے کہ امور سلطنت درست کر لیے جائیں۔
انگریز پہلے سے صلح کے جو یا تھے اور راجا شتاب رائے کے ذریعے سے پیام
بھی دے پکے تھے لیکن شاہ عالم نے کامگار خان کے کہنے سے مال دیا تھا اب

افسر تھا اور اسی زمانے سے ہر جگہ آمد و رفت اور سوچ رکھتا تھا اور میر جعفر کے زمانے میں ضلع رنگ پور کا فوج وار مقرر ہوا تھا۔ پھر ضرورت چند بار صاحب موصوف کے پاس کلکتہ بیجا۔

میر قاسم نے میر جعفر کا تچا چھا صاحب موصوف سے بیان کروایا۔ انگریزوں کو اس وقت تک میر جعفر سے نصف رقم موجود بھی وصول نہ ہوئی تھی اس لیے ان کو ایسے شناق امارت کی حاجت تھی جو باقی رقم فوراً ادا کر دے۔ میر قاسم کا تھم کا پورا انکھلا۔ انگریزوں نے میر جعفر سے بھوقول و قرار کیے تھے ان کو بالائے طاق رکھ کر میر قاسم سے معاملات حل کر لیے اور ۱۷۴۷ء میں اتنا سنایا کہ روز دو شنبہ کو میر جعفر کو محروم کر کے میر قاسم کو بہار و بنگالے والٹیس کی منڈ نظمات پر مستکن کیا۔ نے نواب نے اپنے لیے نصیر الملک اتیاز الدولہ (میر قاسم علی) خان بہادر نصرت جنگ کا خطاب پندرہ کے بادشاہ سے اس کی درخواست کی اور اسی طرح اپنے قرابت مندوں اور مقربوں کو بھی خطابات سے سرفراز کیا۔ نظائر پر قابض ہوئے ہی میر قاسم نے میر جعفر اور میرزاں کے ملازموں۔ مصاہبوں حتیٰ کہ نیزدیوں اور ننڈیوں سے بھی تمام زرع مال جوانہوں نے بطور انعام حاصل کیے تھے۔ پہ تندرو اپس لیے اور اس لوت کھسٹ سے فیروز برس کے اندر ہی کافی رپڑ فراہم کر کے پاہ کی تختواہ اور انگریزوں کی باتی ادا کردی اور اپنے رفیق و وزیر نواب علی ابراہیم خاں کو نئی فوج کی بھرتی کے لیے مسحور کیا اور گلگت (GREGORY) نامی ایک ارمنی کو سردار بن کر لویہین اصول پر قاعدہ کی تعلیم شروع کرادی۔

لہ میرالتا خریں جلد ۲۰۰۰ مصروف ۲۰۰۰ HISTORY OF BENGAL BIHAR

۱۷۴۷ء سے ۱۸۴۷ء تک اسے ماخذ ہوا۔ حالات

سلسلہ دار کیجئے جائیں گے۔

(۱۳) رام نرائن جنل کوٹ اور میر قاسم کا معاملہ

شاد عالم کے جانے پر میر قاسم نے راجا رام نرائن سے صوبے کے محاصل کا محاسبہ چاہا۔ رام نرائن جیلے ہوا رکھنے کرنے لگا۔ اتفاقاً اسی زمانے میں (۱۷۶۴ء) جنل آئر کوٹ (EYRE COOT) انگریزی فوج کا سردار مقرر ہو کر عنظیم آباد آیا تھا۔ رام نرائن نے محابی سے بچنے کے لیے جنل مذکور سے ارتبااط پیدا کیا اور خفیہ میر قاسم کی شکایتوں سے اس کے کان بھر لئے شروع کیے۔ یہاں تک کہ ایک دن جنل کو یقین دلا یا کہ نواب انگریزی لشکر پر چھاپے مارنے کا قصد رکھتا ہو۔ نادان جنل نے اس کو باور کر کے اپنی فوج آراستہ کی اور راچانک نواب کی خرگاہ میں چلا آیا۔ نواب اس وقت غواب راحت میں تھا اور اس کی فوج بھی غافل پڑی تھی۔ جنل پر رام نرائن کی فتنہ انگریزی کا حال محلاتونہ بنتا پہشان ہوا اور اپنے ایک باتحت کو معذیرت کے لیے چھوڑ کر واپس گیا۔ میر قاسم کو جنل کی یہ حرکت بہت بڑی لگی۔ اس نے لکھتے کی کوئی نیس میں اس کی شکایت لکھنے سمجھی کوئی نیس نے جنل کو واپس بلالیا۔ اور میر قاسم کو لکھا کر رام نرائن کے معاشرے میں تم خود مختار ہو۔ اب میر قاسم نے جمع خرچ کا حساب طلب کر کے دیکھا تو بعض خیانتوں کا پتا چلا۔ رام نرائن نے سرخہ کا محابی کم کرنے کی

(۱۴۲۵ء کا بقیہ حاشیہ)

BENGAL BIHAR ORISSA PATNA GAYETTEER صفو. ۱۳۱۱ء اول صفحہ

۱۹۲۶ء صفحہ ۲۲۳ سے ماخوذ ہو۔ میر المتأخرین میں مفصل طور پر مذکور ہو۔

۳۹۲ صفحہ ۲ جلد ۱۳۱۱ء میر المتأخرین

شاہ عالم نے خود شتاب رائے کو بلوکر صلح کی گفتگو چھیری۔ انگریز جانتے تھے کہ احمد شاہ ابد الی اور تمام امراۓ ہندستان شاہ عالم کو تخت سلطنت کا دارث تسلیم کر چکے ہیں اور اگرچہ بعض معزکوں میں بادشاہ نے شکست کھائی ہو یہیکن امن اور فائدے کی صورت صلح میں ہر۔ انھی اباب کی بنابریہ مجرکارنگ خود جاکر شاہ عالم کے پاس حاضر ہوا اور نہایت عزت اور احترام کے ساتھ بادشاہ کو عظیم آبادے آیا۔ شاہی لشکر میٹھے پور کے ملاج کے قریب فرود ہوا اور انگریزی نوج باقی پور کی چھاؤنی میں ٹھیکری۔ ۱۲ مارچ ۱۸۷۶ء کو محل زارت اعیان کی انگریزی کوٹھی میں تخت نشینی کا انظام ہوا۔ کھلنے کی میز پر مت پچھائی گئی۔ انگریز صف باندھ کر موب کھڑے ہوئے اور شاہ عالم نے شاہانہ وضع سے جلوس کیا۔ میر قاسم ناظم بنگال نے بھی حاضر ہو کر ایک ہزار اشرفیاں مندر دیں۔ بادشاہ نے ہر ایک کو علیٰ قدر مرتبہ خلعت دیا۔ راجہ امام زادہ اور راجہ بیم بھی شرف یا ب ہوئے۔

رسومات کے بعد دوسراے کمرے میں جاکر بہار و بنگال و اڑیسہ کے کاغذات پیش ہوئے۔ تینوں صدیوں کا شاہی خراج بیتلن چوہین لاکھ ڈپو سالانہ مقرر ہوا اور میر قاسم فواب ناظم نے بلا اعد پر رقم سکاری۔ اس وقت اسی قدر معاملات ٹکر کے شاہ عالم نے چند دن تلئے میں قیام کیا اور آخر ذی قعده ۱۸۷۶ء کو اودھ کی طرف روانہ ہوا۔

لہ یہ کوٹھی افیون گورام کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں اُنہی پچھم جانب گھنکلے کے قریب دو مکہ جس میں شاہ عالم تخت نشین ہوا تھا اب تک موجود ہے۔ افیون گورام کی عمارتوں میں فی الحال سرکاری چھاپے خانہ اور صردے آفس وغیرہ ہے۔

فتح سنگھ گرفتار ہو کر عظیم آباد میں مجبوس کیے گئے۔ اس کے بعد بھوج پور کے راجائے بھی اطاعت قبول کی۔ میر قاسم نے مدت میں پہنچانے والے ملاقوں سے مال گزاری وصول کی۔

۱۶) میر قاسم کی طرزِ حکومت اور حسن تدبیر

ایک انگلیز مورخ کا بیان ہے کہ میر قاسم کی داد دسی اور انصاف پر تین حکام اسلام کے روایت کے مطابق تھا۔ میر المتأخرین کا بیان ہے کہ اگرچہ میر قاسم پاہ بنگال کی بے دغائی اور عامم طور پر مثاہیر ملک کی بے اعتباری کو دیکھ کر اخذ مال اور قتل اور قید میں بے باک تھا لیکن ملکی معاملات اور انفصال قضایا اور قدردانی علماء میں بے نظر تھا۔ ہستے میں دور و زندگی بر سر عدالت مدعی و مدعی عالیہ کا اخبار منتاثرا تھا اور کسی کی مجال نہ تھی کہ رشوت لے کر کچھ جھوٹ بج لگا کے تحقیقات کے بعد خود مقدمے کو فیصل کرتا تھا۔ اور حکم کی تعییں کے لیے فوراً سزاوں تعینات کیے جاتے تھے۔

میر جعفر نے نام کی نوابی کو مسراجِ سمجھا تھا لیکن میر قاسم باقاعدہ حکومت کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ہر طرف پورا بندوبست کر کے قلعہ موںگیری میں سکونت

۱۷) میر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۳۹۶۔ ۳۹۸۔

غرض سے بعض متعدد یوں کو روپوش کر دیا۔ لیکن میر قاسم نے رام نڑائی کے گھر سے سات لاکھ روپے نقد اور تجیناً اسی قبیت کی جنس برآمد کر کے لے لی باقی رقم لوگوں کے گھروں میں چھپا دی گئی تھی ان کا کچھ پتاد بلا۔ مری دصریہ کارہ مشارام ہباجن اور بعض محلے دار بھی جو رام نڑائی کے خریک تھے گرفتار ہو کر مجبوس ہوئے۔ راجا شتاب رائے بھی لپیٹ میں آگیا تھا۔ لیکن یہ بنا تھا جو حباب وہ د تھا اس لیے اس نے اپنی داشت سے آب رو قائم رکھی۔

انگریزوں نے بھی اس کے حقوق خدمات کے لحاظ سے اس کو بخوبی دلوائی اور اس کا معاملہ انگریزی کونسل کے فیصلے پر موقف رکھا گیا۔ شتاب رائے تک کلکتہ میں اپنے مقدمے کی پیر دی میں پریشان رہا اور کونسل نے اس کو بے قصور فرار دیا لیکن میر قاسم کی حکومت سے نکل جلتے پر مجبور کیا۔ میر قاسم نے شاہی نہ منگلو اکر رہتا سی کی قلعے داری عظیم آباد کی دیوانی اور صہیمان الدول کی جاگیر جو شتاب رائے کے انتظام میں تھی اپنے دخل میں لے لی۔

۱۱۵ صوبے کے جنوبی علاقوں اور بھوچ پور کا انتظام

عظیم آباد میں شاطر خواہ بندوبست کر کے میر قاسم نے نوبت رائے کو نائب مقروکیا اور خود جنوبی علاقوں میں کام گارخان رزبریت سمائے اپنیلے منگلو فتح سنگھ ڈکاری اور بشن سنگھ زیندار پوی کو مطیع کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ کام گارخان پہاڑی علاقوں میں چاچھا اور بشن سنگھ بھاگ کر بنارس چل دیا۔ بنیاد سنگھ و

ایسا پیشان ہوا کہ عالی جاہ کو منځ دکھانے چاہتا تھا۔ عالی جاہ کو دال معلوم ہوا تو واب علی ابراہیم خاں کو بیچ کر اس کو بلوالیا اور فوراً عظیم آبادی طرف کو بیچ کرنے کا حکم دیا گیا۔

(۱۸) عالی جاہ اور انگریزوں کی مخالفت (۱۸۴۳ء)

عالی جاہ نے بیدار بھری اور ہو بنیاری سے اپنے سب کام بنائیے اور تینوں صوبوں میں حکومت و صولت قائم کر لیں لیکن انگریزوں سے اس کی نہ بُنی۔ اس کا بسب یہ تھا کہ انگریزی کپنی کے ملازم نواب کو اپنا بندہ بے دام بنائے رکھنا چاہتے تھے اور عالی جاہ کو اپنی جاہ و منصب کا خیال تھا۔ کپنی کے علاوہ کپنی ملازم انگریز بھی اپنا خاص تجارتی مال بلا محسول ادھر ادھر لے جاتے تھے۔ بتیا جانے سے پہلے عالی جاہ نے موئیگیر میں ہنزی و نٹر کپنی کے افسر عالی سے عند الملاقات اس بات کی شکایت کی اور افسر مذکور نے وعدہ کیا کہ اس بارے میں مناسب حکم جاری کیا جائے گا۔ چنان چہ خود اس کا قول تھا کہ شاپد ہی کوئی ون گز تباہ ہو گا کہ کپنی کے ملازم محض اونی اونی با توں پر جلد کمال کر نواب کی حکومت کی پامالی اور اس کے علوں کو گرفتار کر کے اس کی توریں نہ نرستے ہوں۔ ”بہرحال سڑو نشرت کی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ معاملہ آپس کی رضامندی سے طوپا جائے لیکن کلکتی کی کوشش نے ناجی کپنی کے ملازموں

لہ سیر المتأخrios جلد ۲ صفحہ ۵۰۵۔

اختپار کی اور گرگین ارمی کی نگرانی میں توپ بندوق اور اسلحہ جنگ بنانے کے کارخانے قائم کیے۔ اور باضابطہ فوج بھرئی کر کے ماہ پیاہ تنخواہ ادا کی۔ اس کے بعد بادشاہ کونڈر نجح کر اعلیٰ منصب و خطاب کی استدعا کی۔ ابتدائے ۱۷۴۲ء میں شاہ عالمؒ نے حسب درخواست منصب ہشت ہزاری اور خطاب "نواب عالیٰ جاہ" عنایت کیا۔^{۱۷}

۱۷۱) بیتیا سے نیپال کی طرف فوج کشی ۱۷۴۳ء (۱۸۷۳ء)

عالیٰ جاہ نے بیتیا کے علاقوں پر سلطنت پایا تھا اور گرگین نے مٹا تھا کنیپال میں بڑی دولت ہو۔ اس نے بعض پادریوں سے جو اس طرف سے ہو آئے تھے کچھ حالات دریافت کر کے عالیٰ جاہ کو نیپال پر فوج کشی کے لیے ابھارا۔ عالیٰ جاہ نے گرگین کو تھوڑی فوج کے ساتھ کوچ کا حکم دیا اور بیتیا کے انتظام کا بہانہ کر کے خود بھی اس طرف روانہ ہوا۔ خود عالیٰ جاہ نے بیتیا میں قیام کیا۔ اور گرگین نیپال کی طرف روانہ ہوا۔ مقامِ کوامی پور کے قریب ہنج گرگین کے پاہیوں نے گھٹائی سے گزرننا چاہا۔ گرسے (GURKHAES) مژاہم ہوئے۔ لیکن پاہیوں نے کسی طرح پہاڑ کی ایک چومنی پر قبضہ کر لیا۔ گرگون نے رات کو ہجوم کر کے بطور شب خون حلکیا۔ طرفین سے تیر و بندوق چلنے لگی بالآخر گرگین جان کا شکر مہزم ہو کر افتخار و خیزیاں واپس آیا۔ اس شکست سے گرگین

^{۱۷} اسی زمانے سے اب تک موئیہ میں لوہے کی چیزیں بنتی ہیں۔ اور بندوق بھی تیار کی جاتی ہے۔ سیر المختصرین جلد ۲ صفحہ ۱۳۰م۔

۱۹) قلعہ عظیم آباد پر انگریزوں کا قبضہ کرنا اور اسی دن

بے دخل ہونا سڑک (۱۸۶۳ء)

ستر اس نے چھپڑکال کر عالی جاہ کو لکھا کہ میرے پاہی دلوان محلہ کی کھڑکی سے شہر میں جا کر چھپ جاتے ہیں اس لیے اس دروازے کو بند کرنا چاہیے۔ ہر چند عالی جاہ کی طرف سے اس کو کھلار کھنے کے لیے معقول وجوہ پیش کی گئیں۔ لیکن اس اپنی بات پر اڑ گیا۔ بالآخر عالی جاہ نے کھڑکی بند کر دی اور اس جگہ ایک چبوترہ بنو کر توب چڑھا دی۔ اس کو یہ نیا شگوفہ ہاتھ لگا۔ اس نے کوئی کوئی کوئی بھی جنگ کے لیے آمادہ ہوا اس لیے مجھ کو بھی جنگ کی اجازت دی جائے۔ کوئی نہ اس کی درخواست کے مطابق جنگ کی اجازت دے دی۔

انھی دنوں میں کوئی طرف سے گفتگو کے لیے دو انگریز سٹرامیٹ اور سے نامی عالی جاہ کے پاس مونگیرے تھے۔

ابھی کوئی گفتگو طور پر ائمہ تھی کہ انگریزوں کی ایک کشتی جس میں اور سامان کے علاوہ پانچ سو بندوقیں مکملتے سے عظیم آباد بھیجی گئی تھیں مونگیر کے قریب پہنچی مبندهیں بھیجنے سے انگریزوں کے ارادے کا حال کھل گیا۔ عالی جاہ نے سٹرامیٹ کو رخصت دے دی لیکن سٹرامیٹ کو یہ کہ کروک لیا کہ جب تک انگریزوں میرے گماشتوں کو رہا کریں گے تم نہیں جا سکتے۔ امیٹ نے چلتے وقت اس کو

لہ شہر کا صدر راستہ پہنچ درواڑے سے تھا۔ دلوان محلہ کے موڑ پر جہاں سے سڑک دکھنے کو مردگائی ہے۔ ایک مہولی ساکڑے دار درواڑہ لگا ہوا تھا۔ ۱۲

کی طرف داری کی۔ ادھر عالی جاہ نے اپنے گاشتوں کو حکم دیا تھا کہ کوئی کا
حکم آئے تک کسی چیز سے کمپنی کے مال کے سوا اور مال کو روک رکھنا۔ عالی جاہ
کے گاشتوں نے روک روک شروع کی تو اس ۱۷۷۳ء میں نے جو
رئاست سے پہنچ کر ٹھیک افسر اعلیٰ تھا اور عالی جاہ سے ذاتی خنا و رکھتا تھا اور عالی جاہ کے
اویسوں کو گرفتار کر لیا۔ بتیا سے واپس ہوتے ہوئے عالی جاہ کو اس کا حال معلوم ہوا تو سخت
بھلایا اور اپنے آدمیوں کو انگریزی گاشتوں کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ خود
عمل نزار باغ کے قریب گنجائی کو عبور کر کے عظیم آباد آیا اور سڑاں سے ملاقاً
ذکر کے یہ صاحبِ عجفر خاں میں اُکر مقیم ہوا۔ اور نوبت رائے کو برطرف
کر کے میر محمدی سلی خان کو عظیم آباد میں نائب مقرر کیا۔ اور خود منگیر
روانہ ہوا۔

دنیسرٹ اور وارن ہیٹنگز نے (جو بعد میں گورنر جنرل ہوا) کوئی
سے عالی جاہ کے حسب خواہ فیصلہ کرانے کی کوشش ضرور کی لیکن کوئی کا
فیصلہ عالی جاہ کے خلاف ہوا اور کمپنی نے اپنے گاشتوں کی رہائی اور انگریز
ملازموں کو محصول سے معاف رکھنے کے لیے بلیغ اصرار کیا۔ عالی جاہ نے
آزردہ ہو کر سرے سے محصول ہی کو اٹھا دیا اور چون کردیسی تاجر بھی محصول
اٹھ جانے سے برابر نتفع ہوتے تھے۔ اس لیے انگریزوں کو یہ امر بھی نہایت
شاق ہوا۔

۱۔ سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۵۰۵ و ۵۰۶۔

۲۔ سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۵۰۸۔

HISTORY OF BENGAL BIHAR ORISSA UNDER BRITISH RULE صفحہ ۱۵۱

جو اس وقت عالی جاہ کی طرف سے بکسریں میقہم تھا اور جاکر مقام باجھی کے قریب ان انگریزوں کو گرفتار کر لیا۔

۲۰) میر جعفر کی دوبارہ مندرجہی اور عالی جاہ اور انگریزوں

کی جنگ ۱۸۶۳ء، ۱۴ھ (۱۸۶۳ء)

عالی جاہ اور انگریزوں کی مخالفت اس حد کو ہائی گئی تھی کہ طرفین کے لیے سوائے جنگ کے کوئی چارہ کار نہ تھا۔ عالی جاہ نے احکام جاری کیے کہ انگریزوں نے پانے جائیں تقل کیے جائیں۔ ایسٹ مونگر سے مرشد آباد اکر گرفتار ہوئے، اور اس کا سرکاٹ کر عالی جاہ کے پاس بھیجا گیا۔ انگریزوں نے محروم شدہ نواب میر جعفر کو دوبارہ مندرجہیں کیا اور عالی جاہ سے انتقام لینے کو ایک زبردست فوج تیار کی اور جنگ کر کے مرشد آباد پر قبضہ کر لیا۔ جب انگریزوں کی فوج صوبہ بہار کی طرف بڑھی تو عالی جاہ نے راج محل کے قریب ادھوانا لار نامی مقام میں

(ص ۲۵۴ کا بقیہ حاشیہ)

اکر بھی انگریزوں کے ساتھ اور بھی ان کے خلاف فرانسیسوں کی طرف سے لڑتا رہا۔ انھی لوگوں نے ۵۰ MB سے تکمیل کیا جس کو ہندستانیوں نے سخواہ کر لیا۔ اس وقت میر قاسم کی فوج کے ایک دستے کا افسر تھا۔ میر قاسم کی شکست کے بعد بادشاہ دہلی کا ملازم ہوا۔ اور جاگیر حاصل کر کے نوابوں کی طرح زندگی بسر کی۔

لہ ادھوانا لار راج محل کے جنوبی پہاڑوں سے جاری ہو کر گنگا میں ملا ہوا اس کے کنکے پر خاردار گھنے درختوں کا جنگل تھا۔ اور بجز ایک پہلی کے دوسری راہ اور سے گزرنے کی نہ تھی۔ میر المتأخر مدن جلد ۲ صفحہ ۳۲۲۔

لکھ بھیجا کہ معاملہ دگر گوں ہو تو تم سے جو کچھ بن پڑے کرنا۔ اس تو ایسے موسم
کی تاک ہی میں تھا اس نے ڈاکٹر فلر ٹن کو یو حصار شہر کے اندر بختی گھاٹ
میں رہتا تھا فوراً اپنے پاس ملا لیا اور دوسرے ہی دن (۱۲ اردی الحجر ۱۷۰۸ء)
مطابق ۵ اجرون (۱۷۰۸ء) علی الصبح انگریزی فوج کی پانچ گینیاں اور تین
دیسی پلشیں ساتھ لے کر اچانک محل نوزد کٹڑہ (دیوانِ حملہ کی کھڑکی کے قریب
تھا) اور چھم دروازے سے دھاوا کر کے قلعہ عظیم آباد پر قبضہ کر لیا۔ سیر محمدی
نائب صوبے دار اور فوج ستینہ حصار قلعے نے توپ اور بندوقوں کی آواز
سے بیدار ہو کر مقابلہ کیا لیکن جلدی میں کچھ بنائے نہ بیٹی اس لیے تھوڑی
سی لڑائی کے بعد قلعہ چھوڑ کر منگیر کی راہ لی۔ اس کی فوج نے میدانِ خالی
پاک شہر میں لوٹ چاہی اور دو پہر ہوتے ہوئے کتنے گھروں کو تباہ کر دیا۔
اس نے قلعے کے حصار پر توپیں لگادیں۔ لیکن ایمن خان نامی سیر محمدی کے
جانے پر بھی عمارت پہل ستوں میں بند ہو کر مدافع پر آمادہ رہا۔ سیر محمدی
قلعے سے نکل کر فتوحہ تک پہنچا تھا کہ اس کو عالی جاہ کی فرستادہ فوج مل گئی۔
اس فوج کو ساتھ لے کر چھ عظیم آباد و اپس آیا تو دیکھا کہ انگریزوں کی فوج کچھ تو لوٹ
کھسوٹ میں لگی ہوئی اور کچھ شراب پی پی کر بداطواریاں کر رہی ہو۔ عالی جاہ کا
فوج سے یکایک حل کر دیا اور سہر ہوتے ہوئے تمام انگریزی فوج قلعے سے
بھاگ کر اپنی کوشی میں چلی گئی۔ نواب کی فوج نے کوئی پر توپ چلانی شروع
کی تو انگریزوں نے بھل زار باغ سے نکل کر باقی پوری میں پناہ لی۔ لیکن یہاں بھی
پیچھا نہ چھوٹا۔ آخر بھاگ کر چھپرہ کی طرف چلے گئے۔ سرو نامی پورپیر، افسر

لہ سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۱۴۵۔

لہ سرو جرمن یا نژاد تھا۔ اصل نام دا لٹرینا ڈیا رینہارڈ ٹھا۔ ہندستان
(لیقہ حاشیہ ص ۲۵۶ پر)

۱۲۲) انگریز اسپروں کا قتل سے ۱۹۳۷ء کا حادثہ

جگت سیٹھ وغیرہ کے قتل ہونے تک عالیٰ جاہلے کسی مصلحت سے پہنچنے میں انگریز اسپروں کو رہنے دیا تھا۔ عظیم آباد پنج کراس کو انگریزی فوج کے ادھر آنے کا اندر پیٹھ پیٹھ ہوا۔ اس وقت اس نے انگریز اسپروں کے قتل کا حکم دیا۔ ۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو سمرو نے حاجی احمد کی خوبی میں ان قیدیوں کو نہایت بے رحمی سے بندوق کی گولیوں کا نشانہ بنایا۔ اور اسی طرح بعض انگریزوں میں مجروم اور مہریض بھی تھے چہل ستوں میں قتل کیے گئے۔ صرف ڈاکٹر فلرٹن (FULLERTON) سابق میں عالیٰ جاہل کا معالج رہنے کی رعایت سے چھوڑ دیا گیا۔ دیسی پاہیوں نے بے چارے قیدیوں کو قتل کرنا عار سمجھ کر اس کام سے انکار کیا۔ تب سمرو نے یہ کام خودا پنے ذلتے لیا۔ مقتولوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ اولیٰ صاحب نے اپنی تاریخ میں ان کی تعداد ۱۹۸ اشخاص، تک بتائی ہے۔ لیکن ہشاریکل ریکارڈس کیش کے جلسے (دسمبر ۱۹۳۷ء) میں سر ایوان کاٹن۔ ام۔ اے نے یہ مضمون پڑھا جس میں بیان کیا تھا کہ اکثر اشخاص کے نام غلطی سے شامل ہو گئے ہیں اور صرف باون اشخاص کا مراجعاً سرکاری

لہ حاجی احمد بدھیت جنگ کی خوبی محسوس ہوئی میں اس جگہ تھی جہاں اب انگریزوں کا گورنمنٹ ہے۔ اس کی کچھ زین چھم جانب اسپتال میں بھی شامل ہو گئی ہوئے سیر المتأخرین جلد ۲

HISTORY OF BENGAL BIHAR ORISSA

صفحہ ۲۹۴۔ اور صفحہ ۱۵۲۔

HISTORY OF BENGAL BIHAR ORISSA UNDER BRITISH RULE

جو سب سے زیادہ مستحکم اور محفوظ مقام تھا اپنی فوج متعین کر دی۔ یہاں
عاليٰ جاہ کی فوج کے ارمی یا یورپین ملازموں نے دغاکر کے شکست دلوادی ہے۔
اب انگریز کلکتے سے کٹواہک قابض ہو گئے۔ عاليٰ جاہ نے گھبرا کر مونگیر سے
عظمیم آباد کی راہ لی۔ اس کے چلے آئے پر قلعے دار مونگیر لا انگریزوں سے کچھ
ڑپلے کریے قلعہ بھی ان کے حوالے کر دیا۔

من از بیگان گاں ہر گز نہ نالم کہ با من آں چکر د آں آشنا کرہ

۱۲) راجا رام نرائن اور جگت سیطھ وغیرہ کا قتل ۱۶۴۲ء

۱۶۴۲ء

عاليٰ جاہ نے راجا رام نرائن، فتح سنگھ و بنیاد سنگھ وغیرہ کو پہلے سے قید
کر دکھاتا۔ انگریزوں سے مخالفت ہونے پر جگت سیطھ، سروپ چند اور
راج بلجھ وغیرہ بخوبی انگریزوں کی سازش میں تھے۔ اور ان میں سے بعضوں
نے انگریزوں کے نام خطوط بھی لکھتے تھے عاليٰ جاہ کے حکم سے قید کر لیے
گئے تھے۔ عاليٰ جاہ نے مونگیر سے باڑہ کے قریب پہنچ کر راجا رام نرائن کے
گلے میں ریت کا گھڑا بندھوا کر گنگا میں غرق کر دیا۔ اور جگت سیطھ، سروپ چند
راج بلجھ، فتح سنگھ و بنیاد سنگھ وغیرہ کو بھی قتل کر دیا۔

لہ ریاض السلاطین صفحہ ۳۸۳

لہ سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۳۳۱۔

لہ سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۳۲۳۔ و ریاض السلاطین صفحہ ۳۸۵

چلا گیا۔ لیکن یہاں بھی قدم نہ جما۔ آخر انگریزوں کے تعاقب سے خائف ہو کر کرم ناس ندی کے پار شجاع الدولہ انا ب وزیر اودھ کی حدود مسلطنت میں چلا گیا۔

(۱۲) عالی جاہ۔ نواب وزیر اور بادشاہ کا متعدد ہونا

۱۶۷۴ھ (۱۶۳۷ء)

انگریزوں سے اُن بین ہونے پر ہونگیرہ سی سے عالی جاہ نے شجاع الدولہ نے نواب وزیر سے آس لگا کر خط کتابت شروع کی تھی لیکن شجاع الدولہ نے اس اصر کو وزیر تجویز رکھا تھا۔ اب خود بنارس پنج گر عالی جاہ نے اپنے خان سامان میر سلیمان کو باد دہانی کے لیے روانہ کیا۔ اس وقت بادشاہ اور نواب وزیر دولوں وال آباد کی طرف تھے۔ نامہ و پیام کے بعد عالی جاہ نے خود بھی ان سے ملاقات کی اور بعض قیمتی تحفیں دے کر دولوں کو اپنا مددگار بنایا اور شجاع الدولہ کی ماں کو بھی بعض قیمتی زیورات جو لاکھ رپڑ سے کم کے نہ تھے۔ تحفتوں کے باشیٹ کا رشتہ قائم کیا۔ شجاع الدولہ نے انگریزوں سے بگالہ دہماں کی حکومت منتزع کر کے عالی جاہ کو دینے کا وعدہ کیا لیکن اس وقت بندیں کھنڈ کی ہم درپیش تھیں اس لیے پہلے اس کو سرکاری کام اذرپیش کیا۔ اس ہمکم کے حسباء مسر ہونے پر شجاع الدولہ اور بادشاہ فوج لے کر عالی جاہ کے ساتھ بنارس آئے۔

لہ سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۲۲۲ PATNA DISTRICT GAVETTEER

۱۹۲۶ء صفحہ ۳۳۳۔ اور HISTORY OF BENGAL BIHAR ORISSA

صفحہ ۵۵ میں بھی کسی قدر انتصار کے ساتھ ذکور ہو۔

اور غیر سرکاری کاغذات سے ثابت ہوتا ہو۔

۱۴۲، عالی جاہ کا صوبہ بہار سے تکلیفات، ۱۹۴۳ء (ستمبر ۱۹۴۳ء)

عالی جاہ کو انگریزی فوج بے اتحادی سی ہے اس و میجر ناکس عظیم آباد کی طرف آنے کی خبر می تو اوقل ڈاکٹر فلر ٹن کو بلوکر صلح کی خواہش ظاہر کی لیکن ڈاکٹر نہ کوئے نے صاف کہ دیا کہ معاملہ اس حد کو پہنچ چکا ہے کہ صلح کی امید نہیں کی جاسکتی۔ اس کے بعد فلر ٹن نے چند دن ولنڈنیر کو شہی میں قیام کیا۔ اور خفیہ کشتی کا انتظام کر کے گنگا پار جا کر انگریزوں سے جاملا۔

جب انگریز مونگیرے عظیم آباد کی طرف روان ہوئے عالی جاہ نے باعث جعفر خاں سے اٹھ کر قصیدہ پھلواری میں قیام کیا۔ انگریزی فوج کچھ اور قریب آئی تو عالی جاہ ہٹ کر بکرم چلا گیا۔ آخر ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۳ء کو انگریزی فوج نے عظیم آباد پہنچ کر معروف گنج میں خیلیل کی حوصلے کے پاس گولہ باری شروع کی۔ قلعے کے اندر سے کچھ یوں سی مدافعت ہوتی رہی۔ بالآخر ۱۹ نومبر ۱۹۴۳ء کو قلعے کی دیوار میں رخنہ کر کے انگریزی فوج شہر میں داخل ہو گئی۔ میر ابو علی عالی جاہ کا چجاز اد بھائی چند ہزار پاہ کے ساتھ قلعے کی حفاظت کے لیے مستین تھا۔ انگریزوں کے پہنچتے ہی قلعہ چھوڑ کر اس بدحواسی سے بجا گا کہ اس کے اکثر سوار جلتے میں غرق ہو کر ہلاک ہو گئے۔ عالی جاہ اس شکست سے مضطرب ہو کر بکرم سے محب علی پور اور محب علی پور سے تلو تھوڑا رہتا سے قریب

لے ولنڈنیر سے ہاندہنڈ اور رج مراد ہیں۔ ان کی کوشی محد تھیں گھاث سے تصلی پچھم ہیئت خوش تھابی ہوئی تھی جو ولنڈنیر کے پہنچتے کے نام سے شہور ہے۔ لپ دیرا اس کے بعض کھنڈ رائے کو جو جدید

۱۱) رمضان ۱۴۳۲ھ (۱۹۱۳ء) کو شجاع الدولے نے میٹھے پور کے
تالاب کے پاس فوج آرائتے کی۔ دوسری طرف یہجر کارنک اور میر جعفر کی
فوج کا ایک وسیع خان کے باغ کے قریب مستین تھا۔ اور باقی فوج
صارشهر کے قریب تھی۔ شجاع الدولے نے موقع پاکر باقی پور سے باغِ جعفر خاں
تک پرے چادریے۔ اور اس شدت سے حملہ کیا کہ تیسرا یورش میں قریب
تھا کہ انگریزوں کے قدم اکھڑ جاتے۔ مگر عالی جاہ نے باوجود اصرار کے نہ را
بھی پیش قدیم نہ کی بلکہ سخروں کو بھی شجاع الدولے کے پاس جانے دیا۔ انگریزوں
نے موقع پاکر اسی وقت قدم جاییے اور شجاع الدولے کو پس پا کیا۔ شاید اس
جنگ میں شجاع الدولے کو کوئی زخم بھی لگا تھا۔ اس کی اس نے چند اس پردا
ز کی لیکن عالی جاہ کی بزدلانہ حرکت اس کو سخت ناگوار ہوئی۔ جنگ کا کوئی
قطعی فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ شجاع الدولے نے دسویں دن کوچ کر کے بکسری
مقام کیا۔ اس وقت انگریزوں نے بھی تعاقب کا خیال نہ کیا۔ اس جنگ میں
میر محمدی نے عالی جاہ کی رفاقت ترک کر کے انگریزوں کی میمت اختیار کی۔

۱۲۶۲) بکسری جنگ ۱۴۳۲ھ (۱۹۱۳ء)

اگست ۱۹۱۳ء میں یہجر کھڑمنزو (جو بعد کو سر کھڑمنزو ہوا) انگریزی فوج کا
سردار ہو کر آیا۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۳ء کو اس نے بکسری شجاع الدولے سے جنگ کر کے
کرم ناصر ندی تک پورے صوبہ بہار پر قبضہ کر لیا۔ اس معزے میں انگریزی فوج

اور بیات طوپائی کے جنگ کے مصارف کے لیے گیارہ لاکھ روپیہ ہوار عالی جاہ کو دینا ہوگا۔ قول وقرار کے بعد بادشاہ نواب وزیر اور عالی جاہ کا متعدد شکر بنارس سے صوبہ بہار کی طرف روانہ ہوا۔

۱۲۵۱ آخری جنگ عظیم آباد، ۱۱ حرم (۱۸۷۴ء)

میر جعفر اور انگریزوں کی فوج جو عالی جاہ کے تعاقب میں کرم ناسندی تک گئی تھی، اس کے بنارس چلا جانے پر کسریں مقیم تھیں۔ بادشاہ اور نواب وزیر کے آنے کی خبر پاکر بھر کارنک سخت ہراساں ہوا اور اپنی فوج کے کرسٹر سے عظیم آباد چلا آیا۔ بادشاہ اور نواب وزیر کی فوج جس کی تعداد چالیس ہزار سے کم نہ تھی اور اس میں پانچ ہزار کے قریب نادر شاہ اور احمد شاہ عبدالی کی پس ماندہ فوج کے مغلیں بھی شامل تھے لوث کھسٹ کرتی ہوئی قصبه پھلواری تک چلی آئی یہاں متعدد کنویں ہونے پر بھی اتنی بڑی فوج کے لیے جو کئی میل تک پھیلی ہوئی تھی پانی نہ ہوا۔ اس لیے نئے کنویں بناؤں کی حاجت ہوئی۔

اس شکر کے حدود عظیم آباد میں داخل ہونے کے قبل تک لوگ انگریزوں سے بیزار ہو گئے اور نواب وزیر کی خیر مناتے تھے لیکن اب ان کے شکر کی دست برداشتے تھے اگر انگریزوں ہی کے حق میں عمل خیر کرنے لگے یہ تو نے جو قہر خدا یاد دلایا موسن
شکوہ جور بتاں دل سے فراموش ہوا

گیرے کپڑے پہن کر روشنوں کی سی وضع بناتی۔ شجاع الدولہ کو معلوم ہوا تو اس نے خود اگر عالی جاہ کو کہن کر اس کے کپڑے بدلائے لیکن مرپذ صول ہوتے کی کوئی صورت نہ ہوئی تھی اس لیے میر سلماں وغیرہ عالی جاہ کے ملازموں کو ملائکر اس کا مال و اباب اٹھوا لیا اور خود عالی جاہ کو بھی تید کر لیا۔ اور اس کے رفیقوں کے پاس جو کچھ تھا وہ بھی ضبط کر لیا۔

جب شجاع الدولہ اور انگریزوں میں صلح کی گفتگو شروع ہوئی۔ اس وقت انگریزوں نے چاہا کہ عالی جاہ کو ان کے خواہ کر دیا جائے لیکن شجاع الدولہ نے کسی مصلحت سے یا شاید اس بدب سے کہ اس کے تید رکھنے میں کوئی نفع نہ تھا، عالی جاہ کو ایک لنگڑے ہاتھی پر سوار کر کے رخصت کر دیا۔ یہ غریب ادھر اور بے سرو سانی کی حالت میں انتقال کیا۔

لہ سیر المتأخرین جلد ۱ صفحہ ۳۵۴ تا ۳۵۵ چھپرے میں نواب منیر الدولہ اور ہمارا جانتاب مائے کی وساطت سے انگریزوں اور شجاع الدولہ اور بادشاہ کے درمیان یہ صلح طوپائی تھی۔
لہ سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۳۵۵۔

لہ سیر المتأخرین جلد ۳ صفحہ ۸۰ موضع کوتوالی کا ذکر بازرا لامعا کے انگریزی ترجیح میں علی دردیجان کے حالات کے سلسلے میں فٹ نوٹ میں مذکور ہو۔

کے سات ہزار آدمیوں میں سے تقریباً ایک ہزار آدمی مجروح یا مقتول ہوئے۔ اس جنگ میں بادشاہ کو حقیقتاً عالیٰ جاہ کے معاملے سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اس لیے وہ انگریزوں سے صلح کرنے کو آمادہ تھا۔ مگر اس وقت شجاع الدولہ کی مرضی کے بغیر صلح ممکن نہ تھی۔

۱۲۷) عالیٰ جاہ کی تباہی اور موت

بکسری شکست کے بعد شجاع الدولہ نے واپس جا کر عالیٰ جاہ سے گیارہ لاکھ روپ زمہوار کے حساب سے مصارفِ جنگ کا مطالب کیا اور بادشاہ کی طرف سے بھی نظامت کے بقایا کا تقاضا شروع کیا اور سخروں کو بھی بہکاری کر اپنی اور پاہ کی تنخواہ طلب کرے۔ اس نمک حرام نے عالیٰ جاہ کو گھیر لیا۔ روپ موجود نہ تھے۔ مجبوراً عالیٰ جاہ نے محل سرے اشرفتیان وغیرہ منگو اکراں سے جان چھڑائی اور کہا کنی الحال میں تم کو لوز کر نہیں رکھ سکتا اس لیے اسلحہ وغیرہ سامان جو تم کو دریا گیا ہو حوالے کر دو۔ اس نے بے باکی سے جواب دیا کہ ہتھیار حس کے ہاتھ میں ہو اُسی کا ہو۔

نواب وزیر کا مطالبہ ادا نہ ہوا تھا اس لیے عالیٰ جاہ کے وزیر علی ابراہیم خاں نے عالیٰ جاہ کی تہیٰ دستی کا اعذر کر کے ہملت مانگی اور اجازت چاہی کہ عالیٰ جاہ بٹگلے جا کر روپ کا بنت و بست کرے میکن شجاع الدولہ نے ایک شہابی اور فوراً روپ ادا کر دیتے کے لیے اصرار کیا۔ روپ موجود نہ تھے اس لیے عالیٰ جاہ اور اس کے رفیقوں نے

۱۹۲۶ء صفحہ ۳۵۴-۳۵۵ اور

HISTORY OF BENGAL BIHAR ORISSA UNDER BRITISH RULE

صفحہ ۱۵۔ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۳۲۔ سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ

بَابُ نُورُ الدِّيَم

انگریزی حکومت بحثیت دیوانی

۱۱، انگریزی کپنی کو دیوانی ملت اور لارڈ کلائیو کا بندوق
ست ۶۵ - ۱۸۴۸ء

۱۱، ۹۔ ۱۸۴۸ء میں کلائیو لارڈ کلائیو ہو گرہن تان و اس آیا۔ اس وغد
کپنی سے اس کو عادالہ بام بنانے کے تمام امور کی اصلاح کے لیے معین کیا تھا۔ اس زمانے
میں عظیم آباد کی انگریزی کوٹھی میں اور اسی طرح بیگانے میں بھی کپنی کے ملازموں
نے ناجائز ذریعوں سے پڑے اک نظم میں فتور پیدا کر دیا تھا۔ پٹنسہ کی کوٹھی کا
افسر بھی اس قسم کی نازیبیا حرکت کا مرکب ہوا تھا۔ کلائیو کے آئنے کی خبر سے
ہر اس ہو گر اس نے خود کشی کر لی۔ انگریزی انتظام کی خرابی اس حد کو پہنچی
ہوئی تھی کہ سیر المتأخرین کا بیان ہو کر حکام نے رعایا کے حالات پر کچھ توجہ نہ
کی اور اپنے مقرر کیے ہوئے عاملوں کے ہاتھوں خلق کی ایندازائی اور تنباہی

سلہ دیوانی کے تعلق صوبے کی مالگزاری (ردنیو) کا محکمہ سپرد تھا اور نظامت کے تعلق حکومت کا نظم تھا۔

DISTRICT GAZETTEER PATNA جلد ۲ صفحہ ۶۴م

۱۹۲۴ء صفحہ ۳۵۔

۱۲۸۱ء میر جعفر کی وفات اور اس کے جانشینوں کا حال

۱۲۸۱ء شعبان ۱۲۵۶ھ رجنوی میں اکو میر جعفر نے مرشد آباد میں انتقال کیا۔ اصحاب کونسل (کلکتہ) نے رپورٹ کر اس کے مجهول النسب بیٹے میر چھلوڑی کو بجم الدولہ کے لقب کے ساتھ منزہین کیا۔ نوجوان ناظم بنگال و بہار والٹریسہ کا وظیفہ چون لاکھ روپی سالان مقرر ہوا۔ اس نے خوش ہو کر کہا کہ اب خدا کے فضل سے میں جتنی طوایفون کو جا ہوں رکھ سکتا ہوں۔ بجم الدولہ کی طرف سے میر محمد رضا خاں مظفیٰ حنگ نائب ناظم مقرر ہوا اور صوبہ بہار میں میر محمد کاظم خاں (برادر میر جعفر خاں) نائب ہو کر کام کرنے لگا۔ اور دھیر ج نرائیں برادر راجا رام نرائیں اس کا دیلوان مقرر کیا گیا۔ راجا شتاب رائے جو عالی جاہ کے وقت میں خارج البیلد ہوا تھا۔ پھر اپنی سابق حیثیت سے عظیم آباد چلا آیا۔^{۱۵}

۱۲۸۹ء ذی القعڈہ کو بجم الدولہ نے انتقال کیا اور انگریزوں نے اس کے بھائی سیف الدین کو اس کا جانشین کیا۔ ماہ ذی الحجه ۱۲۸۷ھ میں سیف الدولہ نے بھی انتقال کیا اور اس کا چھوٹا بھائی سبارک الدولہ منزہین ہوا۔ میر جعفر کے وقت سے جو انگریزی تسلط شروع ہوا تھا یہاں تک بڑھا کہ ناظم بنگال کی حاوت بالاستقلال انگریزی حکومت ہو گئی اور ناظمان بنگال محض نام کی نوابی کو بھی غیمت جان کر باعثِ فخر بنتھے تو ہے۔^{۱۶}

کے سوا اور وہ مخفی رکھا گیا تھا۔ جہاڑ پر سوار ہونے کے ایک سچتے بعد کپتان مذکور نے اعتصام الدین کو اطلاع دی کہ شاہ عالم کا خط کلایوئے اپنے پاس رکھ لیا ہوا اور آینہ سال وہ خط مع شاہی تحریف سانحہ کے خود ولایت آئے گا۔ اعتصام الدین یہ سن کر سخت آزردہ ہوا۔ آخر ولایت ہنچ کر ڈبڑھ برس انتظار کرنے کے بعد کلایوں والی پہنچا۔ لیکن شاہ جارج ثالث کے لیے جو شاہی تحریف سانحہ کے گیا تھا اس کو کلایوئے بجائے شاہ عالم کے خود اپنی طرف سے یاد شاہ بیگم کے نذر کر دیا اور تحریف کے سانحہ لاکھ روپی تقدیمی لے گیا تھا۔ اس کا بھی کلایوئے کوئی نکرنا کیا اور کپتان سوئن ٹن نے اعتصام الدین سے کہا کہ تمہارا خیال صحیح تھا۔ کلایوئے ہم لوگوں کو دھوکا دیا اور شاہی خط کا کچھ پتائے چلا۔ ایک موئخ نے لکھا ہو کہ ”پلاسی کے ہیر و اور این چند کے دوست (یعنی کلایو) کے دتیرے کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بیان بالکل قابلِ یقین معلوم ہوتا ہو۔“

(۲) صوبہ بہار میں دیوانی کا نظم

لارڈ کلایوئے دیوانی حاصل کرنے پر میر محمد کاظم خاں کو معززول کر کے دھیرج نہایں بہادر راجرام نہایں کو نائب صوبے دار مقرر کیا اور میر محمد کاظم خاں کے لیے ایک لاکھ روپی سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔ انگریزوں کی طرف سے عظیم آباد پٹنہ میں ہمارا جا شتاب رائے نائب دیوان ہوا اور کام کر لے کے لیے یہ دستور قرار پایا۔ اک تلخ عظیم آباد کے صدر کمرے میں ایک مند بردار گاہ تیکی اور اس کے سامنے ایک گرسی رکھی گئی۔ مند پر شتاب رائے

دہربادی کا تماشا دیکھا کیے۔

کلایو نے عظیم آباد آگرہ سیر محمد کاظم نائب ناظم اور شتاب رائے اور دھیرج نراں سے ملاقات کی اور ان تینوں کی صلاحیتوں کا مولزد کر کے شتاب رائے کو ساتھے کرالہ آباد روانہ ہوا۔ اس وقت شاہ عالم الدین آباد ہی میں مقیم تھا۔ کلایو نے شتاب رائے کی وساطت سے گفتگو طور کر کے بنگال و بہار واڑیہ کی دیوانی بسلخ چبیس لاکھ روپی سالانہ پر لکھواں۔ بادشاہ کو نواب ناظم اور صوبے داروں سے شاہی خراج پر مشکل وصول ہوا اکرتا تھا اور انگریزوں سے باقاعدہ وصولی کا اطمینان تھا۔ اس لیے یہ کام بہت جلد اور نہایت آسانی سے طوپا گیا۔ اس وقت بادشاہ نے شتاب رائے کو مہاراجا کا خطاب عنایت کیا۔ خواجه اعتصام الدین نے اپنی کتاب "شکر نامہ ولایت" میں لکھا ہو کہ شاہ عالم نے دیوانی عطا کرنے کے ساتھ کلایو سے یہ وعدہ لیا تھا کہ ہندستان میں بادشاہت قائم کر لے میں انگریزی فوج ادا کرے گی۔ اور اگرچہ یہ شرط لکھی ہوئی تھی میکن ہر ایک کو منظور تھی۔ چوں کہ فوجی امداد کمپنی کے لیے بعض قباحتوں سے خالی نہ تھی اس لیے یہ ضروری معلوم ہوا کہ بادشاہ انگلینڈ سے اس کی منظوری لے لی جائے۔ شاہ عالم نے نواب منیر الدولہ اور راجا شتاب رائے کو کلایو کے ساتھ ملکتے روانہ کیا اور ان دونوں نے بادشاہ کی جانب سے شاہ انگلینڈ کے نام ایک خط کا سودہ درست کیا اور کپتان سوئنٹن (SUINTON) اس خط کو لے جانے کے لیے تعین ہوا اور اعتصام الدین بھی بادشاہ کی جانب سے ولایت جانے کو مقرر ہوا۔ یہ مشورہ کو نسل کے خاص ارکان

(۲) قحط ۱۸۴۲ھ (۱۸۶۰ء)

مشیر میولڈہ ہی کے زمانے میں بارش کی قلت کے بدب تقطیع کا اندریشہ پیدا ہو گیا تھا لیکن امید تھی کہ آئیندہ بارش ہونے سے کچھ پیداوار ہو جائے گی۔ اگست ۱۸۶۰ء میں تھوڑی بارش ہو کر موقف ہو گئی اور تمام زراعت خشک ہو کر رہ گئی۔ چنوری سنائے میں غلادس قادر کم یا بہو گیا کہ روزانہ فاقہ سے پچاس پچاس سوتیں ہوئے لگیں۔ شتاب رائے نے الکر بندرا فسر کلاں کو اس کی اطلاع دی اور صاحب موصوف نے خود بھی دیکھ کر گورنر کو حالات کی اطلاع دی اور ضلع میں احکام صادر کیے کہ مال گزاری میں بجائے ایک من کے پھیس سیر غلاد و صول کیا جائے۔ شتاب رائے نے تقطیع زدوں کی امداد کے لیے دو لاکھ روپے منظور کرنے کی تحریک کی تھی۔ اس زمانے میں مشروی راست کے پلے جائے پر مشجان کا رکنپنی کا گورنر تھا۔ اس کی حکومت نے یہ توصلہ کیا کہ تقطیع کی مدافعت ضروری ہو لیکن حکام کی تحریک پر عمل درآمد کے ستعلق کوئی عصاف حکم نہ دیا۔ آخر مہاراجا شتاب رائے نے اور حتیٰ المقدور مقامی انگریز دہل اور ولنڈیز (ڈچ) لوگوں نے فاقہ کشوں کی امداد کی اور کثیر خلقت کو فاقہ کی موت سے بچایا۔ دانیاپور میں بھی فوج کے افسروں اور فرانسیسی تاجر دہل نے چند رے فراہم کیے اور اپنی جیب سے خیرات کی لیکن اس پر بھی فاقہ سے روزانہ ہر لئے والوں کی تعداد خاص عظیم آباد پشتہ میں ڈیڑھ سو نفوس تک ہیچ گئی تھی اور اطراف و نواح کا حال اس سے بدتر تھا۔ الکر بندرا نے کمپنی کے خرچ سے فاقہ کشوں کی امداد کے لیے تین سو اسی روپ پر روزانہ تقسیم

اور دھیرج نرائین کی نشست ہوتی تھی اور کرسی پر سردار اللہ (افسر عالیٰ کو محی
عظم آباد) اجلاس کرتا تھا۔ جو پرانے یا احکام صادر ہوتے تھے پہلے دھیرج نرائین
اس کے حاشیے پر دستخط کرتا تھا پھر اس کے پشت پر (نواب ناظم کی ہر کے تھے)
شتاب رائے "دیدہ شد" لکھ کر دستخط کرتا تھا اور آخر میں سردار اللہ کے دستخط
ہوتے تھے۔ کچھ دنوں اسی طور پر کام جاری رہا لیکن دھیرج نرائین کی غفلت
شعاری اور شاید بعض خیانتوں کے بعد شتاب رائے اس سے برگشتہ
خاطر ہو گیا۔ کلاں کو دھیرج نرائین کی بدلباقتی کا حال معلوم ہوا تو اس نے
نواب مظفر جنگ محمد رضا خاں نائب ناظم کو محابسہ کے لیے عظیم آباد بھجوایا۔
مظفر جنگ نے بعض خیانتوں کا پتا لگایا اور دھیرج نرائین کو معزول کر دیا۔
اتفاق سے دوسرے ہی سال ڈیلن بھی تبدیل ہو گیا اور طماں ربوبی
اس کا قائم مقام ہوا۔ اسی زمانے میں شاہ عالم نے نواب منیر الدولہ رضا خانی
خان کو اپنا نائب بنانے کا عظیم آباد بھیجا تھا۔ ۱۸۴۶ء میں لاڑ کلاں کو بھی ولایت
چلا گیا اور ہمنی ویراست اس کی جگہ پر کمینی کا گورنر ہوا۔

۱۳ کونسل کا انتظام ۱۸۷۸ء تا ۱۸۹۰ء

۱۸۷۸ء سے ۱۸۷۹ء تک ہمارا جانتاب رائے اور سردار ربوبی
نے مل کر کونسل کا نظم جاری رکھا لیکن اسی سال ربوبی کے ولایت جانے پر
جیسی الگز نہدر نامی اس کا قائم مقام ہوا۔

ہو کر صوبہ بہار میں شتاب رائے کے انتظام کو بھی ایسا ہی قیاس کیا اور عظیم آباد پٹنہ میں رونیکو نسل قائم کرنے کا حکم دیا۔ الگزینڈر کو نسل کا صدر قرار پایا۔ اور رابرٹ پالک اور جان و شرٹ ممبر ہوئے۔ شتاب رائے اپنے عہدے پر بحال رہا۔ لیکن ماں گزاری وغیرہ کے معاملے میں اس کو نسل کی متابعت کرنی پڑی۔ اس زمانے میں ماں گزاری کی وصولی کے لیے ماں گزار مقرر تھے۔ قاعدے کے مطابق پیداوار میں نصف رعایا کا حق ہوتا تھا لیکن ماں گزاروں نے زیادتی اور زبردستی سے وصولی کے اتنے ابواب قائم کر لیے تھے کہ غریب رعیت کو بجائے نصف کے ایک چوتھائی بھی شکل ہاتھ آتی تھی۔ کو نسل قائم ہوتے ہی رعایا نے شکایتیں پیش کیں۔ کو نسل نے تحقیقات کے بعد ۵ نومبر ۱۸۶۴ء کو حکم دیا کہ ماں گزار کے پڑے میں یہ شرط شامل کر دی جائے کہ فی من کم از کم ساڑھے سترہ سیرفلہ رعایا کے لیے ضرور چھوڑ دینا ہو گا۔

۱۶۱ دیوانی کا براہ راست انتظام اور مظفر جنگ اور شتاب رائے پر الزام (۱۸۶۲ء)

۱۸۶۱ء میں رچرڈ بارول (R. BARUELL) کو نسل کا صدر ہوا۔

پھر دوسرے سال ۱۸۶۲ء میں جان گراہم (GRAHAM) نامی مقرر ہوا۔ اسی سال ۱۸۶۲ء کمپنی کے ناظموں نے ولایت سے احکام نافذ کیے کہ دیوان ہونے کی جیشیت سے کمپنی دیوانی کا سر شستہ خود اپنے ہاتھ میں رکھے۔ حکم پاتے ہی گورنر کارٹر (CARTER) نے مرشد آباد میں نواب مظفر جنگ

گزنا شروع کیے۔ اس رقم میں سے سور پر شتاب رائے اپنے ہاتھ سے تقسیم کرتا تھا۔ حکام کی روپیٹ کے مطابق خاص شہر عظیم آباد میں اس قحط سے ایک لاکھ جانیں تلف ہوئیں ۔^{۱۹۱}

اس قحط کے متعلق لارڈ ہبون (MAHON) کتاب رایز آف دی انڈین اسپاٹر (صفحہ ۱۹۲) میں لکھتا ہو کہ پردہ نشین عورتیں اپنی اور اپنے بچوں کی جانیں بچانے کے لیے سرپازار بھیک مانگتی تھیں اور روزانہ سڑکوں پر ہزاروں نقویں مرتے تھے جن میں لاشیں کتے، گیدڑ اور گدھ کھاجلتے تھے۔ بدی میں لاشوں کی کثرت سے مچھلی بھی کھانے کے لائق نہ رہی تھی اور بطیں بھی مردار کھلانے کے سبب انسان کی خوراک کے لائق نہ تھیں۔ اکثر جگہوں کی نصف تباادی اور عام طور پر تمام علاقوں میں ایک تہائی آبادی اسی قحط سے گم ہو گئی۔ قحط زدہ دیہاتوں سے شہر میں آتے تھے اور یہاں بھی خوراک نہ ملنے پر ان کی آہ و زاری نہامت درد انگیز تھی۔ اعلیٰ ذات کے برہمنوں کو ادنیٰ شدر کے ساتھ مل جل کر رہے میں کوئی امتیاز باقی نہ رہا تھا۔^{۱۹۲}

۱۵ نظامت کے متعلق کونسل کی تحقیقات سنائے

سنائے میں گورنر اور کونسل نے تحقیقات شروع کی کہ کس طور پر کیا کیا مدد میں نظامت میں وصول ہوئی اکرتی ہیں۔ اس سلسلے میں ونسرٹ نے مرشد آباد میں بعض خیانتوں یا ناروا عمل درآمد کا پتائیا کیا کونسل نے بذرگان

۱۷) رائے رایان کلیان سنگھ نائب دیوان

مہاراجا شاتب رائے کے مرلنے پر اس کا نوحوان بیٹا کلیان سنگھ نائے رایان
کے نقب کے ساتھ چھاس ہزار روپ سالانہ تختواہ پر نائب دیوان مقرر ہوا۔ اور
راجا خیالی رام اس کا نائب ہوا۔

۱۸) کوئل کا برخواست ہونا اور صوبہ بہار کا تعمیر

۱۸۱۴ء میں جامع ہرسٹ اور طاس لین یکے بعد دیگرے پنڈنگ روپیو
کوئل کے صدر مقرر ہوئے۔ اس کے بعد ۱۸۱۵ء میں رابرٹ پالک اور
۱۸۱۶ء میں اسحاق بیج اور ۱۸۱۷ء میں ایوان لا اور ۱۸۱۸ء میں ولیم میکول
کوئل کی صدارت پر مأمور ہوئے۔ اس اثناء میں وارن ہنگس جو ۱۸۱۹ء
تک گورنر تھا۔ ۱۸۲۰ء میں گورنر جنرل کے عہدے پر ممتاز ہوا۔

گورنر جنرل نے کورکو عظیم آباد کی کوئل کاظم کچھ تشغی بخش نظرنا آیا اس لئے
اس کے سوقوف کردیئے کا حکم دیا۔ اس کا ایک بدبی یہ بھی ہوا کہ مسٹرینگ
نامی افسر کا ایک محترم غوثت لے کر اکثر معاملات کو در ہم و بر ہم کر دیتا تھا اور
راجا کلیان سنگھ اور راجا خیالی رام نے اس کی شکایت گورنر جنرل کو لکھ دیجی۔
۱۸۲۰ء کو عظیم آباد پنڈ کی کوئل برخاست کر دی گئی۔ اور بجائے اس
کے ولیم میکول روپیو چیف کے عہدے پر مقرر ہوا۔ اور مسٹر لا ہنڈل دیوانی
کا نجع اور مسٹر پارلو فوج دار (مسٹریٹ) اور مسٹر یول ٹکری خاکہ مخصوص و چکلی مقرر ہغا۔

۱۸۲۱ء میں ریول ٹکری نجع اسی کا آباد کیا ہوا۔

محمد رضا خان کو (جوجھ) سال سے نائب ناظم تھا اور عظیم آباد میں مہاراجا شتاب رائے کو بر طرف کر دیا۔ اور ان پر خیانت کا الزام لگا کر محروم ۱۸۷۴ء میں مظفر جنگ کو اور اس کے ایک بھین کے بعد شتاب رائے کو کلکتہ طلب کیا۔ جان و نشرٹ نے ذاتی ارتباط کے بعد شتاب رائے کی حراست کے لیے ایک کپنی پاہیوں کی یہ کر ساتھ کر دی گئی یہ تھماری محافظت کے لیے ہے۔ اس کے روانہ ہونے پر انگریزی حکم کا فارسی ترجمہ کرایے اعلان کروایا اک مہاراجا شتاب رائے بر طرف کیا گیا اور اس کے حوض میں کپنی کے حکام کام کریں گے۔

کلکتہ میں مقدمہ رو، کار ہونے پر شتاب رائے بے جرم ثابت ہوا اور انگریز اس معلمے میں بدسلوکی سے پیش آنے کے بعد ہود پیشان ہوئے۔ تملانی مافات کے لیے راجا نذکور کو ایک اقرار نامہ لکھ کر دے دیا کہ جو کچھ الزام تھے محض غلط ثابت ہوئے اور اس کو خلعت فائزہ دے کر بھرا اس کے سابق عہدے پر بحال کیا۔ لیکن یہ سب اس وقت ہوا کہ رسوائی اور پریشانی اور کلکتہ کی آب و ہوا سے اس غریب کے دماغی اور بھانی قویٰ بالکل خراب ہو چکے تھے۔ اور ضعف معدہ کے بعد راجا نذکور نہایت نحیف والا غریب ہو گیا تھا۔ پہلے جس قدر انگریزوں کا مدرج تھا ب اسی قدر ان کا شاکی ہو گیا۔ اور آخر ایک سال کے اندر ہی ۱۸۷۶ء میں مر گیا۔

شتاب رائے کے واپس آنے کے بعد ۱۸۷۷ء میں مظفر جنگ بھی الزام سے بری ہو گکر مرشد آباد واپس آیا۔

ہذا تھا۔ چیت سنگھ کے کارندے خفیدہ صوبہ پہاڑ میں بغاوت پھیلانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ضلع عظیم آباد پٹش کے اکثر زمین دار جن کے فتنے مال گزاری یا قرہ گئی تھی اس ہنگامے میں شریک ہونے کو تیار ہو گئے۔ انھی میں راجا اقبال علی غا پر نواب کامگار خان یا قی مال گزاری کی علت میں گرفتار تھا۔ عظیم آباد سے کسی طرح نکل کر اس نے چند ہزار پاہ فراہم کی اور اپنے علاقوں کے ارد گرد تمام غدر پھیلا دیا۔ اس بد امنی اور غارت گری نے کلیان سنگھ اور خیالی رام کی اسید کا خاتمہ کر دیا۔ تعہد کے مطابق دوسری قسط وصول نہ ہونے پر حکام نے روٹ کی کر کلیان سنگھ ذی چیت شخص ہراس سے قسط وصول ہو جائے گی۔ لیکن خیالی رام سے اندر شہ ہر ک علاقوں میں غارت گری کر کے اس کا الزام چیت سنگھ کے سر رکھے۔ حکام اعلیٰ نے کلیان سنگھ کا اقتدار لمحظہ رکھ کر اس پر صرف تقاضا جاری رکھنے کی مددیت کی۔ لیکن خیالی رام کی محبوسی کا حکم دیا۔ ۲۱ نومبر ۱۸۷۴ء کو میرارڈی نے پاہ بھیج کر خیالی رام کے گھر پر پہرے بھادیے۔ اور پھر ۲۲ جنوری ۱۸۷۴ء کو اس کو گھر میں بھی رہنے نہ دیا۔ اور حیلی بیگان میں لاکر نظر بند رکھا۔ کلیان سنگھ نے کسی طرح بند بست کر کے چھاس ہزار پیڈنی الفور ادا کیے اور حکام نے رفتہ رفتہ علاقوں کو داپس لینا شروع کیا۔

لہ د جنڈہ پیشہ کی کتاب میں اقبال علی خان کو اکبر علی خان کہہ دیا ہو۔ لیکن اقبال علی خان صحیح نام ہو۔ لہ د حیلی بیگان بخشی محلے سے اُتر اور گنگا سے دکھن ہو۔ پرانی عمارتوں میں اب ہر فنگا کے کنارے ایک ستمحکم پشتے کا کھنڈ رباتی ہو۔ لہ د اسی ستلے میں بھوج پور کے راجا برماجیت سنگھ کو زمینداری سے بے دخل کر کے اُنگریزوں نے مژاول بھادیے اور نزدین سنگھ راجا سرس دکنپخ کو زمین داری سے بے دخل کر کے نظر بند کر دیا۔ اور راجا نہ کوئی نہ پیش ہزار پیڈنی الکادر کے گور منڈ سے خلب کیے تھے۔ اس میں سے تائیں ہزار پیڈنی (بیکن نوٹ صفحہ ۲۸ پر)

۱۹ اگست کو یم میکسول رونیوچیف نے انتقال کیا۔ اس لیے دو ہیئت تک جیس لندنے نامی اس کی جگہ پر کام کرتا رہا۔ اور اس کے بعد یم آگسٹس بروگ نامی رونیوچیف ہو کر پہنچا آیا۔

راجا خیالی رام نے راجا کلیان سنگھ کو آمادہ کیا کہ صوبہ بہار کا تعہد اپنے نام لکھواليا جائے۔ خیالی رام کلیان سنگھ کا خطے کر کلکتہ پہنچا اور وارن ہیٹنگس سے مل کر مبلغ اتنیں لالہ اکیس ہزار ایک سو سات روپ سالانہ پر صوبہ بہار کا تعہد لکھوا لیا۔ اس کے قبل تک انگریزوں کو بالگزاری کے اٹھائیں لالہ روپ سالانہ وصول ہوتے تھے اس لیے گورنر جنرل نے اس بندوبست کو بخوبی منظور فرمایا۔ اس معاملے میں کلیان سنگھ اور خیالی رام دونوں شریک تھے تعہد تو بہت آسانی سے لکھوا لیا گیا۔ لیکن علاقوں کا بندوبست دشواری سے خالی نہ تھا۔ ہر چند عامل بھی مقرر کیے گئے اور بہتیرے زینداروں کے ساتھ بھی بندوبست کیا گیا لیکن بروقت مالگزاری وصول نہ ہوئی۔

۱۹ راجا چیت سنگھ والی بنارس کی بغاوت

سور اتفاق سے اسی سال ۱۸۷۴ء میں راجا چیت سنگھ نے بغاوت کی۔ اس وقت وارن ہیٹنگس اپنی یہ میکسول رونیوچیف کو عظیم آباد پہنچ میں چھوڑ کر خود بنارس گیا لے راجا چیت سنگھ کو راجا کاری کے خاندان سے گہرے تعلقات تھے۔ ملا دہ اس کے انگریزی حکام مالگزاری کے معاملے میں سختی کا بر تاب قدر تھے اور وارن ہیٹنگز راجا چیت سنگھ سے بعض رقمیں وصول کرنا چاہتا تھا۔ اور اس زمانے میں سارے ہند میں ایک ہلچل بھی ہوئی تھی اس لیے صوبہ بہار کے نادار زیندار چیت سنگھ کے چدد ر تھے۔

ان کی کوٹھی بھی اس کے قبضے میں دے دی گئی تھی۔

(۱۱) سکہ و خزانہ (۱۸۸۶-۱۸۸۷ء)

ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کے ابتدائی زمانے میں ہندستان کے اور شہروں کی طرح صوبہ بہار کے شہروں اور قصبوں میں بھی سلطانِ مہلی کے لئے راجح تھے۔ لیکن عام طور پر بازاروں میں خرید و فروخت خرچہ و یعنی کوڑیوں کے ذریعے سے ہوتی تھی یا گورک پوری پیسوں سے جو ٹھیکریوں کی طرح موجود مولے ٹانبے کے نکڑے بغیر کسی مہر سنہری نقش و لگار کے ہوتے تھے۔ دیہات والے ان پیسوں کو لوہیا بھی کہتے تھے۔

وزنی ہونے کے سبب ایک بار برداری کے بیل پر پندرہ بیس روپے زیادہ کی کوڑیاں لے جانا دشوار ہوتا تھا۔ اور گورکہ پوری پیسے بھی قریب تریپ اسی طرح بوجھل ہوتے تھے۔

۱۸۸۷ء میں انگریزی حکومت نے نئے لئے جاری کرنے کا اعلان کیا۔ اور مندرجہ ذیل تانبے کے لئے جاری کیے ۔

۱۔ مد سیر جو ڈبل پیسے (یعنی ٹکا ہوا کی طرح تھے اور ٹیڈ کے سیس ہوتے تھے۔ ایک مد سیر ایک سو سالخواہ کوڑیوں کے برابر ہوتا تھا۔

۲۔ فلوس جو معمولی راجح وقت پیسے کے برابر تھے اور ڈپ کے چو ستم ہوتے تھے۔

لہاس زمانے میں انگریزوں نے فرانسیسوں کی جایداد سے متعلق بھی تحقیقات کی لیکن صوبہ بہار میں فرانسیسوں کی کوئی جایداد پائی نہ گئی (دیکھو سفہ ۳ اولی برش ایڈنڈن فرشن آف بہار)

۱۰) ولندریز (ڈچ) کے کارخانے کی ضبطی سال ۱۷۸۴ء

۱۷۸۴ء میں انگریز بندستان میں فرانسیسی - ڈچ - مرہٹ اور حیدر علی سے برسر چنگ تھے۔ اسی سلسلے میں گورنر جنرل نے ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی کی جایہ داد ضبط کر لینے کا حکم صادر کیا۔ عظیم آباد پٹنہ میں ولندریز (ڈچ) کی نہایت شان دار کوٹھی گنگا کے کنارے موجود تھی جس میں توپیں بھی لگی رہتی تھیں اور کسی قدر سپاہ بھی تھی۔ مسٹر میکسول مدینو چیف نے حکم پاتے ہی سڑھیلی کو اس کوٹھی پر قبضہ کر لینے کے لیے تعین کیا۔

۱۰) جولاںی سال ۱۷۸۴ء کو میجر ہارڈی افسر فوجی نے اس کوٹھی کو دخل میں لا کر رومنو چیف کے حوالے کر دیا۔ ڈچ کمپنی کے اعلیٰ افسروں سے مچلا کا لکھوا کر رومنو چیف نے ان کو آزاد کر دیا لیکن کمپنی کے اور ملازم تبدیل کر لیے گئے۔ ولندریز کمپنی انگریزی کمپنی کو وس ہزار روپی سالانہ بندوانہ دے کر تجارت کے لیے افیون خریدا کر رہی تھی۔ کوٹھی کی ضبطی کے وقت کمبل نامی انگریز شخصیہ دار کے چھیانوں سے ہزار روپی افیون کی قیمت کی یا بت ڈچ کمپنی کے ذمے باقی تھے۔ ضبطی کے بعد یہ رقم انگریزوں نے ادا کی اور کوٹھی کے مکانات بھی ٹھیکے دار مذکور کے مصرف کے لیے چھوڑ دیے گئے۔ اس وقت سے ولندریز کی تجارت مستقل طور پر بند ہو گئی۔ اگرچہ اس قوم کے لوگ اس کے بعد بھی چند سال تک عظیم آباد پٹنہ میں مقیم تھے۔ اور شاید ہر اکتوبر ۱۷۸۵ء کو بعض شرائط پر (صفحہ ۲۸۵ کا بقید لوث للاحتاظہ ہو)

رومنو چیف نے واجب الادا تسلیم کیے تھے لیکن بالآخر رومنو ٹھیکی نے تمام دھوے کو رد دیا۔ اور شاید ہر اکتوبر ۱۷۸۵ء کو بعض شرائط پر کلیان سنگھ نہ کارمی کے راجا جزیرت سنگھ اور ترہت کے راجا ادھو سنگھ کے ماتھ بھی بیہی کیا تھا۔

- ۱۶۰۲-۸ کانز خ مختصر اس مقام پر نقل کیا جاتا ہے۔
 ۱۷ چاول با سمیٰ آنکھ سیر سے چھتیں سیر تک فی روپیہ۔
 ۱۸ چاول معمولی راز قسم سید وغیرہ آسیتیں سیر سے ایک من انٹھارہ سیر تک فی روپیہ۔
 ۱۹ چاول شرخ ایک من انیں سیر سے ایک من بائیس سیر تک فی روپیہ۔
 ۲۰ گندم ایک من سول سیر سے ایک من بائیس سیر تک فی روپیہ۔
 ۲۱ جو تین من پانچ سیر سے تین من سات سیر تک فی روپیہ۔
 ۲۲ جنیزادو من پانچ سیر فی روپیہ۔
 ۲۳ ارہر ڈھائی من فی روپیہ۔
 ۲۴ دال ارہر ایک من انیں سیر سے ایک من بائیس سیر تک فی روپیہ۔
 ۲۵ کھساری چار من ڈیڑھ سیر سے چار من ساٹھ سات سیر تک فی روپیہ۔
 ۲۶ دال کھساری تین من چھتیں سیر فی روپیہ۔
 ۲۷ کابلی مٹڑو من چھبیس سیر سے تین من چار سیر تک فی روپیہ۔
 ۲۸ چنے۔ ڈھائی من سے دو من چوبیں سیر تک فی روپیہ۔
 ۲۹ ماش۔ دو من ڈھائی سیر سے دو من چھبیس سیر تک فی روپیہ۔
 ۳۰ موگ ایک من پونے چھو سیر سے ایک من سوا آٹھ سیر تک فی روپیہ۔
 ۳۱ سورہ دو من پونے تا نیس سیر فی روپیہ۔
 ۳۲ دال سورہ۔ ایک من پونے تیس سیر فی روپیہ۔

(صفہ ۳۸۸ کا بقیہ نوٹ ملاحظہ ہو)

صرف چار آنے بتاتا ہے اور یہ کہ ایک متواتر درجے کا آدمی اہل دعیال کے ساتھ دین بارہ روپیہ میں نہایت آرام سے ایک سال تک بسر کر سکتا تھا۔

ست نیم فلوس جیسا کہ نام سے بھی ظاہر ہو، اور صیلہ کے طور پر تھے۔
ست پاؤ فلوس جو بیس کوڑیوں کے برابر ہوتے تھے۔ اور رُپے کے دو سو چین
ہوتے تھے۔

سرکاری خزانے میں جو عربی بیگان میں خواجہ کلاں گھاٹ اور بخشی گھاٹ
کے درمیان واقع تھا، یہ سکے فروخت کے لیے موجود رہتے تھے۔ کلکتہ کی بیکال
کے سرکاری رُپے سے اتنی رُپہ کا سیر مقرر تھا۔ اور ایک من پیسوں کی قیمت اتنی
رُپہ تھی۔

رجنلڈ ہینڈ کی کتاب سے معلوم ہوتا ہو کہ مدوسیر اور فلوس زیادہ رائج
ہوئے۔ لیکن نیم فلوس اور پاؤ فلوس کو رعایاتی زیادہ رائج ہونے نہ دیا۔
۱۷۸۶ء کو مسٹر برودک رومنو چیف نے رپوٹ کی کہ صراف اور عوام
چھوٹے پیسوں کو لینے سے قطعی انکار کرتے ہیں۔

(۱۲) غلہ اور اجناس کا نزخ (۱۷۸۶ء)

اب سے ڈیڑھ سو برس پہلے صوبہ بہار میں غلوں کا کیا نزخ تھا، اس
کی کیفیت بھی دل چسی سے خالی نہیں۔ اس لیے رجنلڈ ہینڈ کی تحریر سے
لہ رجنلڈ ہینڈ (R.HAND) آرہ میں ڈیڑھ کلکٹر تھے۔ ان کی کتاب میں ۱۷۸۶ء
سے ۱۷۸۹ء تک کے حالات سرکاری کاغذات سے مستنبط ہیں اور اس کا نام ہر

EARLY BRITISH ADMINISTRATION OF BIHAR-
1781-1785
(۱۷۸۶ء) کے تریب ابن بکتو طہ بگالے آیا تھا۔ اس نے اپنے سفر نامے میں جوزخ لکھا
ہو۔ ۱۷۸۶ء کے نزخ سے بھی ارناں ہو۔ مثلاً ایک بھیر کی قیمت (بھیہ نوٹ صفحہ ۲۸۹ پر)

زیادہ ہوتی تھی۔ ہندستان کی اس تجارت کو دیکھ کر امریکہ والوں نے بھی نیل بنا کر یورپ میں بھجن اشروع کیا۔ یہاں تک کہ پچاس برس کے اندر یورپ میں ضرورت سے زیادہ نیل پہنچنے لگا جس کالازمی نتیجہ یہ ہوا کہ نرخ کم ہونے لگا۔ اور ہندستان کے تجارت کو بجائے غیر معمولی منافع کے نقصان کی صورت نظر آئے لگی۔ اس خارے کو دیکھ کر بعض نیل والے صاحبوں نے نیشنل کرکی کاشت شروع کی اور شکر بنانے کے کارخانے کھوئے لیکن اس میں بھی ان کو بہت کام یابی نہ ہوئی۔

اتفاق سے تہلیع کے لگ بھگ بیر (BAYER) نامی جرمی کے باشندے نے الکترے سے نیل کارنگ لکھا اسیجاد کیا۔ ابتدائیں یہ رنگ نیل سے گراں فروخت ہوتا تھا لیکن رفت رفت ان کی تجارت کو ایسی ترقی ہوئی کہ نیل والوں کو کارخانے بند کر دینے پڑے۔ اور ۱۸۹۶ء سے تو ہندستان کے بازاروں میں جرمی کے رنگ کے سواد و سارنگ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ۱۹۱۳ء میں صوبہ بہار میں گوانیل کی کاشت قریب موقوف ہو گئی۔ اور اس وقت نیل کی قیمت سو سو روپیہ فی من سے زیادہ نہ تھی۔

نیل والے انگریز جن کو ترہت کے رہنے والے نیل والا یا نیلہا کہتے تھے حکام ضلع کی پشت پناہی کے بھروسے پرکانوں اور عوام سے نہایت سختی اور فرعونیت کا سلوک کرتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض کوٹھیوں کے سامنے اگر کوئی شریف ہندستانی گزرنا چاہتا تو اس کو خواہ مخواہ نیل والے صاحب کو سلام کرنا اور اپنی سواری سے اُتر کر گزرنا ہوتا تھا۔ اس لیے لوگ ان سے سخت پیزار تھے۔ اور جب ان کے کارخانے ہند ہوئے تو کسی کو بھی افسوس نہ ہوا بلکہ ۱۹۱۶ء میں بعض لوگوں نے ان کے خلاف عدالتی احتجاج بلند

- ۱۶۔ نیسی (السی) ایک من بنتیں سیر فی رُپیہ ۔
- ۱۷۔ سرسوں۔ ڈیڑھ سن سے ایک من سوا بائیں سیر تک فی رُپیہ ۔
- ۱۸۔ ارنٹی۔ ایک من پنچتیں سیر فی رُپیہ ۔
- ۱۹۔ نیل۔ ایک من نو سیر فی رُپیہ ۔
- ۲۰۔ پوستہ۔ ایک من چھو سیر فی رُپیہ ۔
- ۲۱۔ عنک۔ فی من دو روپ دو آنے سے دو روپ پانچ آنے تک ۔

(۱۲) ترہست میں نیل کی باقاعدہ کاشت ۸۲ء

بہار و بنگالے میں نیل کے پودے (INDIGO FERAT INCTORIA) سے رنگ بنانا قریم زمانے سے راجح تھا۔ لیکن ۸۲ء کے پہلے کسی نے تجارتی طور پر اس کام کو نہ کیا تھا۔ ۸۲ء میں ستر گز اند منطقہ توکار کلکشہ ہو کر آیا تو اس نے تجارتی طور پر نیل کی کاشت اور رنگ بنانے کی تحریک کی۔ و تھوڑی ہی تدت میں حکام ضلع کی ہمت افزائی سے بہتسرے انگریزوں نے اضلاع ترہست سارن، چپارن اور در بھنگ میں کوٹھیاں بنانکر باقاعدہ تجارت شروع کر دی۔ غربیں کاشت کاروں نے نیل کی گرم بازاری دیکھ کر یعنی زینتوں کا آٹھواں حصہ اسی کاشت کے لیے وقف کر دیا۔ اور چند سال کے اندر نیل والے انگریزوں کی ستراستی بڑی بڑی کوٹھیاں قائم ہو گئیں اور تیناً تین لاکھ بیگ زین میں میں نیل کی کاشت ہونے لگی۔ اس زمانے میں یورپ میں نیل کا رنگ بہار و بنگالے سے پہنچا تھا اور اندازہ کیا گیا ہو کر تقریباً دو لاکھ من نیل صوبہ بہار سے ہر سال روانہ ہوتی تھی جس کی قیمت فی من دو روپ سے

۱۵) قحط کے آثار اور گولہ گھر کی تعمیر ۱۸۴۲ء

۱۸۴۲ء کے قحط کی یاد ابھی بھولی نہ تھی کہ ۱۸۴۶ء میں یا رش کی قلت کے بعد پھر قحط کا اندریشہ پیدا ہو گیا۔ اس زمانے میں سرجان شور ٹلنٹ افرتھے۔ انہوں نے غلے کی درآمد و برآمد کے محصول کو اٹھادیا اور ضلع سارن و ترہت سے غلے باہر لے جانا منوع تھا، اس حکم کو منسوخ کر دیا۔ اور کوئی میں روپوٹ کی کہ قحط کے انداد کے لیے غلے کھنے کی ایک کوٹھی بنوانے کی ضرورت ہو۔ اسی روپوٹ کی منتظری پر ۱۸۴۶ء میں گولہ گھر تیار ہوا جو اونہی سے ہوتے پیالے کی صورت کی ایک عجیب و غریب عمارت باقی پور میں موجود ہے۔ اس میں غلر کھنے کی کبھی نوبت نہ آئی۔ فی الحال شهر میں شارع عام پر فاصلے کے نشان کے لیے جو پھر لگے ہوئے ہیں، ان میں میلوں کا شمار اسی گولہ گھر سے دکھایا گیا ہے۔ شہر ہر کوئی میں مہارجا جنگ بہادر والی نیپال نے اپنے ٹھوکو گولہ گھر کے زیتون سے سرتک پہنچا دیا۔

۱۶) ضلع بہار مقرر ہونا ۱۸۴۲ء

سوریوں کی سلطنت کے زمانے تک قصبہ بہار ہی اس صوبے کا صدر مقام تھا۔ اکبر کے زمانے میں سرکار بہار مقرر ہوئی۔ اس میں ضلع پلاموں، گیا، ہزاری باغ اور موگیر کے بعض حصص بھی شامل تھے ۱۸۴۲ء میں حکام انگریزی نے ضلع بہار تواری دیا جس کے حدود کم و بیش سرکار بہار

کرنے پر کمر پاندھی -

۱۹۱۲ء میں یورپ کی جنگِ عظیم شروع ہونے پر جرمن کے رنگ کی تجارت بند ہو گئی۔ اس وقت اگر صوبہ بہار کے لوگ نیل کے کارخانے جاری کرتے تو بہت منافع حاصل کر سکتے تھے کیونکہ اس وقت نیل میں چار گونہ اور پانچ گونہ منافع ہو سکتا تھا لیکن کسی نے اس طرف توجہ نہ کی انگریزوں نے جرمنوں سے رنگ بنانے کا انسخہ اور ترکیب معلوم کرنے کے تجارت اپنے ہاتھ میں لینے کا قصد کیا ہے تو ہم اگر حکومت کی طرف سے ولایتی رنگ کی فروخت کم کرنے کی تدبیر کی جائے اور بہار و بنگالے میں پھر نیل کی کاشت شروع ہو تو ملک کی بہبودی کی آمید ہو۔

(۱۲) تعهدِ لوث نے پر علاقوں کا بندوبست ۱۸۸۳ء

۱۸۸۳ء میں جان شور نہیں بندوبست نے پہنچ آگر تمام علاقوں کو جو راجا کلیان سنگھ اور خیالی رام کا تعهدِ لوث جانے پر واپس لیے گئے تھے، اس دفعہ تین سال کے لیے متفرق لوگوں کے ساتھ بندوبست کر دیا۔ یہ دہی سر جان شور ہیں جو بعد کو ۱۸۹۳ء سے ۱۸۹۵ء تک گورنر جنرل کے ہدایے پر ممتاز رہے۔ اور کسی شاعر نے ان کے زمانے میں کلکتہ کے حالات کے بیان میں یہ شعر کہا تھا۔

آب شور وزیں سرا سر شور
شور فرماں روائے کلکتہ

خاص بہار و بنگالے کے حالات پر مبنی ہیں۔ اور چوں کہ بہار و بنگالے فی آبادی میں فی صد چند آدمیوں کے سواتمام نفوس ایسے ہیں جن کی اوقات زمین داری اور کاشت کاری پر مختصر ہے، اس لیے اس بیان میں کسی قدر تفصیل ضروری معلوم ہوتی ہے۔

زمانہ قدیم سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ ملک کی تمام زمینیں بادشاہ کی ملک سمجھی جاتی تھیں۔ اور بادشاہ کو ان کی پیداوار میں ایک جز یا اس کے عوض تقدیم حاصل کرنے کا حق حاصل تھا۔ یہی حقیقت اکثر ملکی یا فوجی ضرورتوں کے لیے یا مذہبی امور یا خیرات کے کاموں کے لیے شاہی فرمان کے ذریعے جاگیردار یا ائمۃ ادار وغیرہ کے نام حسب ضرورت منتقل کردی جاتی تھی جس کی کیفیت مندرجہ ذیل اصطلاحوں سے ظاہر ہوگی۔

جمع طومار بادشاہی و جمع طومار تخصیص (یعنی اقسام جاگیر خالصہ بادشاہی اور غیر خالصہ جس میں اور اقسام جاگیر شامل تھیں)

۱۔ جاگیر سرکار عالی رجوع نظم است کے اخراجات اور حکم دیوانی دفعہ داری کے جاری رکھنے کے لیے ضروری تھی۔

۲۔ جاگیر بند بائے عالی بارگاہ (اس کو دیوانی سے تعلق تھا)

۳۔ جاگیر امیر الامر (پسالا اور فوجی مصارف کے ستعلق تھی)

۴۔ جاگیر فوج داران رفوج دار اپنے علاقے میں پر طور مجرم طریث کے ہوتے تھے

۵۔ جاگیر منصب داران (منصب داروں کو اپنے علاقے میں امن قائم

لہیونا نیوں کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ راجا چندر گپت کے زمانے میں پیداوار کی ایک چوتھائی حکومت کو درصول ہوتی تھی جو پہلی پڑکا انتظام اور چند رگپت کے حالات میں مذکور ہے۔

کے مطابق تھے۔ لیکن ضلع کا صدر مقام بجائے بہار کے گیا قرار پایا۔ اور طاس لہ نامی اس ضلع کا پہلا کلکٹر مقرر ہوا۔ اس وقت باقی پور اور شہر پٹنہ کو جپور کر تمام علاقے گیا کے مجریٹ کے تحت میں تھے۔ اور ان علاقوں کے مقدار گیا ہی میں فیصل ہوتے تھے۔

۱۶۹۸ء میں بہار و فتوحہ میں دلکشی اور چوری کے ساتھ پرکشت متنوع میں آئے۔ اور گیا کا مجریٹ دوری کے سبب بردقت ضروری اندزادہ کر سکتا تھا۔ بعض داروغہ بھی چوروں سے ساز باز رکھتے تھے۔ ان وجہ سے ۱۶۹۸ء میں فتوحہ گیا کے محکمہ فوج داری سے علیحدہ کر کے خاص پٹنہ کی فوج داری میں شامل کر دیا گیا۔

۱۶۹۹ء میں کپنی نے حکومت کا نظم و نسق نواب ناظم بنگال سے لے لیا تھا۔ پٹنہ میں اول اول فرنس گرانڈ (FRANCIS GRAND) بجا کیا گیا۔ اور ۱۷۰۲ء میں ہنری ڈگلز (HENRY DOUGLAS) اس کی جگہ پر مقرر ہوا۔ اسی زمانے سے لفظ فوج دار متوك ہوا۔ اور بجائے اس کے لفظ مجریٹ راجح ہوا۔

(۱۶) صوبہ بہار میں زمین داریاں اور بندوست و اعماق ۱۶۹۰ء کا حال

انگریزی حکومت نے زمین داریوں کے بندوست اور سرکاری مال گزاری کی تشخیص کے متعلق قدیم پادشاہی ضایعات کے خلاف جو اصول ایجاد کیے وہ

زمینوں کی پیداوار میں حکومت کا جو حصہ ہوتا ہوا سی کو سرکاری مال کہتے ہیں۔ قدیم زمانے میں یہ مالیہ بجائے نقد کے جنس کی صورت میں بھی ادا کیا جاتا تھا۔ لیکن مال گزاری کی رقم وقتاً فوقتاً حکومت کی طرف سے سفر ہوتی تھی۔ ادھر چار صد یوں کے اندر بہار و بنگال میں اس طور کا شاہی بندوبست اول اول اکبر کے زمانے میں ۱۵۸۲ء کے قریب راجا لوڈھل دیوان نے کیا دوسرا بندوبست جو غاباً ترینی تھا، شہزادہ شجاع کی صوبے داری کے زمانے میں ۱۴۵۸ء کے قریب واقع ہوا اور تیسرا بندوبست نواب مرشد قلی خاں کی صوبے داری میں اور نگزیب کی وفات کے بعد ۱۷۲۳ء میں وقوع میں آیا۔ ملاحظہ ہو۔

(EARLY REVENUE HISTORY OF
BENGAL AND FIFTH REPORT BY F.D. ASCOLI M.A.)

لیکن اس بیان سے یہ نہ سمجھتا چاہیے کہ ایک بندوبست سے دوسرے بندوبست کے درمیان اس بارے میں کوئی کارروائی عمل میں نہ آئی ہو گی کیونکہ سنلیے سلطنت قائم ہونے پر اکبر کے زمانے میں ۱۵۷۹ء میں شاہی دیوان کا عہدہ قرار پاچکا تھا۔ اور بادشاہی دیوانی کی طرح ہر حاکم صوبہ کے ساتھ بھی دیوان مقرر ہوتا تھا۔

لہ واضح ہو کہ اکبر سے بہت پہلے شیر شاہ نے زمین کی اقسام و مال گزاری کے متعلق بہت سے آئین بنانے تھے جو اکبر کے زمانے میں بھی جاری رہے اور بعض صورتوں میں اب تک جاری ہیں۔ ۳۷ دیوان کا ناص کام یہ ہے تا علاوہ اول ہر قسم کی آمدنی وصول کی کے شاہی خزانے میں داخل کرے اور زمینوں کے بندوبست پیداوار اور مال گزاری اور خراج شاہی وغیرہ کا معقول انتظام رکھے اور تمام جاگیریں اور انعام وغیرہ جو شاہی حکم سے دیے جاتے تھے۔ یا جو مصارف شاہی حکم سے ہوتے تھے ان کے متعلق تمام کارروائی اور معین و خرج کا نظم رکھے۔

رکھنے کے لیے سوار و پیادے رکھنا ہوتا تھا۔

۷ مدعماش (منہجی کاموں کے لیے آمدی وقف کی جاتی تھی) ۸ سالیاں داران اُسکی قابلیت یا کارگزاری کے سبب بطور وظیفہ کوئی رقم مقرر کردی جاتی ہے)

۹ زمین داران اکاشت کاروں سے مال گزاری وصول کر کے شاہی خزانے میں داخل کرنے والوں کے لیے جو محنتانہ یا اجرت یا کمیشن مقرر تھا تھا۔ اس کی تعداد عموماً اصل مال میں دس فی صد سے پندرہ فی صد تک ہوتی تھی)

۱۰ المقاوا کثر درویشوں، پیروں، عالموں، شیوخ طریقت اور سجادہ نشینوں کو خانقاہ کے مصارف یا کسی تعیینی خرچ کے لیے یا حاجت مندوں کی حاجت روائی کے لیے جاگیریں ہوتی تھیں)

۱۱ روزینہ داران (منہجی کام کرنے والوں کے خرچ کے لیے جو رقم مقرر ہوتی تھی)

۱۲ نوارہ (چلکی کشتوں کو فوازہ کہتے تھے۔ ان کے فراہم رکھنے کے لیے بھی خرچ کی ایک ضروری مقدار مکمل کر لی گئی تھی)

۱۳ احشام عملہ اسکی افسریا ساکم کے اعزاز و وقار کے لیے ظاہری شان و شوکت کے ساز و سامان مراد ہیں)

۱۴ کھیدا (جنگلوں میں ہاتھیوں کو پکڑنے کے لیے جو اہتمام ہوتا ہے اس کو کھیدا کہتے ہیں)

(واضح ہو کر یہاں بھی ایک طور کی جاگیری کو کہتے تھے جو شہزادوں کے خرچ کیلئے دی جاتی تھی)

نفید شاہت نہ ہواد زمین دار آئندہ سال کی توقع نہ رکھتے تھے۔ اس۔ یہ ایک سال کی مدت میں جس قدر ممکن تھا حاصل کر لینا چاہتے تھے۔ اور کاشت کار بھی جانتے تھے کہ شاید آئندہ سال نئے زمین دار سے سروکار رہے۔ اس لیے بے پرواہی کرتے تھے اکثر بندوبست ایسے لوگوں کے ساتھ کیا گیا جن کو پہلے سے زمین داری و کاشت کاری کا ذاتی تجربہ نہ تھا۔ اور تمام یا توں کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت کو ماں گزاری وصول کرنے میں دقتیں پیش آئیں۔ اور حاجت کا تقاضا تھا کہ ماں گزاری وقت پر وصول ہوئے۔ یک سال بندوبست سے کام نہ چلنے پر چونچ سال بندوبست شروع کیا گیا۔ کچھ دن مرشد آباد اور پٹنسہ کی کوشاںوں کے ذریعے نظم جاری رہا اور ماں گزاری و عامل مقرر کر کے انتظام جاری رکھنے کی کوششیں عمل میں آئیں لیکن بالآخر ۱۸۷۴ء میں کورٹ آف ڈائرنگز نے دہ سالہ بندوبست کرنے کی مہابیت کی اور یہ بھی حکم دیا کہ دہ سالہ بندوبست کر کے ماں گزاری کی رقم منتقل طور پر قرار رکھی جائے۔

لارڈ کارنفوس نے ۱۸۷۹ء تک یک سال بندوبست جاری رکھا اور اس کے بعد دہ سالہ بندوبست مقرر کر دیا۔ یہی دہ سالہ بندوبست ۱۸۹۲ء سے بندوبست دوامی قرار پایا۔ بندوبست دوامی کی تجویز میں انگلینڈ کے وزیر اعظم ولیم پٹ کی رائے کو خاص طور پر دخل تھا۔ جس وقت لارڈ کارنفوس کی تحریک انگلینڈ میں ڈاکٹریوں کے پاس پہنچی ان لوگوں کو بہار و بہگانے کے حالات کا اس قدر تجربہ نہ تھا کہ اس سے میں کوئی صحیح رائے فائم کرتے۔ مزید برآں سرجان شور کی صلاح بندوبست دوامی کے خلاف تھی اور ان کی صلاح کو اکثر ڈاکٹری طبی و قوت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آخر مدرسہ میں اس

زمین کی پیداوار میں شاہی حصہ یا مال گزاری "کو اصل کاشت کار سے
 وصول کر کے شاہی خزانے میں داخل کرنے والے زمین دار ہوتے تھے۔ مسلمان
 مغلیہ کے عہد میں ان کی قانونی حیثیت کیش ایجنت یا شیکے دار کی سی تھی۔
 جو موضعات ان کے ساتھ بندوبست کیے جاتے تھے اس میں سے شاہی
 مال گزاری دینے کے بعد تینا آٹھواں حصہ ان کا محتنا ہوتا تھا۔ لیکن وہ قلت
 یہ لوگ اس سے بہت زیادہ رقم حاصل کر لیتے تھے۔ جب تک شاہی خزانے
 میں مال گزاری قطع پر قطع وصول ہوتی رہتی تھی، اس وقت تک حکومت
 کی طرف سے کوئی چھیر چھاڑنے ہوتی تھی بلکہ ایک تک زمین دار نہیں
 کے بعد یہ لوگ اپنے حقوق کو مستقل یا سوروٹی قرار دے کر منتقل کرنے کا مجاز
 سمجھتے تھے۔ لیکن حکومت نے حقیقی زمین داری کو مودودی یا استقلال حقیقت
 قرار دیا تھا اور وقت پر مال گزاری ادا نہ کرنے پر اکثر زمین داریاں چھین لی
 جاتی تھیں۔ مثلاً ترہت کا علاقہ درجنگ کے راجا کے ساتھ ایک لاکھ روپیہ
 سالانہ سرکاری مال پر بندوبست کیا گیا تھا۔ راجا نہ کورنے شاید کچھ فضل
 رقم رعایا سے لے کر دبائی یا اسی قسم کا کوئی شبہ ہونے پر نواب علی وردی خان
 نے راجا نہ کور کو بجائے زمین دار کے محض مال گزار بنادیا۔ اور چند موضعات
 اس کے لیے چھوڑ کر سرکاری مال گزاری پر دوفی صد اس کا حق المخت مقرر
 کر دیا۔ اسی طرح عالی جاہ بیر قاسم علی خاں نے بھی کئی کئی زمین داریاں چھین
 لی تھیں۔

بہر حال حکومت کی باغ انگریزوں کے ہاتھیں آئے سے پہلے ہی
 سلطنت مغلیہ کے اصول نظم دستی درہم دبرہم ہو چکے تھے۔
 ۱۶۴۵ء کے بعد انگریزوں نے اول سالانہ بندوبست کیا لیکن کچھ

سے گورنمنٹ وصول کر دیتی ہے۔ چاہے وہ آمد فی ناکری سے حاصل ہو یا ثمارت دغیرہ سے۔ ابتدائیں یہ میکس خاص ضرورت سے عائد کیا گیا تھا۔ لیکن اب اس کے موقف ہونے کی امید نہیں۔ حالانکہ راقم کے علم میں کوئی شخص اس کو خوشی سے ادا نہیں کرتا۔

بہر کیف بندوبست دوامی کا حکم صادر ہونے پر ضلع بہار میں حسب ذیل پر گنات بندوبست کر دیے گئے۔

(۱) پر گنہ راج گیر بنام بھی علی خان برادر نواب علی ابراهیم خان۔

(۲) پر گنہ بسوک دیکھم پور بنام کریم قلی خاں دغیرہ وزیر نواب منیر الدولہ (اسکے میں یہ پر گنہ نواب موصوف کی جاگیریں تھے)

(۳) پر گنہ تلاڑھا بنام سیر محمد باقر علی خاں ارجون نواب سراج الدولہ کی بہن کی اولاد سے تھے)

(۴) حصہ پر گنہ شاہ جہان پور دیکھم پور بنام شیخ فیض اللہ مورث علی پودھری خلیل صاحب ساکن اسلام پور (سابق میں یہ بھی نواب منیر الدولہ کی جاگیریں تھا)

(۵) پر گنہ اوکڑی و سنتوت بنام راجا متراجیت سنگھ۔

(۶) پر گنہ سوڑھا بنام راجا جسونت سنگھ (ساکن دھرہ)

(۷) پر گنہ بیکٹ پور بنام بالا دوست سنگھ۔

(۸) پر گنہ غیاث پور چند شخصوں کے نام بندوبست ہوا تھا لیکن دو تین برس کے اندر واپس لیا گیا۔ اس میں اکثر المقا اور رجا گیریں دغیرہ تھیں۔

لہڈیڑھہ زار سے زیادہ آمد فی پرچار پائی فی ریس اور اسی طور پر میکس کی رقم میں اضافہ ہوتا ہو جس سے آمد فی کا ایک حد تک گورنمنٹ کے خزانے میں پہنچ جاتا ہے۔

صدر نے یہ تحریک کی کہ اس اہم سٹے میں وزیر اعظم سے صلاح یعنی چاہیے۔ وزیر اعظم نے دوسرے دن تک اس سٹے پر ہر بہلو سے خور و خوص کر کے بنزوست دوامی کی منظوری کی صلاح دی۔

اس تک میں اب تک یہ سلسلہ زیر بحث ہو کر بندوبست دوامی گورنمنٹ اور پبلک کے حق میں سفید ہر یا مضر۔ اس میں شک نہیں کہ بندوبست دوامی سے گورنمنٹ نے اپنے مال میں اضافہ کرنے کے متعلق اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس بندوبست کی بدولت زینداروں نے گورنمنٹ کی بہت کچھ حیات کی جس سے گورنمنٹ کو استقلال حاصل کرنے میں مددی۔ البته یہ ضرور ہو کہ اس دوامی بندوبست نے ہزاروں زمین داروں کو ناکارہ بینار کھا ہے، اور کاشت کاروں کو بھی کوئی خاص فائدہ نہ پہنچا اور راقم کے خیال میں بندوبست دوامی سے زینتوں کی آبادی میں کوئی خاص ترقی نہ ہوئی۔

سلطنت مغلیہ کے آخری زمانے میں صوبے داروں نے زمین کے مال کے علاوہ آمدی کے اور بھی ابواب قائم کر لیے تھے لیہ اول اول نواب مرشد قلی خاں نے ابواب وصول کیے جو علی وردی خاں اور میر جعفر خاں کے زمانے تک قائم رہے۔ میر قاسم نے اس پر کیفیات اور تو قیر کا اضافہ کیا۔ کیفیات سے سابق ابواب میں اضافہ مراد ہے۔ اور تو قیر سے کسی شخصی آمدی پر تشخیص مراد ہے۔ انگریزی حکومت میں ایک نئی چیز انکمپنیز ہے۔ ہزار روپے سے زیادہ سالانہ آمدی پر دوپائی نرپسی کے حساب لے آج تک اکثر زمین داریاں کے ملازم رعایا سے اتنی قسم کے ابواب تاجاری وصول کرتے ہیں کہ ان کی نہرست کو ایک دفتر چاہیے۔

نیپالیوں کو شہنشاہ چین کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ گورکھوں نے یودھ منہب کی بعض چیزوں کی توہین بھی کی تھی۔ اس لیے شاہ چین نے گورکھوں کے مقابلے کے لیے بارہ ہزار سپاہ روانہ کی۔ ۱۸۹۳ء میں چین کی فوج یا وجود راہ کی صعوبت اور بعد کے۔ کاٹھ مانڈو سے بارہ کوس پر پہنچ گئی۔ اس وقت گورکھوں نے مجبور اشاہ چین کے ماتحت رہنا قبول کر کے صلح کر لی۔ لیکن انگریزوں سے بھی ایک تجارتی معاہدہ کر لیا۔ انگریز تبل سے تجارتی عہدوں پر چنان کے خواہاں تھے۔ چنان پر ۱۸۹۴ء میں وارن ہیٹنگز نے مکوان پر کے راجا کا علاقہ اور چھپارن کے بائیں مواضعات گورکھوں کے ماتحت میں ہونا تسلیم کر لیا تھا۔ اور ایک فیل بطور نمداہ ہر سال لینا قبول کر کے صلح کی تھی۔

۱۸۹۱ء میں گورکھوں اور انگریزوں کے درمیان ایک اور معابدہ مقام داناپور میں قرار پایا۔ جس کی شرطوں کے مطابق کاشھ مانڈو میں انگریز سفیر ارزیڈنٹ (متین) ہوا۔ اور انگریزوں کی سرحدیں ڈاک دینے والوں اور بدمعاشوں کی گرفتاری کے متعلق قانونی عمل درآمد طریق پایا۔ اور انگریزوں نے ایک ہاتھی سالانہ نذرانہ لینا اٹھا دیا۔ لیکن گورکھوں نے تمام شرائط کی پابندی نہ کی اور انگریزی سفیر کی توہین کرتے رہے۔ اس لیے ۱۸۹۲ء میں لارڈ ولزلی گورنر جنرل نے اس معاہدے کو منسوخ کر دیا۔

اس کے بعد گورمنٹ کو تربہت کے لکھڑ کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ ۱۸۹۶ء سے ۱۸۹۷ء کے درمیان گورکھوں نے دوسرے مواضعات پر قبضہ کر لیا ہے اس لیے ۱۸۹۷ء میں لارڈ ہیٹنگز (LORD HASTINGS) نے گورکھوں کو ان مواضعات سے ہٹ جانے کو لکھا۔ لیکن گورکھوں نے اس

(۹) پر گئے سال ۱۸۹۲ء میں دو بارہ بعض زمین داروں کے ساتھ بندوبست کیا گیا۔ اس پر بھی نصف کے قریب علاقے جو جاگیر داروں اور انتخابداروں کے قبضے میں تھے بندوبست سے چھوٹ گئے۔

۱۸) پراو شیل کورٹ آف اپیل ۱۸۹۳ء

۱۸۹۳ء میں پنٹہ میں اور اسی طرح ڈھاکے میں پراو شیل کورٹ آف اپیل یعنی حکام صوبے کے فیصلوں کے خلاف درخواستوں کی سماعت کے لیے عدالتیں قائم ہوئیں لیکن ۱۸۹۳ء میں یہ عدالتیں بند کر دی گئیں۔

۱۹) ترہت و چمپارن کی طرف انگریز اور گورکھوں کا معاملہ ۱۸۸۹ء تا ۱۸۹۷ء

میر قاسم کا نیپال پر فوج کشی کرنا مذکور ہو چکا ہواں کے دو برس بعد گورکھوں نے مکوان پور کے زمین دار کو مغلوب کرنے رفتہ رفتہ تراہی کے اکثر علاقوں پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ اور ان کے راجا پر تھوی نزاں نے ضلع چمپارن میں یا تیس مواضعات پر دخل جایا۔ اس کے چند سال بعد گورکھوں کی چڑھائی سے خائف ہو کر کاظم مانڈو کے نوار راجائے انگریزوں سے مدد چاہی۔ انگریزوں نے بیج کنلاخ (MAJOR KINLAUGH) کے تحت میں ایک مختصر فوج روشن کی لیکن اس سے کوئی خاطر خواہ نیچہ پیدا نہ ہوا۔ بلکہ گورکھوں نے کاظم مانڈو پن اور بھت گاؤں وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور

کی۔ صوبہ بہار میں اضلاع پور نیہ بھاگل پور بہار راجس میں حصہ پڑنے۔ گیا۔
مونگیر بھی شامل تھے، شاہ آباد میں سفرگر کے ضروری حالات قلم بند کیے۔
ان کی روپوٹیں جو پچیس جلدیوں میں ہیں۔ وزیر ہند کے دفتر میں موجود ہیں۔
اور اب ان کا بیشتر حصہ متفرق ضلع کے حالات میں علیحدہ شائع ہو گیا
ہو جو بکانی ہلٹن کے جریں کے نام سے موسم ہو۔

(۱) ضلع پور نیہ کے حالات میں صاحب موصوف نے لکھا کہ ایک پیسے
اس علاقے میں ایک بڑی رقم سمجھی جاتی ہے۔ کیوں کہ یہ کاشت کاری کے
مزدوروں کی دو ہیئت کی تختواہ کے برابر ہے اور یہاں دو پیسے ایک خدمت گار
کی یومیہ تختواہ ہوتی ہے۔ لیکن یہ سکھی بہاں زیادہ دستیاب نہیں۔ بعض
چلگ غرباً کو نک تک دستیاب نہیں ہوتا۔ اور اس کے عوض میں یہ بعض
لکڑیوں کی خاک کو کھانوں میں ملاکر کھاتے ہیں۔ غلاموں کی خرید و فروخت
کا عام رواج ہے۔ اور لڑکے اور لڑکیاں اپنے سین و سال کے مطابق پانچ روپڑ
سے میں روپڑ تک فروخت ہوتے ہیں۔ غرما کا کوئی پر سان حال نہیں ہوتا۔
جب یہ مرلنے لگتے ہیں تو ان کو راستے کے قریب چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اگر
کوئی غریب اچانک مر جائے تو اس کی لاش کو خفیہ طور پر ایسی جگہ پھینک
دیتے ہیں جہاں کتنے ان کو کھا جاتے ہیں؟

(۲) ضلع شاہ آباد کے متعلق بھی قریب قریب ہی حالات لکھے ہیں۔ یہاں
بھی لڑکے پندرہ روپڑ کو اور لڑکیاں بیس روپڑ کو فروخت ہوتی تھیں۔ اور لوگ
غربیوں کو مرلنے وقت بستی سے باہر پھینک آتے تھے۔ ایک مرد خدمت گار
کی تختواہ کھانے اور کپڑے کے علاوہ آٹھ آنے سے ایک روپڑ تک ماہوار ہوتی
تھی۔ کاشت کاروں کے مکانوں میں بجائے کھڑکیوں اور دروازوں کے

کی کچھ پروانگی۔ دوسرے سال انگریزوں نے متفق گھاٹیوں سے نیپال پر پڑھائی کر دی۔ گورکھوں نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا۔ لیکن اون ۱۸۱۵ء میں مقام سگولی صلح چمپارن میں انگریز اور گورکھوں کے درمیان صلح کی ٹھیک گئی۔ گورکھوں نے اس وقت تک کوئی ایسی شکست نہیں کھائی تھی۔ اور صلح نامہ کے رو سے ان کوتراہی کے علاقے انگریزوں کے حوالے کر دینا ہوتا تھا۔ اس لیے نیپال کے دربار نے اس کو منتظر رکھا اور ۱۸۱۶ء میں دوبارہ جنگ چھڑا گئی۔ اس دفعہ جنگ اکٹھونی نے چمپارن کی طرف سے بیس ہزار فوج روانہ کر کے نیپال پر پڑھائی کر دی۔ اور بعض مقاموں پر قبضہ کر کے کاٹھ مانڈپ پر حملہ کرنے کا تھیہ کیا۔ گورکھوں نے مجبور ہو کر سگولی والے صلح نامے کو قبول کر کے دستخط کر دیے۔ اسی صلح نامے کی رو سے کمیوں کے علاقے جن میں شمل، نینی تال اور سوری بھی شامل ہر انگریزوں کے قبضے میں آگئے۔ گورکھوں کو سکم سے بھی دست بردار ہوتا پڑا اور اس وقت سے کاٹھ مانڈپ میں مستقل طور پر انگریز رزیڈنٹ رہنے لگا۔

۲۰۔ کاشت کاری اور عام اقتصادی حالات کی تحقیقات

۱۸۱۳ء تا ۱۸۰۴ء

انگریزی حکومت میں اول اول ۱۸۰۷ء میں لارڈ مٹلو گورنر جنرل کے حکم سے ڈاکٹر فرانس بکان (FRANCIS BUCHANAN) نے صوبہ بہار و بنگالے میں کاشت کاری اور عام اقتصادی حالات کے متعلق تحقیقات شروع

لے ہوشی آف بیگان بہار اینڈ اڑیسہ انڈ بریس اول صفحہ ۶۳۲۔

ہوں گے۔

۱۸۳۳ء کا زلزلہ^{۲۲۳}

۹ ربیع الثانی ۱۲۳۹ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۸۳۳ء کو شدید زلزلہ واقع ہوا۔ اس کی کیفیت حضرت شاہ ابوالحسن فرد کی یادداشت میں مذکور ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

تاریخ ۹ ربیع الثانی ۱۲۳۹ھ مطابق ۱۲ بھادون سدی پہنچتا تاریخ کی رات کو اس شدت کا زلزلہ ہوا کہ مکانات گرنے۔ شہر مدعاں سے بنارس تک تمام اضلاع اور مہس اور نیپال کے پہاڑ کے ہامن میں اور برم پور اور بہار وغیرہ ہر جگہ یہی حال ہوا۔ ۸ تاریخ کو دوپہر سے تھوڑا تھوڑا لرزہ شروع ہے ہنوز رقم کی تاریخ شائع نہ ہوئی تھی کہ ارجمندی ۱۹۲۳ء مطابق ۲۸ رمضان ۱۳۵۲ھ روز دشنبہ کو دن کے دو بج کر دس منٹ پر شدید زلزلہ واقع ہوا جس سے شہر مونگیر بالکل تباہ ہو گیا۔ منظفر پور، در بھنگ سیتا مطہری اور بعض اضلاع میں بے شمار مکانات نہدم ہو گئے۔ اور زمین پھٹ کر بانی اور آجرات کے ساتھ ریگ اور بالوفوارے کی طرح نکلے جس سے بعض مواضع میں زراعتی زمین ریگیات اور جھیل کی طرح نظر آئے گے۔ اور کھیتوں کی کوئی شناخت یافت نہ رہی۔ خاص عظیم آباد پنڈ میں اکثر مکانات گرنے یا اشتہر ہو کر رہ گئے۔ شاہ آباد، گلیا اور دوسرے شہروں میں بھی یہی حال پیش آیا۔ اور نیپال سے بھی اسی قسم کے واقعے کی خبریں معلوم ہوئیں۔ اس زلزلے سے تھیناً دس بارہ ہزار اشخاص ہلاک اور مجرور ہوئے۔ خفیف لرزہ تا دم تحریر ۲۲ مارچ ۱۹۲۳ء محسوس ہوتا رہتا ہے۔

موکھے اور کھلے ہوئے شکاف بننے ہوئے تھے ۔

(۲۱) فارسٹ صاحب کے چشم دید حالات ۱۸۲۳ء

۱۸۲۳ء میں فارسٹ صاحب نے عظیم آباد پٹنہ کی سیاحت کی، اور یہاں کے چشم دید حالات کے سلسلے میں لکھا ہوا کہ عظیم آباد نہایت قدیم شہر اور صوبہ بہار کا دارالحکومت ہے۔ شہر کے گرد دیوار اور خندق ہے جو مرمت نہ ہونے کے بعد خراب ہو گئی ہے۔ ایک گرجا و منکتو لک میانیوں کا ہے اور ایک مدرسہ مسلمان شیوخ کا ہے۔ اور انگریز اور فرانش قوموں کی تجارتی کوٹھیاں ہیں۔ قلعے کے آثار ہنوز باقی ہیں۔ میانیوں کے گورستان میں ایک ستون ان انگریزوں کی یادگار میں بنا یا گیا ہے۔ جو ۱۸۴۳ء میں بے رحمی سے قتل کیے گئے ہیں۔

(۲۲) ضلع پٹنہ مقرر ہونا ۱۸۲۵ء

۱۸۲۵ء میں حکام انگریزی نے پٹنہ کو خاص ضلع مقرر کیا۔ اس وقت پر گنہ بہار پر گنہ راج گیر اس ضلع میں شامل نہ تھے۔ یہ پر گنہ عرصہ دراز کے بعد ۱۸۶۵ء میں (غدر کے آٹھ برس بعد) ضلع پٹنہ میں شامل کیے گئے۔

۱۸۳۲ء و ۱۸۴۳ء میں ضلع پٹنہ کے مشرقی حدود سے بعض حصہ خارج ہو کر ضلع موگیر میں شامل کر دیے گئے۔ موجودہ حدود نقشوں سے ظاہر

۱۲۵ پٹنے کے وہابیوں کی سرگزشت ۱۲۳۳ھ تا ۱۳۰۰ھ

گزشتہ صدی میں ایک بڑا واقعہ جو وہابیوں کی بغاوت کے نام سے شہود ہو۔ اس کو صوبہ بہار پٹنے کی تاریخ سے خاص تعلق ہو۔ بارھویں صدی ہجری کی ابتداء میں عبد الوہاب نامی لیڈر کی تعلیم سے نجد میں ایک مذہبی فرقہ قائم ہوا۔ جس کا نشانہ مسلمانوں میں لغور سُم و رواج باطل اعتقادات اور اوهام پرستی کو دوڑ کرنا تھا۔ ہندستانی حاجیوں نے حج سے واپس آگرہ ہندستان میں بھی اس کا چرچا پھیلایا۔ اور رائے برٹی میں سید احمد صاحب نے جو ایک ذی اقتدار اور مشہور و معروف عالم، باعمل تھے۔ مسلمانوں میں مذہبی اصلاح اور تبلیغ و اشاعت شروع کی۔ اتفاقاً اسی زمانے میں سکھوں کے بختے سے پنجاب میں مسلمانوں کو ایذا پہنچ رہی تھی اور مسلمانوں کے مذہبی فرائض ادا کرنے میں بھی سخت روک لوگ ہوتی تھی۔ اس لیے سکھوں کے خلاف جما کا فتویٰ صادر ہوا ۱۲۳۳ھ کے قریب حج کو جاتے ہوئے سید احمد صاحب کا قابل عظیم آباد پٹنے میں وارد ہوا۔ اس وقت مولوی ولایت علی ساکن صادق پٹنے لے جو اس زمانے میں تارک الدنیا ہو کر فقیرانہ وضع سے لکھنؤ میں رہتے تھے۔ اور سید احمد صاحب کے ارادت مندوں میں تھے۔ اپنے قرابت مندوں کو لکھنؤ بھیجا کر سید صاحب پٹنے جا رہے ہیں ان سے ارادت حاصل کرنی چاہیے۔ سید احمد صاحب کے پٹنے آئے پر مولوی ولایت علی کے علاوہ مولوی عنایت علی مولوی شاہ محمد حسین، مولوی الہبی بخش و مولوی احمد اللہ اپرست مولوی الہبی بخش) ساکنان صادق پور پٹنے جو اس زمانے میں خود بھی علم و فضل میں شہرت رکھتے تھے۔ سید احمد صاحب سے ملے لیکن اس وقت سید احمد صاحب نے

ہوا۔ پھر رات کو پانچ بار زلزلہ ہوا، اس کے بعد ایک بار شدید زلزلہ ہوا۔ ایک گھنٹی بعد پھر اس سے زیادہ شدید زلزلہ ہوا اور دیر تک محسوس ہوا۔ اور اس کے بعد سے یادداشت کی تاریخ یعنی ۲۵ ربیع الثانی تک تھوڑا تھوڑا زلزلہ محسوس ہوتا رہا۔ کبھی کچھ زیادہ بھی ہوا جس سے طاق پر سے بعض چیزیں نیچے آگئیں اور حقے سے چلمگر پڑیں۔

حضرت فرد کے بھائی جناب شاہ محمد ابوالحیات اور ان کے بھانجے شاہ محمد و صیاح محمد کی یادداشتوں میں بھی جو کتب خانہ جیسی پھلوڑی شریف میں موجود ہو۔ اس زلزلے کا حال کسی قدر تفصیل کے ساتھ مندرج ہو۔ اس زلزلے کی تاریخ مولوی ابو تراب صاحب نے یوں کہی تھی۔

۱) تو اتر زلزلہ ۲) بیماری لرزہ شد زمیں را اسال
مذکورہ ^{۱۲۴۹} بالایا دراشتون کے علاوہ جریل اف دی ایشیا میں سوسائٹی بنگالے کے پڑائے پرچے میں بھی ۲۶ اگست ۱۸۳۲ء کو شدید زلزلہ واقع ہونا بعض ضروری تفصیل کے ساتھ مذکور ہو۔

(۲۳) ۱۸۳۲ء میں فارسی زبان کا رواج اٹھا دیا جانا

لارڈ اکلینڈ کی حکومت کے زمانے میں ۱۸۳۲ء میں عدالتون اور مکموں سے فارسی زبان کا رواج اٹھا دیا گیا۔

۱۸۵۴ء میں سید احمد صاحب ایک معمر کے میں شہید ہوئے۔ کچھ مدت کے بعد مولوی ولایت علی و مولوی عنایت علی نے پٹنہ کے علاقوں سے ایک جمیعت فراہم کر کے پنجاب پر چڑھائی کی۔ اور دریائے اندر کے بانیں بائب ملک پنجاب کو کشیر کی سرحد تک فتح کر لیا۔ سکھوں نے ہزجت اٹھا کر انگریزوں کا سہارا پکڑا۔ انگریزوں نے ان مولویوں کو اطلاع دی کہ سکھوں کے سردار گلاب نگہ سے ہم سے معاہدہ ہے۔ اس لیے تم ان کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ اس سے سکھوں کے علاوہ انگریزوں سے بھی مخالفت پیدا ہو گئی۔ انگریزی فوج سکھوں کی طرف داری میں وہاں کی جمیعت کو منہزم کرنے لگی۔ یہاں تک کہ ۱۸۵۷ء میں ان کو تمام مفتوحہ علاقوں سے بے دخل کر دیا۔ مولوی ولایت علی و مولوی عنایت علی بھی گرفتار کر کے پٹنہ لائے گئے اور چار برس تک کوئی با غیاب حکمت نہ کرنے کے لیے ہر ایک سے دس دس ہزار روپی کا چلکا لایا گیا۔ اس مدت کے گزرنے پر مولوی عنایت علی نے پھر ایک جمیعت قائم کر کے پنجاب پر دھاوا کیا۔ لیکن انگریزوں نے شکست فاش دی۔ اس معمر کے میں کرم علی درزی ساکن دانا پور متعدد ساتھیوں کے ساتھ قتل ہوئا۔

۱۸۵۶ء میں دیلم شیلر نامی پٹنہ میں کشڑ کے عہدے پر ممتاز تھا۔ تذکرہ صادقہ میں لکھا ہو کہ بعض نو دولت روسلے شہر کشڑ کی نظر میں خیرواد بتتے کی غرض سے یا کسی اور سبب سے مولویوں کے خلاف جھوٹ پچ لگایا کرتے تھے۔ چنان چہ کشڑ نے ۱۸۵۶ء کو مولوی احمد اللہ و مولوی شاہ محمد حسین ساکنان صادق پور اور مولوی واعظ الحق ساکن بخششی محلہ کو

چند دن قیام کر کے بھگالے کی طرف کوچ کیا۔

^{ش ۲۲۵} میں سید احمد صاحب کا قافلہ ج سے واپس ہو کر متعدد کشیوں پر پانچ چھو سو مریدوں کے ساتھ پٹنہ میں مدرسہ گھاٹ کے پاس وارد ہوا۔ سید احمد صاحب نے اس دفعہ صادق پور میں قیام کیا، اور علامہ صادق پور کا سارا خاندان حلقہ ادارت میں داخل ہوا۔ اس زمانے میں ہندوؤں نے رسم و رواج کے اثر سے مسلمان شرفا ریواؤں کی شادی کو سخت معیوب سمجھتے تھے۔ سید احمد صاحب کی تلقین سے عظیم آباد پٹنہ میں اول اوقل صادق پور کے خاندان میں ایک پیوہ کا عقد ہوا اور یہ جاہلانہ رسم توڑی گئی۔

سید احمد صاحب نے مولوی ولایت علی دمولوی عنایت علی دمولوی شاہ محمد حسین کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ اور بخار کے مسلمانوں کی امداد کے لیے ضروری سامان فراہم کرنے کی تاکید کی۔ جب سید احمد صاحب کا قافلہ روانہ ہوا مولوی ولایت علی دمولوی طالب علی و مولوی باقر علی بھی ہمراہ ہوئے۔ پھر کچھ اور لوگ بھی ان سے جائے۔ سید احمد صاحب نے افغانستان کا سفر کیا۔ اس وقت مولوی ولایت علی دمولوی عنایت علی بھی معیت میں موجود تھے۔

مولوی ولایت علی دمولوی عنایت علی دمولوی شاہ محمد حسین نے اپنی جدوجہد سے ایک بڑی جمعیت فراہم کر لی اور تمام بھگال و بہار کے لیے عظیم آباد پٹنہ کو اپنی تنظیم کا صدر مقام قرار دیا۔ مریدوں کی اعانت سے کثیر رقم بھی جمع ہو گئی۔ اس کے بعد ^{ش ۲۲۶} (۱۸۲۴ء) کے قریب سید احمد صاحب نے سکھوں کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا ^{ش ۲۲۷} (۱۸۲۵ء) کے قریب سید احمد صاحب نے پشاور پر قبضہ کر لیا۔ لیکن دوسرے سال

مولوی عبد الرحیم دہلوی بھی علی کو بھی گرفتار کر کے حالات کا حکم دیا۔ مولوی بھی علی سے دس ہزار روپی خمامت طلب کی گئی۔ اور علامہ حکیم عبد الحمید (اسپرسو لوی احمد اللہ) نے اس کی فراہمی کا سامان بھی کیا لیکن چند دنوں کے بعد یہ حکم ہبی نسخ کر دیا گیا۔ اسی سلسلے میں ہندستان کے مختلف حصص میں اور بھی گرفتاریاں عمل میں آئی تھیں۔ ۲۶ رمضان ۱۴۰۷ھ کو گرفتار شدہ لوگ انہا لے بھیج دیے گئے اور گیارہ ملزموں پر جن میں پانچ اشخاص پٹنے کے رہنے والے تھے بغاوت کا مقدمہ قائم ہوا۔ تذکرہ صادق صفحہ ۶۶ میں لکھا ہو کہ پولیس نے زبردستی سے کسی طرح جرم ثابت کرا یا۔ اور صدر الدین نامی ایک لڑکے کو جو نشی محمد جعفر کے مکان میں رہتا تھا۔ سکھا پڑھا کر ثہادت میں پیش کیا تھا لیکن اجلاس پر آگرے لڑکا سکھائی ہوئی بات بھول گیا۔ اور جرح میں کچھ اور کہ دیا۔ اس پر اسی رات کو پولیس نے اس قدر مارا کہ صدمے سے وہ لڑکا مر گیا۔

جرائم ثابت ہونے پر نجع نے مولوی بھی علی دشنی محمد جعفر و محمد شفیع کے حق میں پھانسی کا حکم دیا۔ اور باقی مجرموں کے لیے جس دوام بے عبور دریاء شور تجویز کیا۔ لیکن عدالت عالیہ نے پھانسی کے حکم کو تبدیل کر کے جس دوام کر دیا۔ ۱۴۰۵ھ میں پٹنہ میں مولوی احمد اللہ پر بغاوت کا مقدمہ قائم کیا گیا اور نجع نے ان کے لیے پھانسی کا حکم دیا لیکن عدالت عالیہ نے اس کو تبدیل کر کے جس دوام کر دیا۔ مولوی احمد اللہ کی ساری جانکاری بھی رجس میں وہ جلد بھی تھی جہاں اس وقت پٹنہ سٹی سیونپلٹی کا دفتر ہو۔ اور اسی کے پاس غامداری ہڑواڑ بھی تھی (ضبط کرنی گئی)۔

آمالی صاحب اپنی تاریخ (صفحہ ۱۲۷، ۱۲۸) میں لکھتے ہیں کہ ان ضبط شدہ جملوں

ملاقات کے بہانے سے اپنی کوٹھی میں ملبوک رناظ بند کر لیا۔ اور اس کے بعد ہی تمام اہل شہر سے ہتھیار بھی رکھوا لیے۔ ان مولویوں کو تجھنیاً تین ہمینے نظر رکھنے کے بعد دوسرے حکام کے ذریعہ تحقیقات کرنے پر گورنمنٹ کو معلوم ہوا کہ یوگ مجھن شبهہ پر گرفتار کر لیے گئے ہیں۔ اس لیے گورنمنٹ نے ان کو آزاد کر دیا۔ اور ولیم ٹیلر کشز کو معتوب کر کے ملازمت سے برطرف کر دیا۔ لیکن لوزکری چھوٹنے پر بھی اس نے پٹنہ کو نہ چھوڑا اور یہیں رہ کر دکالت کا پیشہ شروع کیا۔ نئے گمشنر نے تلائی ماقات کے لیے مولوی احمد اللہ کو ٹبھی کلکٹر کے عہدے پر جو اس زمانے میں ہندستانیوں کے لیے غیرمعمولی عزت کی نذکری تھی۔ بحال کیا۔ اور اسی طرح مولوی واعظ الحق کو بھی عہد دیا گیا۔ لیکن مولوی احمد اللہ نے کچھ دنوں کے بعد استعفادے دیا۔ اور مولوی واعظ الحق نے مکے کو بھرت کی۔ اور وہ ہیں انتقال کیا۔ اپنی اولاد کو جانہ دادھوانے کرنے کے بعد جو کچھ نقد اتنا ہے اگئے تھے اس سے کئے میں مکان ہتوکر غربا، ججاج، اور طالب علموں کے لیے وقف کر دیا۔

ان واقعات کے بعد ہی ۱۸۵۷ء کا غدر پیش آیا جو آینہ اور راقی میں میجرہ مذکور ہو گا۔ غدر کے کئی برس بعد ۱۲ شعبان ۱۲۴۳ھ / ۱۸۲۶ء کو یک الگز ندر نامی مجرم ریٹ پٹنہ اور پارس نامی پرینڈنٹ پوسٹ صلح ان بالہ (ہنچاب) نے بعض افسروں اور کائنٹبلوں کے ساتھ آگر مولوی احمد اللہ و مولوی بھی علی کے مکان کا محاصرہ کیا۔ پھر مکان کے اندر رکھس کر ادھر ادھر دیکھا۔ اور مولوی عبد الریحوم و میاں عبد الغفار سے بعض سوالات کر کے واپس گئے۔ لیکن تیسرے دن پھر بطور اول اگر مکاؤں میں جس قرخوطی یا قلمی کتابیں پائیں اٹھا کر لے گئے۔ اور

تھے۔ ان کے اہل و عیال کی جانب سے درخواستیں گزرنے پر لارڈ پن گورنر جنرل نے ان کے مقدمے کے کاغذات ملاحظہ کر کے رہائی کا حکم صادر فرمایا۔ اور سلطنت میں یہ لوگ ہندستان واپس آئے۔ اس کے قبل ہی ۲۸ ذی الحجه ۱۲۴۷ھ کو جزیرہ انڈمان میں مولوی احمد اللہ کا استقالہ ہو چکا تھا۔ اور مولوی محبیٰ علی نے اس کے قبل دہیں استقالہ کیا تھا۔

ان واقعات کے بعد صادق پور کے خاندان والوں نے سرکاری ملازمت اختیار کر لی۔ اور بعضوں نے گورنمنٹ سے خطاب بھی پائے۔ اب یہ لوگ بھائے وہابی کے غیر سقلدی اہل حدیث کے جاتے ہیں۔

(۲۲) خواجہ سین علی خاں پر بغاوت کا الزام ۱۸۳۸ء

۱۸۳۸ء میں عظیم آباد پنڈ کے ایک مشہور و معروف رئیس خواجہ سین علی خاں پر بغاوت کا الزام عائد ہوا۔ حکام کو کسی ذریعے سے خبر پہنچی کہ خواجہ صاحب نے داناپور کی دیسی فوج کو بغاوت کے لیے اجھاڑا ہو۔ حکام نے یہ باقر نامی کو توواں اور داروغہ میر جان کو خواجہ کی گرفتاری کے لیے تعینات کیا۔ کچھ دنوں تک خواجہ صاحب کا کچھ پتا نہ ملا۔ اس عرصے میں بھرپوری نے زیادہ سختی کے ساتھ گرفتاری کے احکام جاری کیے۔ بالآخر خواجہ صاحب نے از خود حاضر ہو کر حکام کو مطمئن کر دیا۔ اور انہوں نے بھی خواجہ صاحب سے کوئی پر خاش شکی۔

لئے خواجہ صاحب کے خاندانی حالات کسی قدر کتاب کی قیمت العارفین مولف
حضرت شاہ عطاء حسین صاحب گیا وی میں مذکور ہیں۔

سے شہر کو درست کرنے کا کام لیا گیا۔
سر اکا حکم بپولے پر تھام قید کی (الرجوی شمسہ ۱۸۶۶ء) کو جزیرہ انڈیان
بھیج دیے گئے۔

۱۲۶۱ء امیر خان و حشمت دادخان کا مقدمہ

خاندان صادق پور کے ارادت مندوں میں امیر خان و حشمت دادخان
وغیرہ تاجر ان چرم رساکنان محل عالم گنج پٹنہ برے دولت من اور فوجی انتدار
تھے ۱۸۶۸ء میں حکام کو کسی ذریعے سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ بھی سرحد کے
سلمانوں سے ساز بازر ہتھے ہیں اور جہاد کے لیے چندے فرائم کرتے ہیں۔
۱۸۷۹ء میں حکام نے سات آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ گرفتار شدہ لوگوں
کی جانب سے درخواستین پڑنے پر بالآخر پرنسپ نامی نج نے پانچ
آدمیوں کے لیے مزارے جس دوام تجویز کی اور ضبطی جاندا د کا بھی حکم دیا
مگر بعد میں ہائی کورٹ نے صرف امیر خان اور ایک شخص کے حق میں یہ
سزا بحال رکھی اور باقی لوگوں کو مغلصی دی۔

متذکرہ بالامقدمات سے صادق پور کے خاندان کا تمول جاتا رہا۔ اور
امیر خان وغیرہ کی تجارت پر بھی تباہی آئی۔ ۱۸۹۹ء میں جزیرہ انڈیان میں
ان قیدیوں میں سے صرف چھوٹا شخص زندہ رہ گئے تھے جن میں مولوی
عبد الرحمن میاں عبد الغفار مولوی تبارک علی خاص پٹنے کے رہنے والے
لہ حالاں کہ شہر کی حالت ناگفتہ ہے ہو اور سڑکوں اور گلیوں کی بخش اور نخوس صورت
اس کی شاہد ہے۔

سوار ہو کر ان کا تعاقب کیا۔ اس عرصے میں مفدوں کا گروہ پھر ٹکٹکتے ہی نہیں گیا تھا۔ اسی جگہ کسی طرف سے ایک گولی اگر صاحبِ صوف کے لگی جس سے روح فوراً پرواہ کر گئی۔ ہنگامہ کچھ اور بڑھنے والا تھا لیکن عین وقت پر کھوں کی پلٹن پہنچ گئی اور باغی اوھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ ان میں سے ایک شخص مارا گیا۔ لیکن اس کی شناخت نہ ہوئی کہ کون تھا۔ اور امام الدین نامی لکھنؤ کا رہنے والا بھی پکڑا گیا۔

دوسرے دن گورہ بہش میں پیر علی (لکھنؤی) کتب فروش کی مکان میں تلاشی ہونے پر بعض بغاوت انگلیز تحریریں دستیاب ہوئیں اور اس کے بعد پیر علی بھی گرفتار کر دیا گیا۔ حکام نے خان بہادر دیوان مولانا بخش سی۔ اس آئی۔ ڈپٹی محض پریٹ کو مزید تحقیقات پر دیکی۔ اور نقارہ بجا ہے ولے کی شناخت پر نہ روکھا ر۔ حاجی جان۔ گھسیٹا خلیف اکھاڑہ۔ اصغر علی۔ بدھن۔ اوصاف حسین مع برادر ان اور شیخ عباس وغیرہ چند اشخاص گرفتار ہوئے۔ اور ان سب کو تین پیر علی کتب فروش پھانسی دی گئی۔ اور آخر میں شناخت کنندرہ نقارہ بجائے دا لے کو بھی پھانسی دی گئی۔

(۳۰) داروغہ وارث علی اور مولوی علی کریم کی گرفتاری

انھی واقعات کے سلسلے میں ترہت کی طرف حکام نے نیل کے انگریز تاجریوں کی مدد سے داروغہ وارث علی کو بھی گرفتار کرایا۔ اس کے پاس کوئی خط برآمد ہوا جو اس نے بغاوت کے مارے میں مولوی علی کریم زمین دار موضع دھڑی ضلع پنڈ کو لکھا تھا۔ اس خط کے سبب مولوی علی کریم کی گرفتاری

۱۲۸) صوبہ بہار میں تاریخی اور ڈاک خانے کی ابتداء ۱۸۵۳ء

مارچ ۱۸۵۳ء میں اول اوقل کلکتہ سے آگرہ تک صوبہ بہار ہو کر تاریخی کا سلسلہ قائم ہوا۔ اور بذریعہ تاریخی میں اسال ہوئے لگیں۔ اور پہلے جو مراسلت دنوں اور مہینوں میں چوتی تھی محوں میں طوپاٹے لگی۔ اسی سال ڈاک خانے بھی کھولے گئے۔ اور بذریعہ ڈاک خطوط آنے جانے لگے۔ پوسٹ کارڈ یعنی کھلا پرچہ صرف ایک پیسے میں اور بن لفاف جس کا وزن نصف روپے سے زیادہ نہ ہو۔ دو پیسے میں بھیجا جاتا تھا۔

۱۲۹) پٹنہ میں باغیوں کی ایک شورش ۱۸۵۶ء

مندرجہ بالا سطور میں وہایوں کی سرگزشت اور چند واقعات نذکور ہو چکے ہیں۔ جن سے لوگوں کے جذبات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ۳ جولائی ۱۸۵۶ء کو اچانک پادری کی حوالی یعنی رومن کتحالک گرجا کے احاطہ کے متصل گلی سے ساطھ ستر آدمیوں کا ایک گروہ بس جھنڈا لہراتا اور نقارے کے ساتھ یا ملی کافرہ بلند کرتا ہوا شاہراہ پر اگر پورب کی طرف روانہ ہوا۔ رواہ میں شہر کے پنجے لفٹے بھی ساتھ ہوئے اور تھوڑی دیر میں سارے شہریں ہل چل چگئی۔ حکام لخبر پائے ہی فوراً سکھوں کی پلش کو طلب کیا اور وہ حکم پاتے ہی آپنچی۔ لیکن اس کے قبل ڈاکٹر لائل پرمنند نٹ افیون گودام نے یہ سمجھ کر باغی اس سے مرعوب ہو کر بھاگ جائیں گے۔ گھوڑے پر

زمانے میں (ENFIELD) کے کارخانے کی جو بندوقیں فوج میں مستعمل تھیں ان کے کارتوس پر ایک چکنا کا غذ منڈھا ہوتا تھا۔ اور ان کا راتسوں کو بندوق میں لگاتے وقت ان کے سروں کو پاہی داتوں سے نوچ کر لگاتے تھے۔ پاہیوں کو معلوم ہوا کہ اس چکنے کا غذ میں سور اور گائے کی چربی لگائی جاتی ہے۔ اس لیے نہ مسلمان ان کو چھوٹ سکتے تھے نہ ہندو۔ اس بارے میں فوجی افسر بھی پاہیوں کی تشفی نہ کر سکے۔ کیوں کہ خود ان کو خبر نہ تھی کہ کس قسم کی چرنی استعمال میں لائی گئی تھی۔ اور گورنمنٹ کی جانب سے جب ان کا راتسوں کا دینا بند کر دینے کے متعلق یا اس کے علاوہ جو کارروائی ہوئی وہ بحاذ و قوع ہوئی اس لیے شک رفع نہ ہوا۔

بہر کیف ماہ جون کے اول ہفتے میں داناپور کی پاہنے بذریعے خط پٹنس کی پوس کو اطلاع دی کہ عنقریب پٹنس پر دھاوا کیا جائے گا تم لوگ بھی آمادہ رہو کہ خزانہ ہاتھ سے نہ جائے۔ یہ خط حکام کے ہاتھ لگ گیا۔ سڑھلیک کشز نے حتی المقدور جھوپاٹ کی کوٹھی کو مستحکم کر کے اس کی دیواروں میں بندوق پالانے کے لیے روزن بنوائے۔ اور تمام علاتوں ہیں انگریز حکام کو لکھ بھیجا کر پٹنس پلے آؤ۔ جون کو انگریز اس کوٹھی میں جمع ہو گئے۔ اس وقت انگریز سخت خطرے میں تھے۔ خصوصاً اس بدب سے کہیاں پھرے پر جو نجیب سفر تھے ان کی دفاداری پر پورا اعتقاد تھا۔ اور سمجھ رہوں افسر سال مقام سکونی کی حرسلہ فوج بھی ایسی تھی کہ چند دنوں کے بعد باعث ثابت ہوئی۔ لیکن پستان ریڑے کے بھیجے ہوئے

کی تدبیر مصل میں آئی۔ آخر میں داروغہ دارث علی کو پھاشی دی گئی۔ مشہور ہر کو پھاشی کے وقت اس نے پکار کر کہا کہ کوئی ایسا ہو کہ بادشاہ دہلی کو اس کی خبر کرے!

۱۳۱۱۔ صوبہ بہار میں ۱۸۵۷ء کے غدر کے واقعات

۱۸۵۷ء کا مشہور غدر، ایسی کو میرٹھ سے شروع ہوا جب کہ سپتامبر یونیورسٹی ہو کر دہلی کی طرف رھا وہا اکیا۔ لیکن ان واقعات کو صوبہ بہار سے چند لاٹ تعلق نہیں۔ اس زمانے میں بھگال بہار کے شامل تھا اور بھگال میں بارکٹ (ٹکلتہ) اور صوبہ بہار میں دانابور کی فوجی چھاؤنیاں (کلنٹونمنٹ) دو مرکزی مقام تھیں۔ دانابور کی چھاؤنی میں گوروں کی ایک پلشن اور توپ خانسلہ کے علاوہ دیسی توپ خانہ اور دیسی ونڈ کی دیسی پلشن موجود تھیں۔ چون کہ ۱۸۵۷ء میں سنتال پر گستہ میں سنتالیوں نے بغاوت کی تھی اس لیے انگریزوں نے ایک دیسی رسال احتیاطاً مقام روہنی میں تعین کر رکھا تھا اور اسکی امک دست دیسی پلشن کے ساتھ مقام بوسی ضلع بھاگل پور میں اور بعض دستے دیو گھر اور رام پور ہاٹ میں بھی تعین تھے۔ اسی طرح چھوٹا ناگ پور کی حفاظت کے لیے ایک مختصر پلشن مقام ڈورنڈا (جو راجپتی کا ایک حصہ ہے) میں رکھی گئی تھی۔ اور اس کے دستے مقام ہزاری بلغ چائے بارے (شہر بجوم) اور پڑیا میں تعین تھے۔ نیپال کی سرحد کے اطراف کی حفاظت کے لیے مقام سگولی ضلع چپارن میں ایک رسالہ تعین تھا۔ بغاوت کے اباب کئی طور پر بیان کیے جاتے ہیں۔ ان میں ایک خاص بدبی تھا کہ اس

ساتھ آدمی کسی طرح صحیح سلامت پہنچے۔

آرہ میں مثبر لوائل نامی رپلوے انجینیر نے ایک بنگلہ تعمیر کرایا تھا اور
کے اشارہ شروع ہوتے ہی بواں نے رسد کا سامان فراہم کر کے بنگلہ کو اپنی طوں
سے گھیر کر جتی الوس محفوظ کر لیا اور نواسنا صن یور و پین اور چھو یور و شین اور
تین ہندستانی اور ان کے علاوہ پولس کے پچاس سلح پاہی اسی گھر میں
پناہ گزیں ہو گئے۔ باغیوں نے چند بار اس پر حمل کرنے کا قصد کیا ایک
بار ایک چھوٹی توپ بھی ساختے رکا دی۔ اور گولیاں چلا کر ان کو ڈراٹے
رہے۔ لیکن محصورین کی ہوشیاری اور خشن تدبیر کے سبب باقاعدہ حمل
کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ آخر سات دن میں ۲ اگست ۱۸۵۷ء کو نونٹ
آرہ نامی فوجی افسر نے دوسو انگریز پاہ اور چند ضرب توپیں لے جا کر
کنور سنگھ کے آدمیوں کو جن کی تعداد دو ہزار کے قریب تھی شکست نے کر
بھگا دیا اور محصورین نے تبلک سے رہائی پائی۔ اسی بنگلہ کو آرہ ہوس کہتے
ہیں اور اس کو اس قدر تاریخی اہمیت حاصل ہو گئی ہو کہ ۱۹۱۲ء میں شہنشاہ
جارج پنجم نے آرہ اکراس کا معافانہ کیا۔ آرہ (Ayre) نے اپنی لکھ
میں تین سو پاہ اور منگو اکر مقام جگدیش پور میں کنور سنگھ کے گڑھ پر قبضہ
کر لیا۔ باہو کنور سنگھ نے اپنے ساتھیوں کو لے کر اعظم گڑھ کی راہ لی اور
دہاں پہنچ کر بعض معروں میں بہادرانہ جنگ کی۔ لیکن بالو امر سنگھ برادر
کنور سنگھ نے شاہ باد کے جنوبی علاقوں میں پہنچ کر انگریزوں سے مقابلے
کا تہیتہ کیا۔ اس عرصے میں بھاگل پور کے نمبرہ رسالے کے آدمی بھی
اکراس سے مل گئے۔ چند ماہ کے بعد ماہ اپریل ۱۸۵۸ء میں کنور سنگھ نے
اعظم گڑھ سے واپس آکر پھر جگدیش پور پر قبضہ کر لیا۔ انگریزوں نے ایک

لے کم سا ہیوں کی موجودگی سے انگریزوں کی جان میں جان آئی۔
 داناپور کی فوج ایک بوٹھے تجھے کارافسر جنرل لاہور کے تحت میں
 تھی۔ پس سالار افواج نے جنرل نڈکور کو لکھ بھجا لگہ گوروں کی فوج عنقریب
 داناپور پہنچے گی۔ اس کے پہنچنے پر فرمی پلشیوں سے ہتھیار لے لینا اور ان
 کو بھاولینا کہ تھارے ساتھ کوئی بڑائی منتظر نہیں بلکہ خود تھا سے حق میں
 یہ تدبیر بہتر ہے۔ اس لیے کہ تم خود فتنہ و فساد سے محفوظ رہو گے۔ اور اگر
 اس بھائے پر بھی یہ ہتھیار دینے سے انکار کر دیں تو پہ زور لے لینا۔ اس
 حکم کے چند دنوں کے بعد ۲۵ جولائی کو گوروں کی فوج پہنچ گئی۔ اس کے
 بعد ۲۶ جولائی کو دیسی فوج کے سلاح خانے سے بندوق کی ٹوپیاں
 نکلا کر انگریزی پلشی کی میگزین میں رکھوادی گئیں اور دیسی سپا ہیوں کو
 بھی حکم دیا گیا کہ بندوق کی ٹوپیاں جوان کے پاس ہیں داخل کر دیں۔
 سپا ہیوں نے اس حکم کی تعییں سے انکار کیا تو گوروں نے ان پر گولیاں
 چلا دیں۔ اتفاق سے اس وقت جنرل بھی موجود تھا۔ سپا ہی چھاؤنی سے
 نکل کر سون ندی کے پار بابو کنور سنگھ زمین دار جگدیش پور کے گردہ سے
 جا لے۔

چار دن کے بعد انگریزوں نے فوج کا ایک درست جس میں پچاس
 سکھوں کو شامل کر کے چار سو آدمی تھے بذریعے اسٹیمر آرہ کی طرف روانہ
 کیا۔ ۲۹ جولائی کی شام کو یہ لوگ اسٹیمر سے اُتر کر قصبه آرہ کی طرف روانہ
 ہوئے۔ نصف شب کے قریب اچانک باغیوں کی جیت سے مقابلہ
 ہو گیا۔ باغیوں کی کثرت نے انگریزوں کی فوج کو سخت ہزیمت پہنچائی۔
 ان کے ڈیڑھ سو آدمی مقتول اور اسی قدر مجروم ہوئے۔ ہر فر پچاس

دو ہفتے کے بعد گیا پر حکام کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد بھی جسے تک باعیوں نے فتنہ و فادہ کا سلسلہ جاری رکھا۔

سگولی ضلع چمپارن میں سپاہیوں کے باعی ہونے پر موئیاری رچپارن اور سارن کے انگریز حکام کو بھی دو ہفتے تک اپنے مقام سے ہٹ کر دہنا پڑا۔ ان علاقوں میں حکام کی غیبت میں سولوی مہم و اجتہد منف نہیں استقلال سے امن قائم رکھا۔

ضلع منظروپور میں بھی رسلے کے کچھ سپاہی باعی ہو گئے۔ لیکن یہاں پہرے والوں نے مستقل حزاں سے کام لیا اور باعی سپاہ کی کچھ بن دیئی۔

ہزاری باع رنجی چائپاس وغیرہ متعدد مقاموں میں باعیوں نے فتنہ و فادہ پا کر رکھا تھا اور جنگلی کوں بھی ان کے اثر سے جا بجا قتل و غارت میں مشغول تھے۔ لیکن حقیقتاً باعیوں میں سوائے شاہ آباد کے کسی جگہ کوئی تنظیم نہ تھی۔ اس لیے ان کو کام یابی نہ ہوئی۔ ان کی لوث مار کے بعد عوام کو بھی ان کے ساتھ کوئی ہمدردی نہ تھی۔ بہرحال ایک سال کے اندر ہی انگریزوں نے غدر کے ہنگامے کی پورے طور پر روک تھام کر دی (صوبہ بہار کے غدر کے واقعات کی مرید تفصیل کے لیے ہر ضلع کا گزینہ اور پہنچ کشی کے متعلق مسٹر میلر کی کتاب موسومہ "پہنچ کر انس" PATNA CRISIS, AND, TWENTY EIGHT YEARS IN INDIA اور ٹوٹی ایٹ ایرس ان اٹھا یا

لہ گورنمنٹ نے ان کی خدمات کے صلے میں خاص پیش بھی مقرر کی تھی جوان کی زندگی تک جاری رہی۔

فوج جس میں چار سو پاہ تھی، کنور سنگھ کے مقابلے کو روشن کیا۔ لیکن کنور سنگھ نے اس کو شکست فاش دی۔ اس وقت کنور سنگھ کی عمر تریال کے قریب تھی اور سابق معز کے میں شاید زخم بھی کھائے تھے۔ انگریزوں کو شکست دینے کے بعد کنور سنگھ نے انتقال کیا۔ اور با غیوں کے گروہ نے بابو امر سنگھ کو سردار بنایا اپنی جمیعت کو ترقی دینی شروع کی۔ امر سنگھ کے علاقوں میں جنگل اس قدر تھا کہ انگریزوں کے تختینے کے مطابق تین لاکھ میں ہٹر بیل دار چھوڑ ہفتہ کام کرنے پر اس کو کاٹ کر صاف کر سکتے تھے۔ ایک عرصے تک انگریز بابو امر سنگھ کے گروہ سے مقابلہ نہ کر سکے لیکن بالآخر بڑی زحمت کے بعد اڈا سرا یڈ ورڈ لگاڑا ڈ اور بعد میں جنzel ڈلکس نے ان کو منتشر کیا۔ جب انگریزوں کی سات ہزار فوج نے سات متفرق مقاموں سے ان کو گھیرنا شروع کیا تو با غیوں کا گروہ کامور پہاڑیوں کی طرف بھاگ کر بالکل درہم برہم ہو گیا۔

مشتریلر نے غدر کے آثار شروع ہوتے ہی ضلع کے انگریز حکام کو پہنچلے آنے کی ہدایت کی تھی۔ اس کی تعییل میں صرف مظفر پور اور باڑھ کے حکام نے مبدقت کی اور گیا کے ہلکھلے شہر سے چند میل جا کر پھر گیا کی طرف مراجعت کی۔ دانتا پور کی باعثی فوج کا گیا کی طرف آنا شُن کر اس نے پھر بہاں سے روشن ہونے کا ارادہ کیا۔ اس کے روشن ہوتے ہی خزانے کے پھرے والے خوبیوں نے باعثی ہو کر اڈھم مجادی اور جیل خانے کے قیدیوں کو رہا کر کے لؤٹ مار شروع کر دی۔ اس وقت بھاگل پور کے رسالے کے باعثی پاہی بھی گیا پہنچ کر ان با غیوں سے مل گئے تھے۔

آپا۔ آمالی صاحب نے اپنی تاریخ رصفہ ۲۷ میں لکھا ہو کہ اس کا پہنچ آتا ایک غلطی کے بدب تھا۔ یعنی مجرر نے غلطی سے خط میں بجائے سامنہ مقام کے جو پیالہ کی ریاست میں ہے، پہنچ لکھ دیا تھا۔ بہر کیف ایک ہمینہ پہنچ میں رہ کر پڑھنڈی نے کپنی کے ہمتوں کو لکھ بھیجا کہ یہاں کارو بار کھونے میں سخت زیر باری کا اندریشہ ہے۔ اس لیے کپنی نے اس وقت کوئی انتظام نہیں کیا۔ لیکن جب بگلے میں انگریزی تجارت قائم ہو گئی تو ۱۹۵۶ء میں پہنچ میں بھی تجارتی کوٹھی کھو گئی۔ اس زمانے میں پہنچ سے ہزاروں من شورہ باروت بنانے کے لیے ولایت جانے لگا اور اس کے علاوہ بھوٹیوں ریمنی بھوٹان کے رہنے والے جو موسم سرما کے اوائل میں یہاں آکر اپنے ملک کی چیزوں فروخت کرتے تھے، سے مشک کے نلے اور بعض جڑی بوڑیاں دوائیں بنانے کے لیے تجارتی طور پر خریدی جانے لگیں۔ اور انیوں اور لدھا کی تجارت سے بھی انگریزوں کو بڑا انتفاع ہوئے لگا۔ ۱۹۴۳ء سے ۱۹۸۰ء تک جاب چار نک ۵۱۰ چارنک ۵۱۰ ۱۹۸۰ء (بانی شہر کلکتہ) پہنچ کی کوٹھی کا منتظم تھا۔ انگریزوں کی شورے کی تجارت ایسی بڑھی چڑھی تھی کہ روزانہ سیکڑوں کشتیاں شورے سے لدمی ہوئی گئیں کیاں نظر آتی تھیں۔ انگریزوں کے علاوہ اور یوروپیں قومیں مثل ڈیچ وغیرہ بھی انگریزوں کے پہلے سے یہاں تجارت کرتی تھیں۔ محل تینیں گھاٹ سے پچھم ولن پڑنے کا پہنچ اور محلہ معروف گنج میں لب دریا ذیش کوٹھی کی جگہ جہاں اس کے بانی حارجن ہنڈر ک بزمیں کی قبر بھی موجود ہے۔ انھی تاجرزوں کی یاد گاہ ہے۔ ۱۹۴۳ء کے قریب نواب شایستہ خاں صوبے دار نے انگریزوں کو شورے کی تجارت کرنے سے روک دیا۔ اور سڑپیکاں منتظم کو بھی قید

چاہیے)

۱۸۶۲ء میں صوبہ بہار میں ایسٹ انڈین ریلوے کا افتتاح

۱۸۵۷ء میں صرف ہوڑہ اسٹیشن سے ہو گئی تک بنگالے میں ریل جاری ہوئی تھی۔ غدر کے زمانے میں ضلع برداون تک ریل جاری تھی لیکن راست بنائے اور لو ہے کی پڑیاں بچھائے کا کام صوبہ بہار کی حدود تک پہنچ گیا تھا۔ ۱۸۶۲ء میں صوبہ بہار ہو کر کلکتہ سے بنارس تک ریلوے جاری ہو گئی۔

باب سیشم

سلطنت برطانیہ کی براہ راست حکومت

(۱) انگریزی کمپنی کا انجام

۱۸۶۰ء میں پہلے پہل دو انگریز تاجر و کاپٹن آنار مقتب خان صوبے دار کے زمانے کے حالات میں مذکور ہو چکا ہو۔ ۱۸۶۴ء میں انگریزی کوٹھی مقام سوت کی جانب سے پڑمنڈی نامی انگریز آٹھ چھکڑوں پر پارے اسحاب کے پیپے اور سینہ ور لاد کر تجارت کے لیے اگرے سے پہنچ

ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۸۵۷ء میں ملکہ الز بنت سے فرمان حاصل کر کے جاری ہوئی تھی۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد تجارتی کاروبار بند کر دیا گیا۔ اور کمپنی کے تمام مفتوحہ علاقوں ملکہ وکٹوریہ کی محلات میں شامل ہو کر برداشت انگریزی سلطنت کے زیر فرمان ہو گئے۔ یکم نومبر ۱۸۵۸ء کو ملکہ وکٹوریہ کے مشہور اعلان کے بعد کمپنی کا دور دوڑہ ختم ہو کر ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کا آغاز ہوا۔ اس ملک کے زمانے سے انگریزی حکومت کو ترقی ہوتی رہی اور عام طور پر امن قائم رہا۔

۱۸۶۳ء کا قحط

۱۸۶۳ء میں صوبہ بہار اور شمالی بنگال کے بعض حصص میں قحط کے آثار نمایاں ہوئے۔ گورنمنٹ نے اس دفعہ قحط کے روایہ کا پورا انتظام کیا۔ پر ہمارے چاول منگو اکر قحط زدود کی امداد کی۔ بنگالہ چھوڑ کر صرف صوبہ بہار میں تین لاکھ چالیس ہزار ٹن چاول منگوا یا گیا۔ رائیکٹن سائٹھ تامیں من کے برابر ہوتا ہوا اور سات آنٹھ ہیئنے تک حاجت مندوں کو مفت اور بعض صورتوں میں محض کم قیمت پر غلہ تقیم کیا گیا۔ اس بندوبست میں گورنمنٹ نے کمی کروڑ پر چرف کیے اور لاکھوں نفوس کو فلتے کی موت سے بچالیا۔

کر لیا تھا۔ اور انگریز تاجر و کے اور مال تجارت پر ساڑھے تین فی صد کے حساب سے محسوس رکاویا۔ لیکن پھر کسی طرح تعقیب ہو گیا۔ ۱۸۸۱ء میں شایستہ خان دوبارہ صوبے دار ہو کر آیا تو انگریزوں سے جزیے کا مطالبہ کیا۔ اور ان کے انکار کرنے پر ان کے مال کی ضبطی اور اعمال کی محبوسی کا حکم دیا۔ آخر انگریزوں نے بجائے نقد کے کچھ گھوڑے وغیرہ سامان دے کر تعقیب کر لیا۔

۱۸۰۲ء میں شہزادہ عظیم الشان کی حکومت میں شاہی عاملوں نے کمپنی کے کارندوں کو بعض مطالبات نہ دینے کے سبب گرفتار کر کے چھو سات ہفتے تک مقید رکھا اور ان کا مال بھی قرق کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد ۱۸۰۷ء میں کمپنی نے پٹنے سے اپنے کار پردازوں کو واپس ہلاکیت کا ارادہ کر لیا تھا لیکن پھر کچھ سوچ بھجو کر تجارت کو جاری رکھا۔ ۱۸۱۴ء میں اورنگ زیب کے مرلنے پر انگریزوں کو پھر نئے مطالبات جاری ہونے کا اندریشہ پیدا ہوا۔ اس لیے کمپنی نے کار پردازوں کو ہدایت کی کہ پٹنے میں فی الفور جس قدر شورہ وستیاب ہو سکے لے کر چلے آؤ۔ مگر اس کے بعد تخت کی دراثت کا جھلکڑا طریقہ ہو جانے پر انگریزوں کو بھی اٹھیتا ہو گیا۔

۱۸۲۲ء میں پٹنے میں فرخ سیر کی تخت نشینی کے وقت نواب تید حسین علی خان نے مذراخہ کی ایک فہرست تیار کی اور انگریزی کوٹھی سے باہمیں ہزار روپی بادشاہ کے لیے وصول کیے۔ اور اس کے علاوہ ساڑھے چھو ہزار روپی خاص اپنے لیے بھی بطور مذروا وصول کیے۔ ڈچ کمپنی کے منتظم ”وین ہورن“ نے مذراخہ دینے سے انکار کیا تو اس کا مال قرق کر لیا گیا۔ آخر دو لاکھ روپی دے کر اس نے پیچا چھڑا۔

بہت سختی مل تھا۔ حکومت کی طرف سے تحفظ کے انداز اور تحفظ زد وں کی اعداد میں کوئی تکمیل نہ تھی۔

۱۹۰۰ء کا طاعون

۱۸۹۶ء میں بیمنی کی طرف طاعون کی ویا شروع ہوئی اور دو برس کے بعد تھی اور بہار و بنگال میں پھیل گئی۔ تادخون کی رو سے اول اول ایسی و بائیارھوں صدری ہجری میں جہاں گیر بادشاہ کے عہد میں ملک دکن میں آئی تھی اور ۱۹۰۲ء میں اگرہ میں بھی اس سے بہت متاثر ہوئیں۔ تذکر جہاں گیری اور منتخب اللباب (غافل خان) میں وبا کی کیفیت یہ تکمیل ہو کر اول چوتھے اپنے سوراخوں سے نکل کر ستانہ والہ ادھر ادھر دوڑ کر دفتاً مر جاتے تھے۔ اور انسانوں کا یہ حال ہوتا تھا کہ اول بغل یا چڈے یا لگلے کے اوپر گلٹی نمودار ہوتی تھی۔ اور اس کے ساتھ شدید تپ آجاتی تھی۔ بعض مریض اول ہی روز اور بعض دو ایک دن کے اندر مر جاتے تھے۔ ۱۹۰۴ء میں صوبہ بہار میں بھی طاعون کی جگہ سہی کیفیت تھی۔ اس صوبے میں یہ وبا کیسی سال تک رہی اور تیس لاکھ نفوس ضائع ہوئے۔

۱۹۰۱ء کا سیلا ب

مشہور ہو کر بارھوں صدری ہجری کے آخر میں شیخ علی حزین شاعر نے

۱۳۱ پرنس آف ولیز یعنی ولی عہد سلطنت برطانیہ

کی آمد ۱۸۶۶ء

۱۸۶۶ء میں ملک دکن شوریہ کے بڑے صاحب زادے (جو بعد کو شہنشاہ اڈورڈ ہفتم کے لقب سے بادشاہ ہوئے) اپنی شہزادگی کے زمانہ میں ہندستان کی سیرویا حت کو تشریف لائے۔ اس وقت پٹنہ کو بھی رونق بخشی۔ اس زمانے میں سرچارڈ نیپل لفٹنٹ گورنر صوبہ بنگال و بہار اور سٹریکاف کشنا اضلاع پٹنہ تھے۔ اس موقع پر حکام کی خوش لظیمی اور روسائے شہرا و دیمین دار اور عوام انس کا خیر مقام قابل دید تھا۔ اس تشریف اور سی کی بادگار میں پٹنہ میں بہار اسکول آف انجینیرنگ قائم ہوا جو اس صوبے کی ایک بڑی تعلیم گاہ ہے۔ اور اب ترقی کر کے اسکول سے کالج بن گیا ہے۔

۱۸۹۶-۹۷ء کا قحط

۱۸۹۶ء میں بارش کی قلت اور نیز خلافِ موسم پانی برنسے سے قحط کا اندر شہ پیدا ہوا۔ ۱۸۹۷ء میں اکثر اضلاع صوبہ بہار میں قحط کے آثار غلبیاں ہو گئے۔ لیکن ریلوے کی موجودگی کے بدب خاص ضلع پٹنہ میں غلہ کی کمی محسوس نہ ہوئی۔ مگر نرخ کی گرانی کے بدب غربیوں لے سخت معیبت اٹھائی۔ خاص ضلع پٹنہ کا حال مظفر اور و در بھنگ وغیرہ کی بہت پھر بھی

اسی محترم گنگا سے شہر کا نظارہ کیا۔ حقیقتاً گنگا سے شہر کا نظارہ نہایت دلکش ہوتا ہے۔ اور جن لوگوں نے کشتی سے اس خوش نامنظر کو نہیں دیکھا ہے وہ اس کے بطف سے نا بلد ہیں۔ سن ۱۹۰۵ء میں لا رڈ کرزن نے مقام پوسا میں زراعتی تعلیم گاہ کی بنیاد قائم کی۔

۱۸) نکل ساور کے نئے سکے ۱۹۰۶ء تا ۱۹۲۴ء

سن ۱۹۰۶ء میں حکومت نے اول اول نکل کی اکتنی جاری کی۔ اس کے قبل تک چاندی کی دہانی اور تلنے کے قبیل پیسے رنکا ہوا کے دریاں میں کوئی سیکنک بھی چاری نہ ہوا تھا۔ نکل دھات رنگت میں چاندی اور رانگ سے مشابہ ہے۔

سن ۱۹۱۹ء و سن ۱۹۲۱ء میں بجائے چاندی کی دو نیوں اور چوتیوں کے نکل کی دو ایساں اور پعنیاں جاری ہوئیں جو اکتنی کی طرح اب تک جاری ہیں۔ سن ۱۹۱۹ء و سن ۱۹۲۴ء میں نکل کی اٹھنیاں بھی جاری ہوئیں لیکن یہ اٹھنیاں اب جاری نہیں۔ اور اتفاقاً ہمیں دیکھنے میں آتی ہیں گورنمنٹ نے نکل کی دو ایساں جاری کرنے کے بعد چاندی کی چھوٹی دو ایساں جاری کرنا بھی بندر کر دیا ہے۔

(صفحہ ۲۷۳ کا حاشیہ)

لہ، ارجمندی سن ۱۹۰۳ء کو لا رڈ کرزن نے اور میں پبلک لائبریری کا ملاحظہ کیا۔ اس کے آٹھ برس پہلے ۱۸۹۵ء کو لا رڈ پین دائسرے یہاں تشریف لائے تھے۔

برسات نے موسم میں عظیم آباد پٹنہ میں جلد اور گنگا کے پڑھا و گو دیکھ کر کہا کہ میں اس شہر پر نہیں رہ سکتا۔ کیوں کہ اگر سیلا ب آئے تو کسی طرف مفر کی صورت نظر نہیں آتی اور اسی کے بعد گھبرا کر بنارس کی راہ لی۔ اگرچہ شہروالوں نے کبھی سیلا ب سے بہت زیادہ نقصان نہیں اٹھایا لیکن اس ضلع میں واقعی اس قدر سیلا ب آیا کیہے ہیں کہ شوخ موصوف کا خوف کچھ یہ جاند تھا۔

^{۱۹۰۱ء} میں سون اور گنگا ندی میں پریک وقت سیلا ب آلنے سے ضلع پٹنہ کے بعض حصیں لوگ سخت مبتلائے آفت ہوئے۔ قصبه منیر کے قریب اور دیگھا گھاٹ کے آر، پاس تمام زمینیں ہے آب ہو گئیں۔ اور قصبه باڑہ کے نواحیں بھی تمام عالم آب نظر آلنے لگا۔ جن غربیوں کے مکان نشیب میں واقع تھے انھوں نے کئی دن تک تہلکہ میں بسر کی گورمنٹ کی روپوٹ کے سطابق دوسو تا دن بستیوں کو نقصان پہنچا اور تھینٹا ایک ہزار گھنٹے بیٹھ گئے۔ بڑی خیریت ہوئی کہ دو ہی دن میں سیلا ب کم ہو گیا۔ لیکن اس مدت کے اندر بعض جانیں بھی تلف ہوئیں۔ اور جو لوگ گنگا کے دیاروں میں بے ہوئے تھے پاشی اور تھنخوں کے سہارے بہتے ہوئے میسوں میل کے فاصلے پر کسی طرح زندہ نکالے گئے۔

(۲) پٹنہ میں لارڈ کرزن کی آمد ^{۱۹۰۳ء}

^{۱۹۰۳ء} میں لارڈ کرزن دایسا رئے و گورنر جنرل نے پٹنہ اگرینڈریو (جاتیہ صوبہ پر)

نے خود کشی کر لی۔ اور دوسرے مجرم کو جس کا نام خودی رام بوس تھا پھانسی دی گئی جس دار و غیر نے عورتوں کے قاتل کو گرفتار کیا تھا اس کو بھی ایک ظالم نے اچانک کلکتہ میں سیراہ تینجھے سے بلاک کر دیا۔

(۱۰۱) صوبہ بہار کا بنگال سے جدا ہونا ۱۹۱۱ء

پلاسی کی جنگ کے بعد سے انگریزی حکومت میں ۱۹۱۱ء تک صوبہ بہار بنگال سے شامل رہا۔ اگرچہ ابتداء میں کچھ مدت تک خاص صوبہ بہار کے لیے علیحدہ نائب ناظم بھی مقرر ہوئے جس کی کیفیت اپنی جگہ پر منکور ہو چکی ہے۔

۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کو صوبے کی قسمت نے پٹلایا۔ موجودہ حکمران شہنشاہ جارج پنجم نے دارالحکومت دہلی میں تاج پوشی کے موقع پر اعلان کیا کہ صوبہ بہار پر چھوٹا ناگ پور و اڑیسہ بنگال سے علیحدہ کر کے بجاۓ خود ایک صوبہ قرار دیا جائے گا۔ اسی حکم کے مطابق ۱۹۰۵ء کی تقسیم بنگال سے کی کارروائی بھی مسترد و مسوخ قرار پائی۔ جدید صوبہ بہار و اڑیسہ کے لیے پہنچ دارالحکومت مقرر ہوا۔ اور قائم آبادی سے کئی کوس پچھم ہائی کورٹ، سکریٹریٹ ہوئے۔ اس اور سرکاری ملازموں کے رہنے کے مکانات کی بنیادیں قائم کی گئیں۔ انگریزی عہد میں لاڑ دکلایو کے زمانے سے ۱۹۱۱ء تک جو انگریز فرمان روا ہوئے ان کی کیفیت اس جدول سے ظاہر ہو گی۔

۱ اس زمانے میں سر علی امام و اسرائیل کی کونسل کے میرتحے اس لیے صوبے کی تقسیم میں انہوں نے بھی اپنے رسوخ سے کام لیا۔

۱۹۰۸ء مظفر پور میں بمب کا واقعہ

شہر ۱۹۰۸ء میں دونوں جوان بنگالیوں نے مظفر پور میں ایک فتنہ گاہی پر اپاٹنک بمب پھینکا۔ جس سے دو یورپین عورتیں راسز کینڈی اور ان کی لڑکی ہلاک ہو گئیں۔ بنگالیوں کا قصد ان عورتوں کے مارنے کا نہ تھا۔ انہوں نے کنگفورد صاحب نج کو مانے کے لیے یہ حرکت کی تھی لیکن وہ نج گئے اور یہ دو عورتیں ہلاک ہو گئیں۔ انہوں نے اس کے قبل کنگفورد صاحب کو ہلاک کرنے کے لیے یہ تدبیر بھی کی تھی کہ ایک کتاب میں بمب رکھ کر بند یعنی ڈاک اس کے پاس روانہ کیا۔ وہ بمب اس طرح کا تھا کہ کتاب کھولتے ہی پھٹ پڑے جس اتفاق سے صاحب موصوف نے پارسل نے کراس کو بغیر کھولے رکھ دیا۔ اور اس عرصے میں خفیہ پوس کو اس پارسل کا حامل علوم ہو گیا۔ اور اس نے پارسل کو لے کر بمب کو منائع کرایا۔ نج صاحب سے بنگالیوں کو بعض کا سبب یہ تھا کہ جب ۱۹۰۵ء میں لارڈ کرزن نے زور زبردستی سے بھگائے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اور اس بارے میں بنگالیوں کی ناراضا مندی کی کچھ پروپاگنڈہ کی تو بنگالیوں نے شورش انگلیز کا رواستان شروع کیں۔ بعض نوجوانوں نے بمب اور ریلوے اور (بیچہ) سے انگلیز حکام کو ہلاک کرنے پر کمر یا نہی۔ کنگفورد صاحب نج نے کلکتہ میں جسٹیٹ رہ کر بعض اخبار والوں کو حکومت کی بڑائی شائع کرنے کے جرم میں سزا دے دی تھی۔ اس لیے ان بنگالیوں نے ان کو مارنے کا سصم کرادہ کر لیا۔ بہر کیف مظفر پور کے واقعے میں بمب پھینکنے والوں میں ایک شخص

جدول نمبر ۳

(۱۲) لفظت گورنر بنگالہ مع بھار ۱۸۵۷ء تا ۱۹۱۱ء

۱۔	سر فرڈرک ہالیڈے ۱۸۹۰ء	۱۸۹۰ء
۲۔	سر جان پٹسٹر گرانٹ ۱۸۹۳ء	۱۸۹۳ء
۳۔	سر سیل بیڈن ۱۸۹۵ء	۱۸۹۵ء
۴۔	سر ولیم گرے ۱۸۹۶ء	۱۸۹۶ء
۵۔	سر جارج کیبل ۱۸۹۸ء	۱۸۹۸ء
۶۔	سر رچارڈ ٹپل ۱۹۰۲ء	۱۹۰۲ء
۷۔	سر ایشل ایڈن ۱۹۰۳ء	۱۹۰۳ء
۸۔	سر ریورس طاسن ۱۹۰۸ء	۱۹۰۸ء
۹۔	سر ولیم ڈیوک ۱۹۱۱ء	۱۹۱۱ء

(۱۳) شہنشاہ جارج پنجم کی آمد ۱۹۱۲ء

دربار دہلي کے اختتام پر بادشاہ نے نیپال کی سیر کا عزم کیا اور اٹھائے راہ میں پٹنہ آگر گنگا سے پار ہوتے ہوئے شہر کے دل کش دپر فضنا منظر کی سیر فرمائی۔ اس موقع پر عدالت گھاٹ میں اور اسی طرح گنگا کے پار ہزاروں آدمی نہایت خلوصاً عقیدت مندی سے بادشاہ کی زیارت کو جمع ہوتے تھے۔ بادشاہ نے پٹنہ میں اور نیشنل پلیک لائبریری اکتب نہاد خدا بخش خان سی۔ آئی۔ ایسی کو بھی رونق بخشنی۔ اور اس کتب خانے میں دیوانِ ماخذ

جدول نمبرا

(۱۱) گورنر بنگال سنه ۱۸۵۸ء تا ۱۸۶۳ء

۱۰۰	لارڈ کلایو	سنه ۱۸۵۸ء
۱۰۱	لارڈ کلایو دوبارہ	سنه ۱۸۴۵ء
۱۰۲	جان زیفانیہ ہولوں	سنه ۱۸۴۰ء
۱۰۳	ہنری وینٹارٹ	سنه ۱۸۴۶ء
۱۰۴	جان کارپیٹ	سنه ۱۸۴۹ء
۱۰۵	دیرن، ہنگن	سنه ۱۸۴۲ء

جدول نمبر ۱۱۱

(۱۱۱) سنه ۱۸۵۳ء تا ۱۸۶۳ء: چیزیت گورنر گورنر جنرل

۱۰۶	دیرن ہنگن	سنه ۱۸۶۳ء
۱۰۷	سر جان اڈم	سنه ۱۸۶۳ء
۱۰۸	لارڈ اہرست	سنه ۱۸۶۳ء
۱۰۹	ولیم بڑو رکھ بیل	سنه ۱۸۶۳ء
۱۱۰	سر جان شور معرف پر لارڈ مینوچ	سنه ۱۸۶۳ء
۱۱۱	سر الفرد کارک	سنه ۱۸۶۳ء
۱۱۲	مارکوس ولیزلی	سنه ۱۸۶۳ء
۱۱۳	لارڈ کارنواس دوبارہ	سنه ۱۸۶۳ء
۱۱۴	لارڈ کارنواس	سنه ۱۸۶۳ء
۱۱۵	سر جارج بارلو	سنه ۱۸۶۳ء
۱۱۶	لارڈ نشو (اول)	سنه ۱۸۶۳ء
۱۱۷	مارکوس آف ہنگن	سنه ۱۸۶۳ء

کیا۔ ۱۹۱۶ء میں پٹنہ یونیورسٹی (دارالعلوم) بھی قائم ہوئی۔

۱۹۱۶ء ضلع شاہ آباد کا بلوہ

۱۹۱۶ء کو ضلع شاہ آباد میں ایسا بلوہ ہوا جس کی شاہ اس صوبے کی تاریخ میں کم تر لے گی۔ ہندوؤں نے ایک زبردست خفیہ سازش کر کے اول موضع ابراہیم پور اور اس کے قریب دو مواضعات میں مسلمانوں پر اچانک حملہ کیے۔ اور دفعتاً مسلمانوں کے سینکڑوں گھرلوٹ لیے۔ اور بعض مساجد و مساجد کو بھی خراب کر دلاا۔ ذہن کے اندر بلوایتوں کی جمیعت پچاس ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ اب انہوں نے موضع پیر و اور اس کے گرد ولواح میں بلوہ شروع کر دیا۔ اور چند دنوں کے اندر ایک سو انیس بیتیوں کو اس طرح تباہ کر دلاا کہ کہیں ایک تنکائیں گھر میں نہ چھوڑا۔ اور قرآن اور مساجد کی توہین میں بھی کوئی دلیقہ باقی نہ رکھنا۔ پندرہ سو ہر بیج میل کے اندر صرف چودہ بیتیاں ایسی تھیں جن کو مسلمانوں نے کسی طرح اپنی جانوں پر کھین کر محفوظ رکھا۔ شاہ آباد سے بڑھ کر یہ بلوہ ضلع گیا کی حد تک پھیل گیا تھا۔ اور بد معاشروں نے اپنی جمیعت کو قوی کرنے کے لیے تمام گرد ولواح میں اس سفnon کے پرچے تقسیم کیے کہ مسلمانوں کو ہر طرح مٹاو۔ اور اس میں بنگالیوں اور جرجمنوں کی مدد پہنچے گی۔ بعض ہندو زمین دار کو بھی صوبے کی حکمرانی کے لیے ابھارا تھا چوں کہ ۱۹۱۷ء سے یورپ میں جنگ عظیم جاری تھی۔ اور ملک ہند میں فوج کی تعداد غیر معمولی طور پر کم ہو رہی تھی۔ اس لیے بلوایتوں نے

کے ایک قدیمہ نسخے پر اپنے دستخط بطور یادگار چھوٹے اس کتاب پر جہاں گیر
باشاہ سے اس وقت تک چار باشاہوں کے دستخط قبل سے موجود تھے۔
یہ کتب خاد مدنیا میں علمی کتابوں کا بہترین ذخیرہ ہے۔ اسی سال ٹینہ
میں اول اول کانگرس کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔

۱۹۱۳ء کا سیلاب (۱۵)

۱۹۱۳ء تک صلح ٹینہ میں مسلسل بارش ہے
سخت سیلاب آیا۔ اسی اثنامیں اطراف گیا وہزاری باغ میں بھی بارش
ہوتی تھی جس سے تمام چھوٹی نریوں میں اور نیز گنگائیں پانی بھرا یا۔ اس
سیلاب سے قصیدہ باڑہ کے اطراف میں چالیس آدمی اور تقریباً ساڑھے
پانچ سو مویشی ہلاک ہو گئے۔ سرکاری رپورٹ کے مطابق تیس ہزار
تین سو ساٹھ مکانوں کو کم و بیش نقصان پہنچا۔ اور چند جانیں بھی تلف
ہوتیں۔ گورنمنٹ نے تیرہ ہزار روپی بطور امداد فی الفور تقیم کیے۔ اور بعد
کو ڈیر طعد لاکھ روپی بطور تقاوی کاشت کاروں کو قرض دیے۔

۱۹۱۴ء میں عدالت عالیہ اور دارالعلوم کا افتتاح

۱۹۱۴ء

فوجی ۱۹۱۴ء میں لارڈ ہارڈنگ دائرائے گورنر جنرل ہند لے
ٹینہ اکر پا قاعدہ ایک شاندار جلوس کے ساتھ ٹینہ ہائی کورٹ کا افتتاح

کے استقبال سے کنارہ کش رہنے کا بھی ایسا تھا۔ اور جس شہر میں شہزادہ پہنچتا تھا وہاں ہر تال چائی جاتی تھی۔ اس لیے پٹنہ میں بھی لوگوں نے دبایا کی شرکت سے احتراز کیا۔ اور صرف وہی لوگ حاضر ہوئے جو حکام سے دیل رکھتے تھے۔ عام طور پر ڈکانداروں نے ڈکانیں بند کھیں۔ گاڑی بانوں اور یہ کے والوں نے گاڑی اور یہ کے نہ چلا لئے۔ اور سڑکوں پر عجائب تالا اور اُداسی رہی۔

ترک موالات کی تحریک کے ساتھ نشہ خواروں کو نشے کی چیزوں ترک کرنے کی بھی تاکید تھی۔ اور اس سے گورنمنٹ کے محمد آب کاری کو نقصان پہنچانے کے ساتھ اخلاقی فوائد متصور تھے۔ اس لے بالعموم لوگوں نے اس تحریک کا ساتھ دیا۔ دیہاتوں میں خصوصاً تربت اور چمپارس کی طرف ترک موالات کی تحریک کا بہت زور رہا۔ دوسرے سال ۱۹۲۲ء میں شہر گیا میں کانگریس کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔

(۱۹) ۱۹۲۳ء کا سیلا ب

اگست ۱۹۲۳ء میں سون ندی میں یک ایک سیلا ب آیا۔ ۱۹ اگست کو سون کے پانی کی سطح مقام ڈھری میں ۵۰ ری ۳۳۳ فٹ تک پہنچ گئی۔ سابق زمانے میں ڈرے ڈرے سیلا ب کے وقت بھی پانی کی سطح اس سیلا ب سے ڈریڈھ فٹ پست رہی تھی۔ اتفاقاً اس سیلا ب کے وقت گنگا میں پہلے سیلا ب موجود تھا۔ اور اس کی سطح بھی سابق زمانے کے سیلا ب سے ایک ہاتھ زیادہ بلند تھی۔ اس سیلا ب سے منیر سے داناپور تک تمام

یہ بھی انواع اڑائی کر انگریزوں کی فوج سب کی سب جنگ میں کھپ
چکی ہوا دراب انگریزی حکومت کا خاتمہ ہوا چاہتا ہو۔

بہر کیف جب حکام نے داقعی فوج منگوائی تو بلوائیوں کو سوالے
فرار کے کوئی چارہ نہ تھا۔ لیکن اس سترہ اٹھارہ دن کی مدت میں ہزاروں
مسلمان بے خانماں ہو گئے اور ان کے ننگ و ناموس کو بے حد صدمہ پہنچا۔
اور بعض جانیں بھی ہلاک ہوئیں۔ بلوائیوں کی مخالفت پر ظاہر مسلمانوں
سے تھی۔ اس لیے انہوں نے جا بجا ٹیلی گراف کے تار توڑ لے کے سوا
گورنمنٹ کی کسی یہاں پر درست درازی نہ کی۔

اس بیان سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اس ضلع کے تمام ہندو بلوائیوں
میں شامل تھے۔ بلکہ یہ حرکت محض جاہل بد معافشوں کی تھی۔ اور بعض شریف
نفس ہندوؤں نے خود اپنے گھروں میں مظلوم مسلمانوں کو پناہ دی
افسوس ہو کہ اس بلوے کے حقیقی اسباب اور اس کے اصلی بانی
سمانی کے نام ظاہرنہ ہوئے یا شاید خود گورنمنٹ کو بھی تحقیق نہ ہوئی۔

۱۸) پرنش آف ولیز (شہزادہ ولی عہد کی آمد ۱۹۲۱ء

۱۹۲۱ء میں شہزادہ ولی عہد سلطنت برطانیہ نے پٹنہ تشریف
لَاکر داروں یہاں قیام فرمایا۔ باقی پور کا وسیع میدان خوش نما خیموں اور
شامیانوں سے آرات کیا گیا۔ اور بڑی دھوم دھام سے دربار منعقد ہوا۔
صوبے کے زمین داروں اور رؤسائے تحریف ملازمت حاصل کیا ایکن
اس زمانے میں گاندھی جی کی تحریک ترک موالات کے سلسلے میں شہزادہ

صوبہ بجاے لفظ گورنر کے گورنر لقب سے مخاطب ہونے لگ۔
 ہندستانیوں میں لارڈ سنہا کے سواب تک کسی کو لارڈ کا خطاب
 حاصل نہیں ہوا اور گورنری کا عہدہ بھی اول اول انھی کو ملا۔ لارڈ
 سنہا نے صحت کی خرابی کے بسب یا کسی اور مصلح سے قبل از وقت
 استغفار سے دیا کچھ مدت تک سری سینزور نے قائم مقامی کی ان کو
 سابق میں پٹنہ کے کلکٹر ہنے کے بسب یہاں کی لوری دافتیت حاصل
 تھی۔

۱۹۲۳ء میں سر سینزی دیلر اور ان کے بعد ۱۹۲۴ء سے
 سر ہوا سینیفینس گورنر ہوئے۔ جو اس وقت تک اپنے عہدے پر قائم
 ہیں۔

بعض حادثوں کا ذکر ۱۹۲۲-۲۳ء

۱۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو سر علی امام (بیر سٹر) نے جو صوبہ بہار کے نہایت
 معزز لیڈر اور شاہیں ہند سے تھے اور دائرائے کی کوشش کے مجرم اور حیدر آباد
 دکن میں صدر اعظم رہ چکے تھے۔ راجحی میں انتقال کیا اور ۱۹۲۳ء میں اپریل
 کو ان کے چھوٹے بھائی حسن امام (بیر سٹر) جو ہند کے بہترین قانون والوں
 میں تھے اور کلکنہ ہائی کورٹ کے نجی بھی رہ چکے تھے۔ اور ۱۹۲۱ء میں لندن
 میں ہند کے مسلمانوں کے نمائندے ہو کر ترکی کی صلح کی کانفرنس میں شریک
 ہوئے تھے انتقال کیا۔ حسن امام صاحب ۱۹۱۸ء میں کانگرس کے
 صدر بھی منتخب ہوئے تھے۔

دیاروں اور نشیب زمینوں میں عالم آب نظر آنے لگا۔ جس سے دس ہزار مکانوں کو نقصان پہنچا۔ داناپور اور گیا کے درمیان نہر کا پانی کناروں کو کھنگاتا ہوا چاروں طرف پھیل گیا۔ داناپور اور دیگھل کے درمیان پانی گنگا کے کنارے سے سڑک پر چڑھا آیا۔ اور صوبے کا نوآباد دار الحکومت بھی سیلاب کے اثر سے محفوظ رہا۔ داناپور میں حکام نے بروقت چہاز اور کشتیوں کا بند و بست کر کے بہت لوگوں کو دیاروں سے خشکی پر پہنچوایا۔ اس دفعہ صرف چار آدمی اور سو ڈریٹھ سو مویشی تلف ہوئے۔ سون کے کناروں پر بستیوں میں پانی اندر گھس آیا۔ اور آرہ میں بھی بعض محلوں میں گھروں کے اندر کئی فٹ بلند پانی جمع ہو گیا۔ جس سے مکانوں کو سخت نقصان پہنچا۔ گورنمنٹ اور پبلک نے حتی المقدور مصیبت زدوں کے ساتھ حمدردی کا سلوک کیا۔

۱۹۱۲ء سے ۱۹۲۰ء تک گورنرول کا ذکر

۱۹۱۲ء میں صوبہ بہار و اڑیسہ بنگالے سے علیحدہ ہو کر جائے خود ایک صوبہ قرار پانے پر سر جیارس بیلی نے لفٹنٹ گورنر مقرر ہو کر ۱۹۱۵ء تک حکومت کی۔ سر جیارس بیلی کے بعد سر اڈورڈ گیٹ اور پھر ۱۹۱۸ء میں سر اڈورڈ بیونج ریاستیت قائم مقام، لفٹنٹ گورنر ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں بنگالے کے مشہور و معروف بیر سٹارلارڈ نہ آف رائے پور کو صوبہ بہار و اڑیسہ کی گورنری عنایت ہوئی۔ ۱۹۱۹ء میں سرٹنٹلکوڈزیر ہند اور لارڈ چسپورٹ والسرائے ہند کی بیاسی اصلاحات چاری ہوئے پر حاکم

جو عرصہ دراز سے کونسل کے ممبر اور مسلمانوں کے لیڈر بھی تھے وزیر تعلیمات ہوئے۔ جدید اصلاحات کے نفاذ تک عزیز صاحب کی وزارت قائم رہی اور اس مدت میں تعلیم کے علاوہ صنعت و صرفت میں نمایاں ترقی ہوتی رہی۔ ان کے ہر دل عزیز ہونے کا ہدایت یہ بھی ہو کہ ان کی ذاتی فیاضی سے ہر سال جاڑوں کے موسم میں موتیابند کے بینکڑوں مریض پنجاب کے شہروں کا کمر سے آنکھیں بنو اکر بصارت حاصل کرتے ہیں۔ اس زمانے میں عزیز صاحب کے مکانات خلصہ ہسپتال بن جاتے ہیں۔

۱۲۳۔ جدید اصلاحی قانون کا نفاذ اور کانگریسی حکومت کا آغاز ۱۹۲۹ء - ۱۹۳۶ء

سامن کیشن کی تجویز اور گول میز کانفرنس کے مشوروں پر خود کرنے کے بعد انگریزی پارلیمنٹ نے ہند کی حکومت کے لیے جدید اصلاحی قانون منہجت کے جو ۱۹۲۹ء کا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کہا جاتا ہے۔ اس کی رو سے صوبے کی مجلس کو قانون سازی اور حکومت میں ایک حد تک آزادی حاصل ہو گئی۔ انگریزی پارلیمنٹ کے اصول پر صوبے میں دارالعلوم اور دارالاصرائیک جگہ بیس لیٹو اسمبلی اور بیس لیٹو کونسل مقرر ہوئی۔ بہار اسمبلی کے ممبروں کی تعداد ۱۱۵۲ اور کونسل کے ممبروں کی تعداد ۲۹ ہے۔ ان جدید اصلاحات کے سلسلے میں اڑیسہ جو ۱۹۱۲ء سے صوبہ بہار کے شامل تھا۔ علیحدہ ہو کر جدا گانہ صوبہ ترار پایا، عوہ بہار کے ساتھ چھوٹا ناگ پور بہتر ضم رہ گیا۔

۱۹۳۳ء شدید زلزلہ ۱۲۲

۱۵ جنوری ۱۹۳۳ء مطابق ۲۸ رمضان ۱۳۵۲ھ دن کے دو بجے ایک خوفناک زلزلہ آیا جس نے شہر موگیر کو بالکل تباہ کر دیا اور رہنمائی سیتا مردمی اور محقق علاقوں میں صد ہا مکانات منہدم ہو گئے۔ جگ جگ زمین شنق ہو گئی اور پانی کے ساتھ ریت مٹی فوارے کی طرح زمین سے نکلی اور سطح پر پھیل گئی جس سے بعض مواضع میں زراعتی زمین ریگستان نظر آئے گلی اور کھیتوں کی شاخت باقی نہ رہی۔ عظیم آباد پٹن، شاہ آباد میں بھی بہت سے سکانات گرے اور جان و مال کا سخت نقصان ہوا۔ زلزلے کا اثر ملک بہار کے باہر بھی دوڑ دوڑ تک محسوس ہوا لیکن بہار میں تجھنیا دس بارہ ہزار اشخاص ہلاک ہوئے اور تمام صوبے میں عام تاریجی پھیل گئی۔ یہ اسی قسم کی سماوی آفت تھی جیسی ۱۸۳۳ء میں تو برس پہلے بہار پر نازل ہوئی تھی اور جس کا حال اپنے مقام پر تحریر کر دیا گیا ہے۔

۱۹۳۴-۳۳ء تبدیل وزارت ۱۲۳

۱۹ جون ۱۹۳۳ء کو سر محمد فخر الدین نے انتقال کیا۔ یہ ۱۹۲۱ء سے علی التواتر وزیر تعلیمات مقرر ہوتے آئے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد خان بہادریت محمد حسین جو صوبے کی کونسل کے نہایت تجربے کا رمبر تھے وزیر تعلیمات مقرر ہوئے لیکن خان بہادر نے چند ماہ کے اندر ہی انتقال کیا اور ان کی جگہ پر ۱۰ جنوری ۱۹۳۳ء کو یہ عبد العزیز صاحب بیر سٹر

کو تفویض کر دے گی، اب وزارت ہاتھ آتے ہی ایک طرف بڑے ہٹے
ہندوز میں دار اور دوسری جانب سے کاشت کار دباؤ ڈالنے لگے۔
کانگرس والے حقیقاً دونوں فریقوں کے زیر اثر تھے۔ اس کش کمکش میں
انھوں نے چند قوانین جاری کیے جن کی روئے مال گزاری (لگان)
میں تخفیف ہو گئی اور زمین داریاں بھی قائم رہیں۔ مال گزاری کی تخفیف
کے علاوہ انھوں نے زمین داروں پر شیکس بھی لگادیے۔ حقیقتاً ان کی یہ
کارروائیاں ناجربے کاری اور گھبراہست کا نتیجہ تھیں۔ ضرورت اس بات
کی تھی کہ زمین دار اور عیتیت کے حقوق کی پوری چھان بین کی جاتی اور ہر
ایک کے حقوق منع طور پر جتنا دیے جاتے۔ لیکن کانگرس والوں سے ایسا ہم
کام کرنے کی صلاحیت اور جرأت ظاہر نہ ہوئی۔

کانگرس والوں نے اپنے اصول پر تعلیم جاری کرنے کے لیے ورقیا مندرجہ
کھولنے کا قصد کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ازدؤزبان سے فارسی اور عربی
الاصل الفاظ کو نکال کر ان کی جگہ پر ہندی والاصل الفاظ رکھ کر ہندستانی
زبان رائج کرنے کا ارادہ کیا لیکن مسلمانوں کی مخالفت کے بدب اس میں
کام یابی نہ ہوئی تاہم اس زمانے میں اسکلوں کے نصاب کی جو کتابیں
اردو میں شائع ہوئیں ان میں بہتیرے ہندی والاصل الفاظ داخل کر دیے گئے
جو مسلمانوں کے محاوروں اور روزمرہ میں مستعمل نہیں۔ مسلمانوں نے لگان کیا
کہ جس طرح بعض قوموں نے دوسری قوموں کی تہذیب و تمدن کو شانے
کے لیے اول زبان ہی پر ستم توڑا ہو۔ اسی طرح کانگرس والے اردو کو بدلت کر
غالص ہندووں کی زبان رائج کرنے کی تدبیریں کر رہے ہیں کیوں کہ زبان
تو مختلف انسانوں کے میل جوں سے خود بن جاتی ہو۔ کوئی زبان کسی خاص

مہبودیں کے انتخاب کے وقت صوبے کے ہر ایک فرقے لے حصہ لیا۔ اور منتخب شدہ اشخاص میں کانگریس والوں کی تعداد کثیر تھی۔ اس لیے گورنر نے اولًا انھیں کو حکومت کا انتظام جاری کرنے کو کہا، لیکن انھوں نے وزارت قبول کرنے سے پہلے گورنر سے اس بات کی طلبیت چاہی کہ وہ اپنے ذاتی اختیارات سے کام نہ لے گا۔ کچھ عرصے تک گفت و شنید ہوتی رہی اور اس اتنا میں محمد یونس صاحب بیر سٹر پٹنے نے مختلف فرقوں کے ذیلی ایاقت اشخاص کو ساختہ لے کر کافی جیعت فراہم کر کے وزارت قائم کر لی۔ چند ماہ تک یہ وزارت سرگرمی سے کام کرتی رہی۔ بعد کو گورنر نے اپنے ذاتی اختیارات کو عمل میں نہ لانے کا وعدہ کر لیا اور صوبہ بہار میں کانگریسی وزارت قائم ہو گئی اور بابو سری کرشن نہاد وزیر اعظم ہوئے۔

گورنر کے ذاتی اختیارات میں کم تعداد دو افراد کے حقوق کی نگرانی و حفاظت ایک اہم اور ضروری بات تھی۔ اختیارات کو عمل میں نہ لانے کا وعدہ کرنے سے غیر کانگریسی گروہوں، بالخصوص مسلمانوں کی انھیں گھل گئیں۔ انھوں نے سمجھ لیا کہ انگریزی حکومت کانگریسی گروہ کی اشتہریت سے اس قدر مروع ہو رہی ہے کہ ان کے مقابلے میں دوسروں کے حقوق کی ذمے داری سے جی چڑا تی ہے۔ گورنر کی اس حرکت سے انگریزی حکومت کا اعتقاد کم ہو گیا اور اسی وقت سے مسلم لیگ نے اپنی طاقت بڑھانی شروع کر دی۔

کانگریس والوں نے انتخاب کے وقت دوٹ حاصل کرنے کی غرض سے کاشت کاروں سے بڑے بڑے وناءے کیے تھے جن سے ان کو توقع تھی کہ کانگریسی حکومت زمین داریوں کو مٹا کر تمام حقوق کاشت کاروں

سے آل انڈیا اسلام بیگ کا جلسہ منعقد ہوا جس میں ہند کے ہر ایک صوبے کے مسلمانوں نے شرکت کی۔ محمد علی جنلاح، سرکن رحیات، سوارا ہنگامہ خان اور فضل الحق کو دیکھنے کے لیے خلقت کا وہ ہجوم تھا کہ دو قدم راست چنان ادھار تھا۔ اس موقع پر غایش گاہ بھی تیار کی گئی تھی جس میں صوبہ بہار کے علاوہ دوسرے صوبوں سے بہتری اشیائی غایش کے لیے آئی تھیں۔ پٹنم میں مسلمانوں کا ایسا مجمع کم تر دیکھنے میں آیا ہو۔

۱۲۷۱ء رام گڑھ میں آل انڈیا کانگرس کا جلسہ

وزارت سے مستغفی ہونے پر صوبہ بہار کے کانگرسی لیڈروں نے چھوٹا ناگ پور کے علاقے میں کانگرس کا جلسہ کرنے کی تحریک کی۔ چھوٹا ناگ پور کے علاقوں میں زیادہ تر جگلی قومیں مثل کول، سنتال، کھڑیا، آراؤں اور بھوتیاں وغیرہ آباد ہیں جو ہند کے قدیم باشندوں میں یادگار سمجھی جاتی ہیں۔ کانگرس والوں نے ان میں کانگرسی نیحالات پیدا کرنے کی غرض سے یا شاید اس بسب سے کہ رام گڑھ کے راجانے کانگرس کی خرگاہ تیار کرنے کے لیے زمین اور کئی لاکھ پانچ اور لکھڑیاں بلا معاوضہ پیش کی تھیں۔ رام گڑھ کو اس جلسے کے لیے پر کیا۔ ۱۹ مارچ ۱۹۳۸ء جلسے کا دن قرار پایا اور اس روز گاندھی جی، جواہر لال نہر و ابوالکلام آزاد صدر جلسہ اور مختلف صوبوں کے کانگرسی لیڈر اس مقام پر جمع ہو گئے۔ کانگرس والوں نے ناتجربے کاری سے اس جلسے کے لیے ایسی جگہ منتخب کی تھی جو نشیب میں واقع تھی۔ اتفاق سے عین جلسے کے

گروہ کی خواہش سے مردج نہیں ہوئی ۔

سلم لیک نے کانگریسی حکومت پر یہ الزام بھی عائد کیا کہ اس نے صوبہ بہار میں متعدد موقعوں پر مسلمانوں کے ذاتی و تحدی و منصبی حقوق کو پاک کرایا۔ اس یارے میں سلم لیگ نے الزامات کی کیفیت شائع کی اور ہنگالے کے وزیر اعظم ابوالقاسم فضل الحق صاحب نے ۱۹۲۹ء کے آخر میں فرد الزامات شائع کی جس میں ہر ایک الزامی واقع کی روئیداد درج کر کے کانگریس والوں سے جواب طلب کیا اور گورنمنٹ سے ان کی تحقیقات کے لیے شاہی کمیشن مقرر کرنے کی استدعا کی گئی۔ باتِ کھد اور برٹنے والی نظر آتی تھی لیکن یہیں تک ہو کر ختم ہو گئی ۔

۳ ستمبر ۱۹۲۹ء کو یورپ میں جنگ شروع ہوئی اور انگریزی حکومت نے اہل ہند کے لئے بھیس کے بغیر اس جنگ میں ملک ہند کی شرکت کا اعلان کیا۔ کانگریس رہائشی اول آنگریزوں سے اس جنگ کے مقاصد پاؤ چھپ پھر ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو تمام وزارتیوں کو مستعفی ہونے کی ہدایت کی وزارت کے مستعفی ہونے پر گورنمنٹ حکومت اپنے ذائقے لی اور تادم تحریر یہی صورت قائم ہو۔ (بولاٹی ستمبر ۱۹۲۹ء)

کانگریسی وزارت کے مستعفی ہونے پر سلم لیگ کے زیر اثر ہر ایک صوبے میں مسلمانوں نے یوم نجات کی خوشیاں منایں ۔

۱۲۵) صوبہ بہار میں آل انڈیا سلم لیگ کا جلسہ ۱۹۳۰ء

دسمبر ۱۹۳۰ء کے آخری بیفتہ میں سید عبد العزیز صاحب بیرونی سعی

۲۹) در بھنگہ میں زنا بندی کی تقریب سال ۱۹۳۱ء

۶ فروری ۱۹۳۱ء کو صوبہ بہار کے سب سے زیادہ دولت منداور ہند کے سب سے بڑے زمین دار ہمارا جا در بھنگہ نے اپنے بھتیجے روئی عہد کی زنا بندی کی۔ اس تقریب میں صوبے کے گورنر سرتھاں اسٹوارڈ اور چیف جسٹ پٹنہ ہائی کورٹ اور اکثر حکام اعلیٰ و رؤساؤں میں معاہدہ مدعو تھے۔ ہند کے والیان ملک میں ہمارا بجا ہو، ہمارا جادھوں پور، ہمارا جا کوچ بہار، ہمارا جاتری پورہ اور ہمارا جامور۔ بخیج بھی شرکیک تھے اور ان میں اکثر ہوائی چہاز کے ذریعے آئے تھے۔ ہمانوں کی تواضع میں لاکھوں روپڑ صرف کیے گئے اور کئی دن تک جشن ہوتا رہا۔ طرح طرح کے کھیل تماشے اور سینما دکھائے گئے۔ خلقت کا وہ بجوم تھا کہ ریلوے کیپنی کو روزانہ متعدد گاڑیاں چلانی پڑیں۔ اس موقع پر متوفی ہمارا نی کی یادگار میں اہل در بھنگہ نے بغزی یوں کی بودو باش کے لیے جو گھر بنانے کی تجویز کی تھی اس کا بنیادی پتھر گورنر بہار نے رکھا۔

۳۰) قصبه بہار شریف اور اطراف میں شدید فساد سال ۱۹۳۱ء

۱۲ اپریل ۱۹۳۱ء کو قصبه بہار اور گردوارے اطراف کے ہندوؤں نے مسلمانوں پر حملہ کیے۔ اس فساد میں بے قصور مسلمان ہلاک ہوئے اور ان کے گھر لٹ گئے۔ تمام واقعات کی تفصیل طوالت سے خالی نہ ہوگی۔ مختصر ہے

وقت سخت بارش ہوئی۔ چند منٹ میں حاضرین جلسہ شکنون تک لانی
میں تتر پڑھونے لگے۔ خطبہ صدارت بھی پڑھنے کی نوبت نہ آئی اور محض
رسمی طور پر جلسے کی کارداشیوں کی منظوری کا اعلان کر کے جلسہ برخاست ہوا۔

(۱۲۷) کانگرسی گروہ کا علے الرغم دوسرا جلسہ

کانگرس والوں نے بعض سابق کارداشیوں کے بدب کانگرس والوں
کا ایک گروہ گاہندر ہی جی اور ان کے پیراؤں سے ناراض ہو گیا تھا۔ اس گروہ
کے لیڈر بابو بھاس پندرہ بوس نے اسی روز رام گڑھ میں دوسرے مقام
پر علیحدہ جلسہ کیا۔ یہ جلسہ بارش شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔
اس لیے اس میں وہ بھگدرا اور بے لطفی نہ ہوئی۔ بہر کیف یہ پہلا اتفاق
تھا کہ کانگرس میں پھوٹ پڑنے کے بدب علے الرغم دوسرا جلسہ منعقد ہوا۔

(۱۲۸) ۱۹۳۴ء معدوم شماری سال

اس سال معدوم شماری کی رپورٹ سے ظاہر ہوا کہ صوبہ بہار میں
مسلمانوں کی تعداد اکتا لیس لاکھ چالیس ہزار تین سو تائیں (۳۱۳۰۳۲۳)
اور ہندوؤں کی تعداد دو کروڑ انسٹھ لاکھ پندرہ ہزار تینا لیس ہو۔

لیے گو رفتہ ہی کی جانب سے تحریک ہونی چاہیے۔ ان حالات کی بنابر
برٹش گورنمنٹ نے اپریل ۱۹۳۲ء میں سراٹافورڈ کرپس کو جرس میں
برٹش سفارت کے کام نہایت لیاقت اور کام یابی کے ساتھ انجام دے
چکے تھے۔ جدید تحریکات پیش کرنے کی غرض سے ہمیں روشن کیا۔ ان جدید
تحریکات کی رو سے صوبوں کو پوری آزادی حاصل ہوتی تھی، اور ہند کی
مرکزی حکومت کو بھی اختیار حاصل ہوتا تھا کہ برٹش حکومت کی متابعت
سے عیحدہ ہو سکے لیکن موجودہ جنگ کے ختم ہو لے تک دائرائے کی
کوشش کو دائیرائے کی متابعت لازمی تھی۔ کچھ عرصے تک گفتگو اور ناسو و
پیاسام ہونے پر کانگریس نے اس طرز حکومت کو قبول کرنے سے صاف انکار
کر دیا اور سلم لیگ نے بھی اس بنا پر منظور نہ کیا کہ گورنمنٹ نے پاکستان کے
اعویں کو صریحًا قبول نہ کیا تھا۔ بعض کانگریسی لیڈر ان تحریکات سے کوئی
اختلاف نہ رکھتے تھے لیکن گاہ مدنی جی نے ان کا خیال بدلتا دیا۔ کانگریس
نے حال اور مستقبل کے فرق کو مٹا دینے پر اصرار کیا اور تمام اختیارات کا
فوری مطالبہ پیش کیا۔ سراٹافورڈ کرپس نے نیل مرام واپس گئے، اور
کانگریس والے حکومت کو متعطل بنادینے کی تدبیریں سوچنے لگے۔

(۱۹۳۲) کانگریسی لیڈروں کی گرفتاری پر باعثیانہ فسادات ۱۹۳۲ء

۱۰ اگست ۱۹۳۲ء کو بمبئی میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے یہ اعلان کیا
کہ انگریزوں کو حکومت سے دست بردار ہو کر اس ملک سے نکل جانا چاہیے

کرفنا دکسی حاصل محلے تک محدود نہ تھا بلکہ دیہاتوں میں بھی لٹھار کے
لیے خفیدہ ساز باز کا پتاملتا ہو۔ و خیادہ حرکتوں کی شدت کا اندازہ اس سے
ہو سکتا ہو کہ ایک ظالم نے ایک مسلمان بھی کو جس کی عمر چار سال کے قریب
ہو گئی ظالمانہ طور پر مار دالا۔ رقم کو معتبر لوگوں سے معلوم ہوا، تو کہ بعض غوب
اور کس پرس اشخاص بجوریوں سے اپنی مظلومیت کی فریاد بھی حکام تک
نہ پہنچا سکے۔ حکام ضلع کی کارروائی کا دار و مدار اکثر ما تحبوں کی رپورٹ پر
ہوتا ہو۔ وہ خود ذاتی طور پر لوگوں کے صحیح حالات و جذبات سے واقفیت
رکھنے کے ذریعے نہیں رکھتے اور پیش میں و پیش قدمی سے عاجز ہتے ہیں،
ہندو افادہ کا قبل از وقوع انساد نہیں کیا جاتا۔ ۱۹۱۴ء میں ضلع آرہ کے فادا
کے بعد سے اس وقت تک ایسے کئی ہنگامے ہو چکے ہیں۔ اس سے بڑا نقصان
یہ ہوا کہ ہندو مسلم اتحاد کی امید میں خواب پریشان ہو گئیں۔ اس سال ہندو
ہما بھائیوں جلے کے لیے شہر بھاگل پور کو منتخب کیا تھا لیکن وہاں بھی
ہندو مسلم فسادر و نمائھا۔ اس لیے گورمنٹ نے اتنا عالمی احکام جاری کیے تھے۔

۱۹۳۲ء میں جدید تحریکات

جنگ کے معاملے میں کانگریس نے گورمنٹ کی کوئی حایت نہیں کی
تھی اور مسلم لیگ نے مسلمانوں کو جنگ میں مدد یعنی سے تو نہیں روکا
لیکن لیگ والوں کو دائرے کی کونسل میں شریک ہونے سے باز رکھا
تھا جس سے گورمنٹ کسی قدر حیص بھی میں پڑگئی تھی اور بعض غیر کانگریسی
لیڈر برٹش گورمنٹ کو توجہ دلار ہے تھے کہ موجودہ رکاوٹوں کو دوڑ کرنے کے

اشنا میں پولس افسر اور پاہیوں کو پتھر اور ڈھیلوں سے مفروب کیا۔ حکام نے پھر اس گروہ کو ہٹنے کی تاکید کی اور متواتر بمحایا کر دے ہٹنے کی صورت میں گولیاں چلائے کا حکم دیا جائے گا مگر کانگرس والوں نے ایک نہ مانی اور آگے بڑھنے کا تصدیق طاہر کیا۔ اب پاہیوں نے حکم پاتے ہی گولیاں چلا تیں۔ رقم کو معتبر اشخاص سے معلوم ہوا ہر کس سات اشخاص بندوق کی گولیوں سے ہلاک ہوئے اور بعد میں زخمی ہوئے۔ باقی گروہ نے منتشر ہو کر فی الفور فرار کیا۔

چند منٹ کے اندر اس واقعہ کی خبر شہر میں پہنچ گئی۔ جن لوگوں نے اب تک کار و بار جاری رکھا تھا دروازے بندر کر کے گھروں میں کھس کئے اور تمام بازاروں میں شہر خیوشان کی سی خاموشی طاری ہو گئی۔

۱۲ اگست کو محل قدم لکھوان میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں انگریزی حکومت کے خلاف تقریر میں کی گئیں۔ اس موقع پر کئی ہزار آدمی جمع ہوئے تھے اور خلقت کا اس قدر بحوم تھا کہ راستے میں آمد و رفت و شوار تھی۔ مقررین کی پڑھوشن تقریروں سے متاثر ہو کر بعض اشخاص نے نازیبا حرکتیں شروع کر دیں۔ اور ہندستانیوں کے سرے انگریزی ٹوپی اور گلے سے نکلائی رابطہ، چین کر پھیٹک دی۔ بعض مسلمانوں نے سلمیگ دالوں کو بھی کانگرس کا شریک حال ہو جانے کا مشورہ دینا چاہا لیکن پھر کچھ سوچ کر سکوت اختیار کیا۔

اب ہندوؤں نے ہر لایک جگد آمد و رفت اور خبر سانی کے راستے اور ذرائع مدد و مہدم کرنے کے لیے تمام صوبے میں جا بجارتیں کی پڑیاں لامکھا دیں۔ ریل کے ڈبے توڑا لے۔ انجنوں کو بزرگ روادیا۔ ملکوں پر دنختوں

اس کے بعد ہی وائرلے کی کونسل کے فیصلے کے مطابق گاندھی جی اور دوسرے کانگریسی یمندوں کی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ ۹ اگست کو ان گرفتاریوں کی خبریں ریڈیو کے ذریعے سے پہنچ میں وصول ہوئیں۔ کانگریسی اخباروں نے معاً خبر کے پر پچ شائع کیے اور مقامی کانگریس والوں نے ہڑتاں مچلتے کی تدبیریں شروع کیں اور بہار نیشنل کالج کے طلباء نے انگریزی حکومت کے روئیے پر اظہارِ نفرت کرتے ہوئے جلوس لکالا۔

۱۰ اگست کو پھر کانگریس والوں اور کالج کے طلباء نے زیادہ شدت کے ساتھ مظاہرے جاری رکھے اور عوام الناس کو ہڑتاں مچانے پر آجھا رہندا ہے وہیں نے اپنی اپنی دکان بند کر دی اور بعض مسلمانوں نے نقش امن اور لٹوٹ مار کے اندیشوں سے ڈکانیں بند کر دیں۔ طلباء اور کانگریسی گروہ انقلاب زندہ باد، "بندوں مسلم ایک ہوں" کرو یا مر و۔ انگریز نکل جاؤ ہمارا دیں بھارا اگھر ہم کو دوں اور ازیں قیل صدائیں بلند کرتے ہوئے گشت لگاتے رہے اور کچھرلوں۔ دفتروں اور اسکولوں کی حاضری سے بیٹھ کرتے رہے۔

۱۱ اگست کو کانگریس والے اور کالج کے طلباء تھینٹا پائچ بڑا اتحاد کے گروہ کو ساتھ لے کر گورنمنٹ سکریٹریٹ (دیوان خانہ) پر قبضہ کرنے یا کانگریس جھنڈا انصب کرنے کی غرض سے مشرقی دروازے پر پہنچ گئے۔ حکام اعلیٰ کو پوس افسر نے ان کو سمجھا بجھا کر اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش بیٹھ کی تھینٹا ڈھائی تین گھنٹے تک گفت و شنید ہوتی رہی۔ آخر پائچ بیجے شام کے قریب اس گروہ کو منتشر کرنے کے لیے سواروں کو دعاوا کرنے کا حکم دیا۔ سواروں نے گروہ کو منتشر اور پس پا کر دیا لیکن کچھ دوڑ ہٹ کر اس گروہ نے جمیعت فراہم کر لی اور سکریٹریٹ کی طرف قدم ڈھانے۔ اور اس

نیک نفس انان کا دل ہل جاتا ہے۔ انھوں نے ستیا مڑھی رضیح مظفر (پورا) کے سب ڈوینڈل افسرا اور پولیس ان پکڑ کر تو دوچھریوں کے سرراہ گھیر کر محض اس جرم پر مارڈا لا کر انھوں نے کانگرسی بننے سے انکار کیا تھا۔ صرف موڑ ڈایور جس کو انھوں نے اپنی دانست میں مارکرنا ہے میں چھوڑ دیا تھا کسی طرح زندہ نج گینا۔ اسی ضلع میں ان شریروں نے میناپور کے تھلنے دار کو پکڑ کر اس پر کراسن تیل ڈال کر زندہ جلا دیا۔ اور ضلع پورتیہ میں روپولی کے تھانے دار اور دو کاٹیبلوں کو بھی جلا دیا اور پٹنے کے قریب ہی ریل کے مسافروں میں ہوائی جہاز کے دو افسروں کو جو ملک کیتھا (امریکہ) کے رہنے والے تھے وختیانہ طور پر مارڈا۔

ریلوے پر باغیوں نے جو حملے کیے ان کی مدافعت کے سلسلے میں گورمنٹ نے ہوائی جہازوں سے بھی شین گن چلوائی۔ ضلع پٹنہ میں گریک کے قریب (بہار شریف سے بارہ سیل دکھن) اور ضلع سونگیر میں پر سراہ اور بہیش گھونٹ اسٹیشنوں کے درمیان اور ضلع بھاگل پور میں بھاگل پور اور صاحب گنج کے درمیان باغیوں کے گروہ پر ہوائی جہازوں سے شین گنیں چلائی گئیں۔

بہر کیف یہ فاد کوئی معمولی فاد نہ تھا۔ باغیوں کو غالباً خفیہ طریقے پر یہ معلوم تھا کہ ان کو کیا کرنا ہو کیوں کہ ہر ایک صوبے میں اور ہر ایک مقام پر ایک ہی قسم کی حرکتیں عمل میں آتیں۔ گورمنٹ گاندھی جی اور کانگرسی لیڈروں کو ان فسادات کا بانی مبانی ٹھیک رہی ہے۔ کانگرسی لیدراس وقت قید میں ہیں اس لیے ان کا بیان تو معلوم نہیں لیکن گاندھی جی کے جو خطوط و اسرائے کے پاس گئے تھے ان سے ظاہر ہو کر وہ خود کو اور کانگرس

کے تھے اور پھر وہن کے ڈھیر لگا دیے۔ پلوں کو خراب کر دیا۔ تار توڑ دائے ڈاک خانوں اور تار گھروں کو لوث لیا اور آگ لگا دی۔ ریلوے کے گوداموں اور دفتروں کو لوث لیا۔ اسکو لوں اور گورنمنٹ اور میول پلشیوں کے دفاتر میں آگ لگا دی اور بعض بے قصور لوگوں کے گھر بھی لوث لیے۔ اس طائف الملوكی میں کچھ عرصہ تک اہل شہر کو بازار سے کھلا لکی چیزیں بھی دستیاب نہ ہو سکیں۔

ان واقعات کو دیکھ کر گورنمنٹ نے شہر پٹنس میں فوجی پیرے بٹھا دیے اور عام راستوں پر بغیر پاسپورٹ (تعربیہ) آمد و رفت منع ہو گئی، گوئے پاہیوں نے شہر کی صفائی شروع کی اور جس کسی کو پایا بلا ای تیاز اس کام میں شریک کر لیا۔ بعض معزز اور خطاب یافتہ اشخاص بھی جو اتفاقاً سامنے آگئے تھے گوروں کے ساتھ کام کرنے پر مجبور ہوئے کچھ لوگوں نے خبر سے نکل کر دیہاتوں کی راہی اور سواریوں کا باقاعدہ انتظام نہ ہونے کے سبب سخت زحمتیں اٹھائیں۔ شہر اور اطراف پٹنس کے علاوہ صوبے کے ہر ایک شہر اور سب ڈویزن سے اسی قسم کے واقعات کی اطلاعیں وصول ہوئیں۔ اور حسب ضرورت گورنمنٹ نے ہر ایک مقام پر فوج کے دستے روانہ کئے۔ اور پوس اور فوج کے پہرے بٹھلتے۔ باپس ہمہ باغیوں نے یمنکرلوں مقام پر ریلوے اسٹیشنوں، ڈاک خانوں، تار گھروں، سرکاری اور نیم سرکاری دفتروں، اسکو لوں اور تھانوں کو نقصان پہنچایا۔

اس قسم کے واقعات اور صوبوں میں بھی ہوئے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی شدت اور کثرت صوبہ بھار میں بہت زیادہ تھی بعض مقام پر ان ظالم باغیوں نے ایسی حشیانہ حرکتیں کیں جن سے ہر ایک

اس خطرے سے بہت قریب ہو۔

بعض اہل الرائے کا مگان ہو کر غیر مسلم فرقوں میں کچھ اشخاص ایسے بھی ہیں جو جاپان کی حکومت کو مدد کار بناؤ کر انگریزی حکومت کا استیصال کرنا چاہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ ناخدا انس اور ناخدا ترس جا پانیوں سے بھلائی کی کوئی توقع ہو ہی نہیں سکتی اور اہل چین چھو برس سے ان کی شرارتون کا تلحظ تحریہ اٹھا رہے ہیں۔ عوام الناس کو اس کا بھی یقین ہو یا پوس بھاس چندر بوس لکستہ سے خفیہ فرار کر کے جرمنوں اور جاپانیوں کی پناہ میں ہیں۔ واللہ اعلم۔ اس سال گور منٹ نے تابے کے نئے پیے جاری کیے چو سابق پیے سے چھوٹے ہیں اور ان کے نجع میں گول سوراخ ہو۔

صوبہ بہار میں مسٹر یونیس پھر اپنی وزارت قائم کرنے کے لیے سلسلہ جنبانی کر رہے ہیں لیکن اب تک کوئی کام یا بی کی امید نہیں بندھی ہو۔ ۱۹۳۲ء کو ادھر صوبوں کی طرح صوبہ بہار میں بھی توں کی فتح کی خوشیاں سنائی گئیں۔ خاص پڑنے میں کچھ زیادہ دھoom دھاام مچی اور غربا کو کپڑے بھی تقیم کیے گئے۔

ملک میں نہ کوئی جنگ واقع ہوئی ہو اور نہ تحطیکن خلقت ایسی تباہ حال ہو رہی ہو جس کی مثال پہلے کبھی دیکھنے یا اٹھنے میں نہیں آئی تھی۔ غربا میں کثیر قداد ایسے اشخاص کی ہو جو دو دن میں ایک وقت کھانا مل جانے کو غنیمت جانتے ہیں۔ چاول تیرہ آنے کو ایک سیر اور آٹا دس آنے کو ایک سیر ملتا ہو۔ غریب مزدور جو آٹھ دس آنے روزانہ مزدوفدی کرتے ہیں اپنے اہل دعیال کی پروردش سے عاجز نظر آتے ہیں۔ کپڑے بھی اس قدر گراں ہیں کہ غربا تو درکنار او سط درجے کی حیثیت والے بھی پہنچنے

کو قابلِ الزام سمجھنے سے انکار کرتے ہیں۔

نادان باغیوں نے شایدیہ سمجھا تھا کہ موجودہ جنگ کی کش کش میں ان فسادات سے گھبر اگر گورنمنٹ کانگریس کی بات مان لینے پر مجبور ہو گی۔ لیکن ہر فردی شعور جانتا ہو کہ ایسے ہنگاموں سے نقصان کے سوا کوئی کامیاب نہیں ہو سکتی خصوصاً اس حالت میں کہ سرکاری ملازم اور پولس اور فوج اور ملک کی دوسری قومیں باغیوں کے ساتھ نہ تھیں اور سلطان من حیث قدم ان کی تحریکوں سے تطمعاً الگ ہیں۔

باغیانہ حرکات اور جرائم کا سلسلہ ہمینوں تک جاری رہا لیکن ۲۷ ستمبر ۱۹۳۲ء سے صوبے میں عام طور پر امن کی صورت نظر آئے لگی اور اسی تاریخ کو شہر سے فوجی پہڑ اور پابندیاں اٹھادی گئیں۔

(۳۲) موجودہ حالات ۱۹۳۳ء

فی الحال ہر ایک مقام پر حکام کی تمام توجیہ جنگ میں ہر ایک طرح کی امداد دینے پر مبذول ہو رہی ہے۔ ملک ہند اب تک میدانِ جنگ نہیں بنा رہا لیکن ملک برہما، سنگاپور اور جزائر آنڈمان پر قابض ہونے کے بعد جاپانیوں نے کلکتہ، چاٹ گام اور خیج بنگال کے بعض ساحلی مقاموں پر ہوائی جہاز سے گولے گرا کر کچھ بیانوں کو نقصان پہنچایا اور بعض بے قصور لوگوں کو ہلاک کیا ہے۔ اور صوبہ آسام کی سرحد پر بھی چھپر چھاڑ کی ہے۔ ان واقعات سے ظاہر ہو کہ جاپان والے اس ملک پر بھی چڑھائی کرنے کا قصد رکھتے ہیں لیکن اب تک جرأت نہ کر سکے۔ بہر کیف صوبہ بھار بھی

(۳۳) خاتمه

الحمد لله رب العالمين
 کتاب میں قبل نسخہ سے مطابق
 تاریخ اسلام کی پڑتال، بہار و عظیم آباد پٹنہ کے مسلسلہ وار تاریخی حالات ا تمام
 کو پہنچ اور راقم کی بارہ یرس کی محنت ٹھکانے لگی۔ موجودہ زمانے میں ہر
 گوشے کے حالات روزانہ اخباروں کے ذریعے سے معلوم ہوتے رہتے
 ہیں اور سال بے سال ضروری حالات سرکاری روپر ٹوں میں شائع کیے
 جاتے ہیں یہیں گزشتہ واقعات کے متعلق ایسی کوئی تازیہ کتاب موجود
 نہ تھی جس میں ہمارے صوبے کے مکمل تاریخی حالات مستند تاریخوں کے
 حوالے سے مرتب کیے گئے ہوں۔

شیریں تراز حکایتِ مانیت قصہ

تاریخ روزگار سدا پا نوشتہ ایم

راقم
 فضح الدین بلجی

کپڑوں پر گز ادا کر رہے ہیں۔ گورمنٹ نے جا بجا سرکاری ملازموں اور عوام الناس کے لیے غلے کی دکانیں بھی کھلوائی ہیں۔ لیکن ہر ایک تنفس ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور جس غریب کے پاس کچھ سرمایہ باقی نہ رہا ہو اس کے لیے فاقہستی کے سوا کوئی چارہ کا رہنا نہیں۔ شہروں میں روزانہ فاتوں سے متین بھی ہو رہی ہیں اور دیہاتوں کا بھی یہی حال ہے۔

ان معیوبتوں کے بہت سے اسباب ہیں جن میں راقم کے خیال میں ایک بڑا سیدب یہ بھی ہو کہ ابتداء میں گورمنٹ نے چیزوں کا نزدیکی مقرر کیا اس کو دیکھ کر مہاجنوں اور آڑھٹ والوں نے غلے خرید کر گھروں میں چھپانا شروع کر دیا اور نزد گواراں کرنے کی تدبیریں کرنے لگے۔ یقین ہو کہ اس وقت بھی ہر ایک جنس کثیر مقدار میں لوگوں نے چھپا رکھی ہر جس کا پتال کانے سے گورمنٹ عاجز ہو۔

ایک بڑی معیوبت یہ آپڑی ہو کہ بازاروں میں رپیہ کا خرده نہیں ملتا۔ کچھ عرصے سے گورمنٹ نے اڈورڈ ہفتم اور جارج پنجم کے روپ کا رواج اٹھادیا ہو لیکن ان روپوں میں چاندی کی مقدار زیادہ ہو اور فی الحال چاندی گراں قیمت ہو گئی ہو اس لیے مہاجنوں نے ان روپوں کو بھی چھپا رکھا ہو بلکہ راقم کو یہ بھی معلوم ہوا ہو کہ بعض مہاجن اپنے ملازموں کو روپ کے خردے لے کر دیہاتوں میں اس عرض سے بھیجتے ہیں کہ پرانے روپ بارہ آنے کو خرید لائیں اور یہی روپ زیورات بنانے کے لیے مناروں کے ہاں چاندی کی قیمت پر فروخت کیے جاتے ہیں۔ روپ کا خرده نہ ملنے کے سبب خریدو فروخت نہایت دشوار ہو گئی ہو۔ بلکہ ریل کا مکمل لینے میں بھی نخت وقت پیش آتی ہو۔

کتب جن کے حوالے سے تاریخ مژہب کی گئی ہو

- (۱) طبقات ناصری (ابو عمر منہاج الدین سراج جوزجانی) مطبوعہ ایشیا ملک سوسائٹی
بنگال ۱۸۹۲ء
- (۲) تاریخ سالار سعود فازی مطبوعہ نول کشور لکھنؤ
- (۳) تاریخ آمیثہ او دھ مولفہ سید ابوالحسن
- (۴) تاریخ فیروز شاہی مولفہ ضیاء الدین بری مطبوعہ ایشیا ملک سوسائٹی بنگال ۱۸۹۲ء
- (۵) تاریخ فیروز شاہی مولفہ شمس سراج عفیف (ایضاً، ۱۸۸۶ء)
- (۶) وسیلہ شرف مولفہ شاہ فرزند علی صوفی منیری
- (۷) تذکرۃ الکرام مولفہ شاہ کیر الدین احمد داناپوری
- (۸) آثار شرف مولفہ قاضی سید نور الحسن
- (۹) تاریخ فرشت مولفہ محمد قاسم فرشت مطبوعہ لکھنؤ
- (۱۰) اکبر نامہ مولفہ علامہ ابوالفضل ایضاً
- (۱۱) آئین اکبری ایضاً ایضاً
- (۱۲) منتخب التواریخ مولفہ عبدالقدار بداؤنی مطبوعہ ایشیا ملک سوسائٹی بنگال جلد اول ۱۸۷۵ء و جلد دو ۱۸۷۶ء
- (۱۳) طبقات اکبری مولفہ خواجہ نظام الدین احمد بخشی مطبوعہ ایشیا ملک سوسائٹی بنگال
- (۱۴) ماڑالاہرا مولفہ شہزاد خان مطبوعہ ایشیا ملک سوسائٹی بنگال
- (۱۵) ترک جہاں گیری مطبوعہ منتی نول کشور لکھنؤ
- (۱۶) جہاں گیر نامہ مولفہ معمتن خان ایضاً

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

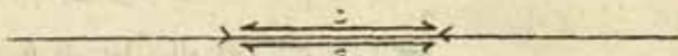
م

م

م

15. Martins Eastern India (Published 1838)
 16. District Gazetteer, Patna by Omally (1924)
 17. Twenty-eight years in India by W. Taylor
 18. Journal of the B & O Research Society 1915,
1918, 1925.
 19. Encyclopaedia Britannica 11th. Ed.
 20. Dynasties of the Kaliyug by F. E. Pargiter (1913)
 21. History of Bengal Bihar & Orissa under British
Rule by Omally (1926)
 22. Memoirs of Gaur & Pandia. by K. S. Abid Hosain
Khan, Edited by Stapleton M. A.
 23. Coins of India by C. J. Brown.
 24. History of India as told by its own historians
by Elliot & Dawson.
 25. Chotanagpur by Bradly Birt I. C. S.
 26. History of Aurangzeb by Sir J. N. Sarkar.
 27. 'Asoka' by V. A. Smith (1920)
-

- (۱۶۱) پادشاه نام مولفہ ملائی عبدالمجید لاہوری مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال
 (۱۶۲) عل صاحب رشاد چہار نامہ مولفہ محمد صاحب کتبہ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال
 (۱۶۳) عالم گیر نامہ مولفہ محمد کاظم بن محمد امین بخشی مطبوعہ ایضاً ۱۸۷۵ء
 (۱۶۴) ماشر عالم گیری مولفہ مستعد خان مطبوعہ ایضاً ۱۸۷۱ء
 (۱۶۵) منتخب الباب مولفہ ہاشم خان (غافل) مطبوعہ ایضاً ۱۸۷۹ء
 (۱۶۶) سیر المتأخرین مولفہ غلام حسین خان طیا طبائی مطبوعہ لکھنؤ
 (۱۶۷) ریاض السلاطین مولفہ غلام حسین خان زید پوری مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال
 (۱۶۸) شاہ عالم نام مولفہ غلام علی خان مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال
 (۱۶۹) تذکرہ صادقة مولفہ مولوی عبد الرحیم صادق پوری
 (۱۷۰) کتاب ہبہ بھارت چھاپ کلکتہ
 اور کتابوں کے نام اصل صفحوں کے ساتھ پائے جائیں گے۔



ہماری زبان

انجمن ترقی اردو ہند کا پندرہ روزہ اخبار
ہر ہفتے کی پہلی اور سو طویں تاریخ کو شائع ہوتا ہے
چندہ سالاں ایک اپنی فی پرچہ ایک آئندہ

اردو

انجمن ترقی اردو (ہند) کا سماںی رسالہ

جنوری، اپریل، جولائی اور اکتوبر میں شائع ہوتا ہے
اس میں ادب اور زبان کے ہر پہلو پر بحث کی جاتی ہے۔ تقدیمی اور محققانہ مضمون خلاصہ
تیار رکھتے ہیں۔ اردو میں جو کتابیں شائع ہوتی ہیں، ان پر تبصرہ اس رسالے کی ایک حصہ میں
ہے۔ اس کا جام فیروزہ سو صفحے یا اس سے زیادہ ہوتا ہے۔ قیمت سالانہ محصول داٹ غیرہ ملکہ ریاست پر
یک امگریزی رائٹر پریسکریٹور نے کی قیمت ایک اپنی بارہ آئندے (دوڑ پریسکریٹور عثمانیہ)

رسالہ سائنس

انجمن ترقی اردو (ہند) کا ماہانہ رسالہ

اہمگریزی ہمیشہ کی پہلی تاریخ کو جامعہ عثمانیہ حیدر آباد سے شائع ہوتا ہے
اس کا مقصد یہ ہے کہ سائنس کے مسائل اور خیالات کو اردو زبان میں مقبول کیا
جائے۔ دنیا میں سائنس کے تعلق جو جدید امکنانات و تفاؤل تقدیم ہوتے ہیں یا بحثیں یا ایجادیں
ہو رہی ہیں ان کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے اور ان تمام مسائل کو حتی الامکان
صاف اور سلیمانی زبان میں ادا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس سے اردو زبان کی
ترقی اور اہل وطن کے خیالات میں روشنی اور وسعت پیدا کرنا مقصود ہے۔ رسالے میں
ستعداد بلکہ بھی شائع ہوتے ہیں قیمت سالانہ صرف پانچ روپیہ ایک امگریزی رائٹر پریسکریٹور عثمانیہ
خطاط کتابت کا پتا۔ مقدمہ مجلس ادارت رسالہ سائنس جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن

انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی

ENGLISH BOOKS

1. Buddhist India by Dr. T. W. Rhys Davids L. Ld., Ph. D. 5th. Ed. 1917.
2. Early History of India by Dr. V. A. Smith (1924)
3. Ancient Geography of India by Gen. Sir A. Cunningham.
4. Dialogues of Buddha (T. W. Rhys Davids)
5. Ancient India as described by Megasthenes & Arrian by J. W. Mc. Crindle M. A.
6. On the Travels of Yunan Chwang by T. Watterson.
7. Discovery of the exact site of Asoka's classical capital of Pataliputra by Lt. Col Waddel (1912)
8. Buddhist Records of the Western world by Prof. Beal.
9. Fa Hian's Travels by Prof. G. Lagge (1886)
10. Stewart's History of Bengal.
11. Taverner's Travels (Published London 1684)
12. Travels in the Moghal Empire by Francois Bernier
13. Early British Administration of Bihar by R. Hand.
14. Early Revenue History of Bengal & Fifth Report by F. D. Ascoli M. A.



مشائہ سیرہ لونان و روم

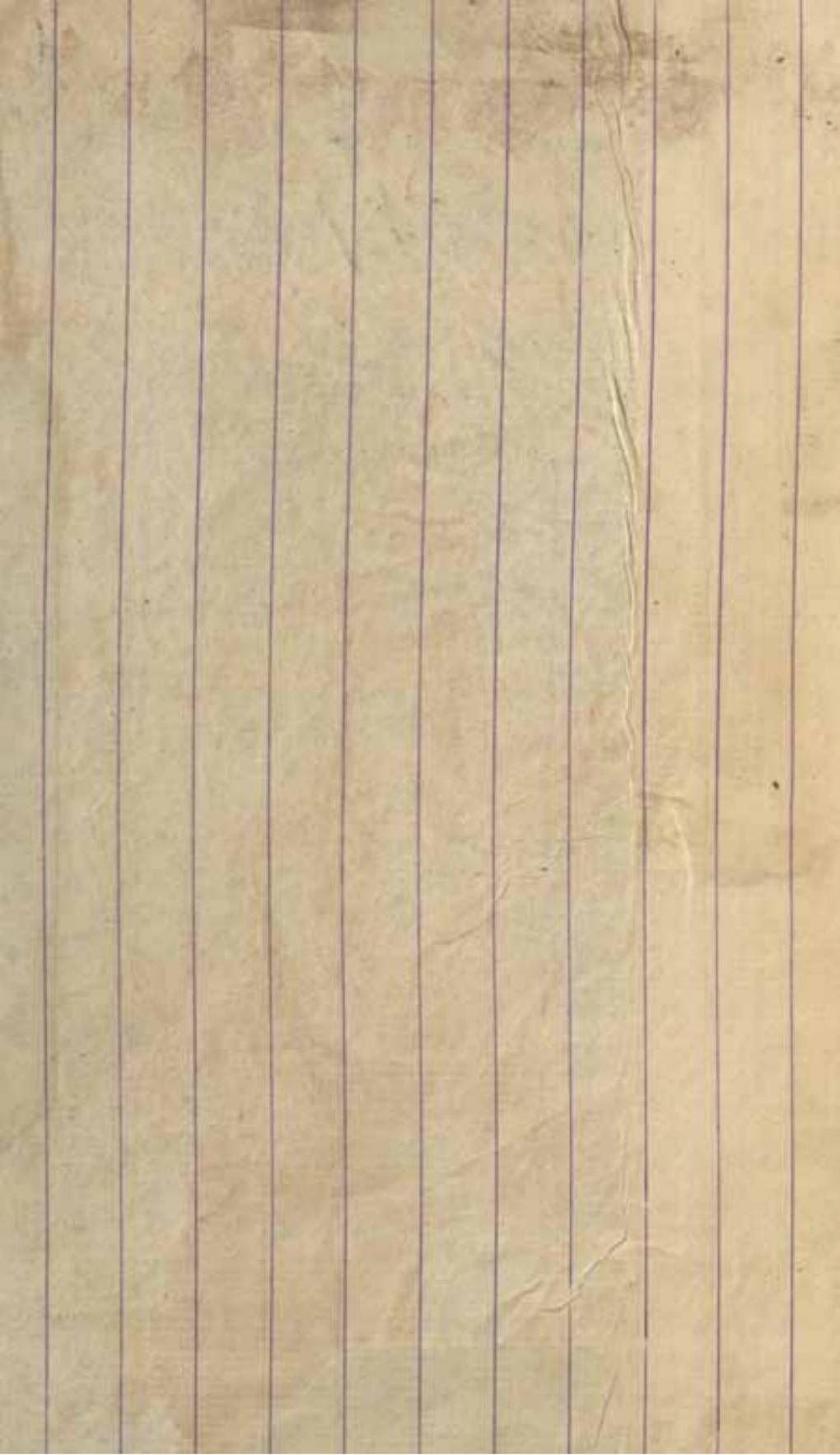
دھن پرستی اور بے نفسی۔ عزم و جواں مردی کی شالوں سے اس
ہر ایک صفحہ معمور ہے۔ قیمت حصہ اول مجلد چار روپا (لکھہ)، بلا جلد تین روپا
(سے)، حصہ دوم مجلد تین روپا (سے)، بلا جلد دو روپا آٹھ آتے (ریال)۔

کتابہ الہند (البیرونی) حصہ اول و دوم



البیرونی کی اس معکر آرائصنیف کے ترجمے کی کئی مختلف اداروں
نے کوشش کی یہکن تنوع علمی موضوعات اور دینیں سائل کی بہتات۔
بدب اس کی تکمیل سے قاصر ہے، سات سال کی محنت کے بعد تن
ماہرین علم سے رجوع کر کے انہیں اس کتاب کا قابل اطیبانان ترجمہ کرا۔
یہ کام یاب ہو گئی، قیمت حصہ اول مجلد تین روپا آٹھ آتے (ہے)،
بلا جلد تین روپا (سے)، حصہ دوم مجلد لکھہ، بلا جلد تے
صلنے کا پتھر

انجمن ترقی ازدواج (ہند) دہلی



CENTRAL ARCHAEOLOGICAL LIBRARY,
NEW DELHI
Issue Record.

Catalogue No. 954.16/Fas.- 2795.

Author— Fasihud'Din Balkhi
Azimabadi.